فائنل کاپی جو مولانا اظہر کو بھیجی گئی ۱۱ر نومبر ۲۰۱۷ء

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

کے آثار و افکار کا شاندار مجموعہ

انوارِ فاطمہؑ

مؤلف

مولانا مظاہر حسین مظفرنگری

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	:	انوارِ فاطمہؑ
مؤلف	:	حجۃ الاسلام مولانا مظاہر حسین مظفرنگری
تصحیح ونظر ثانی	:	حجۃ الاسلام مولانا سید نذر امام نقوی
		حجۃ الاسلام مولانا حیدر مہدی کریمی
طباعت باراول	:	اگست ۲۰۱۴ء
طباعت باردوم	:	اپریل ۲۰۱۵
طباعت بارسوم	:	نومبر ۲۰۱۷
تعداد اشاعت	:	پانچ سو (۱۵۰۰)
قیمت	:	۲۵۰/روپئے

ناشر

ولایت پبلیکیشنز، نئی دہلی

انتساب

حقیر کی یہ ناچیز کاوش، پرچمدارِ توحید، ورثہ دارِ رسالت، ضیاءِ شمعِ امامت

چراغِ نورِ ہدایت، محافظِ دین وشریعت

ضامنِ بقائے کائنات، نگینِ دلِ موجودات

عطرِ گل چمنستانِ رسولؐ

بلبلِ بوستانِ بتولؑ

منتقم خونِ حسینؑ

عسکریؑ کا نورِ عین

نرجسؑ کے دل کا چین

مولائے دوجہاں، مہدیِ دوراں، صاحب الزماں

امام دوسرا، حجتِ کبریا ارواحنالہ الفداء کے مبارک نام

جس کے انتظار میں آنکھیں ترس گئیں کہ کب رخِ انور سے پردہ ہٹے اور کب دیدارِ یار ہو

اس امید کے ساتھ کہ شاید یہ ادنیٰ سا تحفہ میرے لئے اور میرے والدین و بچوں کے لئے نجات کا ذریعہ بن جائے، میرے مولا و آقا:

دوستاں را کجا کنی محروم

تو کہ با دشمناں نظر داری

مظاہر

عرض ناشر

عندلیبِ چمنستان نبوت و رسالت، عروسِ بوستان ولایت و امامت، ملیکۂ جہانِ شرافت ونجابت، محورِ صداقت و طہارت، مرکزِ عصمت و عفت، طلیعۂ انوارِ ہدایت وقیادت، گلدستۂ عبادت وسعادت، مدافعۂ شاہِ ولایت، عنوانِ سرخیٔ شہادت، مصداقِ سورۂ کوثر، زوجۂ غمگسار حیدرؑ، مادرِ شبیرؑ وشبّرؑ، عطائے یگانۂ ایزدِ منّاں، اُسوۂ قطبِ عالم امکاں، مخدومۂ حوروغلماں، آبروئے دو جہاں، سیّدۂ نساء عالمیاں، نورِ چشم محمد مصطفیٰؐ، یادگارِ خدیجۃ الکبریٰؑ، ہمرازِ علی مرتضیٰؑ، فخر مریمؑ و سارہؑ وحوّاؑ، شفیعۂ روزِ جزاء، نقطۂ دائرۂ اِنّما، صدیقۂ کبریٰ، اُمِّ ابیہا، راضیہ، مرضیہ، محدّثہ، انسیہ، طاہرہ، عالمہ، حانیہ، بتول، عذراء، حوراء، یعنی حضرت فاطمۂ زہراء سلام اللہ علیہا پر بے پایان درود وسلام۔

ہماری جانیں قربان ہوں اس مخدرۂ عصمت وطہارت پر جس کا حق غصب کیا گیا، جس کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا اور جس کو اس کی وراثت سے محروم کردیا گیا، ایسے پُرآشوب ماحول اوران دشوار گذار حالات میں، اگر ایک طرف آلِ رسولؐ میں غم و ماتم، گریہ وزاری، صدمہ ونوحہ اور صعوبت ومصیبت کے بادل چھائے ہوئے تھے، تو دوسری طرف بساطِ دیں پر دنیوی ومادّی اور سیاسی داؤ پیچ کھیلنے والے جرگے میں جشن کا ماحول تھا اور کچھ دنوں کے بعد پیغمبر اکرمؐ کی اکلوتی بیٹی کو باپ کی جدائی کا پرسا دینے اور تعزیت وتسلیت پیش کرنے کے بجائے ظلم و بربریت کے خوگر

خانۂ وحی پر آگ اور لکڑیاں لے کر جمع ہو گئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے خانۂ زہراء سلام اللہ علیہا سے آگ کے شعلے اُٹھنے لگے، اسی عالم میں مدافعۂ ولایت وشہیدۂ امامت کے پہلوئے مبارک پر جلتا ہوا دروازہ گرا دیا گیا، محسن بن علیؑ کو شکمِ مادر ہی میں شہید کر دیا گیا، گلوئے حق میں ریسمانِ ظلم باندھ دی گئی، شیرِ خدا کو رسیوں میں جکڑ دیا گیا، سردارانِ جوانان اہلِ جنت کی فریاد وصدائے احتجاج تشدد وانتہا پسندی کے نقّارخانہ میں دب کر رہ گئی اور نبوت ورسالت کے تسلسل یعنی ولایت وامامت کی اطاعت کے بجائے خلافت وملوکیت کی داغ بیل ڈال دی گئی۔

بی بیٔ دو عالم (س) کی حیاتِ طیبہ وسیرتِ مطہرہ، آثار وافکار اور فرمودات وارشادات ہمیشہ سے علماء، فقہاء، صلحاء، فضلاء، شرفاء، عرفاء، ادباء اور اہلِ دانش وبینش کا موضوعِ بحث رہے ہیں اور اب تک بے شمار کتب، رسالے، مقالے اور مضامین وعناوین بی بیٔ دو جہاںؑ کی شخصیت کے حوالے سے منصۂ شہود پر آ چکے ہیں اور آئندہ بھی آتے رہیں گے لیکن جس طرح ذاکرین، مقررین، واعظین، مصنفین، مؤلفین، مترجمین اور محققین سب مل کر بھی آپ کی الٰہی ونورانی شخصیت وعظمت کا حق ادا نہیں کر سکے ہیں اور نہ آئندہ کر سکیں گے، بالکل اسی طرح مبغضین، حاسدین، منافقین، ظالمین، اور متعصبین نے اپنی لاکھ کوششوں کے باوجود بہت چاہا کہ کم کر دیں یا بالکل مٹا دیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ نہ تو کل اربابِ دولت وثروت اور فرمانروایانِ مملکت آپ کے ذکر کو مٹا سکے تھے، نہ آج کسی میں دم ہے اور نہ ہی تنظمیں، جماعتیں، قومیں، طاقتیں اور حکومتیں، آپ کی شخصیت ونورانیت وعظمت اور آثار وباقیات الصالحات کو قیامت تک مٹا پائیں گی اس لئے کہ:

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

زیرِ نظر کتاب ''انوارِ فاطمہؑ'' حجۃ الاسلام مولانا مظاہر حسین مظفر نگری کی جانفشانیوں کا ماحصل ہے، مؤلفِ موصوف نے ختمِ رسلؐ کی اکلوتی یادگار حضرت فاطمہ زہراؑ کی حیاتِ طیبہ،

سیرتِ مطہرہ، آثار وافکار اور ارشادات وفرمودات پر مبنی گراں قدر سرمایہ کو کتابی شکل دی ہے تا کہ موالیانِ بنتِ رسولؐ اپنی انفرادی واجتماعی زندگی میں ان جواہر پاروں سے بہتر طور پر استفادہ کرسکیں اور اپنی زندگی کو فیضیاب بنا سکیں۔

الحمد للہ ولایت پبلیکیشنز اپنے مطبوعاتی مراحل کو آگے بڑھاتے ہوئے اس مقدس کتاب کو ایک بار پھر اہلِ ایقان وایماں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے، خداوندعالم سے دعا ہے کہ ''انوارِ فاطمہؑ'' سے تمام مومنین وجویانِ راہِ حق کی زندگی منور ہوجائے۔

ولایت پبلیکیشنز
نئی دہلی

مقدمہ

انسانوں کی تربیت میں اہم ترین عامل نمونہ و آئیڈیل کا پیش کرنا ہے، کیونکہ یہ نمونے اور نورانی مرقعے ہی ہیں جو انسان کی صحیح راہ کی جانب راہنمائی کے ساتھ اس کے طرزِ عمل کو سعادت بخش بناتے ہیں اور اس میں نورِ بصیرت پیدا کر کے اس کے اخلاق کو نکھارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، اسی لئے خداوند عالم قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:

"وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ". [1]

اس آیت میں پیغمبر اسلامؐ ایک آئیڈیل اور مرقّع کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے اخلاقِ حسنہ، طرزِ عمل، رفتار و گفتار اور سیرتِ طیّبہ سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسری جانب قرآن مجید نے خواتین کے لئے بھی نمونے اور مرقعے معین کئے ہیں، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

"وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتاً فِي الْجَنَّةِ". [2]

اس آیت میں خداوند عالم نے صاحبانِ ایمان کے لئے زنِ فرعون یعنی جناب آسیہؑ کی مثال بیان کی ہے کہ جن سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

---

(۱) سورۂ احزاب: آیت ۲۱۔

(۲) سورۂ تحریم: آیت ۱۱۔

حقیقت یہ ہے کہ فرعون کی مخالفت کے نتیجہ میں جناب آسیہؑ پر اذیت وآزار کے جو پہاڑ توڑے گئے اور جو تکلیفیں انہیں برداشت کرنی پڑیں وہ خدا پر ان کے ایمان واستقامت کی بہترین اور اعلیٰ ترین مثال ہے۔

اسی طرح پیغمبر اسلامؐ نے چار خواتین کو نمونۂ عمل قرار دیا ہے، ارشاد فرمایا:

''لَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسآءِ اِلَّامَرْیَمُ وَآسِیَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَخَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلَدٍ وَفَاطِمَةُ (ع)''۔[۱]

پیغمبر اسلامؐ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت فاطمہ زہراؑ کا مرتبہ جناب آسیہؑ اور دیگر خواتین سے بالاتر ہے اور فاطمہ زہراؑ خواتینِ عالم کی سردار ہیں''۔[۲]

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا:

''اِنَّ اَوَّلَ شَخْصٍ یَدْخُلُ عَلَیَّ الْجَنَّةَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ مَثَلُهَا فِی هٰذِهِ الْاُمَّةِ کَمَثَلِ مَرْیَمَ بِنْتِ عِمْرَانٍ فِیْ اِسْرآئِیْلَ''۔[۳]

حضرت فاطمہ زہراؑ کی عمر مبارک بہت مختصر تھی تاہم جو بھی تھی اس کی برکتیں وسعتِ تاریخ سے بھی زیادہ بڑی تھیں، امام خمینیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے:

''ہمارے پاس جتنے معارف وتعلیماتِ الٰہیہ ہیں وہ سب حضرت فاطمہؑ کے چھوٹے سے گھر کی برکت ہے، کیونکہ آپ اُمّ الائمہؑ ہیں اور آپ کی آغوشِ پاک میں دو معصوم اماموں نے تربیت پائی ہے جو جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں''۔

---

[۱] کشاف زمخشری: ج۳، ص:۲۵۰۔

[۲] کتاب فضائل الخمسہ من الصحاح۔

[۳] کنز العمال: ج:۱۳، ص:۹۵۔

حضرت فاطمہ زہراؑ امام المتقین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شریکِ حیات ہیں، جن کے بارے میں پیغمبر اسلامؐ نے جناب جبرئیلؑ کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

''اگر علیؑ نہ ہوتے تو فاطمہؑ کا کوئی کفو و ہمسر نہ ہوتا''۔ [۱]

اس کے علاوہ جناب فاطمہ زہراؑ شریکِ کارہائے رسالت اور باعثِ سکون قلبِ نبوت تھیں، یہی وجہ ہے کہ حضور اکرمؐ نے آپ کو ''اُمّ ابیہا'' کا لقب دیا اور آپ کے بارے میں فرمایا:

''فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ فَمَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِیْ''۔ [۲]

نیز فرمایا: ''وَهِیَ نُوْرُ عَیْنِیْ وَثَمَرَةُ فُؤَادِیْ''۔ [۳]

پیغمبر اسلامؐ سے پوچھا گیا کہ عورتوں میں سب سے زیادہ آپ سے قریب کون ہے تو آپ نے جناب فاطمہؑ کا نام لیا اور جب پوچھا گیا کہ مردوں میں سب سے زیادہ قریب کون ہیں تو حضورؐ نے جناب فاطمہؑ کے شوہر حضرت علیؑ کا نام لیا۔ [۴]

زوجۂ رسولؐ حضرت عائشہ سے نقل کیا گیا کہ انہوں نے کہا:

''مَا رَأَیْتُ اَحَداً اَصْدَقُ مِنْ فَاطِمَةَ غَیْرَ اَبِیْهَا''۔ [۵]

''میں نے سوائے رسول خداؐ کے فاطمہؑ سے بڑھ کر صادق کسی کو نہیں دیکھا''۔

یہ جھلکیاں خواتینِ عالم کی سردار جناب فاطمہ زہراؑ کے فضائل کے سلسلے میں تھیں۔

علاوہ ازایں آپ ولایتِ امیر المؤمنین علیہ السلام کے دفاع میں شہید ہونے والی پہلی شخصیت ہیں کہ جنہوں نے پیغمبر اسلامؐ کی المناک رحلت کے بعد رونما ہونے والے واقعات سے

---

[۱] اصول کافی: ج ۲، ص ۳۶۰، حدیث ۱۲۴۵۔
[۲] صحیح مسلم: ج ۷، ص ۱۴۰۔
[۳] صواعق محرقہ: ابن حجر عسقلانی، ص: ۱۰۷۔
[۴] مستدرک صحیحین: حاکم نیشاپوری، ج: ۳، ص: ۱۵۵۔
[۵] ایضا: ج: ۳، ص: ۱۵۰۔

پردہ اٹھانے، انہیں برملا کرنے اور پیغمبر اسلامؐ کی سیرت واقوال کو مہاجرین وانصار تک پہنچانے میں اہم ترین کردار ادا کیا اور اس راہ میں آپ کو بہت زیادہ مصائب کا سامنا کرنا پڑا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عالمِ شباب میں پیغمبر اسلامؐ کی رحلت کے ۷۵/ یا بروایت دیگر ۹۵/ دن بعد اس دارِ فانی سے کوچ کر گئیں اور کچھ لوگوں کی آپ سے عداوت ودشمنی کی بناء پر، آپ کے جسمِ اطہر کو شب کی تاریکی میں دفن کیا گیا اور ابھی تک پیغمبر اکرمؐ کی اکلوتی بیٹی کی قبرِ اطہر پوشیدہ ہے اور کسی کو نہیں معلوم کہ آپ کی قبرِ اطہر کہاں پر واقع ہے؟ یہ چیز آپ کی مظلومیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

دنیا کی چار برتر اور برگزیدہ خواتین کے مثالی اور نمونہ ہونے پر مبنی پیغمبر اسلامؐ کے مبارک قول کے مطابق، حضرت زہراؑء کی زندگی نجابت وشرافت وطہارت، شجاعت و فداکاری، عبادت وبندگی، امورِ خانہ داری وشوہرداری اور صالح ومعصوم فرزندوں کی تربیت کو دیکھتے ہوئے ہمیں آپ سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

آخر میں ہم حجۃ الاسلام مولانا مظاہر حسین مظفرنگری صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ زہراؑء کی زندگی کے گوشہ ہائے مختلف کو اپنی اس کتاب میں شامل کیا ہے اور آپ کے آثار وافکار اور باقیات الصالحات پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے، ہمیں امید ہے کہ قارئینِ کرام وموالیانِ ذوی الاحترام اس عظیم کتاب سے بھرپور فیض اٹھائیں گے اور مؤلف اور جملہ خادمانِ کتاب کو اپنی خاص دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہدی مہدوی پور

نئی دہلی، ہند

فہرست عناوین

۱۔	عرضِ ناشر	۷
۲۔	مقدمہ	۱۱
۳۔	پیش لفظ	۳۹
۴۔	**ولادتِ باسعادت اور نشو ونما**	۴۱
۵۔	تاریخِ ولادت اور سنِ اقدس	۴۱
۶۔	بیٹیوں کے متعلق عرب کا عام رواج	۴۲
۷۔	خانۂ ولادت	۴۲
۸۔	آغوشِ تربیت	۴۳
۹۔	قدرت کا نایاب تحفہ	۴۴
۱۰۔	رُطبِ بہشت کی خوشبو	۴۵
۱۱۔	گوہرِ فاطمہؑ صدفِ خدیجہؑ میں	۴۶
۱۲۔	وقتِ ولادت پاک بیبیوں کی آمد	۴۷
۱۳۔	بہشتی خواتین سے بچی کی گفتگو	۴۸
۱۴۔	حضرت فاطمہ زہراؑ سراپا ہدایت	۴۹

۱۵۔	اسمائے مبارک اور القاب	۵۱
۱۶۔	اسمائے حضرت فاطمہؑ خدا کے نزدیک	۵۱
۱۷۔	متونِ شرعیہ میں اسمائے فاطمہؑ	۵۲
۱۸۔	اسماء والقاب کے اسباب	۵۳
۱۹۔	حضرت فاطمہؑ ''فاطمہؑ'' ہیں	۵۳
۲۰۔	حضرت فاطمہؑ کے نام کا تقدس خاندانِ رسالتؐ میں	۵۴
۲۱۔	حضرت فاطمہؑ کے نام سے موسوم بچی کو طمانچہ نہ لگانا	۵۴
۲۲۔	حضرت فاطمہؑ ''صدیقہ'' ہیں	۵۵
۲۳۔	حضرت فاطمہؑ ''مبارکہ'' ہیں	۵۶
۲۴۔	حضرت فاطمہؑ ''زہراء'' یعنی درخشاں ستارہ ہیں	۵۷
۲۵۔	حضرت فاطمہؑ ''کوکب دری'' ہیں	۵۹
۲۶۔	حضرت فاطمہؑ ''زُہرۂ اہل بیتؑ'' ہیں	۵۹
۲۷۔	حضرت فاطمہؑ ''بتوّل'' ہیں	۶۱
۲۸۔	حضرت فاطمہؑ ''غُرّہ'' ہیں	۶۱
۲۹۔	حضرت فاطمہؑ ''عذراء'' ہیں	۶۲
۳۰۔	حضرت فاطمہؑ ''مُحدَّثہ'' ہیں	۶۲
۳۱۔	حضرت فاطمہؑ ''اِنسیہ'' ہیں	۶۳
۳۲۔	حضرت فاطمہ ''تقیہ'' اور ''نقیہ'' ہیں	۶۳

۳۳۔	حضرت فاطمہؑ ''حبیبہ'' ہیں	۶۴
۳۴۔	حضرت فاطمہؑ ''حرّہ'' ہیں	۶۴
۳۵۔	حضرت فاطمہؑ ''وحیدہ'' ہیں	۶۵
۳۶۔	حضرت فاطمہؑ ''حوریہ'' ہیں	۶۶
۳۷۔	حضرت فاطمہؑ ''راکعہ'' و ''ساجدہ'' ہیں	۶۶
۳۸۔	حضرت فاطمہؑ ''موفقہ، رشیدہ، مہدیہ اور ملہمہ'' ہیں	۶۷
۳۹۔	حضرت فاطمہؑ ''سیدہ'' ہیں	۶۸
۴۰۔	حضرت فاطمہؑ ''شہیدہ'' ہیں	۶۸
۴۱۔	حضرت فاطمہؑ ''صابرہ'' ہیں	۶۹
۴۲۔	حضرت فاطمہؑ ''صدوقہ'' ہیں	۶۹
۴۳۔	حضرت فاطمہؑ ''راضیہ، مرضیہ اور رضیہ'' ہیں	۷۰
۴۴۔	حضرت فاطمہؑ ''معصومہ'' ہیں	۷۱
۴۵۔	**جناب فاطمہؑ کی کُنیات اور اَسباب**	۷۳
۴۶۔	حضرت فاطمہؑ کی کُنیات	۷۳
۴۷۔	حضرت فاطمہؑ ''اُمِّ اَبِیہَا'' ہیں	۷۴
۴۸۔	حضرت فاطمہؑ ''اُمّ الائمّہ'' ہیں	۷۴
۴۹۔	حضرت فاطمہؑ ''اُمّ الہنا'' ہیں	۷۵
۵۰۔	حضرت فاطمہؑ ''اُمّ العلوم'' ہیں	۷۶

۵۱۔	حضرت فاطمہؑ ''اُمّ الرَّیحانَتین'' ہیں	۷۶
۵۲۔	حضرت فاطمہؑ ''اُمّ السادات'' ہیں	۷۷
۵۳۔	**خاندانِ حضرت فاطمہ زہراؑ**	۷۹
۵۴۔	خاندان فاطمہؑ کے امتیازات	۷۹
۵۵۔	والدِ ماجد	۸۱
۵۶۔	والدۂ ماجدہ	۸۳
۵۷۔	جدِّ امجد	۸۵
۵۸۔	جدّۂ ماجدہ	۸۶
۵۹۔	خسرِ معظّم	۸۷
۶۰۔	مادرِ نسبتی	۸۸
۶۱۔	شوہرِ نامدار	۸۹
۶۲۔	برادرانِ فاطمہ زہراؑ	۹۰
۶۳۔	خواہرانِ فاطمہ زہراؑ	۹۱
۶۴۔	**پسرانِ حضرت فاطمہ زہراؑ**	۹۳
۶۵۔	حضرت امام ''حسن'' علیہ السلام	۹۳
۶۶۔	حضرت امام ''حسین'' علیہ السلام	۹۴
۶۷۔	حضرت ''محسن'' علیہ السلام	۹۹

۶۸۔	**دُخترانِ حضرت فاطمہ زہراؑ**	۱۰۱
۶۹۔	عقیلۂ بنی ہاشم حضرت زینبُ الکبریٰ سلام اللہ علیہا	۱۰۱
۷۰۔	ولادت کے موقع پر پیغمبر اکرمؐ کے تأثرات	۱۰۱
۷۱۔	تاریخ ساز خاتون	۱۰۲
۷۲۔	حضرت اُمّ کلثوم زینبُ الصّغریٰ سلام اللہ علیہا	۱۰۴
۷۳۔	**ذُرّیتِ حضرت فاطمہ زہراؑ**	۱۰۷
۷۴۔	چمنستانِ بتولؑ کے پھول	۱۰۷
۷۵۔	ابنائے فاطمہؑ ذُریتِ رسولؐ	۱۰۸
۷۶۔	''شعبی'' اور ''حجاج'' کا مناظرہ	۱۰۹
۷۷۔	اولادِ فاطمہؑ کے لئے دعائے رسولؐ	۱۱۰
۷۸۔	اولادِ فاطمہؑ کے ساتھ صلۂ رحم کرو	۱۱۰
۷۹۔	کعبہ کا نمازی دوزخ میں	۱۱۲
۸۰۔	**آلِ فاطمہؑ پر درود وسلام**	۱۱۳
۸۱۔	آلِ یاسینؑ درود شریف میں شامل	۱۱۳
۸۲۔	ناقص درود شریف نہ بھیجا کرو	۱۱۴
۸۳۔	درود شریف کے بغیر نماز نہیں	۱۱۵
۸۴۔	درود شریف پڑھو شفاء پاؤ	۱۱۵

۸۵۔	دوردشریف حضرت حواؑ کا مہر	۱۱۶
۸۶۔	عظمتِ فاطمہؑ پہ نبیؐ کا سلام	۱۱۷
۸۷۔	کثرتِ درود، فقر وتنگدستی کا علاج	۱۱۷
۸۸۔	**حضرت فاطمہؑ کی خدمت گزار بیبیاں**	۱۱۹
۸۹۔	**۱۔ جناب فِضّہؓ**	۱۱۹
۹۰۔	خاندانی تعلق	۱۱۹
۹۱۔	علومِ قرآن پر دسترس	۱۱۹
۹۲۔	فقہی مسائل پر عبور	۱۲۰
۹۳۔	فنِ کیمیا گری میں مہارت	۱۲۰
۹۴۔	جناب فِضّہؓ کے لئے آسمانی دسترخوان	۱۲۱
۹۵۔	جناب فِضّہؓ هَلْ اَتٰی کے زمرے میں	۱۲۲
۹۶۔	حسنؑ وحسینؑ مجھے ماں کہتے ہیں	۱۲۲
۹۷۔	فِضّہؓ ! مجھے سنبھالو میرا بچہ شکم میں شہید ہوگیا	۱۲۳
۹۸۔	کربلا میں جناب فضہؓ کے استغاثہ پر شیر کی آمد	۱۲۳
۹۹۔	**۲۔ جناب اُمّ ایمنؓ**	۱۲۵
۱۰۰۔	اُمّ ایمنؓ میری ماں ہیں	۱۲۵
۱۰۱۔	اُمّ ایمنؓ بہشتی خاتون ہیں	۱۲۶

۱۰۲۔	حضرت زہراؑء کی شادی میں پیش قدمی	۱۲۶
۱۰۳۔	فراقِ سیدہؑ میں مدینہ اچھا نہیں لگتا	۱۲۸
۱۰۴۔	**حضرت فاطمہؑ کے گھر سے وابستہ خواتین**	۱۲۹
۱۰۵۔	**۱۔ حضرت اُمّ سلمہؓ**	۱۲۹
۱۰۶۔	حضرت اُمّ سلمہؓ امانت دارِ اہل بیتؑ	۱۲۹
۱۰۷۔	تبرکاتِ حسینؑ کی حفاظت	۱۲۹
۱۰۸۔	**۲۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ راز دارِ سیدہؑ**	۱۳۳
۱۰۹۔	ایمان و ہجرت	۱۳۳
۱۱۰۔	شوہر کی شہادت	۱۳۴
۱۱۱۔	معرکۂ کربلا میں جناب اسماءؓ کا حصہ	۱۳۵
۱۱۲۔	**عقیدتمندانِ درِ سیدۂ کونینؑ**	۱۳۷
۱۱۳۔	**۱۔ سلمان فارسیؓ**	۱۳۷
۱۱۴۔	نگاہِ رسولؐ میں	۱۳۷
۱۱۵۔	دارالسلام کی تین حوریں تین صحابہؓ کے لئے	۱۳۸
۱۱۶۔	**۲۔ بلالؓ، گدائے درِ علیؑ و بتولؑ**	۱۴۱
۱۱۷۔	ایمان و آزادی	۱۴۱

۱۱۸۔	میں روزِ غدیر کی بیعت نہیں توڑ سکتا	۱۴۲
۱۱۹۔	میں جناب سیدہؑ کے لئے آٹا پیس رہا تھا	۱۴۳
۱۲۰۔	بلالؓ! اماں زہراؑ کی دنیا اجڑ گئی	۱۴۴
۱۲۱۔	کربلا کا مؤذن	۱۴۶
۱۲۲۔	**تبرکاتِ حضرت فاطمہ زہراؑ**	۱۴۷
۱۲۳۔	جناب فاطمہؑ کی چادر	۱۴۷
۱۲۴۔	جناب فاطمہؑ کا پیراہن	۱۴۷
۱۲۵۔	جناب فاطمہؑ کا گلوبند	۱۴۹
۱۲۶۔	جناب فاطمہؑ کی چکّی	۱۵۳
۱۲۷۔	جناب فاطمہؑ کی انگوٹھی	۱۵۳
۱۲۸۔	جناب فاطمہؑ کا گھر	۱۵۴
۱۲۹۔	جناب فاطمہؑ کا حجرہ	۱۵۵
۱۳۰۔	جناب فاطمہؑ کا بیت الحزن	۱۵۵
۱۳۱۔	کافورِ بہشتی	۱۵۶
۱۳۲۔	قمیصِ ابراہیمیؑ	۱۵۷
۱۳۳۔	بہشتی کرتہ	۱۵۷
۱۳۴۔	ثرید کا پیالہ	۱۵۸
۱۳۵۔	رومالِ سیدہؑ	۱۵۹
۱۳۶۔	پیراہنِ سیدہؑ آج تک محفوظ	۱۶۰

۱۳۷۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ کی تسبیح**	۱۶۳
۱۳۸۔	بابا میں خدا کی رضا پر راضی ہوں	۱۶۳
۱۳۹۔	تسبیح فاطمہؑ سے گناہ معاف ہوتے ہیں	۱۶۵
۱۴۰۔	تسبیح فاطمہؑ سے بیماروں کو شفاء ملتی ہے	۱۶۵
۱۴۱۔	اپنے بچوں کو تسبیح فاطمہؑ پڑھنے کا حکم دو	۱۶۶
۱۴۲۔	خاکِ شفاء کی تسبیح	۱۶۶
۱۴۳۔	**حضرت فاطمہؑ کی شادی خانہ آبادی**	۱۶۹
۱۴۴۔	جمالِ علیؑ و فاطمہؑ	۱۶۹
۱۴۵۔	صحابہ کا پیغامِ خواستگاری منظور نہیں	۱۷۰
۱۴۶۔	علیؑ ہی فاطمہؑ کے کفو ہیں	۱۷۱
۱۴۷۔	بزمِ ملائکہ میں حضرت فاطمہؑ کی شادی	۱۷۲
۱۴۸۔	شادی میں مادرِ فاطمہؑ کی یاد	۱۷۴
۱۴۹۔	نورانی اوراق کا نذرانہ	۱۷۴
۱۵۰۔	ولیمہ کا اہتمام	۱۷۵
۱۵۱۔	خوشی کے ماحول میں حضرت فاطمہؑ کی رخصتی	۱۷۶
۱۵۲۔	حضرت فاطمہؑ کی شادی میں اُمِّ سلمہؓ کے اشعار	۱۷۶
۱۵۳۔	حضرت عائشہ کے اشعار	۱۷۷
۱۵۴۔	حضرت حفصہ کے اشعار	۱۷۸

۱۵۵۔	حضرت معاذہ اُمّ سعد کے اشعار	۱۷۸
۱۵۶۔	تم بہترین میاں بیوی ہو	۱۷۹
۱۵۷۔	مہرِ فاطمہؑ منجانب خدا	۱۷۹
۱۵۸۔	مہرِ فاطمہؑ منجانب پیغمبر اکرمؐ	۱۸۰
۱۵۹۔	مہرِ فاطمہؑ منجانب فاطمہؑ	۱۸۰
۱۶۰۔	جہیز کی تفصیل	۱۸۲
۱۶۱۔	پوشاکِ عروسی دیکھ کر خواتینِ قریش حیرت زدہ	۱۸۳
۱۶۲۔	حضرت علیؑ کے گھر کا اثاثہ	۱۸۳
۱۶۳۔	**خانۂ حضرت علیؑ میں جناب فاطمہؑ کا نظامِ عمل**	۱۸۵
۱۶۴۔	حضرت فاطمہؑ مرکزِ نبوت سے مرکزِ ولایت تک	۱۸۵
۱۶۵۔	حضرت فاطمہؑ اور نظامِ خانہ داری	۱۸۵
۱۶۶۔	حضرت فاطمہؑ اور تربیتِ اولاد	۱۸۶
۱۶۷۔	حضرت فاطمہؑ نصرتِ اسلام میں شوہر کی ہمدم	۱۸۷
۱۶۸۔	شوہر بیوی کے درمیان باہمی تعاون کے اصول	۱۸۸
۱۶۹۔	آپسی مسائل میں بڑوں کا مشورہ	۱۸۹
۱۷۰۔	**حسنینؑ کی ولادت**	۱۹۱
۱۷۱۔	پاکیزہ نسل کی بشارت	۱۹۱
۱۷۲۔	یہ ہے تمھارے خواب کی تعبیر	۱۹۱

۱۷۳۔	ناموں کا تعیّن	۱۹۳
۱۷۴۔	کان میں اذان واقامت کہنے کی سنّت	۱۹۴
۱۷۵۔	بچوں کے عقیقے	۱۹۴
۱۷۶۔	چاندی کا تصدُّق	۱۹۵
۱۷۷۔	حسنینؑ کی پیروی حق کی پیروی	۱۹۵
۱۷۸۔	کاش میں زندہ ہوتی	۱۹۶
۱۷۹۔	دنیا ذکرِ امام حسینؑ مٹا نہ سکی	۱۹۷
۱۸۰۔	خون آلود پیراہن کے ساتھ	۱۹۹
۱۸۱۔	**حضرت فاطمہؑ اپنے بچوں کے درمیان**	۲۰۱
۱۸۲۔	بیٹے کی تقریر سے لطف اندوز	۲۰۱
۱۸۳۔	بچوں کے لئے خطاطی کا مقابلہ	۲۰۲
۱۸۴۔	بچوں کے لئے کشتی کا مقابلہ	۲۰۳
۱۸۵۔	بچوں کے لئے بہشتی لباس	۲۰۴
۱۸۶۔	بچوں میں رعایتِ حقوق کا درس	۲۰۵
۱۸۷۔	**کرامات ومعجزاتِ حضرت فاطمہؑ**	۲۰۷
۱۸۸۔	میں تمھاری شفاعت کروں گی	۲۰۷
۱۸۹۔	مرزا حبیب صبوحی کی حکایت	۲۰۸
۱۹۰۔	مجلسِ عزا میں بی بی فاطمہؑ کی آمد	۲۰۹

۱۹۱۔	جناب شہر بانوؓ کے خواب میں	۲۱۰
۱۹۲۔	جناب نرجس خاتونؓ کے خواب میں	۲۱۱
۱۹۳۔	شیخ مفیدؒ کے خواب میں	۲۱۳
۱۹۴۔	ذَرّہ تم یہ مرثیہ پڑھنا	۲۱۳
۱۹۵۔	مجھے جناب سیدہؑ نے بھیجا ہے	۲۱۴
۱۹۶۔	پہلے ہمارے عزادار کو بلاؤ تبھی مجلس میں آؤں گی	۲۱۵
۱۹۷۔	ایک شامی قیدی کے خواب میں	۲۱۶
۱۹۸۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ سے توسل**	۲۱۹
۱۹۹۔	زہراؑ ترے صدقے میں شفاء ملتی ہے	۲۱۹
۲۰۰۔	حضرت فاطمہؑ کے وسیلے سے پلِ صراط کی سختی دور ہوتی ہے	۲۲۰
۲۰۱۔	حضرت فاطمہؑ کے توسل سے امام رضاؑ بے حد خوش	۲۲۱
۲۰۲۔	ائمہ طاہرینؑ کا جناب سیدہؑ سے توسل	۲۲۲
۲۰۳۔	کشتی نوحؑ میں پنجتنِ پاکؑ کے نام کی تختی	۲۲۲
۲۰۴۔	پنجتنؑ وجہِ خلقت ہیں	۲۲۳
۲۰۵۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ کے لئے آسمانی غذائیں**	۲۲۵
۲۰۶۔	کھانے سے بھرا کاسہ	۲۲۵
۲۰۷۔	بے موسم کھانا	۲۲۶
۲۰۸۔	لذیذ سیب	۲۲۷

۲۰۹۔	آسمانی دسترخوان	۲۲۸
۲۱۰۔	بہشتی انگور و کھجور	۲۳۰
۲۱۱۔	بہشتی نان اور گوشت کا سالن	۲۳۱
۲۱۲۔	بہشتی مرغ	۲۳۲
۲۱۳۔	بہشتی لباس	۲۳۲
۲۱۴۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ کے ایثار و خیرات کی تجلیات**	۲۳۵
۲۱۵۔	سخاوتِ فاطمہؑ کی بلندیاں	۲۳۵
۲۱۶۔	قمیص کی خیرات	۲۳۶
۲۱۷۔	لباسِ عروسی بھی سائل کو عطا کر دیا	۲۳۶
۲۱۸۔	کھانا سائل کو دیا اور خود بھوکی رہیں	۲۳۸
۲۱۹۔	ہار کی قیمت سے غلام آزاد	۲۳۸
۲۲۰۔	فاطمۂ شامیہ خدمت جناب فاطمہ زہراءؑ میں	۲۳۹
۲۲۱۔	میرے بچے بھوکے ہیں مگر کھانا سائل کو ہی دوں گی	۲۴۰
۲۲۲۔	بابا کی خوشی کے لئے رنگین پردے کی خیرات	۲۴۱
۲۲۳۔	راہِ خدا میں انار کا عطیہ	۲۴۲
۲۲۴۔	**خاتونِ دو جہاںؑ کی زاہدانہ زندگی**	۲۴۵
۲۲۵۔	پیوند زدہ لباس مگر زبان پر شکرِ خدا	۲۴۵
۱۲۶۔	اُونٹ کے بالوں کا موٹا لباس	۲۴۶

۲۲۷۔	جناب فاطمہؑ کے گھر کا افلاس	۲۴۶
۲۲۸۔	میرے پاس تو بس ایک ہی چادر ہے	۲۴۷
۲۲۹۔	بھوک سے چہرہ زرد ہو گیا	۲۴۸
۲۳۰۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ کا حُسنِ اخلاق**	۲۴۹
۲۳۱۔	اپنے پدرِ بزرگوار کے ساتھ	۲۴۹
۲۳۲۔	اپنی مادرِ گرامی کے ساتھ	۲۵۰
۲۳۳۔	اپنی مادرِ نسبتی کے ساتھ	۲۵۰
۲۳۴۔	اپنے شوہر کے ساتھ	۲۵۰
۲۳۵۔	اپنی خادمہ کے ساتھ	۲۵۱
۲۳۶۔	اپنے پڑوسیوں کے ساتھ	۲۵۱
۲۳۷۔	اپنے مرحومین کے ساتھ	۲۵۲
۲۳۸۔	**آدابِ زندگی و اصولِ حیات**	۲۵۳
۲۳۹۔	کھانا کھانے کے آداب	۲۵۳
۲۴۰۔	کھانے کے بعد ہاتھ ضرور دھوئیں	۲۵۵
۲۴۱۔	عبادت میں خلوص قائم کرو	۲۵۵
۲۴۲۔	خوشبو نشاط و تازگی کی علامت	۲۵۵
۲۴۳۔	پاک دامنی شرافتِ انسانیت	۲۵۶

۲۴۴۔	**درسگاہِ فاطمہ زہراؑ کے مختلف پہلو**	۲۵۹
۲۴۵۔	احادیثِ نبیؐ کی اہمیت	۲۵۹
۲۴۶۔	احکامِ شرعی بیان کرنے کی تاکید وتشویق	۲۶۰
۲۴۷۔	دوعورتیں عدالتِ فاطمہؑ میں	۲۶۱
۲۴۸۔	عورت کا بہترین زیور	۲۶۲
۲۴۹۔	عورت کا جنازہ	۲۶۳
۲۵۰۔	بچّے کی طہارت کا طریقہ	۲۶۳
۲۵۱۔	درسگاہِ فاطمہؑ کی ایک بہترین متعلّمہ	۲۶۴
۲۵۲۔	بابرکت ایام میں عبادت کی تلقین	۲۶۴
۲۵۳۔	آدابِ دعا کی تعلیم	۲۶۵
۲۵۴۔	سوتے وقت کا عمل	۲۶۶
۲۵۵۔	تلاوتِ قرآن کی تشویق	۲۶۶
۲۵۶۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ محرابِ عبادت میں**	۲۶۹
۲۵۷۔	ربّ کے حضور میں	۲۶۹
۲۵۸۔	آیئے علیؑ نماز پڑھیں	۲۷۰
۲۵۹۔	عذابِ جہنم کی یاد سے سیدۂ کونینؑ زمین پر گر پڑیں	۲۷۱
۲۶۰۔	محرابِ عبادت میں فرشتوں کا سلام	۲۷۲
۲۶۱۔	اطاعتِ خدا میں بہترین مددگار	۲۷۲

۲۶۲۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ محافظِ نبوت و رسالت**	۲۷۳
۲۶۳۔	نبیؐ کے غموں کا مرہم	۲۷۳
۲۶۴۔	مکّہ میں نبی مکرّمؐ کی حفاظت	۲۷۳
۲۶۵۔	جنگِ خندق میں کھانے کا انتظام	۲۷۴
۲۶۶۔	بابا کی بھوک سے آبدیدہ	۲۷۴
۲۶۷۔	رسول اللہؐ کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر سیدہؑ کا گریہ	۲۷۵
۲۶۸۔	حسنؑ و حسینؑ سے کہہ دو نانا کا قصاص دیں	۲۷۵
۲۶۹۔	نبی مکرّمؐ کے دل کا سکون	۲۷۷
۲۷۰۔	جنگِ احد میں بابا کے سرہانے	۲۷۷
۲۷۱۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ قرآن کی روشنی میں**	۲۷۹
۲۷۲۔	عصمتِ فاطمہؑ پر قرآن کی گواہی	۲۷۹
۲۷۳۔	آیۂ تطہیر اور حضرت فاطمہ زہراؑ	۲۷۹
۲۷۴۔	آیۂ مباہلہ اور حضرت فاطمہ زہراؑ	۲۸۱
۲۷۵۔	آیۂ ذی القربیٰ اور حضرت فاطمہ زہراؑ	۲۸۲
۲۷۶۔	آیۂ عطا اور حضرت فاطمہ زہراؑ	۲۸۴
۲۷۷۔	سورۂ دہر کا نزول اور حضرت فاطمہ زہراؑ	۲۸۵
۲۷۸۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ احادیثِ نبوی کی روشنی میں**	۲۸۷
۲۷۹۔	حضرت فاطمہؑ میری پارۂ جگر	۲۸۷

۲۸۰۔	حضرت فاطمہؑ کی ناراضگی سے خدا ناراض	۲۸۸
۲۸۱۔	حضرت فاطمہؑ کائنات کی چار بافضیلت عورتوں میں	۲۸۸
۲۸۲۔	حضرت فاطمہؑ زنانِ بہشت کی سردار	۲۸۸
۲۸۳۔	حضرت فاطمہؑ آگ سے محفوظ	۲۹۰
۲۸۴۔	حضرت فاطمہؑ کی ذُرّیت اوران کے محبّ آگ سے محفوظ	۲۹۰
۲۸۵۔	حضرت فاطمہؑ کی عظمت پر ماں باپ قربان	۲۹۰
۲۸۶۔	حضرت فاطمہؑ حوروں کے جھرمٹ میں	۲۹۱
۲۸۷۔	حضرت فاطمہؑ کے تبسّم سے جنت روشن	۲۹۲
۲۸۸۔	حضرت فاطمہؑ کا نام دروازۂ جنت پر تحریر	۲۹۲
۲۸۹۔	حضرت فاطمہؑ کے ساتھ تین عورتیں محشور	۲۹۳
۲۹۰۔	حضرت فاطمہؑ سے محبت وعقیدت کا فائدہ	۲۹۳
۲۹۱۔	**حضرت فاطمہ زہراؑ کی معنوی شخصیت**	۲۹۵
۲۹۲۔	قدرت کی نگاہ میں	۲۹۵
۲۹۳۔	رسول اللہؐ کی نگاہ میں	۲۹۵
۲۹۴۔	حضرت علیؑ کی نگاہ میں	۲۹۶
۲۹۵۔	حضرت امام حسنؑ کی نگاہ میں	۲۹۶
۲۹۶۔	حضرت امام محمد باقرؑ کی نگاہ میں	۲۹۶
۲۹۷۔	حضرت امام جعفر صادقؑ کی نگاہ میں	۲۹۷

۲۹۸۔	ملائکہ کی نگاہ میں	۲۹۷
۲۹۹۔	حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی نگاہ میں	۲۹۸
۳۰۰۔	حضرت اُمّ سلمہؓ کی نگاہ میں	۲۹۹
۳۰۱۔	حضرت سلمان فارسیؓ کی نگاہ میں	۲۹۹
۳۰۲۔	حضرت عائشہ کی نگاہ میں	۳۰۰
۳۰۳۔	حسن بصری کی نگاہ میں	۳۰۰
۳۰۴۔	ثوبان غلامِ رسولؐ کی نگاہ میں	۳۰۰
۳۰۵۔	**حضرت فاطمہ زہراءؑ کے علمی معنوی وادبی آثار**	۳۰۱
۳۰۶	**ا۔ مصحفِ حضرت فاطمہ زہراءؑ**	۳۰۱
۳۰۷۔	مصحفِ فاطمہؑ کا وجود	۳۰۱
۳۰۸۔	مصحفِ فاطمہؑ اخبارِ غیبی کا مجموعہ	۳۰۲
۳۰۹۔	علاّمہ طباطبائیؒ کی وضاحت	۳۰۲
۳۱۰۔	**۲۔ حدیثِ کساء جناب سیدہؑ کی اہم یادگار**	۳۰۵
۳۱۱۔	فریقین کی کتابوں میں	۳۰۵
۳۱۲۔	جامعِ ترمذی کی روایت	۳۰۶
۳۱۳۔	صحیح مسلم کی روایت	۳۰۶
۳۱۴۔	حدیثِ کساء کے فضائل	۳۰۷

۳۱۵	**۳۔اقوال وارشادات کا مجموعہ**	۳۰۹
۳۱۶۔	احادیث کے چودہ نمونے	۳۰۹
۳۱۷۔	راویانِ حضرت فاطمہؑ	۳۱۱
۳۱۸۔	**۴۔حضرت فاطمہ زہراؑ کی دعاؤں کا مجموعہ**	۳۱۳
۳۱۹۔	۱۔دعائے نور	۳۱۴
۳۲۰۔	۲۔قید سے رہائی کی دعا	۳۱۵
۳۲۱۔	**۵۔ادبی وفکری اشعار**	۳۱۷
۳۲۲۔	شوہر کی شان میں قصیدہ	۳۱۷
۳۲۳۔	امام حسنؑ وامام حسینؑ کو لوریاں دیتے وقت	۳۱۸
۳۲۴۔	اشعار کا جواب اشعار میں	۳۱۸
۳۲۵۔	یادِ امام حسینؑ میں	۳۱۹
۳۲۶۔	اپنی شہادت کی خبر اشعار کے قالب میں	۳۲۰
۳۲۷۔	**۶۔حضرت فاطمہ زہراؑ کے مراثی کا مجموعہ**	۳۲۳
۳۲۸۔	فصاحت وبلاغت کا بہترین ذخیرہ	۳۲۳
۳۲۹۔	روضۂ رسولؐ کے سرہانے	۳۲۳
۳۳۰۔	۲۔آنسوؤں کی برسات میں	۳۲۴
۳۳۱۔	۳۔ فراقِ پدر میں	۳۲۴

۳۳۲۔	۴۔ بابا کے غم میں	۳۲۵
۳۳۳۔	نیرنگیٔ زمانہ کی شکایت	۳۲۶
۳۳۴۔	**۷۔ جناب فاطمہ زہراؑ کے اہم خطبات**	۳۲۹
۳۳۵۔	۱۔ زنانِ مدینہ کے درمیان	۳۲۹
۳۳۶۔	۲۔ عام لوگوں کے درمیان	۳۳۵
۳۳۷۔	۳۔ عہد شکن افراد کے لئے	۳۳۵
۳۳۸۔	۴۔ گروہِ انصار کے درمیان	۳۳۷
۳۳۹۔	**۸۔ حیاتِ سیدہؑ پر مختلف تصنیفات و تالیفات**	۳۴۱
۳۴۰۔	غیر مسلم دستیاب نسخوں کی تعداد	۳۴۱
۳۴۱۔	جناب فاطمہؑ سے متعلق لاکھوں یادداشتیں	۳۴۱
۳۴۲۔	انعام یافتہ تصنیفات	۳۴۲
۳۴۳۔	دورِ حاضر کی عظیم تالیف	۳۴۲
۳۴۴۔	**قطرہ ہائے اشکِ سیدہؑ**	۳۴۵
۳۴۵۔	ماں کے انتقال پُر ملال پر	۳۴۵
۳۴۶۔	بابا کی خبر رحلت سن کر	۳۴۶
۳۴۷۔	چچا کی شہادت پر	۳۴۶
۳۴۸۔	حضرت حمزہؓ کی قبر پر	۳۴۶

۳۴۹۔	حضرت رقیہؑ کی قبر پر	۳۴۸
۳۵۰۔	قمیصِ رسولؐ دیکھ کر	۳۴۸
۳۵۱۔	یادِ امام حسینؑ میں	۳۴۸
۳۵۲۔	سب سے پہلا عزاخانہ	۳۴۹
۳۵۳۔	روضۂ رسولؐ کی سب سے پہلی زائرہ	۳۵۰
۳۵۴۔	**حیاتِ رسولؐ کے آخری ایام اور حضرت فاطمہ زہراؑء**	۳۵۳
۳۵۵۔	سیدہؑ کے رونے پر پیغمبر اسلامؐ کی تشفی	۳۵۳
۳۵۶۔	بیٹی! کیوں روتی ہو؟	۳۵۴
۳۵۷۔	کچھ راز کی باتیں	۳۵۵
۳۵۸۔	حضرت فاطمہؑ اپنی خبر شہادت سن کر ہنس پڑیں	۳۵۶
۳۵۹۔	بیٹی! یہ فرشتۂ مرگ ہے	۳۵۷
۳۶۰۔	اصحابِ کساء کو دیکھ کر نبیؐ کا گریہ	۳۵۸
۳۶۱۔	مصیبتوں کے باب کھل گئے	۳۵۹
۳۶۲۔	**فدک کا واقعہ**	۳۶۱
۳۶۳۔	فدک حقِّ فاطمہ زہراؑ	۳۶۱
۳۶۴۔	قلبِ زہراؑء شدید زخمی ہوا	۳۶۲
۳۶۵۔	یہ ہے منطق عجیب سی تیری	۳۶۳
۳۶۶۔	بہشتی خاتون کی گواہی بھی مسترد کر دی	۳۶۴

۳۶۷۔	حضرت اُمّ سلمہؓ کی حمایت	۳۶۶
۳۶۸۔	موقوفہ باغات	۳۶۷
۳۶۹۔	موقوفہ باغوں کے نام	۳۶۷
۳۷۰۔	**حضرت فاطمہ زہراؑء کے مجاہدانہ اقدامات**	۳۶۹
۳۷۱۔	۱۔خلیفہ کی بیعت سے انکار	۳۶۹
۳۷۲۔	۲۔حدیثِ ثقلین کا دفاع	۳۶۹
۳۷۳	۳۔دربارِ خلافت میں اپنے حق کا مطالبہ	۳۷۱
۳۷۴۔	۴۔ولایت وامامت کا دفاع	۳۷۲
۳۷۵۔	۵۔ترکِ کلام	۳۷۳
۳۷۶۔	**حضرت فاطمہ زہراؑء بستر علالت پر**	۳۷۵
۳۷۷۔	سات ضربتیں	۳۷۵
۳۷۸۔	زخمِ دل	۳۷۶
۳۷۹۔	حضرت اُمّ سلمہؓ کی عیادت	۳۷۶
۳۸۰۔	ناقابلِ انکار حقیقت	۳۷۷
۳۸۱۔	**حضرت فاطمہ زہراؑء کی وصیتیں**	۳۷۹
۳۸۲۔	۱۔یاعلیؑ مجھے بھول نہ جانا	۳۷۹
۳۸۳۔	۲۔یاعلیؑ میرے جنازے پر قرآن اور دعائیں پڑھتے رہنا	۳۷۹

۳۸۴۔	۳۔ یا علیؑ میرے جنازے میں شیخین شریک نہ ہوں	۳۸۰
۳۸۵۔	۴۔ یا علیؑ میرے جنازے میں یہی لوگ شریک ہوں	۳۸۱
۳۸۶۔	۵۔ یا علیؑ مجھے تابوت میں لے جانا	۳۸۲
۳۸۷۔	۶۔ یا علیؑ میرے بعد اُمامہؓ سے شادی کرنا	۳۸۳
۳۸۸۔	۷۔ یا علیؑ میرے بچوں کو میرا اسلام کہنا	۳۸۳
۳۸۹۔	**زہرۂ اہل بیتؑ غروب ہو گیا**	۳۸۵
۳۹۰۔	سفرِ آخرت کی تیاری	۳۸۵
۳۹۱۔	اسماءؓ کی فریاد	۳۸۶
۳۹۲۔	حسنؑ و حسینؑ کی فریاد	۳۸۶
۳۹۳۔	دخترانِ فاطمہؑ کی بے تابی	۳۸۷
۳۹۴۔	جنازۂ فاطمہؑ پر علیؑ کا گریہ	۳۸۷
۳۹۵۔	مدینہ سوگ میں ڈوب گیا	۳۸۸
۳۹۶۔	غسل کی تیاری	۳۸۹
۳۹۷۔	صدّیق کو صدّیق ہی غسل دے سکتا ہے	۳۸۹
۳۹۸۔	غسل دیتے وقت حضرت علیؑ کی چیخ نکل گئی	۳۹۰
۳۹۹۔	بہشتی کافور سے حضرت فاطمہؑ کا حنوط	۳۹۰
۴۰۰۔	بچو آؤ! اپنی ماں کا آخری دیدار کرلو	۳۹۱
۴۰۱۔	حضرت فاطمہؑ کا جنازہ اُٹھایا گیا	۳۹۳

۴۰۲۔	شرکائے جنازہ	۳۹۳
۴۰۳۔	سات لوگوں کی وجہ سے زمین کی خلقت	۳۹۴
۴۰۴۔	جناب زینبؑ شریکِ جنازہ	۳۹۵
۴۰۵۔	قبرِ سیدہؑ سے دو ہاتھ برآمد ہوئے	۳۹۶
۴۰۶۔	سپردِ خاک کرتے وقت حضرت علیؑ کا اظہارِ غم	۳۹۶
۴۰۷۔	کلماتِ تلقین	۳۹۸
۴۰۸۔	قبرِ سیدہؑ پر حضرت علیؑ کا مرثیہ	۳۹۸
۴۰۹۔	قلبِ علیؑ پر رقت طاری	۳۹۹
۴۱۰۔	شہادتِ فاطمہؑ کے بعد علیؑ کی تنہائی	۳۹۹
۴۱۱۔	قبرِ سیدہؑ کی بے حرمتی کا ارادہ	۴۰۰
۴۱۲۔	قبرِ سیدہؑ سے پتھر نکلا	۴۰۱
۴۱۳۔	جنت البقیع پر وہابیوں کا وحشیانہ حملہ	۴۰۱
۴۱۴۔	منابع کتاب	۴۰۳
۴۱۵۔	مختصر زیارت	۴۰۹

پیش لفظ

شہزادیٔ کونین حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی حیاتِ طیبہ پر ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک لکھی جاتی رہیں گی، لیکن ابھی تک آپ کے آستانۂ عصمت سے فضیلتوں کے پھول سمیٹے نہیں جا سکے ہیں اور نہ کبھی سمیٹے جا سکیں گے، دنیا تو یہ چاہتی تھی اور آج بھی یہی عزم رکھتی ہے کہ دخترِ رسولؐ کی مقدس زندگی کو پردۂ خفا میں رکھا جائے اور شہزادیٔ کونینؑ کے فضائل و مناقب اور اخلاق و کردار کی تابندگی کو بغض و عناد کی گھنگھور گھٹاؤں میں چھپا دیا جائے لیکن چاند پر خاک اُچھالنے سے چاند کی نورانیت ختم نہیں ہوتی، پھر بھلا یہ خاک کا پُتلا اس پیکرِ نور کا کیوں کر مقابلہ کر سکتا ہے، لہٰذا دشمنانِ اہل بیتؑ کی تمام تر کوششوں کے باوجود بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہراؑء کے آثار و افکار کی نورانیت آج بھی قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گی۔

پیشِ نظر کتاب انہیں آثار و افکار کا مجموعہ ہے جس میں آپ کے اخلاق و معارف کے چشمے، علمی و ادبی میراث، دینی و مذہبی رہنمائی، سیاسی و دفاعی اقدامات، خاندانی عظمت و جلالت اسماء و القاب اور ان کے اسباب، ازدواج اور ازدواجی زندگی کے اصول و ضوابط اور آپ کے معجزات و کرامات وغیرہ کو یکجا کیا گیا ہے، البتہ یہ کوئی علمی یا تحقیقی کارنامہ نہیں ہے اور نہ ہی قصّہ و کہانی کا ذخیرہ ہے بلکہ ان روایات و احادیث اور اقوال و ارشادات کو رقمِ قرطاس کیا گیا ہے جن میں مذکورہ آثار و افکار پر روشنی ڈالی گئی ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس پیرائے میں

حضرت فاطمہ زہراؑء کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا جائے، چنانچہ جہاں ضروری سمجھا گیا وہاں اصل عبارت بھی اعراب گزاری اور دقیق حوالے کے ساتھ حاشیہ پر لکھ دی گئی ہے، تاکہ قارئینِ کرام اگر اصل عبارت کی طرف رجوع کرنا چاہیں تو آسانی سے رجوع کرسکیں۔

حقیر کی جانب سے تمام تر مراحل میں یہ کوشش رہی ہے کہ کتاب کے کسی گوشہ میں کوئی کمی یا خامی باقی نہ رہ جائے، لیکن نفوسِ قدسیۂ عصمت وطہارتؑ کے سوا سب خطاکار ہیں۔ حقیر کے لئے بھی خطا کا امکان لازمی ہے، لہٰذا قارئینِ کرام اور صاحبانِ نقد ونظر سے گزارش ہے کہ اگر کتاب کے کسی گوشہ میں کوئی لغزش پائیں تو معاف فرمائیں اور حقیر کو مطلع کردیں تاکہ آئندہ کے ایڈیشن میں اُسے برطرف کیا جاسکے۔ شکریہ

خاکپائے غلامانِ درِ سیدہؑ

مظاہر حسین

بمقام حوزۂ علمیہ امام حسینؑ مظفرنگر، یوپی (ہند)

۲۱/اپریل ۲۰۱۴ء مطابق ۲۰/جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر ۵ بجے

ولادتِ باسعادت اور نشو ونما

تاریخِ ولادت وشہادت اور سنِ اقدس

حضرت فاطمہ زہراؑء کی تاریخِ ولادت کے سلسلے میں قدرے اختلاف ہے، مگر مشہور یہ ہے کہ آپ معراجِ رسولؐ کے بعد بعثتِ نبیؐ کے پانچویں سال ۲۰ر جمادی الثانی کو "مکۂ معظّمہ" میں پیدا ہوئیں۔ [۱]

تاریخِ شہادت کے بارے میں بھی علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ آپ کی شہادت ۳ جمادی الثانی ۱۱ھ میں ہوئی۔ [۲]

"اصول کافی" میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑء بعثتِ نبیؐ کے پانچویں سال متولد ہوئیں، وقتِ شہادت آپؑ کا سنِ اقدس ۱۸ سال ۷۵ دن تھا اور رحلتِ پیغمبرؐ کے بعد ۷۵ر دن زندہ رہیں۔ [۳،۴]

---

[۱] مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج ۳ ص ۳۵۷/ تسلیۃ المجالس: ج ۱ ص ۵۴۶/ بحار الانوار: ج ۴۳ ص ۶۔
" وُلِدَتْ فَاطِمَةُ بِمَكَّةَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ بِخَمْسِ سِنِيْنَ وَ بَعْدَ الْاِسْرَاءِ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ فِي الْعَشْرِيْنَ مِنْ جَمَادِي الْآخِرَةِ".

[۲] سیرت فاطمۃ الزہراؑء: باب ۱۷ ص ۲۲۹، مؤلف جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی۔

[۳] اصولِ کافی ج ۲ ص ۳۵۵، مطبوعہ دفتر فرہنگ اہل بیتؑ، تہران (ایران)۔
" وُلِدَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا وَ عَلٰى بَعْلِهَا السَّلَامُ بَعْدَ مَبْعَثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِخَمْسِ سِنِيْنَ وَ تُوُفِّيَتْ وَ لَهَا ثَمَانَ عَشَرَةَ سَنَةً وَ خَمْسَةٌ وَ سَبْعُوْنَ يَوْمًا وَ بَقِيَتْ بَعْدَ اَبِيْهَ خَمْسَةً وَّ سَبْعِيْنَ يَوْمًا".

[۴] حضرت رسول خداؐ کی وفات ۲۸ر صفر ۱۱ھ کو ہوئی، اس اعتبار سے جناب فاطمہؑ کی تاریخ شہادت ۱۳ر جمادی الاول ہوتی ہے نہ کہ ۳ر جمادی الثانی، علامہ محسن امینؒ فرماتے ہیں: شاید روایت میں کاتب کی غلطی کے سبب خمسۃ وتسعین [۹۵] کے بجائے خمسۃ وسبعین [۷۵] لکھا گیا لہٰذا جناب فاطمہؑ آنحضرتؐ کے بعد ۷۵ نہیں ۹۵ دن زندہ رہیں (سیرت فاطمۃ الزہراؑء: ص ۲۲۹) چنانچہ "کشف الغمۃ" میں ہے: "عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ (ع) خَمْسًا وَ تِسْعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ سَنَةِ إِحْدَى عَشْرَةَ". یعنی جناب فاطمہؑ نے ۱۱ھ میں رحلتِ پیغمبرؐ کے بعد ۹۵ ویں شب میں شہادت پائی۔ (کشف الغمہ: ج ۱ ص ۵۰۳)۔

بیٹیوں کے متعلق عرب کا عام رواج

حضرت فاطمہ زہراؑ کی ولادت باسعادت ایک ایسے دور میں ہوئی، جب عرب میں یہ رواج عام تھا کہ اگر ان کے یہاں کوئی بیٹی پیدا ہوتی تھی تو ماں باپ شرمندگی کے سبب سماج میں اپنا منہ دِکھانے کے قابل نہیں رہ جاتے تھے اور اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی معصوم بچیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے، یا پہاڑوں کی بلندی سے گہری گھاٹی میں پھینک دیتے تھے یا پھر موجوں کے سپرد کر دیتے تھے۔[1]

پیغمبر اکرمؐ نے عرب کے اس وحشیانہ عمل کے مقابل بیٹی کو اپنے جگر کا ٹکڑا کہا اور اُسے اپنی زندگی کا سرمایہ قرار دیا اور ساری دنیا کو یہ سبق دیا کہ بیٹیاں ماں باپ کے لئے اللہ کی رحمت ہوتی ہیں، زحمت کا باعث نہیں ہوتیں، افسوس کہ زمانۂ رسولؐ میں تو بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا لیکن ہزار بار افسوس کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بیٹیوں کو پیدا ہونے سے پہلے ہی قتل کر دیا جاتا ہے اور شکمِ مادر کو بیٹیوں کا قبرستان بنا دیا جاتا ہے۔

خانۂ ولادت

جس وقت حضرت فاطمہؑ کی ولادت باسعادت ہوئی اس وقت کا ماحول کچھ بھی رہا ہو، لیکن جس گھر میں آپ نے آنکھیں کھولیں وہ گھر سلطانِ انبیاؐء کا گھر تھا، جہاں لب ہائے رسالتؐ سے قرآنی آیات کی روشنی پھیلی ہوئی تھی اور جس پر خانۂ کعبہ کا سایہ پڑتا تھا، آپ نے اسی آنگن میں چلنا سیکھا جو مقرّب فرشتوں کی آماجگاہ تھا، جہاں حورانِ جنت کا ہجوم رہتا تھا اور صبح و شام درود و سلام کی آوازیں آیا کرتی تھیں، اسی دروازے پر گھٹنیوں چلنا سیکھیں جو یتیموں کی امیدوں

---

[1] فروغِ ابدیت اردو: ج ۱، ص ۵۰، آیت اللہ جعفر سبحانی، مطبوعہ دہلی (انڈیا)۔

کا مرکز فقیروں کی پناہ گاہ اور اسیروں کا مأمن تھا، ایسی پاک فضا میں پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰؐ کی بیٹی پیکرِ عصمت وطہارت میں ڈھل کر مکارمِ اخلاق کا مرقع بنیں اور نہ صرف صنفِ نازک کے لئے بلکہ کُل عالمِ بشریت کے لئے نمونۂ عمل قرار پائیں۔

آغوشِ تربیت

تاریخِ عالم کی اِس عظیم الشان بچی کی تربیت کا ذِمّہ خود سلطانِ انبیاءؐ نے لیا اور اس مجسمۂ نور کو ایسا تراشا کہ فاطمہؑ ''فاطمہؑ'' بن گئیں۔ پیغمبر خداؐ کے علاوہ حضرت فاطمہ زہراؑ پانچ سال تک جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کی گود میں رہیں، پھر مادرِ حضرت علیؑ جناب فاطمہ بنت اسدؑ کی نگہداشت میں آئیں، ان کے علاوہ جناب اُمّ الفضلؓ زوجۂ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ، اسماء بنت عمیسؓ زوجۂ حضرت جعفر طیارؓ، اُمّ ہانیؓ ہمشیرۂ حضرت علیؑ، صفیہؓ دختر جناب حمزہؓ، اُمّ ایمنؓ کنیز حضرت عبداللہؓ اور حضرت اُمّ سلمہؓ زوجۂ رسولؐ کے اسمائے گرامی بھی تاریخ میں نظر آتے ہیں، لیکن ساتھ ہی یہ بھی ملتا ہے کہ اس دوران ان خواتین نے جناب فاطمہؑ سے بہت کچھ سیکھا ہے جس کا اعتراف خود ان خواتین نے بھی کیا ہے۔[۱]

چنانچہ جب حضرت اُمِّ سلمہؓ سے کہا گیا کہ وہ شہزادیٔ کونینؑ کو اصولِ تہذیب سکھائیں تو انھوں نے ارشاد فرمایا:

> ''میں مجسمۂ عصمت وطہارت کو اخلاق وعادات کی کیا تعلیم دے سکتی ہوں، میں تو خود ہی اِس بچی سے اصولِ اخلاق کی تعلیم حاصل کرتی ہوں''۔[۲]

---

[۱] چودہ ستارے: ص۹۳، مؤلف مولانا سید نجم الحسن کراروی، مطبوعہ ممبئی (انڈیا)۔

[۲] ایضاً: ص۹۲/ پیشوایان ہدایت: ج۳، ص۹۷، مجمع جہانی اہل بیتؑ (ایران)۔

قدرت کا نایاب تحفہ

حضرت فاطمہ زہراؑ، معصومہ ہیں اور عصمت کا یہ نایاب تحفہ خود ذاتِ پروردگار نے اپنے حبیبِ خاص کو عطا فرمایا ہے، اسی لئے جب ایک دن آنحضرتؐ مقامِ ''ابطح'' میں تشریف فرما تھے تو ذاتِ احدیت نے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ یہ پیغام بھیجا:

''اے ہمارے حبیبؐ! چالیس دن تک اپنی زوجہ سے الگ رہو اور ہمارے تقرب کے لئے دن رات عبادت و ریاضت اور صوم وصلوٰۃ میں مشغول رہو''۔

حکمِ خدا سن کر آنحضرتؐ جناب خدیجہؑ سے الگ ہو گئے اور چالس دن تک راتوں کو عبادت و ذکرِ الٰہی بجالاتے رہے اور دنوں میں روزہ رکھتے رہے، چالیس دن گزرنے کے بعد ایک فرشتہ بہشتی کھانا لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور ہدیۂ درود وسلام کے بعد خدا کا یہ پیغام پہنچایا:

''یارسول اللہؐ! آج کی رات آپ اس بہشتی غذا کو تناول فرمائیں اور اپنی زوجۂ مکرمہ کے پاس جا کر اپنا مدعا حاصل کریں، کیوں کہ ارادۂ خدا یہ ہے کہ آپ کے صلبِ مطہر میں ایک نایاب اور پاکیزہ تحفہ منتقل فرمائے جس کے وجودِ پُرنور سے کون ومکاں جگمگا اُٹھے اور اس سے اور اس کی ذُرّیتِ پاکؑ سے فیضیاب ہوتا رہے''۔[1]

جناب فاطمہؑ کی خلقت میں قدرت کا یہ خاص اہتمام آپ کی عصمت وطہارت کو بطورِ اکمل واضح کر رہا ہے۔ غور کیجئے کہ جب قدرت کو شہزادیٔ کونینؑ کی عصمت وطہارت کا اتنا خیال ہے تو پھر حضرت علیؑ کی عصمت وطہارت کا کتنا خیال رہا ہوگا اور اس کے بعد سوچئے کہ جس فاطمہؑ کی عصمت وطہارت کے لئے حضورِ اکرمؐ اتنی عبادت و ریاضت بجالا رہے ہوں، اس فاطمہؑ کو کسی کافر کے گھر کی بہو کیسے بنا سکتے ہیں؟۔

---

[1] منتہی الآمال: ج۱، باب۲، ص۱۷۱، مؤلف شیخ عباس قمیؒ، مطبوعہ تہران (ایران)۔

رُطبِ بہشت کی خوشبو

''شیخ صدوقؒ''، تحریر فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

''جب میں معراج کی شب آسمان پر گیا تو جبرئیلِ امینؑ میرا ہاتھ پکڑ کر خلدِ بریں میں لے گئے اور وہاں کی خوب سیر کرائی، اس دوران انھوں نے مجھے درختِ طوبیٰ کے بہشتی رطب کھلائے، رطب کھانے سے میرے صلب میں نورِ فاطمہؑ کا وجود قائم ہوا لہٰذا جب میں زمین پر آیا اور خدیجہؑ کے پاس پہنچا تو میری بیٹی فاطمہؑ کا نورِ اقدس گوہرِ عفت بن کر صدفِ خدیجہؑ میں قرار پایا، یقیناً فاطمہؑ ''حورائے انسیہ'' ہیں، اسی لئے جب مجھے خوشبوئے جنت کا شوق پیدا ہوتا ہے تو میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں'' [۱]

اس شان کے ساتھ معراج کی شب رسولؐ کو عرش پر اس لئے بلایا گیا کہ حضرت فاطمہؑ کی تخلیق درختِ طوبیٰ کے بہشتی رُطب سے ہو، جو اس بات کی علامت ہے کہ حضرت فاطمہؑ دنیا میں ہدایت لینے کے لئے نہیں، ہدایت دینے کے لئے آئی تھیں اور آخرت میں جنت کی سکونت اختیار کرنے کے لئے نہیں بلکہ جنت کی سیادت کے لئے بھیجی گئی تھیں، اسی لئے تو خود فاطمہؑ زنانِ بہشت کی ملکہ اور بچے جوانانِ اہل بہشت کے سردار قرار پائے ہیں۔

---

[۱] امالی شیخ صدوقؒ: ص ۴۶۱/ عیون الاخبار: ج ۱، ص ۱۱۶/ مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج ۳ ص ۳۳۴، احتجاج طبرسیؒ: ج: ۲، ص ۴۰۹/ توحید شیخ صدوقؒ: ۱۱۸۔ قَالَ النَّبِیُّ:

'' لَمَّا عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَاءِ، اَخَذَ بِیَدِیْ جَبْرَائِیْلُ فَاَدْخَلَنِیَ الْجَنَّةَ فَنَاوَلَنِیْ مِنْ رُطَبِهَا ، فَاَکَلْتُهُ ، فَتَحَوَّلَ ذٰلِکَ نُطْفَةً فِیْ صُلْبِیْ، فَلَمَّا هَبَطْتُ اِلَی الْاَرْضِ وَاقَعْتُ خَدِیْجَةَ، فَحَمَلَتْ بِفَاطِمَةَ، فَفَاطِمَةُ حَوْرَاءُ اِنْسِیَّةٌ ، فَکُلَّمَا اشْتَقْتُ اِلٰی رَائِحَةِ الْجَنَّةِ، شَمِمْتُ رَائِحَةَ ابْنَتِیْ فَاطِمَةَ''.

گوہرِ فاطمہؑ صدفِ خدیجہؓ میں

''مفضّل بن عمر'' کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت فاطمہ زہراؑ کی ولادت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب حضورؐ نے جناب خدیجہؑ سے عقد فرمایا تو زنانِ مکّہ نے آپ کا بائیکاٹ کیا اور حضرت خدیجہؓ سے ہر طرح کی معاشرت بند کر دی، سلام کرنا چھوڑ دیا اور دوسری عورتوں کو بھی ملنے سے منع کر دیا، مگر آپ نے اس کا کوئی غم نہ کیا، البتہ یہ اُلجھن ضرور رہتی تھی کہ کہیں کوئی دشمن پیغمبر اکرمؐ کو گزند نہ پہنچا دے، پھر جب حضرت خدیجہؑ کے شکمِ مبارک میں حضرت فاطمہؑ کا وجودِ پاک منتقل ہوا تو ماں کی دلجوئی کے لئے بچی نے شکمِ مادر میں بولنا شروع کیا، حضرت خدیجہؑ نے اس بات کو رسولِ اکرمؐ سے چھپائے رکھا، پھر ایک دن آنحضرتؐ نے دیکھا حضرت خدیجہؑ کسی سے محوِ گفتگو ہیں، آپ نے پوچھا: خدیجہؑ! تم کس سے باتیں کرتی ہو؟ عرض کی: اس بچّے سے جو میرے شکم میں ہے، وہ تنہائی میں مجھ سے باتیں کر کے میری دلجوئی کرتا ہے، پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

> ''اے خدیجہؑ! یہ جبرئیلؑ ہیں جو مجھے بشارت دے رہے ہیں کہ تمھارے شکم میں ایک نیک، پاک اور مبارک بچی کا وجود ہے، خداوند عالم نے یہ مقدّر فرمایا ہے کہ وہ عنقریب اس مبارک بچی سے میری پاک نسل چلائے گا اور اس کے وجود سے ایسے امامؑ پیدا کرے گا جو سلسلۂ وحی منقطع ہونے کے بعد روئے زمین پر اللہ کے خلیفہ ہوں گے''۔[1]

---

[1] نوادر المعجزات فی مناقب الائمۃ الہداۃ: ص۱۹۷/ عوالم العلوم: ج۱۱ ص۵۵/ امالی شیخ صدوقؒ: ص۴۷۵ حدیث ۱۔
'' قَالَ: يَا خَدِيْجَةُ! هٰذَا جِبْرَئِيْلُ يُبَشِّرُنِيْ اَنَّهَا اُنثىٰ وَاَنَّهَا النَّسْلَةُ الطَّاهِرَةُ الْمَيْمُوْنَةُ، وَاَنَّ اللّٰهَ سَيَجْعَلُ نَسْلِيْ مِنْهَا وسَيَجْعَلُ مِنْ نَسْلِهَا أَئِمَّةً وَيَجْعَلُهُمْ خُلَفَاءَ فِيْ اَرْضِهٖ بَعْدَ اِنْقِضَاءِ وَحْيِهٖ ''.

وقتِ ولادت پاک بیبیوں کی آمد

جب حضرت فاطمہؑ کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو جناب خدیجہؑ نے عرب کے دستور کے مطابق زنانِ قریش کو کہلا بھیجا مگر کوئی نہ آیا، اس سے جناب خدیجہؑ کے دل کو بڑا صدمہ پہنچا، لیکن اللہ نے ان کی مدد کے لئے کچھ پاک بیبیوں کا انتظام کیا اور تحفہ ہائے جنت کے ساتھ حورانِ بہشت کو روانہ فرمایا، ان کے ہمراہ آسیہ بنتِ مزاحمؑ، مریم بنتِ عمرانؑ، صفوراء بنتِ شعیبؑ اور کلثوم ہمشیرۂ حضرت موسیٰؑ بھی تشریف لائیں اور جناب خدیجہؑ کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے ولادت میں آپ کی مدد فرمائی۔

حضرت خدیجہؑ فرماتی ہیں:

''میں نے اپنے قبیلے کے منشاء کے برخلاف سرورِ کائناتؐ سے شادی کی تھی، اس لئے میری قوم نے میرا بائیکاٹ کر دیا تھا، میں نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کی ولادت کے وقت حسبِ دستور اپنے قبیلے کی عورتوں کو اطلاع دی مگر کوئی نہ آیا، پھر اللہ کی رحمت شامل حال ہوئی اور بچی پیدا ہوئی، حوروں اور پاک بیبیوں نے قابلہ اور دایہ کا کام کیا، کچھ کنیزیں آبِ سلسبیل، لباسِ جنت اور مشک وعنبر کی خوشبو لے کر آئیں، ایک خاتون نے آبِ سلسبیل سے غسل دیا، دوسری نے کپڑے پہنائے اور تیسری نے سرمہ لگایا ولادت کے وقت جناب فاطمہؑ کی جبینِ مطہر سے ایک ایسا نور ساطع ہوا کہ مکۂ معظّمہ روشن ومنور ہو گیا اور رحمۃ للعالمینؐ کا گھر نور کا بقعہ بن گیا'' ۔[1]

---

[1] چودہ ستارے: ص:۹۱، مؤلف مولانا سید نجم الحسن کراروی، مطبوعہ ممبئی (انڈیا)/ الدمعۃ الساکبۃ: ج:۱، ص:۱۰۴ تا ۱۰۵، مؤلف محمد باقر دہدشتی بہبہانی، ترجمہ علامہ اثیر جاڑوی، مطبوعہ لکھنو (انڈیا)۔

بہشتی خواتین سے بچی کی گفتگو

''شیخ عباس قمیؒ''، تحریر فرماتے ہیں:

جس وقت حضرت فاطمہؑ کی ولادت ہوئی تو مکۂ معظّمہ نور سے پُر نور ہو گیا اور اس کی شعاعیں مشرق و مغرب تک پھیل گئیں، جنت کی حوروں نے بچی کو آبِ کوثر سے غسل دینے کے بعد مشک و عنبر کی خوشبو لگائی اور دودھ سے زیادہ سفید قُنداق و مقنعہ میں لپیٹا اور یہ کہہ کر سلام کیا:

'' اَلسَّلامُ عَلَیْکِ یَا اُمَّ الْاَئِمَةِ النُّجَبَاءِ''.

بی بی نے جوابِ سلام دیا اور زبانِ مبارک پر یہ کلمات جاری فرمائے:

'' اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنَّ اَبِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَسَیِّدُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنَّ بَعْلِیْ سَیِّدُ الْاَوْصِیَاءِ وَوُلْدِیْ سَادَةُ الْاَسْبَاطِ''.

پھر بچی نے ان بہشتی خواتین کا نام لے کر سلام کیا، حورانِ جنت بچی کے منہ سے اپنا نام سن کر بے حد خوش ہو گئیں اور شاد و خنداں ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگیں اور جناب خدیجہؑ سے سے کہنے لگیں:

''اے ملیکۂ عرب! اس دخترِ نیک اختر کو اپنی آغوش میں لیجئے جو عصمت و طہارت کا پیکر ہے، حق تعالیٰ نے اس کی نسلِ پاک میں خیر و برکت کو ودیعت فرمایا ہے''۔

جناب خدیجہؑ نے بچی کو آغوش میں لیا اور سینے سے لگا کر دودھ پلانا شروع کیا، بچی نے دودھ پیا اور روزانہ اتنی نشو نما پاتی تھیں کہ عام اطفال ایک مہینے میں بڑھتے ہیں اور ایک مہینے میں اتنی بڑی ہوتی تھیں کہ عام بچے ایک سال میں پروان پاتے ہیں۔[۱]

---

[۱] منتہی الآمال: ج۱، باب:۲، ص:۱۷۳ تا ۱۷۴، مؤلف شیخ عباس قمیؒ، مطبوعہ تہران (ایران)۔

حضرت فاطمہ زہراؑ سراپا ہدایت

اللہ نے جناب خدیجہؓ کی مدد قریش کی عورتوں کے ذریعہ نہیں، حورانِ جنت کے ذریعہ فرمائی امیر زادیوں کے ذریعے نہیں، انبیاؑء زادیوں کے ذریعہ فرمائی، گنہگاروں کے ذریعہ نہیں پاکیزہ کرداروں کے ذریعہ فرمائی، اور پھر آپ کی نشو ونما کا انتظام وانصرام بھی عام بچوں سے الگ رکھا تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ آنے والی بچی معمولی نہیں ہے صدیقہ ہے، طاہرہ ہے، سراپا ہدایت ہے، کتنی مبارک ومسعود تھی وہ صبح، جب نبیؐ کے گھر میں کوثر آرہی تھی، خدیجہ کی گود آباد ہورہی تھی اور ابتر کا طعنہ دینے والے ابتر ہورہے تھے، اس وقت مسرتوں کا اندازہ کون کرسکتا تھا، امامت خوش تھی کہ اُم الائمہؑ آئی، اسلام خوش تھا کہ نگہباں آئی، عالمِ نسواں خوش تھا کہ رہنما آئی، جنت خوش تھی کہ خاتونِ جنت آئی، خدیجہ خوش تھیں کہ میری راحتِ جاں آئی، رسول اکرمؐ خوش تھے کہ میری نور نظر آئی، توحید خوش تھی کہ مباہلہ میں میرے وقار کی محافظ آئی اور قرآن خوش تھا کہ میری تطہیر کی تعبیر وتفسیر آئی، یعنی نبیؐ کی دختر ہر جہت سے سراپا ہدایت بن کر آئی، فاطمہؑ بن کر آئی تو قوم کو جہنم سے نجات کا پیغام سنایا، بتولؑ بن کر آئی تو آیۂ تطہیر نے مفہوم پیدا کیا، عذراء بن کر آئی تو طہارت کو عظمت ملی، صدیقہ بن کر آئی تو صداقت کو معیار ملا، زہراؑء بن کر آئی تو دونوں جہاں روشن ومنور ہوگئے، خاتونِ جنت بن کر آئی تو حورانِ جنت نے نثار ہونا شروع کردیا، زوجۂ علیؑ بن کر آئی تو درختِ طوبیٰ نے موتی نچھاور کئے سیدۃُ النسآؑء بن کر آئی تو عورتوں کو رہنما مل گیا شریکۃ الرسولؐ بن کر آئی تو رسالت کو غمگسار مل گیا اور آمنہؑ کے انتقال کے بعد آئی تو ''اُمّ ابیہا'' کا مصداق بن گئی۔

اتنے انتظام و اہتمام کے بعد بھی کوئی یہ نہ سوچے کہ جناب فاطمہؑ کے پاس منصبِ رسالت وامامت نہیں تو کردار میں کوئی کمی رہ گئی؟ نہیں! بلکہ یہ ایک مصلحتِ الٰہی تھی کہ منصب نہیں

دیا کوئی بات نہیں، مگر کمالات واوصاف میں آپ کو سراپا ہدایت بنایا گیا۔[۱]

شاید اسی لئے آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای (مدظلہ) نے کسی موقع پر جناب فاطمہؑ کے فضائل ومناقب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''شہزادیٔ کونین جناب فاطمہ زہراؑ معصومہ ہیں، قانونی منصب کے لحاظ سے نہ ہی کوئی پیغمبر ہیں نہ امام اور نہ پیغمبرؐ کی جانشین، لیکن مرتبہ کے لحاظ سے امامؑ وپیغمبرؐ سے کم نہیں ہیں''۔[۲]

---

[۱] ماخوذ از: محافل ومجالس: ج:۱، ص:۱۱۲ تا ۱۱۳، مولانا سید ذیشان حیدر جوادیؒ۔

[۲] ششماہی مجلّہ اُمّ الائمہ: مئی ۲۰۱۱ء، ص:۸ پٹنہ سٹی بہار (انڈیا)۔

اسمائے مبارک اور القاب

اسمائے فاطمہؑ خدا کے نزدیک

نام ہو یا لقب انسان کے ذاتی کمالات وصفات پر اثر انداز ضرور ہوتے ہیں اور بہت سے نام والقاب انھیں صفات وکمالات کے سبب انسان کو دیئے جاتے ہیں جو اس میں پائے جاتے ہیں، حضرت فاطمہؑ کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ آپ کے اسماء والقاب خود خالقِ کائنات نے معیّن فرمائے، یا پھر ان کا سرچشمہ لسانِ پیغمبرؐ اور زبانِ آلِ اطہرؑ ہے لہٰذا بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کے اسماء والقاب، صفات وکمالات کے مظہر اور فضائل ومناقب کے آئینہ دار ہیں، تاریخ میں آپ کے متعدد اسماء والقاب ملتے ہیں جن کو شیعہ وسنی علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے۔

''بحارالانوار'' میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

'' لِفَاطِمَةَ تِسْعَةُ اَسْمَاءٍ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: فَاطِمَةُ، وَالصِّدِّيْقَةُ وَالْمُبَارَكَةُ، وَالطَّاهِرَةُ، وَالزَّكِيَّةُ، وَالرَّضِيَّةُ، وَ الْمَرْضِيَّةُ وَالْمُحدَّثَةُ، وَالزَّهْرَاءُ ''.

''خداوند عالم کے نزدیک حضرت فاطمہ زہراؑ کے نو اسماء والقاب ہیں اور وہ یہ ہیں: فاطمہؑ، صدیقہؑ، مبارکہؑ، طاہرہؑ، زکیہؑ، رضیہؑ، مرضیہؑ، محدثہؑ، زہراؑ''۔[1]

---

[1] بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۱۰/ کشف الغمہ: ج:۱، ص:۴۶۳/ علل الشرائع اردو: باب:۴۲، حدیث:۳/ امالی صدوق: ص:۵۹۲۔

متونِ شرعیہ میں اسمائے فاطمہؑ

حضرت فاطمہ زہراءؑ کے متعدد اسمائے مبارکہ ہیں جو متونِ شرعیہ مثلاً زیارات، روایات احادیث اور ادعیہ وغیرہ میں پائے جاتے ہیں، یہ اسمائے گرامی پیغمبر خداؐ اور ائمہ ہدیٰؑ کی زبانِ مبارک پر جاری ہوئے اور عرش وفرش کے ملائکہ ان کی تسبیح پڑھتے ہیں اور افرادِ بشر کو یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ جب فاطمہؑ کے نام کی یہ عظمت ہے تو ذات کی کیا شان ہوگی۔

ذیل میں ہم حضرت فاطمہؑ کے متعدد ناموں میں سے ۱۰۰/ اسمائے گرامی مختلف احادیث روایات، زیارات اور ادعیہ وغیرہ سے منتخب کر کے قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں:

''انسیہ، انیسہ، امینہ، بتول، تقیہ، ثمرۃ النبوۃ، جلیلہ، جمیلہ، حانیہ، حصانہ، حکیمہ، حبیبہ حرہ، حوریہ، حوراء، حصان، راکعہ، رشیدہ، رضیہ، ریحانہ، رحیمہ، روافہ، زکیہ، زہراء زہرہ، زاہدہ، سیدہ، سعیدہ، ساجدہ، سلیلہ، سماویہ، شریفہ، شفیقہ، شفیعہ، شاہدہ، شہیدہ صابرہ، صدیقہ، صادقہ، صدوقہ، صفیہ، صوامہ، طیبہ، طاہرہ، عالیہ، عالمہ، علیمہ، عدیلہ عذراء، عارفہ، عزیزہ، عطوفہ، عفیفہ، عابدہ، عقیلہ، فاطمہ، مقدسہ، فاضلہ، فہیمہ، فریدہ، کوثر کوکب، کریمہ، قانتہ، قانعہ، قوامہ، قرینہ، مبارکہ، مبشرہ، محدثہ، محتشمہ، محترمہ، مکرمہ محمودہ، مطہرہ، معصومہ، ملہمہ، ممتحنہ، منصورہ، موفقہ، مہدیہ، مظلمہ، مومنہ، مجتہدہ متہجدہ، محجبہ، مریم کبریٰ، معظّمہ، منیرہ، مرضیہ، مظلومہ، مغصوبہ، مضطرہ، مقہورہ نوریہ، نقیہ، ناعمہ، والہہ، وحیدہ، وارثہ''[1]

---

[1] مذکورہ اسماء والقاب ان کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں:
عوالم العلوم: ج۱۱، ص: ۹۵/ مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج:۳، ص: ۳۵۷/ المزار لابن مشہدی: ص: ۸۰، کتاب زیارات۔

اسماء والقاب کے اسباب

حضرت فاطمہؑ ''فاطمہؑ'' ہیں

جب ہمارے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام ہم خود ہی تجویز کر لیتے ہیں، مگر خانوادۂ رسالت میں بچہ کا نام کوئی اور نہیں بلکہ خداوند عالم معیّن فرماتا ہے، اسی لئے جب نبیؐ کے گھر میں بیٹی پیدا ہوئی تو جس طرح خالقِ کون و مکاں نے اس کی ولادت باسعادت کے موقع پر خاص اہتمام وانصرام فرمایا اور حورانِ جنت اور بہشتی خواتین کو خدمت گزاری کے لئے مقرر کیا، اسی طرح بچی کا نام بھی اسی نے معیّن فرمایا اور اس کو اپنے نام سے مشتق کیا، لہٰذا اگر وہ ''فاطر السمٰوات'' ہے، تو اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ اپنی بچی کا نام ''فاطمہؑ'' رکھیں، چنانچہ اللہ کے رسولؐ نے اپنی لاڈلی بیٹی کا نام '' فاطمہؑ '' رکھا۔

لفظِ فاطمہ ''فطم'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ''باز رکھنا، یا الگ کرنا''۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اللہ نے آپ کا نام ''فاطمہؑ'' اس لئے رکھا، کیوں کہ اس نے حضرت فاطمہؑ سے علم کے سبب جہل کو اور عہد و میثاق کے سبب ہر طرح کے رجس کو دور رکھا ہے۔[1]

حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] علل الشرائع: ج:۱،ص:۱۷۹، باب:۱۴۲، حدیث:۴/ اصول کافی، ج:۲،ص:۳۵۸، نشر فرہنگ اہل بیتؑ (ایران)۔

'' قَالَ اَبُو جَعْفَر (ع) وَاللّٰهِ لَقَدْ فَطَمَهَا اللّٰهُ وَ تَبَارَکَ بِالْعِلْمِ وَ عَنِ الطَّمْثِ بِالْمِيْثَاقِ''.

''میں نے اپنی بیٹی کا نام ''فاطمہؑ'' اس لئے رکھا کیوں کہ اللہ نے ان کو اور ان کے چاہنے والوں کو آتشِ جہنم سے علیٰحدہ رکھا ہے''۔[۱]

حضرت فاطمہؑ کے نام کا تقدس خاندانِ رسالتؐ میں

حضرت فاطمہؑ کا اسمِ مبارک خاندانِ رسولؐ میں اس قدر محبوب تھا کہ اگر اس گھرانے میں کوئی بچی پیدا ہوتی تھی تو اُس کا نام شہزادیؑ کے اسمِ مبارک سے متبرّک فرماتے تھے، اسی لئے ائمہ اطہارؑ کے گھروں میں ''فاطمہؑ'' نام کی بہت سی بیٹیاں تھیں جن کو ''فاطمیات'' کہا جاتا ہے۔

اہلِ بیتؑ کی ان بیٹیوں نے ''حدیثِ غدیر'' ''حدیثِ منزلت'' اور "مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْدا" جیسی احادیث کی روایت بھی کی ہے جو ''مسند الفواطم'' سے موسوم ہے۔[۲]

حضرت فاطمہؑ کے نام سے موسوم بچی کو طمانچہ نہ لگانا

حضرت امام جعفر صادقؑ کا ایک صحابی تھا، جب اس کے یہاں بیٹی کی ولادت ہوئی تو آپ نے پوچھا: تم نے اپنی بچی کا کیا نام رکھا ہے؟ صحابی نے عرض کیا: ''فاطمہ''، امامؑ نے فرمایا:

''فاطمہ!! خدا کا درود وسلام ہو میری جدۂ ماجدہ فاطمہ زہراؑ پر، کتنا پیارا نام رکھا ہے لیکن خبردار! اگر تم نے اپنی بیٹی کا نام ''فاطمہ'' رکھا ہے تو کبھی اُسے طمانچہ نہ لگانا اور نہ کبھی بُرا بھلا کہنا، بلکہ ہمیشہ اس کا احترام کرتے رہنا''۔[۳]

---

[۱] علل الشرائع: باب: ۱۴۲، حدیث: ۱/ مدارج النبوۃ: ج: ۲، ص: ۷/۸۷/ عیون الاخبار الرضاؑ: ج: ۲، ص: ۴۶۔
''عَنِ الرَّضَاعَلَيْهِ السَّلَامُ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اِنِّیْ سَمَّيْتُ ابْنَتِیْ " فَاطِمَة "لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَطَمَهَا وَفَطَمَ مَنْ اَحَبَّهَا مِنَ النَّارِ''.

[۲] فضائل فاطمۃ الزہراء: ص: ۴۳۶، ۴۳۷، مرتبہ خسرو قاسم پروفیسر جامعہ اسلامیہ علی گڑھ۔

[۳] ینابیع المودۃ: ص: ۱۹۴: '' سَأَلَ الصَّادِقُ(ع) اَحَدَاَصْحَابِهٖ وَقَدْ رَزَقَهُ اللّٰهُ بِنْتًا، بِمَ سَمَّيْتَهَا ؟ قَالَ الرَّجُلُ: سَمَّيْتُهَا فَاطِمَةَ،قَال الصَّادِقُ (ع)فَاطِمَة؟ سَلَامُ اللّٰهِ عَلٰى فَاطِمَةَ (ع) اَمَّا اِنْ سَمَّيْتَهَا فَاطِمَةَ فَلَا تَلْطِمْهَا وَ لَا تَشْمِتْهَا وَ اَكْرِمْهَا ''.

حضرت فاطمہؑ ''صدّیقہ'' ہیں

حضرت فاطمہ زہراؑء کا ایک لقب ''صدّیقہ'' ہے، صدّیقہ یعنی بہت زیادہ سچ بولنے والی خاتون یا وہ خاتون جس نے خدا اور رسولؐ کی تصدیق کا سب سے زیادہ حق ادا کیا ہو، اور چونکہ یہ صفت صرف حضرت فاطمہؑ سے مخصوص تھی اس لئے آپ کو ''صدّیقہ'' کے علاوہ ''صادقہ'' اور ''صدوقہ'' بھی کہا گیا ہے، آیۂ مباہلہ نے آپ کی صداقت کی تصدیق کی اور پیغمبر اسلامؐ نے آپ کو میدانِ مباہلہ میں عظیم شان وشوکت کے ساتھ لا کر اس کی عملی تفسیر فرمائی اور یہ واضح کیا کہ فاطمہؑ ہی صداقت کا پیکر ہیں، مگر اُمت نے معلوم نہیں کس کس کو ''صدّیق'' اور ''صدّیقہ'' کہہ ڈالا۔

روایت میں ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

''یا علیؑ تمھیں تین ایسی فضیلتیں عطا ہوئی ہیں جو کائنات میں کسی کو بھی نصیب نہیں ہوئیں، یہاں تک کہ یہ تین فضیلتیں مجھے بھی نہیں ملیں اور وہ تین فضیلتیں یہ ہیں کہ تم کو مجھ جیسا خسر ملا، مجھے ایسا خسر نہیں ملا، تم کو میری بیٹی فاطمہؑ جیسی ''صدّیقہ'' زوجہ ملی، مجھے اس کے جیسی ''صدّیقہ'' زوجہ نہیں ملی، تم کو حسنؑ و حسینؑ جیسے فرزند ملے، مجھے اپنے صلب سے ان کے جیسے فرزند نہیں ملے، ہاں مگر تم سب مجھ سے ہو اور میں تم سب سے ہوں'' [1]

---

[1] السقیفۃ وفدک: ص:۱۱۳، احمد بن عبدالعزیز جوہری بصری، متوفی ۳۲۳ھ/ الریاض النضرۃ: ج:۲، ص:۲۰۲، عیون اخبار الرضاؑ: ج:۲، ص:۴۸/ امالی شیخ طوسیؒ: ص:۳۴۴، مجلس:۱۲۔

''اَوْتِیَتَ ثَلا ثَۃً لَمْ یُوتِھُنَّ اَحَدٌ وَ لَااَنَا ، اَوْتیتَ صَھْرًا مِثْلِیْ وَ لَمْ اُوْتِ اَنامِثْلِی، اَوْتِیْتَ زَوْجَۃً ''صِدِّیْقَۃً'' مِثْلَ اِبْنَتِیْ، وَ لَمْ اوْتِ مِثْلَھَا زَوْجَۃً، اوتیتَ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ مِنْ صُلْبِکَ وَلَمْ اُوتِ مِنْ صُلْبِیْ مِثْلَھُمَا لٰکِنَّکُمْ مِنِّی وَ اَنَا مِنْکُمْ''۔

حضرت فاطمہ زہراؑ ''صدّیقہ'' ہیں اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ ''صدّیقہ'' کو صرف ''صدّیق'' ہی غسل دے سکتا ہے کوئی اور نہیں چنانچہ روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ ''مُفضّل بن عمر'' نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا: مولاؑ! آپ کی جدۂ ماجدہ حضرت فاطمہؑ کو کس نے غسل دیا؟ آپ نے فرمایا: حضرت علیؑ نے۔ مفضّل کہتے ہیں میں نے اس عمل کو بہت بڑی فضیلت سمجھا، لیکن حضرت نے فرمایا: تم نے اب بھی میری جدۂ ماجدہؑ کی عظمت کو محدود کر دیا، مُفضّل نے عرض کیا: مولاؑ! میں سمجھا نہیں، آپ نے فرمایا:

''میری جدۂ ماجدہ کے فضائل محدود نہ کرو، وہ ''صدّیقہ'' تھیں اور صدّیقہ کو صدّیق ہی غسل دے سکتا ہے، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ مریمؑ کو عیسیٰؑ نے ہی غسل دیا تھا''[1]

حضرت فاطمہؑ ''مبارکہ'' ہیں

حضرت فاطمہؑ کے مقدس ناموں میں سے ایک نام ''مبارکہ'' ہے، مبارکہ ''برکت'' سے مشتق ہے اور برکت کہتے ہیں ''کثرت'' کو، حضرت فاطمہؑ کو ''مبارکہ'' اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کی نسلِ پاک میں ''خیرِ کثیر'' ودیعت فرمائی اور آپ کی اولادِ اطہارؑ کو ذُرّیتِ رسولؐ قرار دیا۔

علاّمہ ''فخر رازی'' سورۂ کوثر کی تفسیر میں اعتراف کرتے ہیں:

''شہزادی فاطمہؑ کی ذات اتنی بابرکت ہے کہ خدا نے ان کے ذریعہ پیغمبر اسلامؐ کی ذُرّیت کو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلا دیا ہے، جو ہر زمانے میں باقی رہی اہل بیتؑ کے کتنے لوگ قتل کئے گئے، پھر بھی دنیا ان سے بھری ہوئی ہے اور ان کے دشمنوں کی

---

[1] الدعوات: ص: ۲۵۴، مؤلف راوندی، مطبوعہ قم / اصول کافی: ج: ۲، ص: ۳۵۷، نشر فرہنگ اہل بیتؑ (تہران)۔
'' فَاِنَّهَا صِدِّيقَةٌ ، لَمْ يَكُنْ يُغَسِّلُهَا اِلَّا الصِّدِّيقُ، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ مَرْيَمَ لَمْ يُغَسِّلْهَا اِلَّا عِيسٰى (ع)''.

کوئی اولاد باقی نہیں رہی، اہل بیتؑ میں کتنے بڑے بڑے صاحبانِ علم وکمال پیدا ہوئے جیسے باقرؑ، صادقؑ، کاظمؑ، رضاؑ نفسِ زکیہؑ اور ان کے جیسی دوسری عظیم ہستیاں''۔[۱]

حضرت فاطمہؑ ''زہراء'' یعنی درخشاں ستارہ ہیں

حضرت فاطمہؑ کا ایک مشہور لقب ''زَہراء'' ہے، ''زہراء'' یعنی ''درخشاں ستارہ'' جس طرح آسمان پر ستارہ ''زُہرہ'' اپنی روشنی کی وجہ سے ممتاز ہے اسی طرح حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے فضل وکمال کی بناء پر دنیا کی تمام عورتوں سے افضل اور حسب ونسب میں درخشاں ہیں۔[۲]

حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال ہوا کہ حضرت فاطمہؑ کا ''زہراء'' نام کیوں رکھا گیا؟ فرمایا:

''جب ہماری جدۂ ماجدہؑ محراب عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو آپ کا نورِ اقدس اہلِ آسمان کو اسی طرح چمکتا ہوا دکھائی دیتا تھا، جس طرح چاند اور ستاروں کا نور زمین والوں کو چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے''۔[۳]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ کسی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا: میرے آقا!

---

[۱] تفسیر کبیر: ج:۲۳، ص:۳۱۳، محمد بن عمر فخر رازی۔

''فَالْمَعْنَی انَّهُ یعْطِیهِ نَسْلًا یبْقُونَ عَلٰی مَرِّ الزَّمَانِ، فَانْظُرْکَمْ قُتِلَ مِنْ اَهْلِ الْبَیتِ ثُمَّ الْعَالَمْ مُمْتَلٰی مِنْهُمْ وَ لَمْ یبْقَ مِنْ بَنِیْ اُمَیَّة فِیْ الدُّنْیَااَحَدٌ،ثُمَّ انْظُرْ، کَمْ کَانَ فِیهِمْ مِنَ الْاَکَابِرِمِنَ الْعُلَمَاء کَالبَاقِرِ وَ الصَّادِقِ وَ الْکَاظِمِ وَ الرِّضَا وَالنَّفْسِ الزَّکِیَّة وَ اَمْثَالِهُم''.

[۲] وسیلۃ الخادم الی المخدوم: درشرح صلوات چہاردہ معصومؑ، صفحہ:۱۶۲۔

[۳] علل الشرائع، ج:۱، باب:۱۴۳، حدیث:۳:

''لِاَنَّهَا کَانَتْ فِیْ مَحْرَابِهَا زَهَرَ نُورُهَا لِاَهْلِ السَّمَاءِ کَمَا تَزْهَرُ نُورُ الْکَوَاکِبُ لِاَهْلِ الْاَرْض''

حضرت فاطمہؑ کا نام ''زہراؑ'' کیوں رکھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ نے ان معظّمہ کو اپنے نورِ عظمت سے خلق فرمایا اور جب یہ نور چمکا تو اس کی روشنی سے تمام زمین و آسمان چمک اُٹھے اور ملائکہ کی آنکھیں چکاچوند ہوگئیں، لہٰذا انھوں نے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوکر عرض کی: اے ہمارے اللہ! اور اے ہمارے مالک! یہ نور کیسا ہے؟ اللہ نے وحی فرمائی: یہ نور میرے ہی نور سے خلق ہوا ہے، میں نے اس کو اپنے نورِ عظمت سے پیدا کیا اور اپنے آسمان میں ساکن کیا اور ایک ایسے نبیؐ کے صلب میں قرار دیا جو تمام انبیاءؑ سے افضل و اعلیٰ ہے اور جب اس نور کا ظہور ہوگا تو اس سے ائمہ حقؑ کو پیدا کروں گا جو میرے حکم سے حق کی طرف ہدایت کریں گے اور جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوگا تو ان کو زمین پر اپنا خلیفہ مقرر کروں گا'' [۱]

حضرت امام حسن عسکریؑ سے پوچھا گیا کہ جناب فاطمہؑ کو ''زہراؑ'' کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا:

''ان کا چہرۂ اقدس حضرت علیؑ کے لئے ابتدائے دن میں روشن سورج کی طرح چمکتا تھا اور زوال کے وقت قمرِ منیر کی طرح روشن ہوتا تھا اور غروب کے وقت کوکبِ دری کی طرح دمکتا تھا'' [۲]

---

[۱] علل الشرائع: ج:۱، باب:۱۴۳، ح:۱/ کشف الغمۃ: ج:۱، ص:۴۶۴/ بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۱۲/ عوالم: ج:۱۱، ص:۷۶۔
''لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ خَلَقَهَا مِنْ نُورِ عَظَمَتِهٖ فَلَمَّااَشْرَقَتْ اَضَاءَ تِ السَّمٰوٰاتُ وَالاَرْضُ بِنُورِ هَا وَ غَشِيَتْ اَبْصَارُ الْمَلَائِكَةِ، وَ خَرَّتِ الْمَلَائِكَةُ لِلّٰهِ سَاجِدِينَ وَ قَالُوا اِلٰهَنَا وَسَيِّدَنَا مَا لِهٰذَاالنُّورِ؟فَاَوْحٰى اللّٰهُ اِلَيْهِمْ هٰذا نَورٌ مِّنْ نُورِیْ اَسْكَنْتُهُ فِیْ سَمَائِیْ خَلَقْتُهُ مِنْ عَظَمَتِیْ...''

[۲] بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۱۶/ مناقب: ج۳، ص۳۳۰/ تسلیۃ المجالس: ج:۱، ص:۵۲۲/ منہاج البراعۃ: ج:۱۳، ص:۷۔
''عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ الْعَسْكَرِیْ سَأَلْتُ صَاحِبَ الْعَسْكَرِ ؑ لِمَ سُمِّيَتْ فَاطِمَةُ '' اَلزَّهْرَاءَ '' فَقَالَ كَانَ وَجْهُهَا يَزْهَرُ لِاَمِيرِالْمُؤْمِنِينَ ؑ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ كَالشَّمْسِ الضَّاحِيَةِ،وَ عِنْدَ الزَّوَالِ كَالْقَمَرِالْمُنِيْرِ وَعِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ كَالكَوكَبِ الدُّرِیِّ''.

''ابان بن تغلب'' نے حضرت امام صادق علیہ السلام کے حوالے سے نقل کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: حضرت فاطمہ زہراؑ کا نورِ اقدس تین اوقات میں حضرت علیؑ کے لئے چمکتا تھا:

(۱) نمازِ صبح کے وقت جب لوگ بستر پر ہوتے تھے۔

(۲) نصفُ النّہار کے وقت جب آپ نماز ادا کرتی تھیں، اس وقت آپ کی پیشانی سے زرد رنگ کا نور ساطع ہوتا تھا۔

(۳) وقتِ غروب جب آپ کا چہرۂ انور گلاب کی طرح سرخ ہو جاتا تھا۔[۱]

حضرت فاطمہؑ ''کوکبِ دُرّی'' ہیں

جناب فاطمہؑ کا ایک لقب ''کوکبِ دُرّی'' یعنی درخشاں ستارہ ہے، حضرت امام جعفر صادقؑ آیۂ '' اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ'' کے ذیل میں فرماتے ہیں:

''جناب فاطمہؑ زنانِ دنیا کے درمیان ''کوکبِ دُرّی'' کے مثل ہیں''۔[۲]

حضرت فاطمہؑ ''زُہرۂ اہل بیتؑ'' ہیں

حضرت ''جابر ابن عبداللہ انصاریؓ'' فرماتے ہیں کہ ایک دن جب ہم پیغمبر خداؐ کے ساتھ نمازِ صبح ادا کر چکے تو حضورؐ نے ہماری طرف رُخ کیا اور یوں ارشاد فرمایا:

''لوگو! جو شخص سورج سے محروم ہو جائے، اُسے چاہئے کہ وہ چاند سے متمسک ہو اور جو چاند سے محروم ہو جائے اُسے چاہئے کہ دو قطبی ستاروں کی پناہ میں آ جائے''۔

---

[۱] بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۱۱، مؤلف علامہ مجلسیؒ / علل الشرائع: ج:۱، باب:۱۴۳، حدیث:۲/ منہاج البراعۃ: ج:۱۳، ص:۷۔
'' قَالَ لِاَنَهَاتَزْهَرُ لِاَمِيرِالمومنينَ(ع) فِي النهارِ ثلاث مرَّات بِالنوّرِ كانَ يَزْهرُ نورُ وَجهِهَا : صَلاةَ الغَدَاةِ ، اِذَا انْتَصَفَ النَّهارُ، وَغَرَبَتِ الشَّمْسُ ''. (اختصار)

[۲] اصول کافی: ج:۱، ص:۱۹۵: '' فَاطِمَةُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ بَيْنَ نِسَاءِ اَهْلِ الدُّنْيَا''.

جابرؓ فرماتے ہیں: تبھی میرے ساتھ ''ابوایوب انصاریؓ ''اور ''انس بن مالکؓ '' کھڑے ہوگئے، ہم نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا:

''اے اللہ کے رسولؐ! سورج سے کون مراد ہیں؟ فرمایا: سورج میں ہوں، اللہ نے ستاروں کو پیدا کیا، جب کوئی ستارہ غائب ہوجاتا ہے تو دوسرا روشن ہوجاتا ہے، میں سورج ہوں، جب چھپ جاؤں تو چاند سے تمسک کرنا''۔

ہم نے پوچھا: حضورؐ! چاند سے کون مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا:

''میرے بھائی علیؑ، بیشک وہ میرے جانشین، میرے دین کے حاکم، میرے بیٹوں کے باپ اور میرے اہل بیتؑ ہیں''۔

ہم نے پوچھا: دو قطبی ستارے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

''حسنؑ و حسینؑ، انہیں پہچان لو اور فاطمہؑ! یہ تو ''زُہرۂ اہل بیتؑ'' ہیں، یہ سب قرآن کے ساتھ ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے''۔[1]

---

[1] بحارالانوار: ج:۲۴، ص:۵۷تا۶۷/ امالی شیخ طوسیؒ: ص:۵۱۷۔

''عَنْ جَابِرِ الْاَ نْصَارِی قَالَ صَلّیٰ بِنَا رَسُولُ اللهِ (ص) یَوْمًا صَلَاۃَ الْفَجْرِ ثُمَّ انْفَتَلَ وَ اَقْبَلَ عَلَیْنَا یُحَدِّثُنَا ثُمَّ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ فَقَدَ الشَّمْسَ فَلْیَتَمَسَّکْ بِالْقَمَرِ وَمَنْ فَقَدَ الْقَمَرَ فَلْیَتَمَسَّکْ بِالْفَرْقَدَیْنِ، قَالَ: فَقُمْتُ اَنَا وَاَبُوْ اَیُّوبَ الْاَنْصَارِیُ وَ مَعَنَااَ نَسُ بِنُ مَالِکٍ فَقُلْنَا یَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنِ الشَّمْسُ؟ قَالَ: اَنَافَاِذَا هُوَ قَدْ ضَرَبَ لَنَا مَثَلاً فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تعالی خَلَقَنَا فَجَعَلَنَا بِمَنْزِلَةِ نُجُومِ السَّمَاءِ کُلَّمَاغَابَ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ فانا الشمش فَاِذَاذَهَبَ بِیْ فَتَمَسَّکُوْا بِالْقَمَرِ قُلْنَا فَمَنِ الْقَمَرُ قَالَ اَ خِیْ وَ وَصِیِّی وَ وَزِیْرِیْ وَ قَاضِیَ دِیْنِی وَ اَبُو وُلْدِیْ وَخَلِیْفَتِی فِیْ اَهْلِی، قُلْنَا فَمَنِ الْفَرْقَدَانِ قَالَ اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ ثُمَّ مَکَثَ مَلِیًّا فَقَال هٰؤُلَاْ ءِ وَفَاطِمَةُ وَهِیَ ''الزُّهْرَةُ '' عِتْرَتِیْ وَاَهْلُ بَیْتِیْ ، هُمْ مَعَ الْقُرْآنِ لَا یَفْتَرِقَانِ حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ ''.

حضرت فاطمہؑ ''بتول'' ہیں

''شیخ محدث دہلوی'' فرماتے ہیں:

''حضرت فاطمہؑ کا نام ''بتولؑ'' اس لئے رکھا گیا کہ آپ اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے فضیلت، دینداری اور حُسن و جمال میں جدا ہیں اور ماسوائے خدا کے سب سے بے نیاز ہیں''۔[۱]

''بتول'' اس عورت کو بھی کہا جاتا ہے جو ظاہری و باطنی کثافت سے پاک ہو، حضرت علیؑ ارشاد فرماتے ہیں: ایک دن رسول اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ ''بتول'' کا کیا مطلب ہے؟، اس لئے کہ ہم لوگوں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مریم بتولؑ، فاطمہ بتولؑ''۔ آپ نے فرمایا:

''بتول'' اس خاتون کو کہا جاتا ہے جس نے کبھی خونِ حیض کی سرخی نہ دیکھی ہو''۔[۲]

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''بیشک حضرت فاطمہ زہراؑ صدیقہ اور شہیدہ ہیں اور دخترانِ انبیاؑء ظاہری آلودگی سے پاک رہتی ہیں''۔[۳]

حضرت فاطمہؑ ''غُرّہ'' ہیں

جناب فاطمہ زہراؑ کا ایک نام ''غُرّہ'' ہے، ''غُرّہ'' گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی کو کہتے ہیں جو دور سے چمکتی ہے، عرب کے لوگ اس شخص کو ''غرۂ قبیلہ'' کہتے تھے جو شرف و کمال کا حامل ہو اور عظمت و بزرگی میں برگزیدہ اور فضل و شرف میں ممتاز ہو، جناب فاطمہؑ چونکہ دنیا کی عورتوں

---

[۱] مدارج النبوۃ: ج:۲، ص:۷۸۷، شیخ محدّث دہلوی، ترجمہ مفتی غلام الدین نعیمی، مطبوعہ ادبی دنیا دہلی (انڈیا)

[۲] علل الشرائع: ج:۱، ص:۱۸۴، باب:۱۴۴ حدیث ۱۔

[۳] اصول کافی: ج، ص:۳۵۶ نشر فرہنگ اہل بیتؑ/ روضۃ المتقین: ج:۵، ص:۳۴۲/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۸۵۔
''اَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ صِدِّيْقَةٌ شَهِيْدَةٌ وَاِنَّ بنَاتِ الْاَنْبِيَاءِ لَا يَطْمِثْنَ''.

کے درمیان اپنے فضل وشرف اور کمال کی بناء پر معزز اور ممتاز شخصیت ہیں، اس لئے آپ کو ''غرّہ'' کا لقب دیا گیا ہے۔[۱]

حضرت فاطمہؑ ''عذراء'' ہیں

حضرت فاطمہؑ کا ایک لقب ''عذراء'' ہے، ''عذراء'' پاکیزہ اور پردہ نشیں عورت کو کہا جاتا ہے، جو لڑکی مستور اور پردہ دار ہوتی ہے عرب اس کو ''عذراء'' کہتے تھے، چنانچہ اس شرف وامتیاز کی وجہ سے یہ لقب جناب فاطمہؑ سے مخصوص قرار دیا گیا۔[۲]

حضرت فاطمہؑ ''مُحدّثہ'' ہیں

''علل الشرائع'' میں ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کا ایک لقب ''محدّثہ'' ہے اور یہ لقب اس لئے قرار پایا کہ جب آسمان سے فرشتے نازل ہوتے تھے تو جناب فاطمہ زہراؑ کو اسی طرح پکارتے تھے، جس طرح ''مریم بنت عمرانؑ'' کو پکارتے تھے، فرشتے کہتے تھے:

''اے فاطمہؑ! اللہ نے آپ کو منتخب فرمایا اور پاک رکھا اور عالمین کی تمام عورتوں میں منتخب فرمایا''۔[۳]

---

[۱] و [۲] وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چہاردہ معصومؑ: صفحہ: ۱۶۲۔

[۳] علل الشرائع: ج: ۱، باب: ۱۴۶، حدیث ۱، ص: ۱۸۲، مطبوعہ ایران/صحیفۂ فاطمیہ: ص: ۳۰، حمید احمدی جلفائی۔

" عَنْ مَوْلَانَا الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِنَّمَا سُمِّيَتْ فَاطِمَةُ " مُحَدَّثَةَ " لِاَنّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَهْبِطُ مِنَ السَّمَاءِ فَتُنَادِيْهَا كَمَا تُنَادِیْ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَتَقُوْلُ: يَافَاطِمَةُ! اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰيكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰيكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ ، يَافَاطَمَةُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْ كَعِی مَعَ الرَّاكِعِيْنَ . فَتُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهَا فَقَالَتْ لَهُمْ ذَاتَ لَيْلَةٍ: اَلَيْسَتِ الْمُفَضَّلَةُ عَلٰى نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانِ؟ فَقَالُوْ اِنَّ مَرْيَمَ كَانَتْ سَيِّدَةَ عَالَمِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَكِ سَيِّدَةَ نِسَاءِ عَالَمِكِ وَعَالَمِهَا وَسَيِّدَةَ نِسَا ءِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ".

حضرت فاطمہؑ ''اِنسیہ'' ہیں

حضرت فاطمہ زہراؑ عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کے لئے بھی اسوۂ حسنہ ہیں، یعنی آپ کی شخصیت تمام نوعِ انسانی کے لئے نمونہ ہے اور آپ کی ذاتِ مبارک میں تمام انسانی کمالات اور نیک اوصاف پائے جاتے ہیں، اسی لئے آپ کا ایک لقب ''اِنسیہ'' قرار دیا گیا ہے۔

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر اکرمؐ نے اسماء بنت عمیسؓ سے فرمایا:

''فاطمہؑ تمام عورتوں سے ممتاز ہیں فاطمہؑ انسانی شکل میں ایک حور پیدا ہوئیں''۔[۱]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور نے فرمایا: ''فاطمہؑ انسانی شکل میں ایک حور ہیں جب میں جنت کا مشتاق ہوتا ہوں تو فاطمہؑ کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں''۔[۲]

حضرت فاطمہؑ ''تقیہ/نقیہ'' ہیں

حضرت فاطمہ زہراؑ کا ایک لقب ''تقیہ'' ہے، ''تقیہ'' اس خاتون کو کہا جاتا ہے جو تقویٰ و پرہیزگاری میں کمالِ مطلق رکھتی ہو، جناب فاطمہؑ اس صفت میں کمال کے آخری درجہ پر فائز ہیں اسی لئے شہزدیؑ کو ''تقیہ'' کا لقب دیا گیا ہے، چنانچہ زیارت کے اس فقرے میں کہا گیا ہے:

''اَلسَّلَامُ عَلٰی بَتُوْلَةِ الطَّاهِرَةِ وَالصِّدِّيْقَةِ الْمَعْصُوْمَةِ الْبَرّةِ "اَلتَّقِيَّةِ" سَلِيْلَةِ الْمُصْطُفٰی وَ حَلِيْلَةِ الْمُرْتَضٰی وَ اُمِّ الْأَئِمَّةِ النُّجَبَاءِ''.

''سلام ہو آپ پر اے بتولِ طاہرہؑ، اے صدیقۂ معصومہؑ اور اے نیک، متقی

---

[۱] بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۷/ دلائل الامامۃ: ص:۱۷۸/ کشف الغمۃ: ج:۱، ص:۴۶۳/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۳۸۔
'' اِنَّ فَاطِمَةَ خُلِقَتْ حُوْرِيَّةً فِیْ صُوْرَةِ اِنْسِيَّةٍ''.

[۲] علل الشرائع، ج:۱، ص:۱۸۴، باب:۱۴۷ حدیث:۲/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۱۰۵۴/ کشف الغمۃ: ج:۱، ص:۴۴۹۔
'' فَاطِمَةُ حَوْرَاءُ'' اِنْسِيَّةٌ '' فَاِذَا اشْتَقْتُ اِلَی الْجَنَّةِ شَمِمْتُ رَائِحَةَ فَاطِمَةَ''.

اور پرہیزگار خاتون جو محمد مصطفٰےؐ کی بیٹی، علی مرتضٰیؑ کی شریکِ حیات اور صاحبانِ نجابت اور معصوم ائمہؑ کی مادرگرامی ہیں''۔ [۱]

اسی طرح آپ کا ایک لقب ''نقیہ'' ہے، ''نقیہ'' اس خاتون کو کہا جاتا ہے جو طہارت میں کمالِ مطلق رکھتی ہو، چنانچہ زیارتِ شریفہ میں آپ کو اس لقب سے بھی یاد کیا گیا ہے:

'' اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَااَیَّتُهَاالتَّقِیَّةُ النَّقِیَّةُ ''.

''سلام ہو آپ پر، اے پرہیزگار اور پاک دامن خاتون''۔ [۲]

حضرت فاطمہؑ ''حبیبہ'' ہیں

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: جس دن جناب فاطمہؑ کی شہادت ہوئی، اس دن انھوں نے ایک گوشہ پر نظر ڈال کر فرمایا: اے ابوالحسنؑ! آپ پر درود وسلام ہو، پھر سرد آہ بھر کر فرمایا:

''اے ابن عم! ابھی ابھی جبرئیلؑ درود وسلام پڑھتے ہوئے نازل ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے:'' عَلَیْکِ السَّلَامُ یَا حَبِیْبَةَ حَبِیْبِ اللّٰهِ وَ ثَمَرَةَ فُؤَادِهٖ''، '' آپ پر درود وسلام ہو اے حبیب خداؐ کی محبوب بیٹی اور قلبِ مصطفٰےؐ کی ٹھنڈک! آج آپ کی روح عرشِ اعلیٰ کی طرف پرواز کر جائے گی، اس کے بعد جبرئیلؑ مجھ سے دور ہو گئے''۔ [۳]

حضرت فاطمہؑ ''حرّہ'' ہیں

حضرت فاطمہ زہراؑ کائنات کی ایسی عظیم خاتون ہیں، جنہوں نے آزادی کے صحیح معنی بیاں کئے اور آپ نے اور آپ کی اولاد اطہارؑ نے اس راہ میں جان و مال کی قربانی دے کر آزادی کی صحیح

---

[۱] المزار الکبیر، ابن المشہدی، متوفی ۶۱۰ھ، ص: ۷۸/ المزار شہید اول: ص: ۲۰۔

[۲] مفاتیح الجنان: شیخ عباس قمیؒ، ص: ۱۸۱، دار العلم، قم / بحار الانوار: ج: ۹۷، ص: ۲۰۰/ عوالم العلوم: ج: ۱۱، ص: ۱۱۴۱۔

[۳] بحار الانوار: ج: ۴۳، ۲۰۹، باب: ۷/ عوالم العلوم: ج: ۱۱، ص: ۲۳۴۔

تفسیر پیش کی، اسی لئے حضرت فاطمہؑ کا ایک لقب ''حرّہ'' قرار پایا اور یہ لقب وہ ہے جو حضرت علیؑ کی زبان مبارک پر اس وقت جاری ہوا جب آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد جنابِ فاطمہؑ نے شیخین سے قطعِ تعلق کرلیا اور وہ دونوں آپ کے دروازے پر آئے اور جناب فاطمہؑ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تو اس وقت حضرت علیؑ نے جنابِ فاطمہؑ سے فرمایا تھا:

'' اَیَّتُھَا ''الْحُرَّۃُ'' فُلانٌ وَفُلانٌ بِالْبَابِ یُرِیْدُ اَنْ یُّسَلِّمَا عَلَیْکِ فَمَا تَرِیْنَ ''.

''اے آزاد خاتون! فلاں فلاں دروازے پر آئے ہیں اور آپ کو سلام کرنا چاہتے ہیں، آپ کیا فرماتی ہیں؟''۔

جناب فاطمہ زہراؑ نے جواب میں فرمایا تھا:

'' اَلْبَیْتُ بَیْتُکَ وَ''الْحُرَّۃُ'' زَوْجَتُکَ اِفْعَلْ مَا تَشَاءُ'' گھر بھی آپ کا اور یہ آزاد خاتون بھی آپ ہی کی زوجہ ہے، جیسا چاہیں ویسا ہی کریں''۔[۱]

حضرت فاطمہؑ ''وحیدہ'' ہیں

جناب فاطمہ زہراؑ کا ایک لقب ''وحیدہ'' ہے، آپ کا یہ لقب خود آپ ہی کی زبانِ اقدس پر اس وقت جاری ہوا، جب آپ وفاتِ پیغمبرؐ کے بعد اپنے شوہرِ غمگسار اور بچوں سمیت تنِ تنہا اور بے ناصر و مددگار رہ گئیں تھیں، آپ نے فراقِ پدر میں گریہ وزاری کرتے ہوئے فرمایا تھا:

'' یَا اَبَتَاہُ بَقَیْتُ وَاِلٰھَۃً وَحِیْدَۃً وَحَیْرَانَۃً ''.

''بابا! میں تنہا ہوں اور غم بہت زیادہ ہیں، میں حیران و پریشاں ہوں، میری آواز بند ہوگئی اور کمر شکستہ، بابا! میری زندگی تباہ ہوگئی اور دن تاریکی میں بدل گئے''۔[۲]

---

[۱] کتاب سلیم بن قیس الہلالی: ج:۲،ص:۸۶۹/ بحارالانوار: ج:۲۸،ص:۳۰۳/ منہاج البراعۃ: ج:۱۳،ص:۲۰۔

[۲] عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۹۲۷/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۱۷۵۔

حضرت فاطمہؑ ''حوریہ'' ہیں

حضرت فاطمہ زہراؑ کی خلقت بہشتی میووں سے ہوئی اور آپ میں وہی صفات و عادات موجود تھیں جو حوارانِ جنت میں ہوتی ہیں، آپ کے جسمِ اطہر سے جنت کی خوشبو آتی تھی، آپ کا یہ لقب خود زبانِ رسولؐ پر جاری ہوا اور حضورِ اکرمؐ اکثر آپ کو ''حوریہ'' کہہ کر خطاب فرماتے تھے۔

جناب سلمان فارسیؓ بیان فرماتے ہیں:

''ایک روز میں پیغمبر اکرمؐ کے مبارک ہاتھوں پر پانی ڈال رہا تھا، تبھی حضرت فاطمہؑ گریہ کرتی ہوئی آ گئیں، آنحضرتؐ نے سر پر ہاتھ رکھا اور دلاسا دیتے ہوئے پوچھا: ''مَایُبْکِیکِ لَاْ اَبْکَی اللّٰہُ عَیْنَیْکِ یَا حُوْرَیَة'' کس چیز نے تمھیں رُلایا اے ''حوریہ''

خدا تمھاری آنکھوں کو کبھی نہ رُلائے، شہزادیؑ نے فرمایا: میں قریش کی چند عورتوں کے قریب سے گزری، وہ میرے اور حضرت علیؑ کے بارے میں نازیبا باتیں کر رہی تھیں، پیغمبر اکرمؐ نے پوچھا: پیاری بیٹی! مجھے بھی تو بتاؤ وہ کیا کہہ رہی تھیں؟

حضرت فاطمہؑ نے عرض کی: وہ کہہ رہی تھیں: محمدؐ کو کیا ہو گیا کہ اپنی بیٹی کا عقد قریش کے ایسے شخص سے کر دیا جس کے پاس مالِ دنیا نہیں ہے! آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی! میں نے علیؑ کو تمھارا شوہر قرار نہیں دیا بلکہ اللہ ربُّ العزت نے تمھارا عقد علیؑ سے فرمایا ہے'' [۱]

حضرت فاطمہؑ ''راکعہ وساجدہ'' ہیں

رکوع کرنے والی خاتون کو ''راکعہ'' اور سجدہ کرنے والی خاتون کو ''ساجدہ'' کہا جاتا ہے حضرت فاطمہ زہراؑ کو یہ القاب اس لئے دیئے گئے کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں کثرت سے رکوع و سجود

---

[۱] بحارالانوار: ج ۴۳، ص ۱۵۰/ عوالم العلوم: ج ۱۱، ص ۴۸۳/ سفینۃ البحار: ج ۴، ص ۲۵۰۔

" فَقَالَ لَهَا وَ اللّٰهِ يَا بُنَيَّةِ مَا زَوَّجْتُكِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ زَوَّجَكِ مِنْ عَلِيٍّ ".

بجالاتی تھیں، چنانچہ حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں:

"رَأيتُ اُمِّيْ فَاطِمَةَ قَامَتْ فِيْ مِحْرَابِهَا لَيْلَةَ جُمُعَتِهَافَلَمْ تَزَلْ رَاكِعَةً سَاجِدَةً حَتّٰى اِتَّضَحَ عُمُودُ الصُّبْحِ ".

''میں نے مادرِ گرامی حضرت فاطمہؑ کو دیکھا شبِ جمعہ میں آپ محرابِ عبادت میں کھڑی ہوتیں اور پے در پے رکوع وسجود بجالاتیں یہاں تک کہ صبح ہوجاتی'' ۔[1]

حضرت فاطمہؑ ''موفقہ، رشیدہ، مہدیہ اور ملہمہ'' ہیں

پیغمبر اکرمؐ نے اپنی رحلت سے پہلے حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ کو اپنے پاس بلا کر فرمایا:

'' اے علیؑ! اور اے فاطمہؑ! یہ حنوط ہے، اسے جبرئیلؑ جنت سے میرے اور تمھارے لئے لائے تھے، جبرئیلؑ تم پر دورد وسلام بھیج رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ حنوط اپنے اور تمھارے درمیان تقسیم کردوں''۔

حضرت فاطمہؑ نے عرض کی: بابا جان! ایک تہائی آپ رکھ لیجئے اور باقی کے بارے میں حضرت علیؑ جو کہیں، پیغمبرؐ نے گریہ کرتے ہوئے اپنی بیٹی کو سینے سے لگالیا اور فرمایا:

" موفقة"" رشيدة "" مهدية" "ملهمة".

''فاطمہؑ''! تم کامیاب ہو، رشیدہ ہو، ہدایت اور الہام یافتہ ہو''۔

اس کے بعد فرمایا: یا علیؑ! باقی حنوط کو تم تقسیم کرو، حضرت علیؑ نے فرمایا: اس کا نصف فاطمہؑ کے لئے اور باقی نصف کے بارے میں خود آپ ہی فرمایئے، آنحضرتؐ نے فرمایا: یا علیؑ باقی حنوط تمھارے لئے ہے، اس کو حفاظت سے رکھ لینا''۔[2]

---

[1] بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۸۱/ مدارج النبوۃ: ج:۲،ص:۹۰/علل الشرائع: ج:۱،ص۱۴۲/ وسائل الشیعۃ: ج:۷،ص:۱۱۳۔

[2] بحارالانوار: ج:۲۲،ص:۴۹۲،ح:۷۸،ص:۳۲۵/ مستدرک الوسائل: ج:۲،ص:۲۰۹۔

حضرت فاطمہؑ ''سیّدہ'' ہیں

قوم کی سردار خاتون کو ''سَیِّدہ'' کہا جاتا ہے لیکن جناب فاطمہ زہراؑء کا مرتبہ تمام زنانِ عالم سے ممتاز ہے، اسی لئے پیغمبر اکرمؐ بار بار فرمایا کرتے تھے:

''فَاطِمَةُ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ''.

''فاطمہؑ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں''۔

آپ نے یہ بھی فرمایا:

''اَمَا تَرْضِيْنَ اَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ''.

''فاطمہؑ! کیا اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم مومنوں کی عورتوں کی یا اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو''۔[۱]

حضرت فاطمہؑ ''شہیدہ'' ہیں

حضرت فاطمہ زہراؑء وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ولایت وامامت کی راہ میں اپنے بچّے حضرت محسنؑ کی شہادت دی اور خود بھی شہید ہوئیں، شاید اسی لئے حضرت امام رضا علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:

''اِنَّ فَاطِمَةَ صِدِّيْقَةٌ شَهِيْدَةٌ''.

''بیشک فاطمہؑ زیادہ سچ بولنے والی اور راہِ خدا میں شہید ہونے والی خاتون ہیں''۔[۲]

---

[۱] صحیح مسلم: ج:۶، ص:۱۰۰، ترجمہ مولوی وحید الزماں مطبوعہ دیوبند/ بحار الانوار، ج:۴۳، ص:۲۶۔

[۲] اصول کافی: ج:۱، ۴۵۸/ الوافی: ج:۳، ۴۵۷/ روضۃ المتقین: ج:۵، ص:۲۴۲/ شرح فروع کافی: ج:۲، ص:۸۳۔

حضرت فاطمہؑ ''صَابرہ'' ہیں

''صَابرہ'' اس خاتون کو کہا جاتا ہے جو سختیوں اور مصیبتوں پر صبر و تحمل کرے اور رضائے الٰہی کے لئے تمام تر مصائب پر صابر و شاکر رہے، جناب فاطمہؑ کا یہ لقب ائمہ اطہارؑ سے منسوب عبارات میں آیا ہے، چنانچہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک سیّدزادے سے فرمایا تھا:

''جب تم اپنی جدۂ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراؑء کی قبر مطہر پر جاؤ تو یہ زیارت پڑھا کرو''

'' یَا مُمْتَحَنَةُ اِمْتَحَنَکِ اللّٰہُ الَّذِیَ خَلَقَلَکِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَکِ فَوَجَدَکِ لِمَا اِمْتَحَنَکِ ''صَابِرَةً ''.

''اے وہ خاتون جس کا خدا نے قبلِ ولادت امتحان لیا تو اس میں صابرہ پایا''[1]

حضرت فاطمہ زہراؑء کے زیارت نامہ میں آیا ہے:

'' اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَااَیَّتُھَا الْمَظْلُوْمَةُ '' الصَّابِرَةُ '' لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ مَنَعَکِ حَقِّکِ وَدَفَعَکِ عَنْ اِرْثِکِ''.

''سلام ہو آپ پر اے مظلومۂ صابرہ! اور لعنتِ خدا ہو ان ظالموں پر جنہوں نے آپ کے حق کو ضائع کیا اور آپ کو پیغمبر اکرمؐ کی میراث سے محروم رکھا''[2]

حضرت فاطمہؑ ''صَدُوقہ'' ہیں

حضرت فاطمہ زہراؑء رفتار و گفتار و کردار میں اس درجہ سچی اور نیک دل خاتون تھیں کہ آپ کو ''صَادِقہ'' بھی کہا گیا ''صَدوقہ'' بھی کہا گیا اور ''صدّیقہ'' بھی کہا گیا اور یہ القاب وہ ہیں جو خود لسانِ وحی مآب پر جاری ہوئے ہیں۔

---

[1] بحار الانوار: ج: ۹۷، ص: ۱۹۴/ ج ۹۹ ص: ۲۱۲، ۲۱۳/ المزار شہیدی: ۷۹/ المزار شہید اول: ۲۱/ عوالم: ج:۱۱، ص: ۱۱۳۵۔

[2] بحار الانوار: ج: ۹۷، ص: ۱۹۸/ مصباح الزائر: ص: ۲۵/ المزار شہیدی: ص: ۸۲/ عوالم العلوم: ج: ۱۱، ۱۱۳۴۔

ایک مرتبہ پیغمبر اکرمؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

" یَا عَلِیُّ اِنّیْ قَدْ اَوْصَیْتُ فَاطِمَةَ ابْنَتِیْ بِاَشْیَاءٍ وَاَمَرْتُهَا اَنْ تُلْقِیَهَا اِلَیْکَ فَاَنْفِذْهَا فَهِیَ الصَّادِقَةُ " الصَّدُوْقَةُ " ثُمَّ ضَمَّهَا اِلَیْهِ وَقَبَّلَ رَأسَهَا وَقَالَ فِدَاکِ اَبُوْکِ یَافَاطِمَةُ فَعَلَا صُوْتُهَا بِالْبُکَاءِ ".

''اے علیؑ! میں نے فاطمہؑ کو کچھ مسائل تعلیم دیئے ہیں اوران سے کہہ دیا ہے کہ وہ آپ سے بتادیں، فاطمہؑ جو کچھ کہیں اسے انجام دینا کیوں کہ وہ ''صادقہ'' اور ''صدوقہ'' ہیں پھر آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ کو سینے سے لگایا اور سر کو چوم کر فرمایا: فاطمہؑ! تمھارے بابا تم پر قربان، یہ محبت وشفقت دیکھ کر فاطمہؑ کی صدائے گریہ بلند ہوگئی''۔ [۱]

حضرت فاطمہؑ ''راضیہ، مرضیہ اور رضیہ'' ہیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیغمبر اکرمؐ حضرت فاطمہؑ کے گھر آئے دیکھا آپ کھردرے اور موٹے کپڑے پہن کر ایک ہاتھ سے آٹا پیس رہی ہیں اور دوسرے ہاتھ سے بچے کو بہلا رہی ہیں، آنحضرتؐ اپنی بیٹی کا یہ حال دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا:

''بیٹی! دنیا کی سختیوں کو آخرت کی شیرینی کے مقابلے میں برداشت کرو، کیوں کہ اللہ نے مجھ پر آیت نازل کی: ''وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرضیٰ''۔

''خداوند عالم تمہیں اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہوجاؤ گے''۔ [۲]

---

[۱] بحارالانوار: ج:۲۲،ص:۴۹۱/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۹۱۔

[۲] مناقب ابن شہرآشوبؒ: ج:۳،ص:۳۴۲۔ " عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّد(ع)اَنَّهُ رَأَی النَّبِیُّ (ص) فَاطِمَةُ وَ عَلَیْهَا کِسَاءٌ مِنْ أَجِلّةِ الابِلِ وَ هِیَ تَطْحَنُ بِیَدَیْهَا وَ تُرْضِعَ وَلَدَهَا فَدَمَعَتْ عَیْنَا رَسُولِ اللّٰهِ(ص) فَقَالَ یَا بِنْتَاهُ تَعَجَّلِیْ مَرَارَةَ الدُّنْیَا بِحَلَاوَةِ الآخِرةِ فَقَالَتْ یَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی نَعْمَائِهِ وَ الشُّکْرُ لِلّٰهِ عَلٰی آلائِهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ" وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرضیٰ".

اسی طرح جب پیغمبر اکرمؐ نے حضرت فاطمہؑ کو تسبیح کی تعلیم فرمائی تو شہزادی کونینؑ نے دو بار فرمایا تھا: " رَضِیْتُ عَنِ اللّٰہِ وَعَن رَسُولِہِ".

''بابا میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا پر راضی ہوں''۔[۱]

نیز آپ کی زیارت مبارکہ میں آپ پر اس طرح سلام بھیجا گیا ہے:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَااَیَّتُھَا الرَّضِیَّۃُ الْمَرْضِیَّۃُ ''.[۲]

حضرت فاطمہؑ ''معصومہ'' ہیں

حضرت فاطمہ زہراؑ کی عصمت آیۂ تطہیر سے ثابت ہے، ارشاد ہوتا ہے:

" اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْراً ".

''اے اہل بیتِ رسولؐ! بیشک اللہ نے تم کو ہر رجس سے پاک و پاکیزہ رکھنے کا ارادہ کرلیا ہے، جیسا کہ پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے''۔[۳]

مفسرین کا بیان ہے کہ مذکورہ آیت ''اہلِ کساء'' یعنی پنجتنِ پاکؑ کی عصمت وطہارت کے سلسلے میں نازل ہوئی جن میں جناب فاطمہ زہراؑ کو مرکزیت حاصل ہے، اس لئے کہ جس وقت خداوند عالم نے ''اہلِ کساء'' کا تعارف کرایا تو فرمایا:

" ھُمْ فَاطِمَۃُ وَ اَبُوھَا وَ بَعْلُھَا وَ بَنُوھَا".

''چادر کے نیچے فاطمہؑ ہیں، فاطمہ کے پدرِ بزرگوار ہیں، فاطمہؑ کے شوہرِ نامدار ہیں اور فاطمہؑ کے فرزندانِ اطہار ہیں''۔[۴]

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ: ج:۱، حدیث:۹۴۷، ص:۳۲۰۔
[۲] المزار لابن مشہدی: ص:۸۰
[۳] سورۂ احزاب: آیت:۳۳۔
[۴] وظائف الابرار: ص:۱۱۶۔

حضرت فاطمہ زہراؑء کی کُنیات اور اَسباب

حضرت فاطمہؑ کی مشہور کُنیات

''کُنیت'' ایسے نام کو کہا جاتا ہے جو ماں، باپ، بیٹے، بیٹی یا کسی اور تعلق سے مشہور ہو جائے جیسے ابنِ مریم، اُمِّ کلثوم، ابوعبداللہ، بنتِ رسولؐ، وغیرہ۔[1]

عربی زبان میں ''کُنیت'' کی پہچان یہ ہے کہ اس کے شروع میں ابو، ابا، ابی، اُمّ، ابن یا بنت جیسا کوئی لفظ آتا ہے، جیسے ابوطالب، ابامحمد، اُمّ سلمہ، ابنِ حسن، بنتِ علی وغیرہ۔

عربوں کا دستور تھا کہ وہ نام، لقب یا کنیت سے پکارتے تھے، امام رضاؑ فرماتے ہیں:

''اگر کسی حاضر شخص کا نام لینا ہے تو کُنیت سے پکارو اور اگر غائب شخص کے بارے میں گفتگو ہو تو اصلی نام لیا کرو''۔[2]

حضرت فاطمہؑ کائنات کی ایک عظیم خاتون ہیں، آپ کی شخصیت اعلیٰ صفات و کمالات کی مرقع ہے، لہٰذا اسماء والقاب کی طرح آپ کی کُنیات بھی عظمت وجلالت اور فضیلت ومنقبت کو ظاہر کرتی ہیں، یہ کُنیات لسانِ وحی مآب پر جاری ہوئیں یا پھر ائمہ معصومینؑ کی زبانِ مبارک سے ادا کی گئیں۔

---

[1] ماخوذ از: اردو زبان وقواعد، ج ۱، ص ۱۷، مؤلف وناشر شفیع احمد صدّیقی، سال اشاعت ۱۹۹۹ء۔

[2] اصول کافی: ج ۲، ص ۶۷۱ مطبوعہ اسلامیہ/ وسائل الشیعہ: ج ۱۲، ص ۱۵۔

''عَنْ اَبِی الْحَسَنِ(ع)قَالَ: اِذَا کَانَ الرَّجلُ حَاضِرًا فَکَنِّهِ، وَاِذَا کَانَ غَائِبًا فَسَمِّهِ''.

مورخین نے آپ کی متعدد کُنیات نقل کی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

" اُمّ الحسن ، اُمّ الحسین ، اُم المحسن ، اُمّ السبطین، اُمّ الحسنین، اُمّ الریحانتین، اُمّ الخیرہ ، اُمّ البَررہ ، اُمّ الاَزھار، اُمّ الاَخیار،اُمّ الانوار، اُمّ الاطھار، اُمّ الابرار، اُمّ السَّادات، اُمّ الائمہ ،اُمّ النجباء،اُمّ اَبیھَا،اُمّ اَسماء اُمّ العُلوم، اُمّ الفَضائل، اُمّ الکتاب"۔ [1]

حضرت فاطمہؑ ''اُمّ اَبِیھَا'' ہیں

حضرت فاطمہؑ کی اہم کنیت ''اُمّ اَبِیھَا'' ہے،اُمّ اَبیھَا یعنی ''اپنے باپ کی ماں'' اس اعتبار سے رسول اکرمؐ کے علاوہ کسی نے بھی اپنی بیٹی کو ''اُمّ اَبیھَا'' نہیں کہا،رسولِ اکرمؐ بھی بلاوجہ ایسا نہیں کہہ سکتے تھے، کیوں کہ آپ کی زبانِ مبارک پر وحیِ الٰہی کا پہرہ تھا۔

دراصل قرآن نے نبیؐ کی ازواج کو ''اُمہاتُ المؤمنین'' یعنی مومنین کی مائیں کہا اور رسولؐ نے اپنی بیٹی کو ''اُمّ اَبِیھَا'' یعنی باپ کی ماں کہا،اس سے جناب فاطمہؑ کی یہ عظمت سمجھ میں آئی کہ جو لوگ ازواجِ رسولؐ کو حضرت فاطمہؑ سے بڑھانا چاہتے ہیں وہ یہ سمجھ لیں کہ اگر نبیؐ کی ازواج مومنین کی مائیں ہیں تو فاطمہؑ نبیؐ کی ماں ہیں اور اگر فاطمہؑ نبیؐ کی ماں ہیں تو پھر غور کرنا چاہئے کہ وہ اُمت کی کیا ہوں گی۔

حضرت فاطمہؑ ''اُمّ الائمّہ'' ہیں

جناب فاطمہؑ کی ایک کنیت ''اُمّ الائمہؑ'' ہے، یہ کنیت اس وجہ سے ہے کہ اللہ نے آپ کی نسلِ پاک میں امامت کو قرار دیا ہے اور حضورِ اکرمؐ نے متعدد بار اس بات کی بشارت دی ہے کہ میری بیٹی فاطمہؑ کی نسل میں گیارہ امامؑ ہوں گے اور آخری امام کا نام ''مہدیؑ'' ہوگا۔

---

[1] ماخوذ از: الکوثر فی احوال فاطمۃ بنت النبی الاطہرؑ: ج:۱،ص:۳۵۰/عوالم العلوم: ج:۱۱،قسم ۱،ص:۹۵۔

جناب جابر ابن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں شہزادی فاطمہؑ کی خدمتِ اقدس میں پہنچا، آپ کے سامنے ایک تختی رکھی ہوئی تھی، جس کی روشنی آنکھوں کو چکاچوند کر رہی تھی، تختی پر بارہ اماموںؑ کے اسمائے مبارک لکھے ہوئے تھے، ان میں تین نام ظاہر تھے اور تین باطن، تین آخر میں تھے اور تین اس کے کنارے پر، جب میں نے ان کو شمار کیا تو وہ بارہ نام تھے، میں نے عرض کی شہزادیؑ! یہ کن لوگوں کے اسمائے گرامی ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

''یہ نام اوصیائے کرامؑ کے ہیں، ان میں پہلے وصی میرے ابن عم علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور گیارہ میری اولاد سے ہیں جن میں آخری قائمؑ ہیں''۔[۱]

حضرت فاطمہؑ ''اُمّ الہناء'' ہیں

جناب فاطمہؑ کی ایک کنیت ''اُمّ الہناء'' ہے، ''ہناء'' مبارک زندگی کو کہتے ہیں، آپ کی یہ کنیت اس لئے قرار پائی کہ آپ کی زندگی شوہر کے لئے خوشگوار تھی، حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے:

''میں نے کبھی فاطمہؑ کو ناراض نہیں کیا اور نہ کبھی ان کو کسی کام پر مجبور کیا، اسی طرح فاطمہؑ نے بھی مجھے کبھی ناراض نہیں کیا اور نہ کبھی میری بات کو نظر انداز فرمایا یہاں تک کہ خدا نے ان کو اپنے پاس بلا لیا، خدا کی قسم جب میں گھر میں آتا تھا اور میری نظر فاطمہ زہراؑ پر پڑتی تھی تو میرا سارا رنج وغم دور ہو جاتا تھا''۔[۲]

---

[۱] مسند فاطمہ الزہراؑ: ص:۳۴۵، باب:۲۶/ کمال الدین: ج:۱، ص:۳۱۱/ وسائل الشیعہ: ۱۶، ص:۳۴۵/ عوالم: ج:۱۱، ص:۸۷۴۔
'' قَالَتْ هٰذِهٖ اَسْمَاءُ الْاَوْصِيَاء ، اَوَّلُهُمْ اِبْنُ عَمِّیْ وَاَحَدَ عَشَر مِنْ وُلْدِیْ وَآخِرُهُمُ الْقَائِم''.

[۲] سلسلۂ درسہای تاریخ اسلام: ص:۴۷/ بحار: ج:۴۳، ص:۱۳۴/ عوالم: ج:۱۱، ص:۴۲۴/ کشف الغمہ: ج:۱، ص:۳۶۳۔
''فَوَاللّٰهِ مَا اَغْضَبْتُهَا وَلَا اَكْرَهْتُهَا عَلٰى اَمْرٍ حَتّٰى قَبَضَهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ، وَلَا اَغْضَبَتْنِیْ وَ لَا عَصَتْ لِیْ اَمْرًا وَلَقَدْ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهَا فَتَنْكَشِفُ عَنِّیْ الْهُمُومُ وَالْاَحْزَانُ ''.

حضرت فاطمہؑ ''اُمّ العلوم'' ہیں

یہ کُنیت اس لئے قرار پائی کہ اللہ نے آپ کو دنیا و آخرت کے علوم سے نوازا ہے، کتاب ''المناقب'' میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے دس عورتوں کو دس چیزیں عطا فرمائی ہیں:

''حوّا زوجۂ آدمؑ کو توبہ، سارہ زوجۂ ابراہیمؑ کو جمال، رحیمہ زوجۂ ایوبؑ کو حافظہ آسیہؑ زنِ فرعون کو عزت وحرمت، زلیخا زوجۂ یوسفؑ کو حکمت، بلقیس زوجۂ سلیمانؑ کو عقل وفراست، برحانہ مادرِ موسیٰؑ کو صبر، مریمؑ مادرِ عیسیٰؑ کو صِفوت، خدیجہؑ زوجۂ مصطفیٰؐ کو تسلیم ورضا اور فاطمہؑ زوجۂ مرتضیٰؑ کو علم''۔ [۱]

حضرت فاطمہؑ ''اُمّ الرَّیحانَتَین'' ہیں

''ریحانہ'' ایک خاص خوشبو کا نام ہے، پیغمبر اکرمؐ اپنے دونوں نواسوں حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کو خوشبوئے رسالت فرمایا کرتے تھے، اسی لئے حضرت فاطمہ زہراؑ کی کنیت ''اُمّ الریحانتین'' قرار پائی، چنانچہ کسی موقع پر جناب فاطمہؑ نے بھی حضرت علیؑ کی مدح کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''علیؑ وہ ہیں جو خوشبوئے رسالت یعنی حسنؑ وحسینؑ کے پدر ہیں'' [۲]

---

[۱] مناقب ابن شہرآشوبؒ: ج:۳،ص:۳۲۱/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۳۴/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۱۰۱۔
'' اِنَّ اللّٰہ تَعَالٰی اَعْطٰی عَشْرَۃَ اَشْیَاءَ لِعَشْرَۃٍ مِّنَ النِّسَاءِ ، اَلتَّوْبَۃَ لِحَوَّاءَ زَوْجَۃِ آدَمَ ، وَالْجَمَالَ لِسَارَۃَ زَوْجَۃِ اِبْرَاھِیْمَ، وَالْحِفَاظَ لِرَحِیْمَۃٍ زَوْجَۃِ اَیُّوبَ،وَالْحُرمَۃَ لِآسِیَۃَ زَوْجَۃِ فِرْعَونَ، وَالْحِکْمَۃَ لِزُلَیْخَا زَوْجَۃِ یُوسُفَ، وَالْعَقْلَ لِبِلْقِیْسَ زَوْجَۃِ سُلَیْمَانَ، وَالصَّبْرَ لِبِرحَانَۃِ اُمِّ مُوسیٰ وَ الصَّفْوَۃَ لِمَرِیَمَ اُمِّ عِیْسیٰ، وَالرِضٰی لِخَدِیْجَۃَ زَوْجَۃِ الْمُصْطفیٰ وَالْعِلْمَ لِفَاطِمَۃَ زَوْجۃِ المُرتَضیٰ(ع)''.

[۲] ریاحین الشریعۃ: ج:۱،ص:۹۳،مؤلف علامہ محلاتی / نہج الحیاۃ:ص:۴۴،مؤلف علامہ محمد دشتی۔
''وَأَبُو بُنَیْہِ الْحَسَنِ (ع)وَالْحُسَیْنِ(ع) اَلَّذَیْنَ ھُمَا رَیْحَانَتَیْ رَسُولِ اللّٰہِ(ص)''.

حضرت فاطمہؑ ''اُمّ السادات'' ہیں

جناب فاطمہ زہراؑء کی ایک کنیت ''اُمّ السّادَات'' ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ''سیدہ'' ہیں اور آپ کی نسل پاک ''سادات'' ہیں، جو آج بھی دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔

جناب فاطمہ زہراؑء کی عظمت اور نسلِ پاک کے مقام و مرتبہ کے پیشِ نظر ساداتِ کرام پر صدقہ حرام ہے اور اُمت کے تمام افراد پر ان کا احترام لازم ہے، جیسا کہ ''علاّمہ حلیؒ'' نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی تھی کہ بیٹا! ساداتِ کرام کے احترام میں کبھی کوئی کمی نہ آنے دینا۔[۱]

علامہ جلال الدین فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کی اولاد کے لئے ''سیادت'' مخصوص ہے مرد ہو یا عورت جو بھی ان کی نسل سے ہے وہ قیامت تک ''سید'' رہے گا اور ساری کائنات پر واجب ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ ان کی تعظیم کرتی رہے۔[۲]

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''اے فاطمہؑ! جو شخص ہماری ذُرّیت کو اذیت دے گا، یا ہمارا خون بہائے گا اس پر میرا اور اللہ کا غضب نازل ہوگا''۔[۳]

---

[۱] ماخوذ از ''گناہانِ کبیرہ'': ج:۱، ص:۳۴۲۔

[۲] چودہ ستارے: ص:۸۹، نقل از لوامع التنزیل: ج:۳، ص:۳۴/ نور الابصار شبلنجی: ص:۱۱۴، طبع مصر:
''..وَ یَجِبُ عَلٰی اَجْمعِ الْخَلْقِ تَعْظِیْمَھُمْ اَبَدًا''.

[۳] امالی شیخ صدوقؒ: ص:۴۶۶/ بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۲۲۔
''قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ وَغَضَبِیْ عَلٰی مَنْ اَھْرَقَ دَمِیْ وَ آذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ''.

خاندانِ حضرت فاطمہ زہراؑء

خاندانِ فاطمہ زہراؑء کے امتیازات

''بحارالانوار'' میں ہے کہ جب رسولِ خداؐ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو حضرت فاطمہ زہراؑء گریہ فرمانے لگیں، آنحضرتؐ نے شہزادیٔ کونینؑ کو گلے سے لگایا اور فرمایا: میری پارۂ جگر! گریہ نہ کرو، ہم ایک عظیم خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، خدا نے ہمیں سات امتیازات عطا کئے ہیں جو کائنات میں کسی بھی کو عطا نہیں فرمائے اور وہ یہ ہیں:

(۱) نبیوںؑ میں ''سلطان الانبیاؑء'' ہمارے خاندان میں ہے جو اللہ کا محبوب اور وجہِ تخلیق کائنات ہے اور وہ تمھارے بابا ''محمد مصطفیٰؐ'' ہیں۔

(۲) وصیوں میں ''سیدالاوصیاءؑ'' ہمارے خاندان میں ہے جو خدا کے نزدیک سب سے بہترین اور محبوب ترین بندہ ہے اور وہ تمہارے شوہر ''علی مرتضیٰؑ'' ہیں۔

(۳) شہیدوں میں ''سید الشہداءؑ'' ہمارے خاندان سے ہے جو خدا کے نزدیک بہترین اور محبوب ترین شہید ہے اور وہ تمہارے چچا ''حمزہؓ'' ہیں۔

(۴) بہشت کی فضاؤں میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کرنے والا شہید ہمارا ہے جس کو خدا نے دو بال و پر عطا فرمائے اور وہ تمہارے چچا ''جعفر طیارؑ'' ہیں۔

(۵) اِس اُمت کے دو امام ہم ''اہل بیتؑ'' سے ہیں، جن کو خدا نے جزوِ رسالت قرار دیا اور وہ تمھارے دل کے چین ''حسنؑ''، ''حسینؑ'' ہیں۔

(۶) خدا نے تمھارے بیٹے ''حسینؑ'' کی نسلِ پاک میں نو ''ائمہ طاہرینؑ'' کو رکھا جو اس اُمت کے امین اور صاحبِ عصمت ہیں اور وہ سب کے سب ہم ''اہل بیتؑ'' سے ہیں۔

(۷) اس اُمت کا ''مہدیؑ'' ہم میں سے ہے جو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، اس وقت جب دنیا ظلم و جور سے پُر ہوگی، فساد و انحرافات ظاہر ہوں گے، امن کے تمام راستے مسدود کر دئے جائیں گے، قتل و غارت گری اور خونریزی کا بول بالا ہوگا، بڑا چھوٹے پر رحم اور چھوٹا بڑے کا احترام نہ کرے گا، پس اے میری پارۂ جگر! اس وقت خدا تیرے بیٹے حسینؑ کی پاک نسل میں ''مہدیؑ'' کو ظاہر فرمائے گا جو گمراہی کے قلعوں کو اکھاڑ پھینکے گا، اور آخری زمانے میں دین کو اس طرح ظاہر و قائم کرے گا جیسا آغاز میں تھا اور زمین عدل و انصاف سے بھر جائے گی جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔[۱]

یقیناً ایسا عظیم الشان خاندان حضرت فاطمہؑ کے سوا کسی کو نہیں ملا، پدر دیکھو سید الانبیاءؐ، مادر دیکھو ملیکۂ جلیلہ، شوہر دیکھو، سید الاوصیاء، چچا دیکھو سید الشہداء، خسر دیکھو سید البطحا، بیٹے دیکھو ''سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الجَنَّةِ'' اور خود سیدۃ النساء ہیں۔

---

[۱] بحار الانوار: ج:۳۷ ص:۴۱/ ج:۴۳، ص:۹۸/ کتاب سلیم بن قیس الہلالی: ج:۲، ص:۵۶۷/ امالی شیخ طوسیؒ: ص:۱۵۵، مجلس:۶/ الخصال: ج:۲، ص:۴۱۲/ شرح الاخبار فی فضائل ائمۃ الاطہار: ج:۱، ص:۱۱۸، ۱۲۳، ۵۱۰۔
''قَالَ النَّبِیُّ (ص) : یَا فَاطِمَةُ اِنَّا اَهْلُ بِیْتٍ اُعْطِیْنَا سَبْعًا لَمْ یُعْطَهَا اَحَدًا قَبْلَنَا وَ لَا یُعْطَهَا اَحَداً بَعْدَنَا: لَنَا نَبِیُّنَا اَفْضَلُ الْاَنْبِیَاءِ وَهُوَ اَبُوْکِ وَوَصِیُّنَا اَفْضَلُ الْاَوْصِیَاءِ وَ هُوَ بَعْلُکِ وَشَهِیْدُنَا اَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ وَهُوَ حَمْزَةُ عَمُّ اَبِیْکِ وَمِنَّا مَنْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ جَنَاحَیْنِ یَطِیْرُ بِهِمَا مَعَ الْمَلَائِکَةِ وَهُوَ جَعْفَرٌ وَمِنَّا سِبْطَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ هُمَا اِبْنَاکِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا بُدَّ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ مِنْ مَهْدِیٍ وَ هُوَ وَاللّٰهِ مِنْ وُلْدِکِ''.

والدِ ماجد

عامُ الفیل کا پہلا سال تھا، ربیع الاول کی ۱۷ تاریخ تھی، جمعہ کا مبارک دن تھا اور سحر کا سہانا وقت تھا کہ کلمۂ حق کا منادی، ندائے توحید کا علمبردار، عالمِ بشریت کا منجی، نگینۂ دلِ ہستی، افضلِ خلائق، وجہ تخلیق کائنات، اولِ مخلوقات، محبوبِ کبریا، حجتِ خدا، سردارِ رسل، بوئے عطر وگل، نورِ چشمِ وجود، جہانِ شہود میں ظہور پذیر ہوا، فرشتوں نے خوشیوں کی محفلیں سجائیں، طوطیانِ جنت نغمہ سرا ہوئے، حورانِ بہشت نے گل پاشی کی، مقربانِ حق سجدہ ریز ہوئے، رحمتوں نے نور افشانی کی، آسمان والے خوشی سے جھوم اُٹھے اور زمیں والوں نے یوں قصیدہ پڑھا:

اے نور کے پتلے تجھے کیا خاک سے نسبت احسان ترا ہے کہ زمیں پر اُتر آیا

یہ وہی پیکرِ نور تھا جو مدتوں تک لوحِ محفوظ کی زینت بنا رہا اور تخلیقِ آدم سے قبل مدتوں تک منزلِ قرب میں تسبیحِ حق بجالاتا رہا، پھر بحکمِ رب، صلبِ آدمؑ میں آیا اور آدمؑ کے پاک و پاکیزہ اصلاب سے منتقل ہوتا ہوا پیشانیٔ عبداللہؑ پر ساطع ہوا اور لباسِ بشری پہن کر صدفِ آمنہؑ سے ظاہر ہوا، جس کی شعاعیں پورے کرۂ ارض میں پھیل گئیں اور وجود ذیجود نے مخلوقاتِ عالم کو علم وآگہی کی روشنی عطا فرمائی، گمراہوں کو جادۂ حق دکھایا، شعورِ بشری کے لئے کمال کی راہیں کھولیں اور دنیا کے چہرے سے ظلمتوں کی نقاب ہٹائی۔

تاریخ کے معتبر ماہرین نے لکھا کہ جب نورِ محمدیؐ کا ظہور ہوا تو اس وقت کچھ حیرت انگیز واقعات رونما ہوئے، آسمان کے ستارے ٹوٹ کر فضائے ہستی میں بکھر گئے، شیطان ملعون رجم کیا گیا، ماہرینِ سحر اپنی عقلیں کھو بیٹھے، جادوگروں کے موکل محبوس کر دیئے گئے ساوہ کی جھیل خشک ہوگئی، وادی ساوہ میں پانی بہنے لگا، دریائے دجلہ میں طغیانی آئی، ایوانِ کسریٰ کے کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے، طاقِ کسریٰ شگافتہ ہوا، شاہانِ دنیا کے تخت سرنگوں ہوئے اور ہزار سالوں سے روشن

فارس کا آتش کدہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا، اللہ نے اس وجودِ پُرنور کا نام ''محمدؐ'' متعین فرمایا جو اس کے ''محمودؐ'' نام سے مشتق ہے، یہ نام اتنا پیارا تھا کہ قرآن کریم نے اس نام کو چار مقامات پر بیان فرمایا، اسی نام سے قرآن کا ۴۷واں سورہ بھی قرار دیا، جو ۳۸ آیات پر مشتمل ہے، ''محمدؐ'' کے علاوہ آپ کا ایک نام ''احمدؐ'' ہے جس کا ذکر اللہ نے توریت وانجیل میں کیا ہے اور سورۂ صف کی چھٹی آیت میں بھی اس کا ذکر موجود ہے، اس کے علاوہ قرآن مجید نے آپ کو نبی، رسول، امین، مصطفیٰ، خاتم النبین، امام المتقین، طٰہٰ، یٰسین، مزمل، مدثر، شاہد، شہید، بشیر، مبشر، نذیر، منذر، داعی الی اللہ، رؤف، رحیم، رحمۃ للعالمین، اور سراجِ منیر جیسے القابات سے نوازا اور تقریباً ایک ہزار مقامات پر آپ کو مختلف انداز میں یاد کیا ہے، جن میں ۱۰۰ر سے زیادہ مقامات ایسے ہیں جہاں آپ کو خصوصیت یا عمومیت کے ساتھ مرکزِ خطاب قرار دیا گیا ہے، مگر خالق کی نظر میں نبیؐ کا یہ احترام تھا کہ کہیں بھی آپ کو نام کے ساتھ نہیں پکارا، بلکہ مقامِ رسالت ونبوت کے ساتھ یا کسی خاص صفت کے پیشِ نظر خطاب کیا ہے۔ لہٰذا کہیں '' یَـا اَیُّھَـا الْـمُـزَّمِّـلُ'' کہا تو کہیں ''یَـااَیُّھَـاالْـمُدَّثِّرُ'' کہا، کبھی ''طٰہٰ'' کہا تو کبھی '' یٰسٓ'' کہا اور جب علیؑ کی ولایت کا اعلان کرانا مقصود سمجھا تو '' یَااَیُّھَا الرَّسُوْلُ'' کہہ کر خطاب فرمایا۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ اللہ نے اس کتابِ ہدایت میں اپنے حبیبؐ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر فرمایا ہے اور بعثت، نزولِ قرآن نزولِ وحی، دعوت وتبلیغ، علم وحکمت، نبوت ورسالت، ختمِ نبوت، عصمت وطہارت عبادت وریاضت، قیام شب، تحویلِ قبلہ، توکل، حیاء، نرم دلی، تواضع، فروتنی، ہجرت، غار، غدیر، معراج، شرحِ صدر، کفار کی ایذاء رسانی پر تسلی وتشفی، تکریم واحترام، اتباع واطاعت، رحمۃ للعالمین ہونا، دعا وعبادات، خُلقِ عظیم، مباہلہ، محبت ومؤدت، اجرِ رسالت، اہل بیتؑ، دوست، دشمن، صلح، فتح، جنگ، غزوات خلافت، ولایت اور تکمیلِ دین جیسے موضوعات سے متعلق گفتگو کی ہے، جس سے ایسا محسوس

ہوتا ہے کہ قرآن مجید نبیؐ کا ''زندگی نامہ'' ہے جسے ابدی معجزہ بنا کر قلبِ پیغمبرؐ پر نازل کیا گیا ہے مگر فاطمہؑ جیسی باشرف بیٹی عطا کر کے نبیؐ کو ''معجزۃُ المعجزات'' عطا کر دیا، ایسی باشرف خاتون کہ اللہ کا عظیم الشان پیغمبرؐ اسے ''اُمّ ابیہا'' کہہ کر پکارتا ہے اور نظر پڑتے ہی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے، رفتار و گفتار اور اخلاق و کردار میں اتنی مشابہ ہیں کہ بالکل رسولؐ معلوم ہوتی ہیں۔ منصب کے لحاظ سے بھی اگر حضورؐ اللہ کے رسولؐ ہیں تو فاطمہؑ شریکِ کارِ رسالت ہیں، نہ اُن کا کوئی شریک نہ اِن کا کوئی سہیم، وہ بھی بے نظیر، یہ بھی بے مثال، اسی لئے رسولؐ نے جب آخری حج کا ارادہ فرمایا تو فاطمہؑ کو ساتھ لیا اور واپسی پر غدیرِ خم کے میدان میں جہاں حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کیا، وہیں مسلمانوں کو قرآن و اہل بیتؑ سے تمسک کا حکم دیا اور قیامت تک کے لئے اُمت کو بتا دیا کہ فاطمہؑ و قرآن نجات کا ذریعہ ہیں، نہ فاطمہؑ کے بغیر نجات مل سکتی نہ قرآن کے بغیر جنت میں جا سکتے اور پھر اسی پیغام کے ساتھ آپ ۲۸ صفر ۱۱ھ کو اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے اور اپنی اکلوتی بیٹی فاطمہؑ کو اُمت کے درمیان چھوڑ کر آغوشِ لحد میں سو گئے۔[۱]

والدۂ ماجدہ

جناب فاطمہؑ کی مادرِ گرامی کا نام ''خدیجہؑ'' ہے، جناب خدیجہؑ کائنات کی وہ عظیم خاتون ہیں جو روئے زمین پر عورتوں میں سب سے پہلے ایمان لائیں اور ندائے توحید پر لبیک کہا، سب سے پہلے رسولؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور رسولِ اکرمؐ کی سب سے پہلی زوجہ ہونے کا شرف پایا ہجرت سے تقریباً ۶۸ رسال قبل مکہ میں پیدا ہوئیں ''خویلد بن عبدالعزیٰ'' آپ کے والدِ ماجد اور ''فاطمہ'' آپ کی والدۂ ماجدہ کا نام تھا، قریش کے نجیب ترین خاندان سے آپ کا تعلق تھا، پانچویں پشت میں آپ کا سلسلۂ نسب رسول اللہؐ سے ملتا ہے ''ملیکۃ العرب''، ''الکبریٰ''، ''سیدۃ النساء''

---

[۱] تاریخ وفات ماخوذ از: چودہ ستارے، ص: ۸۷، مولانا نجم الحسنؒ / اسلام نامہ: ص ۹۷ مولانا خیرات حسن مرحوم۔

''ملیکۂ جلیلہ''، ''اوّل المومنہ'' اور ''اوّل المسلمہ'' آپ کے القاب تھے، پاکیزہ نفسی، حُسنِ اخلاق اور عام ہمدردی میں آپ شہرۂ آفاق تھیں اور انہیں ذاتی محاسن کی بناء پر ایامِ جاہلیت میں بھی آپ کو ''طاہرہ'' کہا جاتا تھا، ۴۰ سال کی عمر میں رسول اللہؐ سے شادی ہوئی، جب کہ رسول اللہؐ کا سن اقدس صرف ۲۵ سال تھی، آپ کے چچا ''عمرو بن اسد'' نے آپ کی طرف سے اور حضرت ''ابوطالبؑ'' نے حضورؐ کی جانب سے عقد پڑھا۔[۱]

رسول اکرمؐ کو آپ سے بے انتہا محبت تھی، جب تک آپ زندہ رہیں حضور نے دوسری شادی نہیں کی، آپ نے ۱۰ رمضان ۱۰ بعثت کو انتقال فرمایا اور مکۂ معظّمہ کے مشہور قبرستان ''حجون'' میں دفن ہوئیں، اس قبرستان کو ''جنت المعلیٰ'' بھی کہا جاتا ہے، آپ کے انتقال پر آنحضرتؐ کو اتنا صدمہ ہوا کہ کئی دن تک گھر سے نہیں نکلے اور اس سال کو ''عام الحزن'' یعنی غم کا سال قرار دیا اور زندگی بھر آپ کو یاد فرماتے رہے، حد یہ ہے کہ جب حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں کوئی تحفہ آتا تھا یا آپ کوئی گوسفند ذبح کراتے تھے تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر جنابِ خدیجہؑ کی سہلیوں کے یہاں اس کا گوشت بطور ہدیہ ضرور بھجواتے تھے۔[۲]

حضرت ''عائشہ'' کو آپ سے حسد رہتا تھا، حالانکہ انہوں نے آپ کو کبھی دیکھا بھی نہیں تھا۔ وہ خود فرماتی ہیں: ''جتنا حسد مجھے حضرت خدیجہؑ پر ہوا اتنا کسی اور بیوی پر نہیں ہوا، حالانکہ رسول اللہؐ نے ان کی وفات کے بعد مجھ سے نکاح کیا تھا''۔[۳]

---

[۱] چودہ ستارے: ص:۵۱، مؤلف مولانا سید نجم الحسن کراروی، مطبوعہ ممبئی (انڈیا)۔

[۲] بہشتی زیور: ص:۴۷۴، اشرف علی تھانوی/سنن ترمذی اردو: ج:۲، ص:۳۹۶،/صحیح مسلم مترجمہ اردو: ج:۶، ص:۹۰

'' اِذَا ذَبَحَ الشَّاۃَ یَقُوْلُ اِرْسِلُوْا بِھَا اِلٰی اَصْدِقَاءِ خَدِیْجَۃَ ''.

[۳] صحیح مسلم اردو ترجمہ: ج:۶، ص:۹۰، عربی عبارت یہ ہے:

'' عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی نِسَاءِ النَّبِیِّ(ص) اِلَّا خَدِیْجَۃَ وَ اِنِّیْ لَمْ اَدْرَکْھَا''.

ایک روایت میں ہے کہ جنگِ بدر میں حضرت زینبؓ کے شوہر کو گرفتار کر کے حضور کے پاس لایا گیا، زینبؓ نے ان کی رہائی کے لئے کچھ مال بھیجا، اس مال میں حضرت خدیجہؓ کا وہ ہار بھی تھا جو انھوں نے زینبؓ کو جہیز میں دیا تھا، حضور اکرمؐ نے جب اس ہار کو دیکھا تو خدیجہؓ کی یاد تازہ ہوگئی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، یہ دیکھ کر صحابہ نے مشورہ دیا کہ زینبؓ کے شوہر کو ہدیہ لئے بغیر رہا کر دیں، چنانچہ اس شرط پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ زینبؓ کو مدینہ بھیج دے۔[۱]

غور فرمایئے کہ رسول اکرمؐ تو مادرِ فاطمہؑ کی اس قدر عزت افزائی فرمائیں کہ محض ان کا گلو بند دیکھ کر گریہ فرمانے لگے، مگر اسلام کا دم بھرنے والے متعصب نجدیوں نے اس قدر ظلم ڈھایا کہ آپ کے روضۂ اقدس کو شہید کر دیا اور دیگر مزارات کی طرح آپ کے روضۂ اقدس کو بھی زمیں بوس کر دیا جب کہ نجدیوں کی اپنی قبریں آج بھی پُر رونق نظر آتی ہیں۔

جدِّ امجد

جناب فاطمہؑ کے جدِّ بزرگوار ''حضرت عبداللہؑ'' ہیں، آپ ہی کائنات کی وہ عظیم شخصیت ہیں جن کو رسول اللہؐ کے پدرِ بزرگوار ہونے کا شرف حاصل ہے اور جن کی پیشانی پر نورِ رسالتؐ جلوہ گر تھا، اور جناب ''آمنہؑ بنت وہب'' کے شکمِ مبارک میں استقرار پایا، جناب عبداللہؑ کے والدِ ماجد کا نام ''عبدالمطلبؑ'' اور والدۂ ماجدہ کا نام ''فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن مخذوم'' تھا، جناب عبداللہؑ اپنے خاندان میں محاسنِ اخلاق اور فضائل کی وجہ سے بے حد محبوب تھے اور تمام جوانانِ قریش میں ممتاز سمجھے جاتے تھے، روایت میں ہے:

---

[۱] ''رسول کے آنسو''، ص ۴۳، بحوالہ فضائل الاعمال: ص ۱۴۳۔ (جناب ''زینبؓ'' کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے بعض آپ کو رسول اللہؐ کی بیٹی مانتے ہیں جب کہ ایک تحقیق کے مطابق آپ حضرت خدیجہؑ کی بہن ''ہالہ'' کی بیٹی تھیں، ان کے انتقال کے بعد رسول اللہؐ اور حضرت خدیجہؑ نے زینبؓ کی پرورش کی تھی۔ (مزید معلومات کے لئے صفحہ ۹۱ پر ملاحظہ ہو)

''ایک مرتبہ آپ کے والدِ بزرگوار جناب عبدالمطلبؑ نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے ان کو دس فرزند عطا فرمائے تو وہ ایک بیٹے کو راہِ خدا میں قربان کردیں گے اللہ نے ان کی نذر کو قبول فرمایا، لہٰذا آپ نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور ایفائے نذر کے لئے حضرت عبداللہؑ کو لے کر نکلے، لیکن جب ذبح کرنا چاہا تو لوگوں نے اُونٹوں کے عوض قرعہ ڈالنے پر اصرار کیا، قرعہ کیا تو قرعہ بھی آپ ہی کے نام نکلا، چنانچہ آپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا، مگر لوگوں کے اصرار پر جب ۱۰۰/اُونٹوں کے عوض قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ اُونٹوں کے لئے نکل آیا، آخر کار آپ نے ۱۰۰/اُونٹوں کی قربانی دی اور اس طرح جناب عبداللہؑ ذبح ہونے سے بچ گئے۔ جناب عبداللہؑ کی ۱۸ سال کی عمر میں جناب ''آمنہ بنت وہبؑ'' سے شادی ہوئی اور ۲۸ سال کی عمر میں سفرِ تجارت سے واپسی پر مدینہ میں انتقال فرمایا اور مقام ''ابواء'' میں دفن ہوئے، آپ نے ترکے میں چند اُونٹ، کچھ بکریاں اور ''برکت'' نامی ایک کنیز چھوڑی تھی جس کو ''اُمّ ایمنؓ'' بھی کہا جاتا ہے''۔[۱]

جدّۂ ماجدہ

جناب فاطمہؑ کی جدۂ ماجدہ حضرت ''آمنہؑ'' ہیں، آپ کی فضیلت کے لئے اتنا کافی ہے کہ اللہ نے آپ کے بطنِ مبارک کو نورِ محمدیؐ کا حامل بنایا اور آپ کی آغوشِ تربیت کو اپنے پیارے نبیؐ اور اولوالعزم پیغمبرؐ کا گہوارہ قرار دیا۔ مورخین لکھتے ہیں:

''حضرت آمنہؑ کا تعلق قبیلۂ قریش کے نامور خاندان ''بنی زہرہ'' سے تھا، آپ کے پدرِ بزرگوار ''وہب بن عبد مناف'' تھے جو اپنے قبیلے کے سردار اور صاحبِ اختیار شخصیت تھے، جناب آمنہؑ کے چچا ''وہیب بن عبد مناف'' بھی بڑے صاحبِ فضیلت

---

[۱] ماخوذ از چودہ ستارے: ص: ۴۰۔ مؤلف مولانا سید نجم الحسن کراروی، (مقام ''ابواء'' مدینہ سے مکہ کی سمت چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے جو حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا مولد بھی ہے۔ (اسلام نامہ: مولوی خیرات حسن صاحب: ص: ۵۳)۔

تھے، آپ ہی نے جناب آمنہؑ کی کفالت کی، جناب آمنہؑ کی ایک چچازاد بہن تھیں جن کا نام ''ہالہ بنت وہیب'' تھا، جناب ''عبداللہؑ'' جب سنِ ازدواج کو پہنچے تو مکہ کے بڑے بڑے صاحبانِ اقتدار اور اعلیٰ قبائل نے آپ سے وصلت کی خواہش ظاہر کی مگر جناب عبدالمطلبؑ نے یہ شرف صرف خاندان ''بنی زہرہ'' کو ہی بخشا اور جناب ''آمنہ بنت وہبؑ'' سے حضرت عبداللہؑ کا نکاح کر دیا اور اُسی محفل میں اپنا عقد ''ہالہ بنت وہیب'' سے فرمایا اس خوشگوار ازدواج کے نتیجے میں حضرت عبدالمطلبؑ کے یہاں ''ہالہ بنت وہیب'' کے بطن سے جناب حمزہؓ اور جناب عبداللہؑ کے یہاں ''آمنہ بنت وہبؑ'' کے بطن سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پیدا ہوئے۔

حضورِ اکرمؐ کا سن مبارک ابھی پانچ سال کا ہی ہوا تھا کہ جناب آمنہؑ نے عام الفیل کے چھٹے سال مقام ''ابوا'' میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئیں'' [۱]

''سننِ نسائی'' میں ہے کہ جب پیغمبر اسلامؐ اپنی مادرِ گرامی کی قبرِ اطہر کی زیارت کو تشریف لے گئے تو آپ خود بھی روئے اور اپنے ہمراہیوں کو بھی رُلایا'' [۲]

اگر اللہ کا رسولؐ ماں کو یاد کر کے ان کی قبر پر گریہ فرمائے اور آپ کے صحابہؓ بھی ان پر آنسو بہائیں تو پھر اُمت کے مفتیوں کو یہ کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ رونے پر بدعت کا فتویٰ لگائیں؟۔

خسرِ معظّم

جناب فاطمہؑ کے خسرِ معظّم جناب ابوطالبؑ ہیں، آپ رسول اللہؐ کے جاں نثار چچا تھے اور ''شیخ الابطح'' کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔

---

[۱] ماخوذ از: اسوۃ الرسولؐ: ج:۱،ص:۸۲۱/فروغ ابدیت اردو: ج:۱،ص:۱۴۳۔

[۲] سنن نسائی: مجلد:۳و۴،ص:۳۹۸ حدیث:۲۰۳۳ (بیروت)/مخالفۃ الوہابیۃ للقرآن والسنۃ:ص:۵۵۔

''مفتی جعفرؒ'' تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت ابوطالبؑ عرب کے بلند پایہ ادیب، ممتاز سخن طراز، عظیم مفکر، مایۂ ناز قائد محسنِ اسلام اور شمعِ نبوت کے گراں قدر محافظ تھے، واقعہ فیل سے ۳۵ رسال قبل مکہ میں پیدا ہوئے، ۴۳ رسال تک اپنے پدر بزرگوار سے اخلاق وحکمت کا درس لیا اور علم وادب میں کمال حاصل کیا، والد کے انتقال کے بعد ''رفادہ'' اور ''سقایہ'' کے عہدوں پر فائز ہوئے اور تقریباً ۴۲ رسال تک رسول اکرمؐ کی حفاظت کی، جس کے صلہ میں قرآن کریم نے آپ کو ''پناہ گاہِ رسالت'' کہا، آپ مومنِ آل قریش تھے ۸۵ رسال کی عمر میں انتقال فرمایا، حضرت فاطمہؑ کی والدۂ گرامی جناب خدیجہؑ اور خسرِ معظّم جناب ابوطالبؑ کے انتقالِ پُر ملال پر رسولِ اکرمؐ کو بڑا صدمہ پہنچا، اسی لئے آپ نے ان دونوں کے سالِ وفات کو ''عام الحزن'' یعنی غم کا سال قرار دیا''۔[۱]

مادرِ نسبتی

جناب فاطمہؑ کی مادرِ نسبتی حضرت ''فاطمہ بنت اسدؓ'' ہیں، آپ دنیا کی وہ واحد خاتون ہیں جن کو مولودِ کعبہ حضرت علیؑ کی ماں ہونے کا شرف حاصل ہے اور اپنے شوہر حضرت ابوطالبؑ کی حیات میں مشرف بہ اسلام ہوکر ان کے ایمان کی محکم دلیل ہیں، آپ کے پدر بزرگوار جناب ''اسدؑ'' ''قیلہ بنت عامر'' کے بطن سے جناب ہاشمؑ کے فرزند تھے، اس اعتبار سے آپ جناب ہاشمؑ کی پوتی اور رسول خداؐ کی پھوپی ہوتی تھیں، لیکن حضرت ابوطالبؑ کے حرم میں آنے کی وجہ سے آپ رسولِ اکرمؐ کی چچی ہوئیں، ان دو رشتوں کے علاوہ آپ نے رسول اکرمؐ کی پرورش بھی کی، اسی لئے حضورؐ جناب فاطمہ بنت اسدؑ کو ماں کہہ کر پکارتے اور اس قدر محبت فرماتے تھے کہ

---

[۱] ماخوذ از: سیرت امیر المومنین: ج:۱، ص:۶۰، مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنؤ (اختصار)۔

جب مادرِ علیؑ کا انتقال ہوا تو آپ نے ''ماں'' کہہ کر گریہ فرمایا اور کفن کے لئے اپنی ردائے مبارک عطا کی، پابرہنہ تشییع فرمائی اور کاندھا دیتے ہوئے قبرستان تک گئے پھر خود ہی قبر میں اُترے اور اپنے دستہائے مبارک سے لحد کھودی اور شدتِ غم کے سبب قبر میں لیٹ گئے اور روتے ہوئے فرمایا:

''جَزَاکِ اللّٰہُ خَیْرًا لَقَدْ کُنْتِ خَیْرَ اُمٍّ''.

'' خدا آپ کو جزائے خیر دے، یقیناً آپ میری بہترین ماں تھیں''۔[۱]

اس موقع پر جب لوگوں نے آپ کے اس امتیازی برتاؤ پر استفسار کیا تو ارشاد فرمایا:

''ان کے مجھ پر بہت سے احسانات ہیں، یہ خود بھوکی رہتی تھیں اور مجھے کھانا کھلاتی تھیں، خود پھٹے پرانے کپڑے پہنتی تھیں اور مجھے اچھا لباس پہناتی تھیں، ان کے بچوں کے بال پراکندہ رہتے تھے اور میرے سر میں تیل ڈالتی تھیں، خود تکلیفیں اُٹھاتی تھیں اور میرے لئے راحت و آرام کا سامان کرتی تھیں، آج میں نے ان کو اپنے لباس سے کفن دیا تاکہ روزِ محشر پردہ پوش محشور ہوں اور قبر میں اس لئے لیٹا تاکہ فشار قبر سے محفوظ رہیں''۔[۲]

جناب فاطمہ بنت اسد نے ۴ھ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔[۳]

شوہرِ نامدار

حضرت فاطمہؑ کے لئے ایک فضیلت یہ ہے کہ آپ کائنات کی اس عظیم شخصیت کی زوجہ ہیں جس نے خانۂ کعبہ میں ولادت پائی، رسولؐ کی آغوش میں آنکھیں کھولیں، توریت، زبور اور انجیل کی تلاوت کی، آیات قرآنی کی نورافشانی فرمائی، سب سے پہلے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور سب سے پہلے نصرتِ نبیؐ کا اعلان کیا، ایسی عظیم شخصیت کہ جس کا گھر فرشتوں کی آماجگاہ اور

۱، ۲، ۳۔ سیرت امیر المومنینؑ: ج:۱، ص:۱۱۳، مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنو۔

یتیموں، مسکینوں وفقیروں کی پناہ گاہ تھا اور جس کے درِ دولت پر آ کر خود نبی مکرّمؐ سلام کیا کرتے تھے، وہ عظیم ہستی جس نے جنگ کے میدانوں میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور بڑے بڑے شجاعانِ عرب سے اپنی تلوار کا لوہا منوایا، وہ عظیم ذات جس نے دوشِ نبوت پر قدم رکھے اور خانۂ خدا سے بتوں کا صفایا کیا، جو شبِ معراج عرشِ معلیٰ پر تسلیٔ رسالت قرار پائے، جس نے حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دی اور شبِ ہجرت اس بستر پر سوئے جس پر نبیؐ سویا کرتے تھے اور بحکم خدا غدیر خم میں ساری اُمت کا مولیٰ وآقا بنایا گیا، تاریخ نے اس عظیم ہستی کا نام ''علی بن ابی طالبؑ'' لکھا ہے۔

حضرت علی بن ابی طالبؑ ۱۳ر جب ۳۰ر عام الفیل کو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور ۲۱ر رمضان المبارک ۴۰ھ میں عبدالرحمٰن بنِ ملجم کی ضربت سے کوفہ میں شہید ہوئے ''عراق'' کے مشہور شہر ''نجفِ اشرف'' میں آپ کا شاندار روضہ ہے جو منزل گاہِ ملائکہ اور پناہ گاہِ ہر خاص وعام ہے۔

برادرانِ فاطمہ زہراؑ

آپ کے حقیقی بھائی حضرت ''قاسم طیبؑ'' اور حضرت ''عبداللہ طاہرؑ'' ہیں جو بعثت سے پہلے حضرت خدیجہؑ کے بطن شریف سے مکہ میں پیدا ہوئے، لیکن یہ دونوں بچپن ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔ حضرت قاسمؑ کی وجہ سے پیغمبر اکرمؐ کی کنیت ''ابوالقاسم'' قرار پائی ہے۔

تیسرے بھائی حضرت ''ابراہیمؑ'' ہیں جو حضرت ''ماریہ قبطیہؓ'' کے بطنِ مبارک سے ۸ھ میں پیدا ہوئے تھے اور پھر ۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔[۱]

ایک روایت میں ہے کہ جب جناب ابراہیمؑ کا انتقال ہوا تو آنحضرتؐ گریہ فرمانے لگے، کچھ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہؐ! آپ اللہ کے نبیؐ ہو کر گریہ فرما رہے ہیں؟

آنحضرتؐ نے جواب دیا:

---

[۱] چودہ ستارے: ص:۸۹ مؤلف مولانا سید نجم الحسن کراروی/ اسلام نامہ: ص ۱۱۳، مؤلف مولوی سید خیرات حسنؒ۔

''میں بشر ہوں آنکھیں اشک بار اور دل نرم ہو ہی جاتا ہے اور یاد رکھو میں وہ بات ہرگز نہیں کہتا کہ جو میرے ربّ کے غضب کا باعث ہو''۔[۱]

رسولؐ بیٹے کی وفات پر گریہ فرماتے ہیں اور امت بدعت کا فتویٰ لگاتی ہے، وہ نبیؐ کا عمل تھا اور یہ امت کا کردار ہے۔

خواہرانِ فاطمہ زہراؑ

آپ کی بہنوں کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض حضرات جناب ''زینبؓ'' ''رقیہؓ'' اور ''اُمّ کلثومؓ'' کو بھی آنحضرتؐ کی اولاد بتاتے ہیں، بعض ان تینوں بہنوں کو جناب خدیجہؓ کے پہلے شوہر کی اولاد کہتے ہیں، لیکن ایک تحقیق کے پیشِ نظر یہ خواتین جناب خدیجہؓ کی بہن ''ہالہ بنت خویلد'' کی بیٹیاں تھیں جن کو رسول اللہؐ نے پالا تھا، ان کے باپ کا نام ''ابوالہند'' تھا۔[۲]

اس سلسلے میں ''ابوالقاسم الکوفی'' متوفی ۳۵۲ھ لکھتے ہیں:

''جب رسول اکرمؐ نے حضرت خدیجہؑ سے عقد فرمایا تو اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد ان کی بہن ''ہالہ'' کا انتقال ہوگیا۔ ''ہالہ'' نے تین لڑکیاں ''رقیہ''، ''زینب'' اور ''اُمّ کلثوم'' چھوڑیں تھیں جو پیغمبر اکرمؐ اور حضرت خدیجہؑ کی آغوشِ تربیت میں پلی بڑھیں تھیں اور اسلام سے قبل عربوں کا یہ دستور تھا کہ اگر کوئی بچہ کسی کی گود میں پرورش پاتا تھا تو وہ اسی سے منسوب کر دیا جاتا تھا''۔[۳]

---

[۱] مخالفۃ الوہابیۃ للقرآن والسنۃ: ص: ۵۷ بحوالہ صحیح بخاری اور سنن بیہقی۔

''اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ بَکیٰ فِی مَوتِ اِبرَاھِیمَ فَقَالُوا یَا رَسُولَ اللّٰہِ تَبْکِی وَ اَنْتَ رَسُولُ اللّٰہِ، قَالَ: اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ تَدْمَعُ الْعَیْنُ وَ یَخْشَعُ الْقَلْبُ وَ لَا نَقُولُ مَا یَسْخَطُ الرَّبّ''۔

[۲] چودہ ستارے: ص: ۹۲، مؤلف مولانا سید نجم الحسن کراروی، مطبوعہ ممبئی (انڈیا)۔

[۳] بحوالہ تفسیر اسلام: ص: ۴۶۵/ مؤلفہ فروغ کاظمی۔

علاّمہ جوادیؒ لکھتے ہیں:

''جناب خدیجہؑ سے رسول اکرمؐ کا عقد پچیس سال کی عمر میں بعثت سے پندرہ سال پہلے ہوا، پانچ سال تک کوئی اولاد نہیں ہوئی اور ان تینوں بیٹیوں کا عقد بعثت سے پہلے ہی ''عتبہ'' و ''عتیبہ'' فرزندان ''ابولہب'' اور ''ابوالعاص بن ربیع'' سے ہو چکا تھا اور یہ بات تقریباً ناممکن اور بعید از قیاس ہے کہ دس سال کے اندر تینوں بیٹیاں پیدا بھی ہوں اور ان کا عقد بھی ہو جائے جب کہ درمیان میں جناب ''قاسم'' اور جناب ''عبداللہ'' کی ولادت کا وقفہ بھی رکھنا پڑے گا، پھر اگر کسی صورت سے انھیں دخترانِ رسولؐ تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ وہ بیٹیاں ہیں جن کا عقد کفار سے ہو چکا تھا اور کفار سے عقد ہو جانے کے بعد مسلمان سے عقد ہونا نہ اُسے مستحقِ منصب بنا سکتا ہے اور نہ ''ذولنورین''، ذولنورین ہونے کے لئے لڑکی کا نور ہونا ضروری ہے اور یہ شرف صدیقۂ طاہرہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے علاوہ کسی کو بھی حاصل نہیں ہوا'' ۔[۱]

مولانا سید خیرات حسن مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

''جناب فاطمہ زہراؑ کے علاوہ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ کے لئے بھی بناتِ رسولؐ کی حیثیت سے شہرت ہے اور بطنِ حضرت خدیجہؓ سے بیان کی جاتی ہیں لیکن یہ ایک غلط اور محض گمراہ کن پروپیگنڈا ہے، یہ تینوں لڑکیاں حضرت خدیجہؓ کی ہمشیرہ حضرت ''ہالہ بنت خویلد'' کی تھیں جن کی کفالت اور پرورش، شادی بیاہ البتہ رسول اللہؐ اور حضرت خدیجہؓ نے کئے تھے'' ۔[۲]

---

[۱] نقوش عصمت: ص: ۱۶۵۔ مصنفہ علامہ جوادیؒ، مطبوعہ محفوظ بک ایجنسی کراچی، جون ۲۰۰۰ء۔

[۲] اسلام نامہ: ص: ۱۱۳، مولانا خیرات حسن مرحوم، مطبوعہ لکھنؤ (انڈیا)۔

پسرانِ فاطمہ زہراؑء

حضرت امام حسن علیہ السلام

آپ جناب فاطمہؑ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں، نام ''حسنؑ''، لقب ''مجتبیٰ'' اور کنیت ''ابومحمدؐ'' ہے ۱۵ر رمضان المبارک ۳ھ بروز جمعہ مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے، کچھ ماہ کم آٹھ سال کی عمر تک پیغمبر اسلامؐ کے سایۂ محبت و عاطفت میں رہے، ۲۸ صفر ۵۰ھ کو ''معاویہ'' کے حکم سے ''جعدہ بنت اشعث'' کی زہر خورانی سے شہادت پائی اور جنت البقیع میں دفن کئے گئے۔

حضرت امام حسنؑ علم، حلم، صبر اور جود و سخا میں تصویرِ رسولؐ تھے، پیغمبر اکرمؐ نے آپ کو گوشوارۂ عرش، خوشبوئے رسالت کی مہک اور جوانانِ اہلِ جنت کا سردار کہا، آپ آیۂ تطہیر میں شامل اور آلِ عباء میں داخل ہیں، آپ نے آیۂ مباہلہ میں اپنے بھائی امام حسینؑ کے ساتھ ''ابنائنا'' کی جگہ لی، اس کے علاوہ قرآن کی متعدد آیات کے مصداق قرار پائے، جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں پدرِ بزرگوار کے ہمرکاب رہے، اور دونوں جنگوں میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔

۲۱ر رمضان ۴۰ھ میں جب حضرت علیؑ کی شہادت واقع ہوئی تو آپ رسالتمآبؐ کے ارشاد کے مطابق منصب امامت و خلافت الٰہیہ پر فائز ہوئے اور اسی دن خلافتِ ظاہری کے لئے آپ کی بیعت ہوئی اور مصر و شام کے علاوہ تمام دنیائے اسلام میں آپ کو خلیفۂ مسلمین تسلیم کر لیا گیا۔[1]

اسی کے چھ ماہ بعد حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ مفادِ اسلام کی خاطر ۲۴ر ربیع الاول ۴۱ھ میں آپ کو ''معاویہ بن ابی سفیان'' کے ساتھ صلح پر آمادہ ہونا پڑا، جو تاریخ میں آپ کا عظیم کارنامہ مانا

---

[1] اسلام نامہ: ص: ۱۶۸، مولوی سید خیرات حسنؒ، مطبوعہ لکھنو (انڈیا)۔

جاتا ہے، اس صلح کی متعدد شرطیں طے پائی تھیں جن میں سے یہ تین شرطیں اہم تھیں:

(۱) معاویہ حضرت علی مرتضیٰؑ اور دیگر اہل بیتؑ کو برا بھلا نہ کہے۔

(۲) معاویہ کچھ رقم حضرت امام حسنؑ کو دیا کرے۔

(۳) معاویہ کے بعد خلافت حضرت امام حسنؑ کو ملے گی یا پھر امام حسینؑ خلیفہ ہوں گے۔ [۱]

لیکن معاویہ نے تمام شرطوں کو پامال کیا، نمازِ جمعہ کے خطبوں میں حضرت علیؑ کو ناسزا کہلوایا اور اپنی جگہ اپنے فاسق وفاجر بیٹے ''یزید'' کو تختِ خلافت پر بٹھایا جس نے اسلام کے دامن پر وہ بدنما داغ لگایا ہے کہ اہلِ باطل کی تمام تر کوششوں کے بعد بھی دھویا نہیں جاسکا اور نہ قیامت تک دھویا جاسکے گا۔

شہادت کے وقت حضرت امام حسنؑ نے اپنے بھائی حضرت امام حسینؑ کو وصیت فرمائی تھی کہ نانا رسول خداؐ کے پہلو میں دفن کرنا، لیکن اگر کوئی مانع ہو تو جدال وقتال نہ کرنا، بلکہ بقیع میں دفن کر دینا، چنانچہ آپ کی شہادت کے بعد جب حضرت امام حسینؑ آپ کا جنازہ لے کر قبرِ رسولؐ کی طرف چلے تو بنی امیہ قتال پر اُتر آئے اور جنازے پر تیروں کی بارش کر دی، لہٰذا حضرت امام حسینؑ نے حسبِ وصیت آپ کو جنتُ البقیع میں دفن کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام

آپ حضرت فاطمہؑ کے دوسرے فرزند ہیں، نام ''حسینؑ''، لقب ''سید الشہداء'' اور کنیت ''ابوعبداللہ'' ہے۔ ۳ر شعبان المعظم ۴ھ مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۰ر محرم ۶۱ھ کو کربلا کے میدان میں تین دن کے بھوکے پیاسے اپنے اصحاب وانصار اور اہلِ خاندان کے ساتھ فوجِ یزید کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے۔ [۲]

---

[۱] ماخوذ از: سیرت فاطمۃ الزہراءؑ: ص: ۲۴۳/۴۴۔

[۲] ایضاً: ص: ۲۶۴۔

آپؑ کائنات کی وہ عظیم شخصیت ہیں کہ نبی کریمؐ نے آپ کے دہنِ پاک کو اپنی زبانِ بابرکت سے ترکیا اور لعابِ رسالتؐ سے پروان چڑھایا، شاید اسی لئے آپ کا جسم مبارک نبی کریمؐ کے جسدِ اطہر سے بہت مشابہ تھا، حضورؐ اکثر فرمایا کرتے تھے ''حسینؑ مجھ سے اور میں حسینؑ سے ہوں'' ۔[۱]

آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے ''حسنؑ و حسینؑ جوانانِ اہل جنتؑ کے سردار ہیں'' ۔[۲]

روایت میں ہے کہ ایک بار حضرت نبی کریمؐ نے امام حسینؑ کے رونے کی آواز سنی، آپ فوراً حضرت فاطمہؑ کے پاس آئے اور فرمایا:

''اَلَمْ تَعْلَمِیْ اَنَّ بُکَاؤَہُ یُوذِیَنِیْ ''.

بیٹی کیا تمھیں معلوم نہیں کہ حسینؑ کا رونا مجھے بے حد غمگین کر دیتا ہے'' ۔[۳]

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت:

''ایک دن میں حضور اکرمؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا، دیکھا حسنؑ و حسینؑ آپ کے سینۂ اقدس پر کھیل رہے ہیں، میں نے عرض کیا یارسول اللہؐ! کیا آپ ان دونوں سے اس درجہ محبت فرماتے ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، یہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں'' ۔[۴]

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے:

''ایک دن حضور اکرمؐ نے امام حسینؑ کو اپنے زانو پر بٹھا کر فرمایا: تم کریم ہو کریم کے

---

۱ ماخوذ از: المرتضٰی: ص: ۳۵۸، مؤلف ابوالحسن ندوی۔

۲ جامع ترمذی اردو: ج: ۲، ص: ۳۷۶، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند۔

۳ چودہ ستارے: ص: ۲۱۹، مؤلف مولانا سید نجم الحسن کراروی، بحوالہ نورالابصار، ص: ۱۱۴، ذخائر العقبیٰ ص: ۱۲۳۔

۳ المرتضٰی: ص: ۳۵۸، مؤلف مولانا ابوالحسن ندوی۔

فرزند ہو اور کریموں کے پدر ہو، تم خود امام ہو امام کے فرزند ہو اور اماموں کے پدر ہو، تم خود حجتِ خدا ہو حجتِ خدا کے فرزند ہو اور حجتِ خدا کے پدر ہو جن کا نواں قائمؑ ہوگا''۔[۱]

عید کا زمانہ آیا تو امام حسینؑ اور ان کے بڑے بھائی امام حسنؑ کے لئے حضورؐ ناقہ بنے اور ناقہ کی آواز نکالی، ۱۱ھ میں حضور اکرمؐ کا وصال ہوا، اس وقت امام حسینؑ ساڑھے چھ سال کے تھے، اسی کے ٹھیک پچاس سال کے بعد کربلا کا المناک واقعہ رونما ہوا، یہ واقعہ تاریخِ اسلام کا وہ دل فگار واقعہ ہے جو ہر صاحبِ ایمان کے دل و دماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیتا ہے اور پتھر سے پتھر دل کو خون کے آنسو رلا دیتا ہے، تاریخ ہمیشہ واقعات و حادثات سے قدم ملا کر چلتی ہے، لہٰذا جب بھی اسلام کی تاریخ کو دُہرایا جائے گا، واقعۂ کربلا کو ضرور یاد کیا جائے گا اور زبان و قلم کی نوک سے پاسبانِ اسلام و انساں اور ترجمان وحی و قرآں کی داستانِ غم کو ضرور بیان کیا جائے گا۔ آج زمین کے کسی بھی گوشے میں کوئی بھی حادثہ رونما ہوتا ہے تو لوگ اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرتے اور اس کے اسباب و علل کا پتا لگانے کی جستجو میں رہتے ہیں۔ کربلا کا غم انگیز واقعہ ۶۱ھ میں رونما ہوا، یہ محض واقعہ یا کوئی حادثہ نہیں تھا بلکہ ایک عظیم انقلاب تھا جو شمشیر پر خون کی فتح بن کر کامیاب ہوا تھا، لہٰذا کربلا کا یہ عظیم انقلاب آج بھی دنیائے انسانیت کو دعوتِ فکر دے رہا ہے کہ اس کی عدیم المثال کامیابی کے اسباب و عوامل کا پتا لگائے اور دیکھے کہ فاطمہؑ کا لال کس طرح ایوانِ ظلم و ستم کو ڈھا کر قیامت تک آنے والی نسلِ آدم کو صبر و استقلال اور ہمت و جرأت کی ترغیب دلا گیا اور ظالم و جابر طاقتوں کے مقابل چٹان بن کر مظلوم لوگوں میں ہر دور کے یزید سے ٹکرانے کا جذبہ پیدا کر گیا اور حق و صداقت کی سربلندی کے لئے ہر صاحبِ ایمان کے دل میں سرفروشی کا حوصلہ دے گیا۔

---

[۱] مقتل خوارزمی: ج:۱،ص:۱۴۶/ کمال الدین: ج:۱،ص:۲۶۲،/ الخصال: ج:۲،ص:۴۷۵/ کتاب سلیم بن قیس الہلالی: ج:۲،ص:۹۴۰۔

کربلا کی غم انگیز تاریخ کا نقطۂ آغاز کہیں سے بھی ہوا ہو مگر انتہا، طلبِ بیعت اور انکارِ بیعت پر منحصر رہی، یزید بیعت طلب کر رہا تھا اور امام حسینؑ انکار کر رہے تھے۔ یزید کی بیعت تقریباً ساری دنیائے اسلام کر چکی تھی یہاں تک کہ بعض صحابہ اور صحابہ زادوں نے بھی بیعتِ یزید کو قبول کر لیا تھا مگر شام کا حاکم امام حسینؑ کی بیعت کو ان سب پر بھاری سمجھ رہا تھا، حضرت امام حسینؑ نے بھی اپنے موقف کو نہیں بدلا اور یزید کی تمام تر کوششوں کے باوجود اپنے عزم و ارادہ میں کوئی لچک نہ آنے دی اور اس کی بیعت کو ٹھکراتے ہی گئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ یزید عیش و عشرت کا دلدادہ تھا، اس کے اعمال فاسقانہ تھے، شراب نوشی، غیر اخلاقی طرزِ عمل اور خلافِ شرع وضع و حرکات کا مرتکب تھا، شکار اور راگ و رنگ میں عام شہرت پا چکا تھا نابالغ لڑکے اور گانے والیاں پاس رکھتا تھا، کتے، مینڈھے، بندر اور بھالو کو آپس میں لڑانے اور تماشہ دیکھنے کا شوقین تھا۔[۱]

سب سے اہم بات یہ تھی کہ وہ اسلام کو ایک راگ اور نزولِ وحی کو بنی ہاشم کا ڈھونگ سمجھتا تھا۔[۲]

یزید کی یہ حرکتیں زبان زد خاص و عام تھیں، جن پر پردہ ڈالنے کے لئے وہ امام حسینؑ سے بیعت طلب کر رہا تھا اور اپنی ناجائز حکومت کو بیعتِ حسینؑ کے ذریعہ جائز بنانا چاہتا تھا لیکن امام حسینؑ نے دوٹوک لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ مجھ جیسا یزید جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا امام حسینؑ نے اسی مقصد کے پیشِ نظر تاریخ کے اوراق پر داستانِ کربلا کو رقم کیا اور اپنی، اپنے اہل بیتؑ اور وفادار ساتھیوں کی وہ عظیم قربانی پیش کی کہ جس کی نظیر عالم انسانیت میں نہیں ملتی، امام حسینؑ نے یہ قربانی

۱؎ المرتضیٰ: ص: ۳۶۱ تا ۳۶۲، مؤلف مولانا ابوالحسن ندوی۔

۲؎ تذکرۃ الخواص: ص: ۲۷۱/ مقاتل الطالبین: ابوالفرج، ص: ۱۲۰۔

لَعِبَتْ هَاشِمٌ بِالمُلْكِ فَلاَ خَبَرٌ جَاءَ وَلاَ وَحْيٌ نَزَلَ .

صرف اسلام، قرآن، دین اور شریعت کے لئے ہی پیش نہیں کی تھی بلکہ انسانیت، آزادی، مجروح دلوں کے مرہم اور افسردہ قوموں کے اندر حیاتِ نو پھونکنے کے لئے دی تھی اسی لئے نامِ حسینؑ صرف مسلمانوں کے دل کی آواز نہیں ہے بلکہ ہر صاحبِ ضمیر انسان کے دل کی دھڑکن ہے۔

تاریخِ اقوام وملل گواہ ہے کہ بیشمار آزادی طلب غیر مسلم دانشور، محققین اور ماہرینِ سیاست نے بھی اپنے اہداف ومقاصد کی راہ میں سرفروشی کے لئے کربلا والوں کے جوہرِ شہادت کو آئیڈیل بنایا اور مختلف انداز سے اپنے خیالات کا اظہار کیا، بابائے ہند مہاتما گاندھی کہا کرتے تھے:

''میں ہندوستانی عوام کے لئے کوئی نئی چیز نہیں لایا، بلکہ میں نے تو فقط کربلا کے بہادر مجاہدوں کی زندگی کے بارے میں اپنی تحقیقات اور اپنے مطالعات کا نتیجہ ہندوستانی قوم کی خدمت میں پیش کر دیا ہے، پس اگر ہندوستان کی نجات وآزادی مقصود ہے تو ہم سبھی لوگوں کو وہی راہ اختیار کرنا پڑے گی جسے حسین ابن علیؑ نے طے کیا ہے''۔[۱]

''خواجہ معین الدین چشتیؒ'' نے حضرت امام حسینؑ کی توصیف میں آپ کو دیں بھی کہا اور دیں پناہ بھی، بلکہ لا الہ الا اللہ کی بنیاد ہی حسینؑ کو قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

شاہ است حسینؑ، بادشاہ است حسینؑ دین است حسینؑ، دیں پناہ است حسینؑ
سرداد نداد دست در دست یزید حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

حضرت سلمہؓ کا بیان ہے کہ میں زوجۂ رسولؐ حضرت اُمّ سلمہؓ کے پاس آئی، وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا آپ کیوں رو رہی ہیں، آپ نے فرمایا:

''میں نے رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا، آپ کا سر اور ڈاڑھی گرد وغبار سے بھری تھی، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہؐ! کیا بات ہے، یہ گرد وغبار کیسا ہے؟ آپ نے

---

[۱] ''روزنامہ راشٹریہ سہارا''، ص ۳ بتاریخ ۹ مارچ بروز اتوار ۲۰۰۳ء عظیم شہادت نمبر۔

فرمایا: میں ابھی ابھی حسینؑ کی شہادت دیکھ کر آ رہا ہوں''۔[۱]

یزید سمجھ رہا تھا کہ شہادتِ حسینؑ کے بعد اسلام کو دشتِ نینوا میں ہمیشہ کے لئے مٹا دے گا، مگر حسینؑ کے خون کی خوشبو ہر سمت پھیل گئی اور خون شہداءؑ کی سرخی آسمانِ کربلا پر یہ عبارت رقم کر گئی کہ اگر اسلام کو حسینؑ کے ساتھ دیکھو گے تو قیامت تک اس کی تازگی کو محسوس کرتے رہو گے۔

حضرت محسن علیہ السلام

آپ حضرت فاطمہ زہراؑ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں، معتبر روایات کے پیش نظر پیغمبر اسلامؐ ۲۸ صفر ۱۱ھ کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، بس اسی دن سے آپ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ اور عترتِ طاہرہؑ پر مصیبتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جو آج تک ختم نہیں ہوا۔

تاریخ گواہ ہے کہ وفاتِ پیغمبرؐ کا سب سے زیادہ اثر آپ کی بیٹی فاطمہؑ پر ہوا، اس غم انگیز موقع پر آپ کی یہ حالت تھی کہ شدتِ غم کے سبب پچھاڑیں کھاتی تھیں، آنسوؤں کا سیلاب آنکھوں سے جاری رہتا تھا، معلوم ایسا ہوتا تھا کہ آنسوؤں کے ساتھ روح بھی کھنچ کر چلی آئے گی، حسنینؑ نانا کے جسدِ اطہر سے لپٹ کر فریاد کرتے تھے اور علی مرتضیٰؑ کی آنکھوں میں دنیا بالکل اندھیر ہو گئی تھی۔

اس جگر شگاف واقعہ کو ابھی ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اُمت نے اپنے ہی نبیؐ کی بیٹی پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی اور جس دروازے پر حضورؐ صبح و شام سلام کرنے کے لئے تشریف لاتے تھے اس پر لکڑیاں جمع کر کے آگ لگا دی اور جلتا ہوا دروازہ شہزادیؑ کے پہلوئے اقدس پر گرا دیا، جس کے سبب آپ کے شکم مبارک میں بچے کی شہادت واقع ہوئی۔[۲]

---

[۱] جامع ترمذی اردو: ج:۲، ص:۳۷۷۔
[۲] فرائد السمطین: ج:۲، ص:۳۴/ملل ونحل: ج:۱، ص:۵۷۔

تاریخ میں اس بچے کا نام ''محسن'' بتایا گیا ہے اور یہ نام خود پیغمبر اسلامؐ ہی رکھ کر گئے تھے۔[۱]

حضرت محسنؑ دنیا میں نہیں آئے ، بلکہ شکمِ مادر میں ہی شہید کر دئے گئے لیکن آپ کے فضائل ومناقب کا یہ عالم ہے کہ دنیا کے عظیم صاحبانِ قلم نے آپ کے سلسلے میں ہزاروں صفحات پر مشتمل متعدد کتابیں لکھیں اور زیورِ طبع سے آراستہ کر کے منظر عام پر لائے، یقیناً یہ امر اُمت کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ جب فاطمہؑ کا محسنؑ دنیا میں آنے سے پہلے اتنے فضائل چھوڑ گیا، اگر دنیا میں آجاتا تو پھر کتنی شان والا ہوتا۔[۲]

حضرت محسنؑ اہل بیت اطہارؑ میں شامل ہیں، لہٰذا یہاں صرف اتنا کہنا کافی ہوگا کہ آپ ان تمام فضائل ومناقب میں شریک ہیں جو خدا اور اس کے رسولؐ نے قرآن وسنت میں اہل بیتؑ کے لئے خاص فرمائے ہیں جیسے نماز میں آپ کو درود شریف میں شامل کرنا اور اجرِ رسالت کی ادائیگی میں آپ سے مؤدت رکھنا وغیرہ۔

لہٰذا اب اگر کوئی ضدّی آپ کو درود شریف میں شامل نہ کرے اور آیۂ مودت کی روشنی میں آپ سے محبت نہ کرے تو اس کی نہ نماز قبول ہوگی اور نہ اجرِ رسالت کی ادائیگی ہوگی۔

۱۔ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۲۵۲، موسسۃ الوفاء، بیروت (لبنان)۔

۲۔ اب محسنؑ کے مکمل حالات ملاحظہ کریں: کتاب ''غنچۂ یاس'' مؤلف مہدی فاطمی، زبان فارسی، صفحات ۱۰۲۴، مطبوعہ ''گل نشر'' سن اشاعت ۱۳۸۵ش۔ (ایران)۔

دخترانِ حضرت فاطمہ زہراؑء

۱۔عقیلۂ بنی ہاشم حضرت زینب الکبریٰ سلام اللہ علیہا

آپ حضرت فاطمہؑ کی بڑی بیٹی اور خاتم الانبیاؐء کی بڑی نواسی ہیں، جب آپ پیدا ہوئیں تو حضورِ اکرمؐ نے آپ کا نام ''زینبؑ'' رکھا، عقیقہ کا اہتمام بھی حضورؐ ہی نے فرمایا، آپ کی تربیت پنجتنِ پاکؑ کے زیرِ سایہ ہوئی، آپ غیر معمولی ذہانت وفراست کی مالک تھیں، اسی لئے جناب ''عبداللہ ابن عباسؓ'' آپ کو ''عقیلۂ بنی ہاشم'' کے لقب سے یاد کرتے تھے اور پھر یہ لقب ایسا مشہور ہوا کہ آپ کی شناخت ہی بن گیا۔[۱]

ولادت کے موقع پر پیغمبر اکرمؐ کے تأثرات

آپ کی ولادت باسعادت ۵/ جمادی الاول ۶ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی اور شہادت روز شنبہ اتوار کی رات ۱۴/ رجب المرجب ۶۲ھ کو ملکِ شام میں ہوئی اور وہیں آپ کا شاندار روضہ ہے۔ [۲]

مورخین لکھتے ہیں:

> ''جب جناب زینبؑ متولد ہوئیں اور ولادت کی پُرمسرت خبر رسول کریمؐ کو پہنچی تو حضورؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: فاطمہؑ! ذرا بچی کو میرے پاس لاؤ، بی بی سیدہؑ نے بچی کو رسولؐ کی آغوش میں دیا، آپ نے بچی کو سینے سے لگایا اور رخسار پر رخسار رکھ کر بے پناہ گریہ فرمایا، یہاں تک کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے

---

[۱] حضرت زینبِ کبریٰؑ کے تاریخ ساز اور عہد آفریں خطبے: ص: ۵۔ [۲] چودہ ستارے: ۲۶۶/ ۲۶۸۔

تر ہوگئی ، جناب فاطمہؑ نے عرض کیا : بابا جان! خدا آپ کو کسی غم میں نہ رُلائے ،فرمایئے تو سہی آپ کیوں گریہ کررہے ہیں ؟ فرمایا: اے جانِ پدر! تیرے بعد میری یہ بچی متعدد تکلیفوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوگی، پھر رخسار پر رخسار رکھ کر بے پناہ گریہ فرمایا، یہاں تک کہ آپ کی ریشِ مبارک آنسوؤں تر ہوگئی، جناب سیدہؑ یہ سن کر بے اختیار رونے لگیں اور روتے روتے پوچھا: بابا جان !اس کے مصائب پر گریہ کرنے کا کیا ثواب ہوگا؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا: وہی ثواب ہوگا جو میرے بیٹے حسینؑ کے مصائب سے متأثر ہونے والے کو عطا کیا جائے گا''۔[۱]

تاریخ ساز خاتون

جب آپ پانچ سال کی تھیں تو نانا رسول اللہؐ نے وفات پائی ،اس دل فگار واقعہ کے ڈھائی یا تین مہینے بعد آپ اپنی ماں فاطمہؑ کی محبت وشفقت سے محروم ہوئیں اور ۲۵ رسال تک اپنے بابا علی مرتضیٰؑ کی شریکِ مصائب رہیں، پھر جب ذی الحجہ ۳۵ھ میں جمہورِ اسلام کے بے حد اصرار پر حضرت علیؑ نے مملکتِ اسلامیہ کی انتظامی ذمہ داریاں قبول فرمائیں اور جنگ جمل کے خاتمے پر رجب ۳۶ھ میں آپ نے کوفہ کو دارُ الحکومت بنایا تو جناب زینبؑ بھی کوفہ میں آپ کے ساتھ آ گئیں اور اپنے ذاتی امتیازات کے باعث خاتونِ اوّل کہلائیں۔

تاریخ نگار لکھتے ہیں کہ جناب زینب کبریٰؑ نے اپنے شریعت کدے میں ایک عظیم درسگاہ قائم کی تھی، جس میں کوفہ کی خواتین کو اسلامی معارف کی تعلیم دیا کرتی تھیں، انہیں خصوصیات کی بناء پر حضرت امام زین العابدینؑ آپ کو ''عالمۂ غیر معلّمہ'' کہا کرتے تھے۔

حضرت علیؑ نے اپنی اس تاریخ ساز بیٹی کی شادی حضرت ''عبداللہ بن جعفرؑ'' کے ساتھ کی تھی جناب عبداللہؑ حضرت علیؑ کے بھتیجے اور آپ کے شاگردِ رشید تھے۔

---

[۱] چودہ ستارے: ص:۲۶۶، مؤلف مولانا نجم الحسن کراروی، مطبوعہ ممبئی (انڈیا)۔

۲۱ رمضان ۴۰ھ میں جب حضرت علیؑ نے جام شہادت نوش فرمایا تو دیگر اہل بیتؑ کے ساتھ جناب زینبؑ کی آزمائشوں کا دور بھی شروع ہوا اور رنج وغم سے بھرے واقعات کا سامنا کرنا پڑا ۵۰ھ میں فاطمہؑ کی بیٹی نے اپنے بڑے بھائی حضرت امام حسنؑ کی شہادت اور شہادت کے بعد جنازے پر تیر بارانی کا وہ دردناک منظر بھی دیکھا کہ جس کے تصور سے کلیجا پھٹنے لگتا ہے، اس غم انگیز واقعہ کے دس سال بعد تاریخ کے اوراق پر داستانِ کربلا رقم ہوئی جس پر نامِ حسینؑ کے ساتھ جناب زینبؑ کا نام بھی لکھا گیا، دشتِ نینوا کا ہر منظر طاقت فرسا تھا، فرات کے دہکتے ساحل پر آزمائشوں کا دریا موجزن تھا، جس میں جہاں حسینؑ غوطہ زن تھے وہیں شریکۃ الحسینؑ زینبؑ نے بھی غوطہ لگایا، تاریخِ عالم میں ممکن ہے کہ کہیں پر مصیبتوں کے حوصلہ شکن پہاڑ گرے ہوں مگر زینبؑ پر ایک بار نہیں ہزاروں بار گرے ہیں، آنکھوں کے سامنے گود کے پالے خاک وخوں میں نہا رہے تھے، مگر علیؑ کی بیٹی مصلائے صبر وشکر پر بھائی کی قوت بازو بنی ہوئی تھی، امام حسینؑ کے امتحان کی منزلِ عاشوراء کے قیامت خیز دن اور دن میں عصر کے وقت ختم ہوگئی تھی، مگر زینبؑ کی منزلِ امتحاں ابھی جاری تھی، بلکہ غم والم کا روح فرسا ہجوم تو زینبؑ پر شہادتِ حسینؑ کے بعد اور زیادہ اُمڈ آیا تھا۔ شمر ملعون نوکِ نیزہ پر سرِ حسینؑ بلند کر چکا تھا، لاشیں پامال کی جا چکی تھیں، خیمے جل چکے تھے، رسول اللہؐ کی بہو بیٹیاں بے ردا ہو چکی تھیں، عصر کا دہکتا سورج اپنی شعلہ ور دھوپ کی چادر کو سمیٹ رہا تھا اور عاشور کی کرب انگیز شام غریبوں کی شام بن کر آ گئی تھی، رات کا خوفناک اندھیرا چاندنی پر چھا گیا تھا، ننھے ننھے بچے تسبیح کے دانوں کی طرح دشتِ نینوا پر بکھر گئے تھے، شہیدوں کی مائیں منہ پر ہاتھ رکھ کر رو رہی تھیں، مگر ایک نشیب میں کوئی بی بی ایسے روتی تھی کہ جگر پھٹا جاتا تھا، شاید فاطمہ زہراؑ بقیع سے اُٹھ کر آ گئی تھیں، عاشور کی شب زینبؑ کے لئے قیامت کی شب تھی، اس لئے کہ اب ڈھارس بندھانے والے سدھار چکے تھے، نہ حسینؑ تھے نہ عباسؑ، نہ قاسمؑ تھے نہ اکبرؑ، گود کے پالے بھی خون میں نہا کر مقتل میں آرام کر رہے تھے، یہاں عونؑ ومحمدؑ ہی نہیں بے شیر اصغرؑ بھی مقتل میں تیر سے گلا چھدا کر سو گیا تھا، اصحابِ حسینؑ میں بھی کوئی باقی نہیں

تھا، زہیرؓ، حبیبؓ، مسلم ابن عوسجہؓ، نافع بن ہلالؓ، شوذبؓ، عابسؓ اور غلام ابوذرؓ جونؓ غرض سبھی چاہنے والے خاک وخون میں غلطاں پڑے تھے، خدا ایسا منظر کسی کو نہ دکھائے مگر زینبؑ نے سب کچھ دیکھا اسی لئے اب علیؑ کی بیٹی شیر خدا کی تلوار بن گئی تھی، آپ نے ایک ٹوٹا ہوا نیزہ اُٹھایا اور جلی ہوئی قنات کا طلایہ شروع کر دیا اور رات بھر بقایائے اہل بیتؑ کی حفاظت کرتی رہیں، گویا کاروانِ غم کی قافلہ سالار اب زینبؑ تھیں اور اس منصب کا حق بھی ادا کیا اور قلبِ مطمئن، عزمِ راسخ اور جذبۂ ایثار وقربانی کے ساتھ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک اسیروں کی پیشوائی کی اور جہاں ضروری سمجھا وہاں وہ تاریخ ساز خطبے فرمائے کہ ایوان ہائے ظلم وستم ماتم کدہ بن گئے، جناب زینبؑ کے فلک شگاف خطبے تاریخ کے اوراق پر آج بھی موجود ہیں جن کی فصاحت وبلاغت کی گونج بتا رہی ہے کہ ایسے فصیح وبلیغ خطبے صرف صاحبِ نہج البلاغہ کی بیٹی ہی دے سکتی ہے، دنیا سمجھ رہی تھی کے شہادتِ حسینؑ سے یزید جیت گیا اور اسلام کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں مگر فاطمہؑ کی بیٹی نے اپنے گراں قدر خطبوں سے بتا دیا کہ:

قتل حسینؑ اصل میں مرگ یزید ہے اسلام زندہ ہوگیا بس کربلا کے بعد

۲۔ حضرت اُمّ کلثوم زینبُ الصّغریٰ سلام اللہ علیہا

آپ جناب فاطمہ زہراؑ کی چھوٹی بیٹی تھیں، آپ کا نام ''زینبِ صغریٰؑ'' تھا، لیکن ''اُمّ کلثومؑ'' کے نام سے زیادہ پہچانی جاتی ہیں، آپ کی ولادت باسعادت ۹ھ میں ہوئی، اس طرح آپ نے اپنے نانا رسول خداؐ اور ماں فاطمہ زہراؑ کی زندگی کے تقریباً دو یا ڈھائی سال دیکھے، جب آپ سنِ رشد کو پہنچیں تو حضرت علیؑ نے آپ کا عقد اپنے بھتیجے ''محمد بن جعفر طیارؑ'' سے کر دیا تھا، کسی خلیفہ سے آپ کی شادی کا افسانہ محض دروغ پر مبنی ہے، بلکہ مولانا نجم الحسن کراروی تو اس کو توہینِ آلِ محمدؐ کا ایک دلسوز باب سمجھتے ہیں۔[۱]

---

[۱] ملاحظہ ہو: چودہ ستارے: ص ۲۶۹، مؤلف مولانا نجم الحسن کراروی۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت اُمّ کلثومؑ کربلا میں حضرت امام حسینؑ کی عظیم قربانی وفداکاری اور کمرشکن مصائب وآلام میں برابر کی شریک رہیں، آپ نے داستانِ کربلا کے ہر ورق کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور طاقت فرسا مصائب تحمل کئے اور اس غم انگیز واقعہ کے بعد آپ اپنی بہن حضرت زینبؑ کے عظیم کارناموں کی انجام دہی میں ساتھ ساتھ رہیں اور ترویجِ دین اور فکرِ کربلا کی نشرواشاعت میں جناب زینبؑ کے دوش بدوش نظر آئیں، آپ کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام کی اسارت، مجمع عام میں علیؑ نما خطبوں، درباروں اور قیدخانوں کی صعوبتوں اور دیگر طاقت فرسا منازل میں اپنی دکھیاری بہن حضرت زینبؑ کے ساتھ ساتھ رہیں۔

آپ کی وفات کے متعلق اختلاف ہے، مولانا نجم الحسن کراروی ؒ ''خصائص زینبیہ'' سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ جناب اُمّ کلثومؑ کی وفات حضرت زینبؑ سے دو ماہ بیس دن قبل ہوئی اور شام میں دفن ہیں۔[1]

سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَىَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

[1] ماخوذ از چودہ ستارے: ص:۲۶۹، مؤلف مولانا نجم الحسن کراروی ؒ۔

ذُرّیتِ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

چمنستانِ بتولؑ کے پھول

جناب فاطمہ زہراؑء کی نسلِ پاک میں گیارہ معصوم امامؑ ہیں، جن میں سے آخری امامؑ آج بھی پردۂ غیب میں ہیں اور زمین پر اللہ کی حجت ہیں، کربلا و کوفہ اور شام کے فاتح جانباز مردانِ تاریخ اور نامور خواتین کا تعلق آپ ہی کی نسلِ پاک سے ہے جن کے سلسلے میں اب تک ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی اور لکھی جاتی رہیں گی، افریقہ میں فاطمی حکومت اولادِ فاطمہؑ ہی نے قائم کی تھی، استاد محمود عقاد نے ''فاطمہ والفاطمیون'' نامی کتاب میں تفصیل کے ساتھ ان کی حکومت کا ذکر کیا ہے، مصر کی ''الازہر یونیورسٹی'' کی بنیاد حضرت فاطمہ زہراؑء کے نام پر انہیں بادشاہوں نے رکھی تھی اسلامی انقلاب کے بانی حضرت امام خمینیؒ اور عظیم رہبر آیت اللہ سید علی خامنہ ای (مدظلہ العالی) اور بے شمار آیاتِ عظام، علماء، صلحاء، زُہّاد اور اہلِ تقویٰ کا تعلق حضرت فاطمہؑ کی ذرّیتِ پاک سے ہے، اس کے علاوہ دنیا بھر میں ۵۰۰/۰۰۰۰۰ سے زیادہ لوگ آپ کی نسلِ پاک سے آج بھی دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ باغِ زہراؑء کو اُجاڑنے والے خود اُجڑ گئے مگر چمنستانِ بتولؑ کے پھول آج بھی کِھل رہے ہیں اور ہمیشہ کھلتے ہی رہیں گے۔[1]

---

[1] ماخوذ از ''اہل بیت فرش نشیں فرشتے''، ص: ۴۱۹، مؤلف محقق استاد شیخ انصاریان، ترجمہ اقبال حیدر حیدری۔

اَبنائے فاطمہؑ ذُرّیتِ رسولؐ

قرآن کی رو سے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ آنحضرتؐ کی ذُرّیت ہیں آیۂ مباہلہ اس کی شاہد ہے، رسول اکرمؐ ''اَبْنَائَنَا'' کی جگہ حسنینؑ کو میدانِ مباہلہ میں لے کر گئے اور اس کی عملی تفسیر پیش کی اسی لئے حضورِ اکرمؐ حضرت علیؑ سے فرمایا کرتے تھے:

''یا علیؑ تم میرے بیٹوں کے باپ ہو''۔

حضرت علیؑ کے لئے ذُرّیتِ رسولؐ کا باپ ہونا یقیناً ایک عظیم سعادت ہے ورنہ یہ بات خاندانِ بنی امیہ اور اس سے منسلک نمک خواروں کو ہرگز نہ کھلتی۔

''معاویہ'' کے غلام ''ذکوان'' کا بیان ہے کہ ایک دن معاویہ نے مجھ سے کہا: معلوم نہیں کس نے حسنؑ و حسینؑ کو پیغمبر اکرمؐ کا بیٹا کہا ہے، یہ تو علیؑ و فاطمہؑ کے بیٹے ہیں، رسولؐ کے بیٹے کیسے ہو سکتے ہیں؟ ''ذکوان'' کہتا ہے کہ کچھ دن بعد معاویہ نے مجھ سے اپنے بیٹوں کی فہرست مانگی۔ میں نے فہرست تیار کر کے معاویہ کے حوالے کی، وہ چونک پڑا اور مجھ سے کہا: تم نے فہرست میں میرے کچھ بیٹوں کے نام نہیں لکھے ہیں۔ میں نے تجاہلِ عارفانہ سے کام لیتے ہوئے پوچھا: وہ کون سے بیٹے ہیں جنہیں میں نہیں جانتا؟ معاویہ نے کہا: کیا میری بیٹیوں کے بیٹے میرے بیٹے نہیں ہوں گے؟ میں نے کہا سبحان اللہ! آپ کی بیٹیوں کے بیٹے تو آپ کے بیٹے ہوں اور رسولؐ کی بیٹی کے بیٹے ان کے بیٹے نہ ہوں، معاویہ نے کہا: خاموش! یہ بات کوئی دوسرا نہ سن لے۔[۱]

''مفتی جعفرؒ'' اس روایت کو بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''حیرت ہے کہ معاویہ نے اپنے باپ کی ناجائز اولاد ''زیاد بن سمیہ'' کو تو ابوسفیان کا

---

[۱] سیرتِ امیر المومنینؑ: ج:۱، ص:۱۶۵، مفتی جعفر حسینؒ، مطبوعہ عباس بک ایجنسی، لکھنؤ۔

بیٹا تسلیم کرلیا جو سراسر آئینِ اسلام کے خلاف تھا، مگر ان کی فرزندی کا ہمیشہ انکار کیا جنہیں اللہ نے قرآن میں فرزندِ رسولؐ کہا اور خود رسول اللہؐ نے ان کی فرزندی کو قبول فرمایا''۔[۱]

''شعبی'' اور ''حجاج'' کا مناظرہ

''حجاج بن یوسف'' بنی امیہ کا نمک خوار تھا، وہ بھی ''معاویہ'' کی طرح یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حسنینؑ کریمین رسول اللہؐ کے فرزند نہیں تھے، چنانچہ ''مطالب السئول'' میں ہے کہ ایک دن ''حجاج'' کو معلوم ہوا کہ ''شعبی'' کے سامنے جب بھی امام حسنؑ و امام حسینؑ کا نام آتا ہے تو وہ انہیں فرزندانِ رسولؐ کہہ کر یاد کرتے ہیں، یہ سن کر ''حجاج'' ان پر برافروختہ ہوا اور باز پرس کے لئے اپنے یہاں طلب کیا، جب ''شعبی'' اس کے یہاں پہنچے تو دیکھا کہ کوفہ و بصرہ کے علماء و اعیان جمع ہیں حجاج نے ''شعبی'' سے مخاطب ہوکر کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم حسنؑ و حسینؑ کو فرزندانِ رسولؐ کہتے ہو، حالانکہ وہ ان کے بیٹے نہیں ہیں بلکہ وہ تو ان کی بیٹی فاطمہؑ کے بیٹے ہیں کیوں کہ سلسلۂ نسب ماں سے نہیں چلتا۔ یہ سن کر ''شعبی'' کچھ دیر خاموش رہے اور پھر اس آیت کی تلاوت کی:

'' وَ مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ دَاُوٗدَ وَ سُلَیْمَانَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوسیٰ وَھَارُوْنَ وَکَذَالِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ وَزَکَرِیَا وَ یَحْیٰی وَعِیْسٰی ''.

''اور ابراہیمؑ کی نسل میں داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ہدایت کی اور ہم یونہی نیک کاروں کو صلہ دیتے ہیں اور زکریاؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو ہدایت کی، یہ سب خدا کے نیک بندوں میں سے تھے''۔[۲]

---

[۱] سیرتِ امیر المومنینؑ: ج:۱، ص:۱۶۶، مفتی جعفر حسینؒ۔

[۲] سورۂ انعام: آیت:۸۴ تا ۸۵۔

''شعبی'' نے یہ آیت پڑھنے کے بعد کہا:

''دیکھا تم نے! اس آیت میں حضرت عیسیٰؑ کو ذُرّیتِ ابراہیمؑ میں شمار کیا گیا ہے کیونکہ وہ مادری سلسلے سے حضرت ابراہیمؑ تک منتہی ہوتے تھے، لہٰذا جب مریم بنت عمرانؑ کی نسبت سے حضرت عیسیٰؑ کو ذُرّیتِ ابراہیمؑ میں شمار کیا جاسکتا ہے تو فاطمہؑ کی نسبت سے حسنؑ و حسینؑ کو ذُرّیتِ رسولؐ میں کیوں نہیں کہا جاسکتا؟ جب کہ صورتِ حال یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ میں تیس پشتوں کا فاصلہ حائل ہے اور یہاں فاطمہؑ اور رسولؐ میں کوئی فاصلہ نہیں ہے'' ۔[۱]

اولادِ فاطمہؑ کے لئے دعائے رسولؐ

ایک مرتبہ حضرت رسول اکرمؐ جناب فاطمہ زہراؑ کے گھر تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا جناب سیدہؑ نے لکڑی کے ایک پیالے میں پانی حاضر کیا، آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈبویا اور پانی کو جناب سیدہؑ کے سر و سینہ پر چھڑک کر یہ دعا فرمائی:

''خداوندا! میں فاطمہؑ اور اس کی اولاد کو شیطانِ مردود کے مکر و فریب سے تیری پناہ میں دیتا ہوں'' ۔[۲]

اولادِ فاطمہؑ کے ساتھ صلۂ رحم کرو

آیت اللہ شہید دستغیبؒ اپنی کتاب ''گناہان کبیرہ'' میں لکھتے ہیں کہ ''علامہ حلّیؒ'' نے اپنے فرزند ''فخر المحققین'' کے لئے ''قواعد الاحکام'' تالیف فرمائی تھی، آپ نے اس کتاب کے آخر میں موصوف کو نصیحت کرتے ہوئے لکھا تھا:

۱۔ سیرتِ امیر المومنینؑ: ج:۱، ص:۱۶۵/ چودہ ستارے، ص:۲۲۳۔

۲۔ ینابیع المودۃ: ص:۲۸۰، مطبوعہ نظامی پریس لکھنو۔

''بیٹا! تیرا فریضہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑء کی نسلِ پاک کے ساتھ صلۂ رحمی کرنا کیونکہ حضور اکرمؐ نے اس امر کی شدید تاکید فرمائی ہے اور ان کی دوستی کو اجرِ رسالت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں چار قسم کے لوگوں کی ضرور شفاعت کروں گا اگرچہ وہ تمام اہلِ دنیا کے گناہوں کے ساتھ محشور ہوں:

(۱) جس نے میری ذُرّیت و نسل کی مدد کی۔

(۲) جس نے میری ذُرّیت پر اس وقت اپنا مال خرچ کیا جب وہ تنگی میں رہے۔

(۳) جس نے زبان و دل سے میری نسل سے محبت کی۔

(۴) جس نے میری ذُرّیت کی حاجتوں کا اس وقت خیال رکھا جب وہ دشمن کے ہاتھوں گرفتار کیے گئے اور بے گھر ہوئے''۔[۱]

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے ''اشعۃ اللمعات'' میں لکھا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: '' فَاطِمَةُ بِضْعَةُ مِنِّیْ'' لہٰذا حضرت فاطمہؑ پر سبّ و شتم کرنے والا کافر ہے۔[۲]

شاہ صاحب کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد ''صائم چشتی'' تحریر فرماتے ہیں:

'' اگر حضرت فاطمہ زہراؑء کو سبّ و شتم کرنے والا کافر ہے تو قطعی طور پر یہ بات یقینی ہے کہ آپ کی اولادِ اطہار کی شان میں گستاخی کرنے والا بھی کافر اور ملعون ہے کیوں کہ آپ کی اولاد کو سبّ شتم کرنا بلاواسطہ نہیں تو بالواسطہ سیدہ معصومہؑ کو سبّ و شتم کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام اولیاء و ائمہ عظام سادات کرام کا خصوصی احترام کرتے ہیں''۔[۳]

---

[۱] ماخوذ از ''گناہانِ کبیرہ'': ج۱، ص:۳۴۲۔

[۲] اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ: ج:۴، ص:۶۸۵، نقل از البتول: ص:۳۰۶، مؤلف صائم چشتی۔

[۳] البتول: ص:۳۰۶ تا ۳۰۷۔ مؤلف صائم چشتی، مطبوعہ، نظامی پریس بک ڈپو، لکھنو۔

کعبہ کا نمازی دوزخ میں

کتبِ احادیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص بیت الحرام میں رکن اور مقام ابراہیمؑ کے مابین نماز پڑھے اور روزہ سے بھی ہو لیکن اس کے دل میں اہل بیتؑ سے بغض وعناد ہو تو وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔[۱]

---

[۱] البتول: ص ۳۲۶، مؤلف صائم چشتی، مطبوعہ، نظامی پریس بک ڈپو، لکھنو۔

آلِ فاطمہؑ پر درود وسلام

آلِ یاسینؑ درود شریف میں شامل

آنحضرتؐ پر درود وسلام بھیجنا قرآن سے ثابت ہے، چنانچہ اللہ ارشاد فرماتا ہے:

''اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا''.

''بیشک اللہ اور اس کے ملائکہ نبیؐ پر درود و بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو''۔[1]

رسول اللہؐ کے ساتھ درود شریف میں فاطمہؑ اور آلِ فاطمہؑ بھی شامل ہیں یہاں تک کہ خود قادرِ مطلق نے ان پر درود وسلام بھیجا ہے، ارشاد فرمایا:

سَلَامٌ عَلٰی آلِ یَاسِیْن ''آلِ یاسین پر سلام ہو''۔[2]

اور یہ واضح ہے کہ ''یٰسین'' حضرت رسولِ اکرمؐ کا مشہور لقب ہے، لہٰذا آلِ یاسینؑ پر سلام بھیجنے سے مراد آلِ محمدؐ یعنی فاطمہؑ اور ان کی اولاد اطہارؑ پر سلام بھیجنا ہے۔[3]

---

[1] سورۂ احزاب: آیت:۵۶۔

[2] سورۂ صافات: آیت:۱۳۰۔

[3] کوکبِ دریّ: ص:۱۳۰ (ماخوذ)۔

''صحیح بخاری'' میں ہے کہ آنحضرتؐ سے سوال کیا گیا، یارسول اللہؐ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں تو آپؐ نے فرمایا: کہو:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ''۔[۱]

ناقص درود شریف نہ بھیجا کرو

''صواعق محرقہ'' میں ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: ''لَا تُصَلُّوا عَلَیَّ صَلٰوَاتِ لْاَبْتَر'' مجھ پر ناقص درود نہ بھیجا کرو، لوگوں نے عرض کی ناقص درود کیسا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد'' پھر فرمایا: پس تم لوگ ناقص درود مت بھیجا کرو بلکہ یوں کہا کرو:

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ''۔[۲]

دیگر احادیث میں بھی پیغمبرؐ کے ساتھ آل محمدؐ کو شامل کیا گیا ہے۔[۳]

ان تمام احادیث کے پیشِ نظر یہ واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ درود شریف میں آلِ محمدؐ کو شامل نہیں کرتے اور صرف '' صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم'' پر اکتفاء کرتے ہیں وہ محض من مانی کرتے ہیں اور اسلام میں من مانی کرنا بدعت اور موجبِ عذابِ الٰہی ہے۔

ہماری اس بات کی تصدیق بعض دیگر روایات کرتی ہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص درود میں صرف '' صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' کہتا ہے وہ جنت کی بو بھی نہیں سونگھ سکتا۔[۴]

---

[۱] صحیح بخاری: مجلد: ۴، ص: ۴۳۴، حدیث نمبر ۱۲۲۶، دار القلم بیروت/ کوکب دری: ص: ۱۳۰، حیدری کتب خانہ ممبئی:
''کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ''.

[۲] ترجمۂ قرآن: مولانا فرمان علیؒ ذیل آیت۔

[۳] ملاحظہ ہو تفسیر فخر رازی: ۲۵، ۲۲۷/ کنز العمال: ۱، ۴۹۵۔

[۴] وسائل ج: ۷، ص: ۲۰۳/ بحار ج: ۹۱ ص: ۴۸/ امالی شیخ صدوقؒ: ص: ۳۷۹۔
'' مَنْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ لَمْ یُصَلِّ عَلٰی آلِہٖ لَمْ یَجِدْ رِیْحَ الْجَنَّۃِ ''.

ایک اور حدیث میں پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا:

''جو شخص مجھ سے رابطہ برقرار رکھنا چاہتا ہے اور روزِ قیامت میری شفاعت کی تمنا رکھتا ہے تو اُسے چاہئے کہ میرے اہل بیتؑ پر درود بھیجتا رہے''۔[۱]

درود شریف کے بغیر نماز نہیں

''امام شافعی'' اہل سنت کے ائمہ اربعہ میں سے ایک اہم امام ہیں وہ پیغمبر اسلامؐ اور آپ کی آلِ اطہارؑ یعنی فاطمہؑ اور ان کی اولادِ پاک پر درود شریف کے مسئلے کو اتنا اہم جانتے ہیں کہ انھوں نے صاف لفظوں میں کہہ دیا:

''اے اہل بیتِ رسولؐ آپ لوگوں کی محبت تو خدا نے قرآن میں فرض کی ہے، آپ کی قدر و منزلت کے لئے تو بس اتنا ہی کافی ہے کہ'' مَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ فَلَاْ صَلَاْةَ لَهُ۔ نماز میں جو آپ پر درود و سلام نہ بھیجے اس کی نماز نہیں''۔[۲]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے پدر بزرگوار نے دیکھا کہ ایک شخص کعبہ سے لپٹا ہوا فقط پیغمبر اکرمؐ پر درود بھیج رہا ہے اور آپ کی آلؑ کو شامل نہیں کر رہا تھا آپ نے فرمایا: ناقص درود پڑھ کر ہم پر ظلم نہ کرو بلکہ یہ کہو'' اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ''۔[۳]

---

[۱] وسائل الشیعہ: ج:۱۶،ص:۳۳۵ باب:۱۷/ بحار ج:۹۱،ص:۴۸/ امالی شیخ صدوقؒ:ص:۳۷۹۔
'' مَنْ أَرَادَ التَّوَسُّلَ إِلَيَّ وَ اَنْ تَكُونَ لَهُ عِنْدِيْ يَدٌ أَشْفَعُ لَهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِفَلْيُصَلِّ عَلَى اَهْلِ بَيْتِيْ''.

[۲] ینابیع المودہ: شیخ سلیمان قندوزی حنفی،ص:۵۸۰۔

[۳] وسائل: ج:۷،ص:۲۰۲/ الکافی: ج:۲،ص:۴۹۵ طبع اسلامیہ/ الوافی: ج:۹،ص:۱۵۲۰۔
'' سَمِعَ أَبِيْ رَجُلًا مُتَعَلِّقًا بِالْبَيْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فَقَالَ لَهُ أَبِيْ(ع) لَاْ تَبْتُرْهَا لَاْ تَظْلِمْنَا حَقَّنَا قُلِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ''.

درود شریف پڑھو شفاء پاؤ

ایک عورت نے اپنے نابینا فرزند کے لئے رسول خداؐ سے شفاء کی تمنا ظاہر کی، آپ نے فرمایا: مجھ پر زیادہ سے زیادہ صلوات بھیجا کرو، عورت گھر واپس ہوئی اور ہر قدم پر صلوات بھیجتی گئی پس جیسے ہی وہ اپنے گھر پہنچی تو دیکھا اس کا بیٹا صحیح وسالم بیٹھا ہوا ہے، وہ دوڑتی ہوئی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئی اور بچے کے ٹھیک ہونے کی خبر دی، یہ سن کر حاضرین نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اسی اثناء میں حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے نبیؐ! خدا فرماتا ہے:

''ہمارے حبیبؐ! میں نے تم پر اور تمھاری آلؑ پر صلوات بھیجنے کی برکت سے اس بچے کے اعضاء کو ٹھیک کر دیا ہے اور قیامت میں صلوات بھیجنے کی برکت سے تمھاری اُمت کے گناہوں کو بخش دوں گا''۔

درود شریف حضرت حواؑ کا مہر

جب حضرت آدمؑ کی تخلیق ہوئی تو انہوں نے اپنے پہلو میں جناب حواؑ کو پایا، آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کی: میں حواؑ ہوں، اللہ نے مجھے آپ کے لئے خلق کیا ہے، حضرت آدمؑ نے فرمایا: کتنی حسین تخلیق ہے تمھاری۔ وحی ہوئی: اے آدمؑ! ان کو ہم سے مانگو اور ان کا مہر ادا کرو، عرض کی: پالنے والے! ان کا مہر کیا ہے؟ فرمایا میرے حبیب محمد مصطفیٰؐ پر دس بار درود شریف پڑھو''۔[1]

---

[1] بحارالانوار: ج:۱۵، ص:۳۳۔ (خلاصہ)

''یَا آدَمُ اخْطُبْ حَوَّا مِنِّی وَ ادْفَعْ مَهْرَهَا اِلَیَّ فَقَالَ آدَمُ وَ مَا مَهْرُهَا یَا رَبِّ قَالَ تُصَلِّی عَلٰی حَبِیْبِیْ مُحَمَّدٍ (ص) عَشْرَ مَرَّات''.

عظمتِ فاطمہؑ پہ نبیؐ کا سلام

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ آیۂ ''تطہیر'' کے نزول کے بعد سرورِ کائنات مسلسل ۴۰ دن تک بوقتِ صبح دروازۂ علیؑ و فاطمہؑ پر جا کر فرمایا کرتے تھے:

''اے اہل بیتؑ تم پر درود و سلام اور رحمت و برکت ہو، بیشک اللہ نے تمھیں ہر رجس سے پاک و پاکیزہ رکھنے کا ارادہ کر لیا ہے، جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے''۔[۱]

کثرتِ درود، فقر و تنگ دستی کا علاج

پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

''اگر تم مجھ پر درود بھیجو گے تو یہ تمھاری حاجت برآوری کا سبب ہوگا اور خداوند عالم تم سے راضی و خوشنود ہوگا اور تمھارے اعمال کو پاکیزہ بنا دے گا''۔

ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تنگدستی کی شکایت کی آنحضرتؐ نے فرمایا:

''جب اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کرو، چاہے کوئی گھر میں موجود ہو یا نہ ہو اور مجھ پر اور میری آلؑ پر درود شریف بھیجو اور اس کے بعد سورۂ اخلاص پڑھو''۔

حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو شخص اپنے گناہ مٹانے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اُسے چاہئے کہ محمد و آلِ محمدؐ پر کثرت سے درود بھیجے، کثرتِ درود سے گناہ منہدم ہو جاتے ہیں''۔ نیز فرمایا: ''محمد و آل محمدؐ پر درود بھیجنا اللہ کے نزدیک تسبیح و تہلیل اور تکبیر و تمجید کے برابر ہے''۔[۲]

---

[۱] مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ج:۹، ص:۱۹۱ حدیث: ۱۴۹۸۷۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَ کُمْ تَطْهِیْراً''۔

[۲] عیون اخبار رضاؑ: ج:۱، ص:۵۱۲، اردو ترجمہ، محمد حسن جعفری، مطبوعہ اکبر حسین چیوانی ٹرسٹ کراچی۔

حضرت فاطمہ زہراؑء کی خدمت گزار بیبیاں

ا۔ جناب فِضّہؓ

خاندانی تعلق

جناب ''فضہؓ'' کا تعلق حبشہ کے ایک اعلیٰ خاندان سے تھا، آپ وہاں کے ایک عظیم بادشاہ کی بیٹی تھیں لیکن بعض محققین کا ماننا ہے کہ آپ ''ہندوستان'' کی رہنے والی تھیں۔[1]

آپ کا اصلی نام ''میمونہ'' تھا، آپ ایک سیاہ فام مگر روشن ضمیر خاتون تھیں، خاندانِ عصمت وطہارت میں آنے کے بعد آپ دنیا کی عظیم ترین خاتون کہلائیں، تاریخ میں آپ کا نام حضرت فاطمہؑ کے اسمِ مبارک کے ساتھ جوڑا جاتا ہے، یعنی تاریخ میں جہاں کہیں بھی حضرت فاطمہ زہراؑء کا ذکر ہوتا ہے، وہاں جناب فِضّہؓ کو ضرور یاد کیا جاتا ہے۔

علومِ قرآن پر دسترس

جناب فضہؓ درسگاہِ فاطمہؑ کی سند یافتہ عالمہ، مفسرہ، محدثہ اور فقیہہ تھیں، آپ کو علومِ قرآنی پر بے پناہ دسترس حاصل تھی، یہاں تک کہ آپ نے مسلسل بیس سال تک ہر بات کا جواب قرآن کی آیات سے دیا۔[2]

---

[1] سفینۃ البحار: ج:۷، ص:۹۰، مطبع دارلاسوۃ ایران۔ ''رِوَایَۃُ الْبَرَسِیُ اِنَّ فِضَّۃَ کَانَتْ بِنْتَ مَلَکِ الْھِنْدِ''

[2] ایضاً: ''فِیُ اَنَّھَا (رَض) مَاتَکَلَّمَتْ عِشْرِیَنَ سَنَۃَ اِلَّا بِالْقُرْآن''۔

فقہی مسائل پر عبور

جناب فِضہؓ کو فقہی مسائل پر بھی کافی عبور حاصل تھا، چنانچہ ایک مرتبہ جب کسی مسئلے پر حضرت عمر کے ساتھ بحث چھڑی اور جناب فِضہؓ نے ان کو شکست فاش دی تو حضرت عمر کی زبان سے بے ساختہ نکل پڑا: ''ابوطالبؑ کی آل کا معمولی سا بال بھی آلِ خطّاب سے زیادہ فقیہ ہے''۔[۱] مقام غور ہے کہ جب بیت میں آنے والے کا یہ مقام ہے تو اہل بیتؑ کتنی شان والے ہوں گے۔

فنِّ کیمیا گری میں مہارت

مورخین کا بیان ہے کہ جب جناب فِضّہ شہزادی فاطمہؑ کے خانۂ عفت میں آئیں اور آپ کی غربت و افلاس کو دیکھا تو انھوں نے اکسیر کا ذخیرہ نکالا اور تانبے کے ٹکڑے پر اس کو استعمال کیا جس سے تانبا بہترین سونا بن گیا، پھر حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ نے اکسیر دیکھ کر فرمایا: فضہؓ ! تم نے بہترین سونا بنایا ہے لیکن اگر تانبے کو بھی پگھلا دیا ہوتا تو اس سے اور بہتر سونا بن جاتا، جناب فِضہؓ نے تعجب سے پوچھا: مولاؑ ! آپ بھی اس فن سے واقف ہیں؟ امامؑ نے اپنے چھوٹے فرزند حضرت امام حسینؑ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اس علم سے تو ہمارے گھر کا یہ بچہ بھی واقف ہے، اس کے بعد آپ نے مٹی کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور قیمتی جواہر میں تبدیل کر دیا اور پاؤں زمین پر مار کر فرمایا: فضہؓ ! ذرا نیچے دیکھو! جناب فِضہؓ نے دیکھا تو زمین شگافتہ تھی اور اس شگاف میں سونے کی نہر بہہ رہی تھی۔ جناب فِضہؓ نے حیرت سے حضرت علیؑ کی طرف دیکھا، آپ مسکرائے اور فرمایا: یہ ٹکڑا بھی اسی نہر میں ڈال دو، یہ یہاں تنہا ہے، اپنی جنس میں زیادہ خوش رہے گا، فضہؓ ! یاد رکھنا! ہم اس کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہیں''۔[۲]

---

[۱] چودہ ستارے: ص:۱۱۳ بحوالہ انوار علویہ: ص:۵۸ ''شَعْرَةٌ مِنْ آلِ اَبِیْ طَالِبْ اَفْقَهُ مِنْ جَمِیْعِ آلِ خَطَّاب''۔

[۲] ماخوذ از: الدمعۃ الساکبہ: ج:۱، ص:۳۳۵۔/ سفینۃ البحار: ج:۷، ص:۹۰۔ ''کَانَتْ عِنْدَهَا ذَخِیْرَةٌ مِنَ الْاَکْسِیْرِ فَصَنَعَتِ النُّحَاسَ سَبِیْکَةَ ذَهَب لِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاَرَاَهَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ کُنُوزَ الْاَرْضِ''۔

جنابِ فِضہؓ کے لئے آسمانی دسترخوان

رمضان کا مبارک مہینہ تھا، اہل بیت رسولؐ تنگ دستی کے سبب روزے پر روزے رکھ رہے تھے، اس کے باوجود حضرت علیؑ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں درخواست کی:

''یارسول اللہؐ! جن مبارک قدموں سے آپ نے شبِ معراج عرشِ معلیٰ کو رونق بخشی انہیں قدموں سے ہمارے گھر کو بھی مزین کیجئے اور آج غریب خانہ پر افطار فرمایئے''۔

آنحضرتؐ نے دعوت قبول فرمائی، نمازِ مغربین کے بعد خانۂ سیدہؑ پر آئے اور روزہ افطار فرمایا، حضرت علیؑ کے علاوہ جناب فاطمہؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ نے بھی آنحضرتؐ کو مدعو کیا آپؐ نے ان کی دعوت بھی قبول فرمائی، آخری دن جناب فِضہؓ بھی ہاتھوں کو جوڑ کر کھڑی ہوگئیں اور عرض کی: یارسول اللہؐ! کنیز کی دعوت بھی قبول فرمایئے، آنحضرتؐ نے ان کی دعوت بھی منظور فرمائی لیکن جناب فِضہؓ نے اس کی کسی کو بھی خبر نہ کی، لہٰذا جب اگلے روز رسولِ خداؐ نمازِ مغربین کے بعد خانۂ سیدہؑ پر تشریف لائے تو سب تعجب میں پڑ گئے کیوں کہ اس روز گھر میں افطار کے لئے کچھ بھی موجود نہ تھا، جب اس کی خبر حضرت علیؑ کو ہوئی تو آپ نے فضہؓ کو بلایا اور فرمایا: فضہؓ! اگر تم نے ہم سے بتادیا ہوتا تو کچھ انتظام ضرور کیا جاتا۔ جناب فِضہؓ نے عرض کی: مولاؑ میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی، بس کچھ دیر صبر کیجئے میں ابھی انتظام کرتی ہوں یہ کہہ کر جناب فِضہؓ اپنے حجرے میں گئیں، مصلیٰ بچھایا اور بعدِ نماز روتے ہوئے دُعا فرمائی:

''معبود! میں تیرے رسولِ پاکؐ کی دختر فاطمہؑ کی کنیزِ خاص فضہؓ ہوں، میری لاج رکھ لے اور شہزادیٔ کونینؑ کے صدقے میں مجھے اپنے رسولؐ کے سامنے شرمندہ نہ فرما''۔

جناب فِضہؓ ابھی یہ دعا کر ہی رہی تھیں کہ پورا گھر لذیذ کھانے کی خوشبو سے مہک اُٹھا، آپ شکرِ خدا بجالائیں اور خوانِ نعمت لے کر خدمتِ رسولؐ میں آئیں، آنحضرتؐ نے پوچھا: فضہؓ یہ اتنا

لذیذ وخوشبودار کھانا کہاں سے آیا ہے، جناب فضہؓ نے مسکرا کر فرمایا: حضورؐ! جس کے بھروسے پر میں نے دعوت کی تھی اُسی نے بھیجا ہے، یہ کھانا جنت سے آیا ہے، آنحضرتؐ نے فرمایا :

''الحمد للہ کہ اس نے مریم بنت عمرانؑ کی طرح کنیزِ فاطمہؑ کو بھی جنت سے خوانِ نعمت منگوانے کا شرف بخشا ہے''۔[۱]

جنابِ فِضّہؓ ھَل اَتیٰ کے زمرے میں

سورۂ ''ہل اتیٰ'' اہل بیتؑ کی شانِ اقدس میں نازل ہوا ہے، لیکن اس میں جناب فِضہؓ بھی شامل ہیں، کیوں کہ حسنینؑ کی شفاء کے لئے اہل بیتؑ کے ساتھ آپ نے بھی تین دن تک روزے رکھے اور روٹیاں تصدّق فرمائیں۔[۲]

حسنؑ وحسینؑ مجھے ماں کہتے ہیں

ایک روز رسول اکرمؐ نے جناب فضہؓ سے پوچھا: فضہؓ! تمھیں فاطمہؑ کا گھر کیسا لگا؟ فرمایا:

''یا رسول اللہؐ! مجھ سے زیادہ خوش نصیب کون ہوگا کہ جب میں صبح سویرے اٹھتی ہوں تو مولا علیؑ کے چہرۂ انور کی زیارت کرتی ہوں، حسنؑ وحسینؑ اور زینبؑ مجھے ماں کہہ کر سلام کرتے ہیں اور شہزادی فاطمہؑ مجھے بہن کہہ کر پکارتی ہیں''۔[۳]

---

[۱] ماخوذ از چودہ ستارے: ص:۱۰۸/ ریاض القدس: ج:۲، ص:۲۶۱، مطبوعہ (ایران)۔

[۲] سفینۃ البحار: ج:۷، ص:۹۰، مطبوعہ (ایران)۔

''مَدَح فِضَّة جَارِيَة فَاطِمَةَ فِيْ تَصْدِيقِهَا عَلٰى الْمِسْكِيْنِ وَالْيَتِيْمِ وَالْاَسِيْرِ مَعَ اَهْلِ بَيْتِ النُّبُوَّة وَنُزُوْلِ '' هَلْ اَتٰى'' فِيْهِمْ وَهِيَ مَعَهُمْ''.

[۳] ماخوذ از: زندگانی جناب فضہؓ: ص:۲۱، مؤلفہ مولانا مقبول احمد نوگانوی ممتاز الافاضل۔

فِضّہؓ ! سنبھالو میرا بچہ شکم میں شہید ہو گیا

حضرت فاطمہؑ کو جناب فِضہؓ پر بڑا ناز تھا، اسی لئے اپنی ہر پریشانی میں فضّہؓ کو بلاتی تھیں، چنانچہ جب دشمنوں نے آپ کے اُوپر دروازہ گرایا اور آپ کا پہلو شکستہ کیا تو آپ نے فضہؓ کو آواز دی اور دُکھ بھرے لہجے میں پکارا: فضّہؓ ! مجھے سنبھالو، میرا بچہ شکم میں شہید ہو گیا۔[۱]

کربلا میں جناب فضہؓ کے استغاثہ پر شیر کی آمد

اصولِ کافی میں ہے کہ جب کربلا میں امام حسینؑ شہید کر دئے گئے تو قومِ جفا کار نے آپ کی لاشِ مبارک کو پامالِ سمِ اسپاں کرنا چاہا، یہ دیکھ کر جناب فِضہؓ تڑپ گئیں، دوڑ کر جناب زینبؑ کے پاس آئیں اور کہا: شہزادی مجھے اجازت دیجئے کہ میں شیر کو پکاروں، جناب زینبؑ نے اجازت دی، فِضہؓ خیمہ سے باہر نکلیں، میدان کارزار کا رُخ کیا اور ''ابوالحارث'' کہہ کر فریاد بلند کی ادھر فضّہؓ کی دردناک آواز صحرائے کربلا میں گونجی ادھر ایک شیر غضبناک آتا ہوا دکھائی دیا، فضہؓ نے کہا: اے ابوالحارث ! یہ گروہِ جفا کار لاشِ حسینؑ کو پامال کرنا چاہتے ہیں، یہ سن کر شیر مقتل میں آیا اور اپنے دونوں ہاتھ لاشِ امام حسینؑ پر رکھ کر حفاظت کرنے لگا جب یزیدی لشکر پامالی کے لئے بڑھا اور شیر کو لاشِ امامؑ کی حفاظت کرتے ہوئے دیکھا تو عمر سعد نے چلاّ کر کہا: یہ تو موت کا پیغام ہے، کوئی اس کے قریب نہ جائے، سب کے سب واپس لوٹ آؤ، پس وہ واپس لوٹ گئے۔[۲]

---

[۱] کوکب دری: ج۱ص۱۳۵/ بحارالانوار: ج:۳۰،ص:۲۹۴/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۶۰۶۔
''یَافِضَّۃُ اِلَیْکِ فَخُذِیْنِیْ فَقَدْ وَاللّٰہِ قُتِلَ مَا فِیْ اَحْشَائِیْ مِنْ حَمْلٍ''.

[۲] ماخوذ از: اصول کافی: ج:۲،ص:۳۶۷، باب مولد الحسین بن علیؑ حدیث:۸/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۱۰۴۲۱۔
'' قَالَتْ یَا اَبَا الْحَارِثِ فَرَفَعَ رَاسَہُ ثُمَّ قَالَتْ أتَدْرِیْ مَا یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَعْمَلُو غَدًا بِاَبِی عَبْدِ اللّٰہِ(ص) یُرِیْدُوْنَ اَن یُوَطِّؤُوا الْخَیْلَ ظَھَرَہُ فَمَشٰی حَتّٰی وَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی جَسَدِ الْحُسَیْنِ(ع) فَاَقْبَلَتِ الخیلُ فَلَمَّا نَظَرُوْا اِلَیْہِ قَالَ لَھُمْ عَمْرو بِنْ سَعْدُ لَعَنَہُ اللّٰہُ فِتْنَۃٌ لَاتُثِیْرُھَا ، اِنْصَرَفُو فَانْصَرَفُوا''.

۲۔ جنابِ اُمّ ایمنؓ

اُمّ ایمنؓ میری ماں ہیں

جنابِ فِضہؓ کے علاوہ ''اُمّ ایمنؓ'' کو بھی جناب فاطمہؑ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل تھا، ان کا اصلی نام ''برکت'' تھا، وہ جناب عبداللہؑ کے ترکے میں آئیں تھیں۔[۱]

جناب عبداللہؑ کی وفات کے تقریباً پانچ سال بعد حضورؐ کی والدۂ ماجدہ جناب آمنہؑ نے ایک سفر کے دوران مکہ و مدینہ کے درمیان مقامِ ''ابواء'' میں انتقال فرمایا تھا، اُمّ ایمنؓ ان کے ہمراہ تھیں، انھوں نے رسول اکرمؐ کو اپنے ساتھ لیا اور مکہ آ گئیں۔[۲]

جناب اُمّ ایمنؓ مکہ آ کر حضورؐ کی نگہداشت میں مصروف ہوگئیں اور ہر دُکھ سکھ میں آپ کا خیال رکھنے لگیں اور ہر خوشی و غم میں حضورؐ کے شریک رہیں اور جب آنحضرتؐ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو آپ پر ایمان لائیں، اسی احسان و ایمان کے سبب پیغمبر اکرمؐ اس عظیم خاتون کا بے حد احترام کرتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے:

''اُمُّ اَیمَنٍ اُمّی بَعْدَ اُمّی''.

میری مادرِ گرامی کے بعد اُمّ ایمنؓ میری ماں ہیں۔[۳]

---

۱ اسوۃ الرسولؐ: ج:۲، ص:۳، خان بہادر سید اولاد حیدر فوقؔ بلگرامی، مطبوعہ کاظم بکڈپو (دہلی)۔

۲ حوالہ مذکور، ص:۲۸/ چودہ ستارے: ص:۴۰۔

۳ مجلّہ توحید: ج:۹، شمارہ ۴ مئی و جون ۱۹۹۲ء/ بہشتی زیور: حصہ:۸، ص:۴۸۳۔

اُمّ ایمنؓ بہشتی خاتون ہیں

جناب اُمّ ایمنؓ کی یہ فضیلت کم نہیں ہے کہ نبیوںؑ کا سردار آپ کو اپنی ماں کہہ کر پکارے اور ماں کے جیسا احترام کرے، ایک موقع پر حضورؐ نے آپ کو بہشتی خاتون بھی کہا اور فرمایا:

''جو شخص چاہتا ہے کسی بہشتی خاتون سے شادی کرے تو وہ اُمّ ایمنؓ سے شادی کر لے

حضور اکرمؐ کے اس فرمان کے سبب حضرت ''زید بن حارثہؓ'' نے جناب اُمّ ایمنؓ سے شادی کی جن سے ''اسامہ بن زیدؓ'' پیدا ہوئے۔ ''زید بن حارثہؓ'' جنگ موتہ میں شہید ہوئے''۔[۱]

حضرت فاطمہ زہراؑء جناب اُمّ ایمنؓ کا بہت احترام کرتی تھیں اور ان کا خاص خیال رکھتی تھیں، یہاں تک کہ ان کے ساتھ اپنے گھر والوں جیسا برتاؤ کرتی تھیں۔

جناب اُمّ ایمنؓ بھی حضرت فاطمہؑ کا بے حد خیال رکھتی تھیں اور ہر دُکھ درد میں برابر شریک رہتی تھیں چنانچہ ہجرت کے موقع پر جناب فاطمہؑ کے ہمراہ جو خواتین مکہ سے مدینہ آئی تھیں ان میں جناب اُمّ ایمنؓ بھی آپ کے ساتھ تھیں۔

حضرت فاطمہ زہراؑء کی شادی میں پیش قدمی

حضرت فاطمہ زہراؑء اور حضرت علی مرتضیٰؑ کے رشتۂ ازدواج کے مبارک موقع پر بھی جناب ''اُمّ ایمنؓ'' نے اہم کردار ادا کیا۔

اس سلسلے میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

''جہیز کی خریداری اور گھر میں رہائش کے انتظامات کو ایک مہینہ گزر چکا تھا حالانکہ میں

---

[۱] مجلّہ توحید: ج۹ شمارہ ۴ مئی و جون ۱۹۹۲ء

حضورِ اکرمؐ کے ساتھ ہر روز نمازِ جماعت میں شریک ہوتا تھا اور بہت سے کاموں کے لئے آپ کے گھر میرا آنا جانا بھی رہتا تھا، لیکن شادی کے متعلق میں آنحضرتؐ سے کوئی بات کہنے کی ہمّت نہ رکھتا تھا، ایک دن پیغمبر اکرمؐ کی بعض ازواج کہنے لگیں یا علیؑ! کیا آپؑ چاہتے ہیں جناب فاطمہؑ کی رخصتی کے سلسلے میں رسول خداؐ سے بات کی جائے؟ میں نے کہا آپ یہ کام انجام دیں، چنانچہ ازواجِ پیغمبرؐ نے جناب اُمّ ایمنؓ کو ساتھ لیا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں آئیں لیکن وہاں پہنچ کر سب خاموش رہیں، اس وقت جناب اُمّ ایمنؓ نے خاموشی کو توڑا اور آنحضرتؐ سے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! اگر جناب خدیجہؑ زندہ ہوتیں تو شہزادی فاطمہؑ کی شادی اور ان کی رخصتی کر کے بہت خوش ہوتیں۔ حضرت علیؑ رخصتی کا ارادہ رکھتے ہیں لہٰذا فاطمہ زہراؑ کی آنکھوں کو شوہر کے وجود سے روشن فرمایئے اس سے ہماری آنکھیں بھی خوشی سے چمک اُٹھیں گی، جناب اُمّ ایمنؓ کی بات سن کر آنحضرتؐ نے فرمایا: علیؑ خود کیوں نہیں آتے؟ جناب اُمّ ایمنؓ فوراً اُٹھیں اور میرے پاس آ کر سارا قصہ بیان کیا اور مجھے حضورؐ کی خدمت میں لے گئیں''۔[۱]

اس طرح اُمّ ایمنؓ نے علیؑ و بتولؑ کے رشتۂ ازدواج میں پیش قدمی کر کے خاندانِ نبوت کی مسرّتوں میں اضافہ کیا جس کا ذکر تاریخ کے دامن میں ہمیشہ باقی رہے گا۔

---

[۱] ماخوذ از: بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۹۵، باب:۵/ امالی شیخ طوسیؒ: ص:۴۱، مجلس:۲۔

" قَالَ عَلِیٌّ (ع) فَاَ قَمْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ شَهْرًا اُ صَلِّیْ مَعْ رَسُولِ اللّٰهِ (ص) وَ اَرْجِعُ اِلیٰ مَنْزِلِیْ وَ لَا اَذْکُرُ شَیْئًا مِنْ اَمْرِ فَاطِمَةَ (ع) ثُمَّ قُلْنَ اَزْوَاجُ رَسُولِ اللّٰهِ(ص) اَلَا نَطْلُبُ لَکَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ (ص) دُخُولَ فَاطِمَةَ عَلَیْکَ فَقُلْتُ افْعَلْنَ فَدَخَلْنَ عَلَیْهِ فَقَالَتْ اُمُّ اَیْمَنَ یَا رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوْاَنَّ خَدِیْجَةَ بَاقِیَةٌ لَقَرَّتْ عَیْنُهَا بِزِفَافِ فَاطِمَةَ وَاَنَّ عَلِیًّا یُرِیْدُ اَهْلَهُ فَقَرَّ عَیْنَ فَاطِمَةَ بِبَعْلِهَا وَاجْمَعْ شَمْلَهَا وَقَرَّ عُیُوْنَنَا بِذٰلِکَ فَقَالَ فَمَا بَالُ عَلِیٍّ لَا یَطْلُبُ مِنِّیْ زَوْجَتَهُ ".

فراقِ سیدہؑ میں مدینہ مجھے اچھا نہیں لگتا

رسول اللہؐ کی وفات کے بعد اُمّ ایمنؓ، جناب فاطمہؑ کے ساتھ ساتھ رہیں اور جب آپؑ کی شہادت ہوئی تو فراقِ سیدہؑ میں اُمّ ایمنؓ نے مدینہ ہی چھوڑ دیا اور صحراؤں میں پھرتی رہیں اور سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتی ہوئی مکہ آئیں اور اِسی عالم میں وفات پائی، جناب اُمّ ایمنؓ کا مقام و مرتبہ اتنا بلند تھا کہ ایک دن شدت تشنگی کے سبب ہلاکت کے نزدیک ہوئیں تو ہاتھوں کو بلند کیا اور یہ دعا کی:

''پالنے والے اس عالمِ تنہائی میں تیرے رسولؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کی خادمہ شدتِ تشنگی سے ہلاک ہو رہی ہے، اس پر نظرِ کرم فرما''۔

روایت میں ہے کہ جیسے ہی جناب اُمّ ایمنؓ نے یہ کلمات زبانِ اقدس پر جاری فرمائے، ادھر آسمان سے پانی کا ایک ڈول نازل ہوا، جناب اُمّ ایمنؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے اس ڈول کا پانی پیا تو سات سال تک کبھی مجھے بھوک و پیاس کا غلبہ نہ ہوا، جب کہ لوگ پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو رہے تھے۔[۱]

---

[۱] بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۲۸/ عوالم العلوم: ج ۱۱، ص ۲۳۹/ سفینۃ البحار: ج ۸، ص ۶۲۷۔

" رُوِیَ اَنَّ اُمَّ اَیمَن لَمَّا تُوُفِّیَتْ فَاطِمَةُ ، حَلَفَتْ اَنَّ لَا تَکُوْنَ بِالْمَدِیْنَةِ اِذْ لَا تُطِیْقُ اَنْ تَنْظُرَ اِلیٰ مَوَاضِعَ کَانَتْ بِهَا، فَخَرَجَتْ اِلیٰ مَکَّةَ، فَلَمَّا کَانَتْ فِیْ بَعْضِ الطَّرِیْقِ عَطَشَتْ عَطْشًا شَدِیْدًا فَرَفَعَتْ یَدَیْهَا قَالَتْ: یَارَبِّ اَنَا خَادِمَةُ فَاطِمَةَ تَقْتُلُنِیْ عَطْشاً، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهَا دَلْوًا مِنَ السَّمَاءِ فَشَرِبَتْ فَلَمْ تَحْتَجْ اِلَی الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ سَبْعَ سِنِیْنَ وَکَانَ النَّاسُ یَبْعَثُوْنَهَا فِی الْیَومِ الشَّدِیْدِ الْحَرِّ فَمَا یُصِیْبُهَا عَطْشٌ".

حضرت فاطمہ زہراؑء کے گھر سے وابستہ خواتین

۱۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ

حضرت اُمِّ سلمہؓ امانت دارِ اہل بیتؑ

حضرت ''اُمّ سلمہؓ '' کا اصلی نام ''ہند'' تھا اور ''عاتکہ بنت عبدالمطلبؑ'' کے بطن سے ''سہل بن مغیرہ مخزومی'' کی صاحبزادی تھیں، آپ کی پہلی شادی ''ابوسلمہ بن عبداللہ'' سے ہوئی تھی، ابوسلمہ کی وفات جنگِ احد میں زخم کھانے کے سبب ہوگئی تھی، بیوہ ہونے کے بعد ابوبکر اور عمر دونوں نے آپ سے عقد کی خواہش ظاہر کی، مگر آپ نے ان دونوں کی خواہش کو ٹھکرا دیا اور آنحضرتؐ کی زوجیت کا شرف حاصل کیا، خانۂ رسولؐ میں آکر آپ کو جناب فاطمہؑ جیسی خاتونِ جنت کی نگہداشت کا شرف ملا، آپ کا شمار آنحضرتؐ کی مخلص و غمگسار ازواج میں ہوتا ہے۔

تبرکاتِ حسینیؑ کی حفاظت

حضرت ''اُمّ سلمہؓ '' وفادارِ نبوت تھیں، اسی لئے آپ نبیؐ کے اہل بیتؑ سے بے انتہا عقیدت رکھتی تھیں، پیغمبر اکرمؐ بھی آپ کو اپنا راز دار سمجھتے تھے اور اپنے اہل بیتؑ سے عقیدت کے سبب ان کو بعض تبرکاتِ حسینیؑ بھی عطا بھی فرمائے تھے جنہیں آپ نے وفاتِ رسولؐ کے بعد تقریبا ۵۰ رسال تک سنبھال کر رکھا۔

''غنیۃ الطالبین'' میں منقول ہے کہ حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں:

''ایک روز رسول اکرمؐ میرے گھر تشریف فرما تھے، حضرت امام حسینؑ آپ کے پاس آئے، میں نے دروازہ سے دیکھا، شہزادہ حسینؑ آنحضرتؐ کے سینۂ اقدس پر کھیل رہا ہے اور حضورؐ کے ہاتھ میں مٹی کا ایک ٹکڑا ہے جسے دیکھ کر حضور رو رہے ہیں اور رخسار ہائے مبارک پر آنسوؤں کا سیلاب جاری ہے، پس جب امام حسینؑ حضور کی خدمت سے چلے گئے تو میں داخل ہوئی اور آنحضرت سے رونے کا سبب پوچھا حضورؐ نے فرمایا: اے اُمّ سلمہؓ! جب میرا حسینؑ میرے سینے پر کھیل رہا تھا تو میں بہت خوش تھا، اتنے میں جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور مجھے اس سرزمین کی مٹی دی جس پر میرا حسینؑ مارا جائے گا، پس میں اس غم کی وجہ سے رونے لگا'' ۔[۱]

اس کے بعد آنحضرتؐ نے وہ مٹی جناب اُمّ سلمہؓ کے حوالے کی اور فرمایا: اے اُمّ سلمہؓ! اس مٹی کو اپنے پاس رکھو اور جب یہ خون میں تبدیل جائے تو سمجھ لینا میرا حسینؑ مارا گیا، حضرت اُمّ سلمہؓ نے رسول اللہؐ کی وصیت کے مطابق اس مٹی کی پچاس سال تک حفاظت کی امام حسینؑ کی شہادت کا پتا لگایا۔

''سنن ترمذی'' میں ہے کہ عصر عاشور پیغمبر اکرمؐ نے جناب اُمّ سلمہؓ کے خواب میں آ کر شہادتِ حسینؑ کی خبر دی تھی۔[۲]

---

[۱] غنیۃ الطالبین: ص۶۸۳، مطبوعہ لاہور، مختصر فرق کے ساتھ: مجمع الزوائد: ج۹، ص۲۱۹۔ '' رُوِیَ عَنْ اُمِّ سَلْمَةٍ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ فِیْ مَنْزِلِیْ اِذَا دَخَلَ عَلَیْهِ الْحُسَیْنُ فَطَالَعتُ عَلَیْهِمَا مِنَ الْبَابِ وَ اِذَا الْحُسَیْنُ عَلٰی صَدْرِ النَّبِیِّ (ص) یَلْعَبُ وَفِیْ یَدِ النَّبِیِّ قِطْعَةٌ مِنْ طِینٍ وَ دُمُوعُهُ تَجْرِیْ فَلَمَّا خَرَجَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلتُ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ یَارَسُولَ اللّٰهِ طَالَعتُ عَلَیْکَ وَ فِیْ یَدِکَ طِیْنَةٌ وَ اَنْتَ تَبْکِیْ فَقَالَ لِیْ لَمَّا فَرِحْتُ بِهٖ وَ هُوَ عَلٰی صَدْرِیْ یَلْعَبُ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ وَ نَاوَلَنِی الطِّیْنَةَ الَّتِی یُقْتَلُ عَلَیْهَا وَلِذَالِکَ بَکَیْتُ''۔

[۲] جامع ترمذی اردو: ج:۲، ص:۳۷۷، باب مناقب، حدیث:۱۶۲۸/ تاریخ الخلفاء سیوطی اردو: ص:۲۶۵۔

حضرت اُمّ سلمہؓ حضرت فاطمہ زہراؑء کا بے حد خیال رکھتی تھیں، خصوصاً آپ کی علالت کے موقع پر تیمارداری اور دیکھ بھال میں وہی فرائض انجام دیئے جو ایک ماں انجام دیا کرتی ہے، آپ کی حمایت میں فدک کے قضیہ کی گواہی بھی دی جسے اربابِ خلافت نے ردّ کر دیا تھا حالانکہ یہ وہ خاتون تھیں جن کی صداقت کے لئے ''صحیح مسلم'' کی روایت کافی ہے کہ انہوں نے امینِ وحی یعنی حضرت جبرئیلؑ کی زیارت کا شرف کیا تھا۔[۱]

حضرت اُمّ سلمہؓ اہل بیتؑ سے اس قدر محبت رکھتی تھیں کہ واقعہ کربلا کے بعد اہل مدینہ حضرت امام حسینؑ کا پرسہ دینے کے لئے آپ کے پاس آتے تھے اور آپ کو حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا ایسا جانکاہ صدمہ لاحق ہوا کہ اسی سال ۶۱ھ میں چند ماہ کے بعد ۸۴ سال کی عمر میں انتقال فرما گئیں اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، آپ سے ۳۷۸ حدیثیں مروی ہیں۔[۲]

---

[۱] صحیح مسلم اردو ترجمہ: ج ۶، ص ۱۰۲، مطبوعہ کتابخانہ رحیمیہ (دیوبند)۔

[۲] اسلام نامہ: ص ۱۰۸، مؤلف مولوی سید خیرات حسن مرحوم۔

۲۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ رازدارِ سیدہؑ

ایمان وہجرت

جناب ''اسماءؓ '' کے والد کا نام ''عمیس'' اور ماں کا نام ''خولہ'' تھا، جناب اسماءؓ ان خواتین میں سے ایک ہیں جو ابتدائے اسلام میں ایمان لائیں، آپ نے بعثت کے پانچویں سال اپنے شوہر جناب جعفر بن ابی طالبؑ اور ۸۰/افراد کے ہمراہ دین خدا کی حفاظت کے لئے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں ۱۳ سال تک سکونت کے بعد مدینہ واپس آئیں۔[۱]

ایک مرتبہ حضرت عمر نے کہا: اسماءؓ ہم تم سے افضل ہیں، یہ سن کر جناب اسماءؓ غصبناک ہوگئیں اور فرمایا اس کا فیصلہ رسول اللہؐ فرمائیں گے، پھر آپ نے اس کا ذکر آنحضرتؐ سے کیا۔ حضورؐ نے فرمایا: اسماءؓ! عمر تم سے زیادہ حقِ فضیلت نہیں رکھتے، اس لئے کہ انہوں نے ایک ہجرت کی ہے اور تم نے دو ہجرتیں کی ہیں۔[۲]

حبشہ کی زندگی میں جناب اسماءؓ کو خدا نے تین فرزند عبداللہؓ، محمدؓ اور عونؓ سے نوازا۔

''عبداللہ بن جعفرؓ '' کی شادی حضرت فاطمہ زہراؑ کی بڑی بیٹی جناب زینبؑ سے ہوئی اور محمد بن جعفرؓ کا عقد جناب فاطمہؑ کی چھوٹی بیٹی جناب اُمّ کلثومؑ سے ہوا۔[۳]

۱۔ الاستیعاب: ج۴، ص۲۳۵۔

۲۔ ماخوذ از: صحیح مسلم: ج۶، ص۱۳۶۔

۳۔ ماخوذ از: سیرت امیر المومنینؑ: ج۱، ص۱۶۹۔

شوہر کی شہادت

ہجرت کے آٹھویں سال اسماءؓ کے شوہر حضرت جعفر طیارؑ کو ''جنگ موتہ'' کے لئے لشکر کا عظیم سپہ سالار بنا کر بھیجا گیا، جس میں آپ کی شہادت واقع ہوئی، شہادتِ جعفرؑ سے حضورؐ کو بڑا صدمہ لاحق ہوا، لہٰذا آپ ان کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: اسماءؓ! فرزندانِ جعفرؑ کہاں ہیں؟

جناب اسماءؓ بچوں کو رسولؐ کی خدمت میں لائیں، آنحضرتؐ نے ان کے سر پر دستِ شفقت پھیرا، پیار کیا اور گریہ فرمانے لگے، اسماءؓ نے عرض کی: یارسول اللہؐ! کیا آپ جعفرؑ کے بارے میں کوئی اطلاع لائے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اسماءؓ! جعفرؑ شہید کر دئے گئے ہیں۔

شہادت کی خبر ملنے کے بعد خانۂ جعفرؑ میں نوحہ وشیون کی آوازیں بلند ہوگئیں، پڑوسیوں کو اطلاع ملی، لوگ جناب جعفرؑ کے گھر آئے، اس موقع پر جناب فاطمہؑ نے کھانا تیار کیا اور اسماءؓ کے گھر لے کر آئیں اور تمام اہلِ خانہ کو کھلایا، حضورؐ نے اسماءؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''اسماءؓ! گریہ نہ کرو، خدا نے تمہارے شوہر کو بہشت میں دو پر عطا فرمائے ہیں، اسماءؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! میں ان کے فضائل وکمالات کو ہرگز نہیں بھلا سکتی ''[1]

جناب جعفر طیارؑ کی شہادت کے بعد اسماءؓ نے ابوبکر سے شادی کی، جن سے محمد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے، ابوبکر کے انتقال کے بعد اسماءؓ حضرت علیؑ کے عقد میں آئیں۔[2]

جناب اسماءؓ کا ہمیشہ خانۂ سیدہؑ سے تعلق رہا اور ابوبکر کی زوجیت میں رہنے کے باوجود آپ جناب فاطمہؑ کی رازدار رہیں، آپ نے خاتونِ جنت کی ہم نشیں ہوکر خود کو جناب سیدہؑ کی خادمہ سمجھا، خصوصاً حضرت زہراؑ کی زندگی کے آخری لمحات میں آپ جناب فاطمہؑ کی بہترین

---

[1] رجال مامقانی: ج۳، ص۶۹۔
[2] سیرۂ ابنِ ہشام: ج۱، ص۲۷۵۔

معاون و مددگار رہیں جناب فاطمہؑ نے بھی آپ کو اپنی سچی رازداں سمجھا ، اسی لئے وقتِ آخر وصیت فرمائی تھی کہ اسمٰاءؑ! جب میں اس دنیا سے چلی جاؤں تو تم میرے جنازے میں شریک رہنا اور میرے پیکر کو غسل دینے میں علیؑ کی ہمراہی کرنا، چنانچہ جب حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کو غسل دیا تو اسماءؓ نے اوپر کے کاموں میں آپ کی مدد فرمائی۔[۱]

حضرت امیر المومنینؑ کے عصرِ خلافت میں محمد ابن ابی بکرؓ مصر کے گورنر مقرر ہوئے جہاں معاویہ کے ہرکاروں کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے، آپ کی شہادت کی خبر جیسے ہی جناب اسمٰاءؑ کو ملی تو وہ بے حد غمگین ہوئیں اور گھر کے ایک گوشہ میں اپنے لئے عبادت خانہ بنایا جس میں اپنے بیٹے کی شہادت پر ایسا شدید گریہ کرتی تھیں کہ جگر پھٹ جاتا تھا۔[۲]

معرکۂ کربلا میں جناب اسماءؓ کا حصہ

جناب اسمٰاءؑ اپنے بیٹے محمدؑ کی شہادت کے تعلق سے مادرِ شہید ہیں اور اپنے شوہر جناب جعفرؑ کی شہادت کے تعلق سے زوجۂ شہید ہیں، لیکن معرکۂ کربلا میں آپ کے بیٹے عون بن علیؑ کا فاطمہؑ کے لختِ جگر حسینؑ پر قربان ہونا اسمٰاءؑ کی فضیلت کو مزید بڑھا دیتا ہے شاید یہی وجہ ہو کہ جناب فاطمہؑ نے اسمٰاءؑ کے وجود میں محرمِ اسرار ہونے کی لیاقت پائی اور آپ کو اپنی شہادت کا رازداں بنایا۔[۳]

---

[۱] ماخوذ از سیرت فاطمۃ الزہراؑء: ص: ۲۳۲و۲۳۴، جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی/ نیز کشف الغمۃ: ج:۱، ص:۵۰۳، پر یہ عبارت تحریر ہے: ''رُوِیَ اَنَّھَا اَوْصَتْ عَلِیًّا وَاَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَیْسٍ اَنْ یُغَسِّلَاھَا''.

[۲] الاصابۃ: ج:۴، ص:۲۳۱۔

[۳] جناب عون بن علیؑ کربلا میں شہید ہوئے، ملاحظہ ہو: سیرت امیر المومنینؑ: ص: ۱۷۰، مفتی جعفرؒ۔

عقیدتمندانِ درِسیدۂ کونینؑ

۱۔حضرت سلمانِ فارسیؓ

نگاہِ رسولؐ میں

آپ کی کنیت ''ابوعبداللہ'' تھی آپ کو ''سلمانِ خیر'' بھی کہا جاتا تھا،حضرت علیؑ فرماتے ہیں:
حضور اکرمؐ سلمان فارسیؓ کو ''سید الفارس'' کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔[۱]

انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:
''جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے اور وہ تین شخص یہ ہیں: حضرت علیؑ ،حضرت عمارؓ، حضرت سلمان فارسیؓ ''[۲]

پیغمبر اکرمؐ نے یومِ خندق فرمایا:
''سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ البَيْت '' ''سلمانؓ ہم اہل بیتؑ میں سے ہیں''۔[۳]

اسی بناء پر سلمان فارسیؓ کو ''سلمان محمدیؐ '' بھی کہا جاتا ہے،سلمان فارسیؓ درِ فاطمہؑ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے اور خود کو اس در کا ادنیٰ غلام سمجھتے تھے، جناب فاطمہؑ کو بھی سلمان فارسیؓ کی عقیدت پر اعتماد تھا اسی لئے آپ نے ان سے متعدد احادیث،غیب کی باتیں اور اپنا حالِ غم سنایا۔

---

[۱] مستدرک الوسائل: ج:۴،ص:۳۳۶ باب:۴۴،ح:۴۸۲۵'' قال علی(ع) سَمِعْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ص) يَقُوْلُ يَا عَلِيُّ آدَمُ سَيِّدُ الْبَشَرِ وَاَنَا سَيِّدُ الْعَرَبِ وَ سَلْمَانُ'' سَيِّدُ فَارِسَ'' وَصُهَيْبُ سَيِّدُ الرُّوْمِ وَ بِلَالُ سَيِّدُ الْحَبْشَةِ وَ طُوْرُ سِيْنَا سَيِّدُ الْجِبَالِ وَ السِّدْرَةُ سَيِّدُ الْاَشْجَارِ وَالْاَشْهُرُ الْحُرُمُ سَيِّدُ الشُّهُوْرِ وَالْجُمُعَةُ سَيِّدُ الْاَيَّامِ وَالْقُرْآنُ سَيِّدُ الْكَلَامِ وَ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ سَيِّدُ الْقرآن وَ آيَةُ الْكُرْسِيِّ سَيِّدُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ''.

[۲] جامع ترمذی اردو: ج۲،ص۳۸۱، باب مناقب، حدیث۱۶۵۲،مطبوعہ، کتب خانہ رحیمیہ (دیوبند)

[۳] بحار الانوار: ج:۱۷،ص:۱۷۰، باب:۱/ دلائل الامامۃ:۱۴۰/ عیون اخبار الرضاؑ: ج:۲،ص:۶۲/ الاختصاص:ص:۲۴۱۔

دَارُ السلام کی تین حوریں تین صحابہؓ کے لئے

سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ کی وفات کے بعد ایک دن میں حضرت زہراؑء کی احوال پرسی کے لئے ان کے خانۂ عفت پر گیا، احوال پرسی کے بعد جب میں چلنے لگا تو حضرت فاطمہ زہراؑء نے فرمایا: سلمانؓ! تھوڑی دیر بیٹھو، میں بیٹھ گیا، حضرت فاطمہ زہراؑء نے ارشاد فرمایا:

''سلمانؓ! تم جانتے ہو کہ اس گھر میں فرشتوں کی آمد کا سلسلہ رہتا تھا، مگر بابا کی وفات کے بعد وہ سلسلہ منقطع ہوگیا جس کی وجہ سے میں پریشان رہتی ہوں اور میں ہمیشہ اسی رنج وغم میں مبتلا رہتی ہوں۔ لیکن کل جب گھر کے دروازے بند تھے، جنت کی چار حوریں داخل ہوئیں اور کہا اے دخترِ رسولؐ! ہم جنت کے دارُ السلام کی حوریں ہیں، اللہ نے ہمیں آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اے سلمانؓ ان میں جو زیادہ خوبصورت حور تھی جب میں نے اس کا نام پوچھا: تو کہا میرا نام ''مقدورہ'' ہے، خدا نے مجھے حضرت ''مقداد بن اسوّدؓ'' کے لئے خلق فرمایا ہے۔ پھر دوسری سے پوچھا تو اس نے کہا میرا نام ''ذرّہ'' ہے، اللہ نے مجھے جنت میں حضرت ''ابوذرؓ'' کے لئے خلق کیا ہے۔ پھر تیسری سے پوچھا تو اس نے کہا میرا نام ''سلمہ'' ہے اور خدا نے مجھے حضرت ''سلمانؓ'' کے لئے پیدا کیا ہے،،۔

سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں:

جناب سیدۂ کونینؑ ابھی یہ گفتگو کر ہی رہی تھیں کہ اتنے میں وہ حوریں جنت کے خرموں سے بھرا ہوا ایک خوان لے کر آئیں، خرمے برف سے زیادہ سفید اور مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار تھے، ان میں سے آپ نے مجھے کچھ دیئے اور فرمایا: سلمانؓ! یہ تمھارا حصّہ ہے ان سے افطار کرنے کے بعد گٹھلی مجھے واپس کر دینا۔

جناب سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں:

''میں نے بہشتی خرمے سے افطار کیا لیکن ان میں گٹھلی نہیں تھی، میں نے جناب سیدہؑ سے عرض کی شہزادی! ان خرموں میں تو گٹھلی نہیں تھی!

آپ نے فرمایا: سلمانؓ! یہ دارالسلام کے باغ کے خرمے ہیں جو اللہ نے لگائے تھے، لہٰذا ان کی خوشبو، رنگ اور کیفیت باقی خرموں سے الگ ہے''۔[۱]

جناب سلمان فارسیؓ درِ اہل بیتؑ سے وابستہ تھے اور کھلے عام خود کو شیعۂ اہل بیتؑ کہتے تھے چنانچہ جب حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا گیا اور جناب سلمان فارسیؓ سے بیعت طلب کی گئی تو آپ نے انکار کر دیا اور جب عمر بن خطاب نے جواب طلب کیا تو آپ نے فرمایا:

''میں دنیا و آخرت میں اہل بیتؑ کا شیعہ ہوں، اگر انھوں نے بیعت کی تو میں بھی کروں گا اور اگر انھوں نے انکار کیا تو میرا بھی انکار سمجھو''۔[۲]

---

[۱] مسند فاطمۃ الزہراءؑ: ص:۳۸۳/ منہج الدعوات: ص:۵/ بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۶۶/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۸۱۔
" قَالَتْ يَا سَلْمَانُ وَلَنْ يَكُونَ لَهُ عَجَمٌ وَلَا نَوًى وَ اِنَّمَا هُوَ نَخْلٌ غَرَسَهُ اللّٰهُ فِيْ دَارِ السَّلَامِ ".

[۲] مجالس المومنین: ص:۸۴/ اسلام نامہ: ص:۲۱۴، باب پنجم۔
"اَنَا شِيْعَةٌ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اَتَخَلّفُ بِتَخَلُّفِهِمْ وَ اُبَايِعُ بِبَيْعَتِهِمْ".

بلالؓ گدائے درِ علیؑ و بتولؑ

ایمان و آزادی

''بلالؓ بن ریاح'' ایک جوان غلام تھے، بڑے نحیف ولاغر اندام تھے، دستِ تقدیر نے انھیں سرزمینِ حبشہ سے مکہ پہنچا دیا، وہ سیاہ فام تھے لیکن دل نورانی تھا، اسی لئے انھوں نے ۳۶۰ خداؤں کی پرستش چھوڑ کر صرف ایک خدا کو لائقِ پرستش سمجھا اور خداپرستی کو ہی غلامی کی زنجروں سے آزادی کی راہ قرار دیا، لہٰذا اپنے مالک ''اُمیہ بن خلف'' جیسے دشمنِ اسلام کی تمام تر سختیوں کا مقابلہ کیا اور زبان پر صرف اَحد اَحد کا نعرہ لگایا، انھوں نے مصیبتوں کے ماحول میں رسول اللہؐ کی آواز پر لبیک کہا، مکہ سے مدینہ ہجرت کی، بہت سی جنگیں لڑیں اور لشکرِ کفر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اپنی تلوار سے دشمن کے دل پر شجاعت و بہادری کی دھاک جمائی، بدر جیسی خونچکاں جنگ میں اُمیہ اور اس کے بیٹے کو موت کے گھاٹ اُتارا، ان تمام کارناموں کے باوجود مسجد النبیؐ کی چھت سے بلالؓ کا اذان کہنا ان کے لئے اہم ترین شرف قرار پایا، اس لئے کہ اگر رسول اکرمؐ مسجد کے پیش نماز تھے تو بلالؓ اس کے مؤذن تھے اور یہ منصب اُس وقت تک اُمت کے کسی بھی فرد کو نصیب نہیں ہوا تھا۔ مسجدِ نبیؐ کے علاوہ فتح مکہ کے دن خانۂ کعبہ کی چھت سے پہلی اذان کہنا بھی بلالؓ کی پہچان بن گیا، لہٰذا تاریخ میں جہاں بلالؓ کا نام آتا ہے وہاں ان کی اذان کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے اور جہاں اذان کی بات آتی ہے وہاں بلالؓ کو ضرور یاد کیا جاتا ہے۔

بلالؓ فقط اذان کی وجہ سے ہی نہیں پہچانے جاتے بلکہ خاندانِ نبوتؐ سے والہانہ

عقیدت ومحبت بھی ان کی ایک پہچان ہے، اسی عقیدت کے سبب وہ خود کو گدائے درِ علیؑ و بتولؑ کہنے پر فخر کرتے تھے اور ہمیشہ انہیں کا قصیدہ ورد زبان رہتا تھا اور آخر کار اسی عقیدت ومحبت کی راہ پر چلتے ہوئے وہ ۲۰ھ میں سرزمینِ شام پر اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے اور بابُ الصغیر میں سپردِ خاک کئے گئے۔[۱]

میں روزِ غدیر کی بیعت نہیں توڑ سکتا

رسولؐ کی وفات کے بعد سقیفہ کی خلافت نے علیؑ و فاطمہؑ کے حقوق کو پامال کر دیا، یہ بات بلالؓ کے لئے نہایت غم انگیز تھی، اسی لئے انھوں نے وفاتِ پیغمبرؐ کے بعد ایوانِ خلافت کی پُرزور کوششوں کے باوجود گلدستۂ اذان پر قدم نہیں رکھا اور نہ کسی کی بیعت کو قبول کیا، جس کی یہ سزا ملی کہ ان کو مدینہ چھوڑنا پڑا، اس سلسلے میں آیت اللہ ''جعفر سبحانی'' لکھتے ہیں:

> ''ایک دن عمر بن خطاب نے حضرت بلالؓ سے ملاقات کی اور کہا: آپ کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ابوبکر کی بیعت سے روگردانی کریں، جب کہ انھوں نے آپ کو خریدا اور خرید کر آزاد کیا، حضرت بلالؓ نے جواب دیا کہ اگر ابوبکر نے مجھے خدا کے لئے آزاد کیا ہے تو وہ اپنے اجر وثواب کا مطالبہ خدا سے کریں اور اگر اس کے علاوہ کوئی قصد تھا تو میں حاضر ہوں کہ ابوبکر کی غلامی میں پھر واپس آجاؤں، لیکن جس کو پیغمبر اسلامؐ نے اپنا جانشین قرار نہیں دیا میں ہرگز اس کی بیعت نہیں کروں گا، اس کے علاوہ حضرت علیؑ کی بیعت جو روزِ غدیر کی تھی وہ ابھی ہماری گردن پر ہے لہٰذا میں اس حالت میں کس طرح ابوبکر کی بیعت کروں؟۔ عمر بن خطاب بلالؓ کی اس گفتگو سے سخت ناراض ہوئے اور کہا اب تم مدنیہ میں رہنے کا حق نہیں رکھتے''۔[۲]

---

[۱] شیعہ صحابہ: ص: ۱۱۴، مؤلف استاد جعفر سبحانی۔
[۲] ایضا: ص: ۱۱۰۔

میں جناب سیدہؑ کے لئے آٹا پیس رہا تھا

ایک روز پیغمبر اکرمؐ اپنے اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے، اچانک رسولؐ نے مجمع پر نظر دوڑائی، مگر بلالؓ نظر نہ آئے، تھوڑی دیر بعد دیکھا بلالؓ درِ مسجد سے اندر داخل ہو رہے ہیں جب قریب آئے تو آنحضرتؐ کو سلام کیا اور اپنی زبان میں آپ کی مدح میں یہ شعر پڑھا:

ارّہ برّہ کنگرہ کری کردی مندرہ

حضرت بلالؓ نے جیسے ہی یہ شعر پڑھا تو سب ہنس پڑے، رسول اکرمؐ نے اس کا ترجمہ عربی میں فرمایا اور حسان بن ثابتؓ نے فوراً عربی میں شعر باندھا:

اِذَ الْمَکارِمُ فِیْ آفَاقِنَا ذُکِرَتْ فَاِنَّمَا بِکَ فِیْنَا یَضْرِبُ الْمَثَل

''اگر آفاق میں اخلاقِ حسنہ کے واضح نمونے تلاش کریں تو اے رسولؐ! آپ اس کے روشن ترین نمونہ ہیں''۔

شعر سن کر حاضرین نے آفرین آفرین کی صدائیں بلند کیں، اس کے بعد رسول اللہؐ نے پوچھا: بلالؓ! آج تمھیں اتنی دیر کیوں ہوئی؟ عرض کیا:

''یا رسول اللہؐ جب میں گھر سے چلا اور درِ سیدہؑ کے قریب پہنچا تو دیکھا، جناب سیدہؑ کے گھر سے کسی بچے کے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ مجھ سے رہا نہ گیا، قریب گیا چوکھٹ کو بوسہ دیا، دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی کون؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں، بلال درِ سیدہؑ کا فقیر! دروازہ کھول دیا گیا، اجازت لے کر اندر گیا، اب جو دیکھا تو عجیب منظر تھا، چادرِ تطہیر میں لپٹی ہوئی سیدہؑ ایک ہاتھ سے بچے کو بہلا رہی تھیں اور دوسرے ہاتھ سے آٹا پیس رہی تھیں، بس یہ دیکھ کر میں تڑپ اٹھا، میں نے کہا، دخترِ پیغمبرؐ! ایک وقت میں دو کام! پھر یہ غلام کس لئے ہے، شہزادیؑ یا تو بچہ

کو بہلا لیجئے، یا آٹا پیس لیجئے، غرض کہ جناب سیدہؑ یہ کہتے ہوئے کھڑی ہوگئیں:

بلالؓ! اللہ تمھیں جزائے خیر دے! بچہ ماں سے جلدی بہلتا ہے۔ یارسول اللہؐ! میں سیدہؑ کے لئے آٹا پیس رہا تھا، اس لئے مجھے آنے میں دیر ہوگئی''۔

عشق وعقیدت کا یہ حال سن کر رسولؐ کی آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا: بلالؓ! خدا تمھیں جزائے خیر دے، واقعی تم نے حقِ اہل بیتؑ پورا کیا اور رسالت کی اجرت ادا کردی۔[1]

بلالؓ! اماں زہراؑ کی دنیا اُجڑ گئی

رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد دربارِ خلافت کی طرف سے پابندیوں کے سبب حضرت بلالؓ نے روضۂ رسولؐ چھوڑ دیا اور شام کی طرف چلے گئے تھے۔ ایک شب بلالؓ نے پیغمبر اسلامؐ کو خواب میں دیکھا، حضورؐ فرمارہے تھے:

''بلالؓ! دنیا تو ہم سے پھر گئی، تم بھی ہمارا قرب چھوڑ کر چلے گئے''۔

رسول اکرمؐ کو خواب میں دیکھ کر بلالؓ کے عشق وعقیدت کا جذبہ دل میں کروٹیں لینے لگا، قبرِ رسولؐ اور اہل بیتؑ کی زیارت کا ارادہ کیا، سامانِ سفر باندھا، عازمِ مدینہ ہوئے، مدینہ پہنچ کر سیدھے روضۂ رسولؐ پر پہنچے، دوڑ کر قبر سے لپٹ گئے، بہت گریہ وزاری کیا، جب جناب سیدہؑ کو پتا چلا تو آپ نے ان کے پاس حسنؑ وحسینؑ کو بھیجا، جب شہزادے قریب پہنچے اور بلالؓ نے ان کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا، تو بڑھ کر سینے سے لگالیا، پیشانی کو چوما، عرض کی: شہزادو! اپنی ماں زہراؑ کے بارے میں بتاؤ کس حال میں ہیں؟

امام حسنؑ وامام حسینؑ نے فرمایا:

''بلالؓ! کیا پوچھتے ہو، اماں زہراؑ کی دنیا اُجڑ گئی، نانا کی وفات کے بعد غموں کے

---

[1] شیعہ صحابہ: مؤلف استاد جعفر سبحانی ص: ۱۰۷۔ (اختصار)۔/منتہی الآمال: ج:۱،ص:۱۵۹، شیخ عباس قمیؒ۔

پہاڑ ٹوٹ پڑے، جس گھر کی چوکھٹ کو تم چومتے تھے، اس کو جلا دیا گیا، بابا کے گلے میں رسّی کا پھندا ڈالا گیا، ماں کا فدک چھینا گیا، مباہلے میں ہماری گواہی کو اللہ نے مانا لیکن دربارِ خلافت نے مسترد کر دیا، بلالؓ! اماں کی بات کیا سنو گے، اب تو ان کے رونے پر بھی پہرہ بٹھا دیا گیا ہے''۔

معصوم بچوں کی زبان سے شہزادیؑ کے مصائب سن کر بلالؓ پچھاڑیں کھانے لگے آنسوؤں کا دریا بہنے لگا، قریب تھا کہ غش کر جائیں، حسنینؑ نے ڈھارس بندھائی، فرزندانِ پیغمبرؐ نے ان سے خواہش ظاہر کی:

''بلالؓ! بہت دن ہو گئے، تمھاری اذان نہیں سنی، اماں زہراؑ نے پیغام دیا ہے کہ بابا کی یاد تازہ کرنے کیلئے گلدستۂ اذان پر جاؤ اور اپنے مخصوص انداز میں اذان کہو''۔

شہزادیؑ کا پیغام سن کر بلالؓ مسجد کی چھت پر گئے، صدائے تکبیر بلند کی، کائنات کا سکوت ٹوٹا، مدینے میں لرزہ سا طاری ہوا، لوگوں کا اضطراب بڑھا، رسول اللہؐ کا زمانہ یاد آ گیا، تکبیر کے بعد ابھی بلالؓ نے ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہی کہا تھا کہ آنحضرتؐ کی پارۂ جگر پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، بلالؓ کی آوازِ اذان سن کر لوگوں نے اپنے امورِ زندگی چھوڑے اور مسجد کی طرف دوڑ پڑے بلالؓ نے ''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کہا، اب فاطمہؑ سے رہا نہ گیا، غم و اضطراب دوچنداں ہو گیا، حسنؑ و حسینؑ دوڑتے ہوئے آئے، بلالؓ! اپنی اذان روک دو، رسولؐ کی بیٹی فرطِ الم سے مر جائے گی، سیدہؑ کو غش آ گیا ہے، نانا کا زمانہ یاد کر کے مادرِ گرامی روتے روتے بیہوش ہو گئیں ہیں، یہ سن کر لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، صدائے گریہ آسمان تک پہنچنے لگی، معلوم ہوتا تھا، قیامت آ گئی ہے۔[1]

---

[1] شیعہ صحابہ: مؤلف استاد جعفر سبحانی ص ۱۱۲۔ (اختصار)

کربلا کا مؤذن

رسولؐ کے بعد بلالؓ کی یہ پہلی اذان تھی جس نے مدینہ میں رسول اللہؐ کی یاد کو تازہ کیا مگر ایک اذان اور ہے جس کی آواز قیامت تک شہادت کے میدانوں میں گونجتی رہے گی، وہ بلالؓ کی اذان نہ تھی، بلکہ ایک ایسے مؤذن کی تھی جس پر ہزاروں بلالؓ قربان ہوں، وہ کربلا کی اذان تھی جو وقتِ سحر ہمشکلِ پیغمبرؐ حضرت علی اکبرؑ نے کہی، بلالؓ کی اذان پر مدینہ رویا، مگر کربلا کی اذان پر آسمان رویا، زمین نے ماتم کیا، فضا نے آنسو بہائے، بادلوں نے خون برسایا، یہ اذان فاطمہ زہراؑ کے پوتے کی اذان تھی، یہ اس کی اذان تھی جو حسینؑ کا نورِ نظر تھا، جس پر زینبؑ کو ناز تھا، اُمّ لیلیٰؓ کو ڈھارس تھی، ہائے اذان تو باقی رہی، لیکن خورشیدِ اذان کربلا کے سیاہ بادلوں میں چھپ گیا۔

تبرکات حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

جناب فاطمہؑ کی چادر

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ کو قرض کی ضرورت پڑی، آپ نے جناب فاطمہؑ کی چادر کو لیا اور ایک یہودی کے یہاں گروی رکھ دی، یہودی چادر لے کر گھر آیا اور اس کو اپنے حجرے میں رکھ دیا، جب رات ہوئی تو یہودی کی زوجہ نے دیکھا: پورا حجرہ نور سے روشن ہے! اس نے اپنے شوہر کو بیدار کیا، یہودی نے دیکھا، رات کی تاریکی میں نور کی شعاعیں حجرے سے آسمان تک بلند ہیں، وہ حیران ہوا، فوراً حجرے میں آیا، دیکھا نور کی شعاعیں حضرت فاطمہ زہراؑء کی چادر سے پھوٹ رہی ہیں، اس نے اپنی قوم کے دوسرے لوگوں کو بلایا اور چادرِ فاطمہؑ کی عظمت و برکت کا مشاہدہ کرایا، اس موقع پر ۸۰ یہودی جمع ہوگئے اور اس روحانی و نورانی منظر کو دیکھ کر سب مسلمان ہوگئے، یہودی اور اس کی زوجہ بھی دولتِ ایمان سے مشرف ہوئے۔[1]

جناب فاطمہؑ کا پیراہن

ایک شخص پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں آیا اور دینِ اسلام سے مشرف ہوا، وہ بھوک سے نڈھال تھا۔ پیغمبر اسلامؐ نے جب یہ دیکھا تو سلمان فارسیؓ کو حکم دیا کہ جناب سیدہؑ کے گھر جائیں

---

[1] بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۳۰/الثاقب فی المناقب: ص:۳۰۲/منتہی الاعمال: ص:۱۶۰/عوالم: ج:۱۱، ص:۲۲۸۔

" ضِيَاءُ الْمُلَاءَ ةِ يَنْشُرُ شُعَاعُهَا كَاَنَّهُ يَشْتَعِلُ مِنْ بَدْرٍ مُنِيْرٍ يَلْمَعُ مِنْ قَرِيْبٍ فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِکَ فَاَنْعَمَ النَّظَرَ فِیْ مَوْضِعِ الْمَلَاءَ ةِ فَعَلِمَ اَنَّ ذٰلِکِ النُّورَمِنْ مُلَاءَ ةِ فَاطِمَةَ فَخَرَجَ الْيَهُودِیُ يَعْدُو اِلٰی اَقْرِبَائِهِ وَ زَوْجَتُهُ تَعْدُو اِلٰی اَقْرِبَائِهَا فَاجْتَمَعَ ثَمَانُونَ مِنَ الْيَهُودِ فَرَاَوْا ذٰلِکَ فَاَسْلَمُوا کُلُّهُمْ".

اور کھانے کا انتظام کریں، سلمانؓ جناب فاطمہؑ کے گھر آئے اور اس شخص کے لئے کھانے کا سوال کیا آپ نے فرمایا:

''سلمانؓ! بھوک کی وجہ سے حسنؑ و حسینؑ کانپ رہے تھے وہ ابھی ابھی بھوکے پیٹ سو گئے ہیں، لیکن میں کسی سائل کو واپس نہیں کرتی، خصوصاً جو میرے دروازے پر آ گیا ہو۔ پھر فرمایا: لو یہ میرا پیراہن شمعون یہودی کے یہاں لے جاؤ اور ایک صاع خرمہ اور ایک صاع جَو خرید لاؤ''۔

سلمانؓ جناب فاطمہؑ کا مبارک پیراہن لے کر شمعون کے یہاں گئے، شمعون نے پیراہن دیکھ کر واقعہ دریافت کیا، سلمانؓ نے سارا قصہ بیان فرمایا، واقعہ سن کر شمعون کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں کہا: یہ ہے اہلِ حق افراد کا زُہد و تقویٰ! اسی چیز کی خبر حضرت موسیٰؑ نے توریت میں دی ہے، لہٰذا میں بھی کہتا ہوں:

'' اَشْهَدُ اَن لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّداً رَّسُولُ ا للّٰه''.

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں''۔

سلمان فارسیؓ ایک صاع خرمہ اور ایک صاع جَو فاطمہؑ کی خدمت میں لائے، شہزادیؑ نے اپنے ہاتھوں سے آٹا پیسا اور روٹی بنا کر سلمانؓ کے حوالے کیں، جناب سلمانؓ نے فرمایا اے بنت رسولؐ! اس میں سے کچھ روٹیاں اور خرمے حسنؑ و حسینؑ کے لئے رکھ لیجئے، آپ نے فرمایا:

''اے میرے بابا کے صحابی! ہم اہل بیتؑ ہیں، جس چیز کو راہِ خدا میں عطا کر دیتے ہیں واپس نہیں لیتے''۔[1]

---

[1] ریاحین الشریعہ: ج:۱، ص:۱۳۰/ بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۷۱، باب:۳، ح:۶۱۔

'' فَقَالَ لَهَا سَلْمَانُ يَا فَاطِمَةُ ! خُذِىْ مِنْهُ قُرصًا تُعَلِّلِيْنَ بِهِ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ فَقَالَتْ يَا سَلْمَانُ ! هٰذَا شَئٌ أمْضَيْنَاهُ لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ لَسْنَا نَأخُذُ مِنْهُ شَيْئًا''.

جناب فاطمہؑ کا گلو بند

حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ کا بیان ہے: ایک دن ہم لوگوں نے پیغمبر اسلامؐ کے ساتھ نماز عصر ادا کی، نماز کے بعد آپ تشریف فرما ہوئے اور تمام مسلمان آپ کے اطراف حلقہ بنا کر بیٹھ گئے، اسی اثناء میں ایک ضعیف و ناتواں بوڑھا بیابانی عرب کہ جس کے بدن پر پھٹا پرانا لباس تھا اور کمزوری اور بوڑھاپے کے سبب صحیح طور سے کھڑا بھی نہیں ہوسکتا تھا کسی صورت سے آنحضرتؐ کے قریب آیا، اس کے چہرے سے خستگی و غمزدگی کے آثار نمایاں تھے، اس کے باوجود وہ آنحضرتؐ کی زیارت سے خوش تھا، رسول اکرمؐ نے اس کی مزاج پرسی کی، بوڑھے نے اپنی بھوک، تنگدستی اور رنج و غم کا ذکر کیا اور آپ سے مدد کا تقاضا کرتے ہوئے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلایئے، میں برہنہ ہوں مجھے کپڑے پہنایئے اور تنگدست ہوں میرے ساتھ نیکی کیجئے۔ پیغمبر اسلامؐ کے پاس چونکہ اس وقت کچھ نہیں تھا فرمایا: بھائی! میرے پاس تو یہاں کوئی چیز نہیں ہے، لیکن: ''اَلـدَّالُّ عَـلٰی الْخَیْرِ کَفَاعِلِهٖ نیک کام کی طرف رہنمائی کرنا بھی کارِ خیر انجام دینے والے کے برابر ہے''۔

اُٹھو اور اس شخص کے گھر جاؤ جس کو اللہ اور اس کا رسولؐ دوست رکھتے ہیں، وہ ایسا گھرانہ ہے جو خود پر دوسروں کو ترجیح دیتا ہے، جاؤ فاطمہ زہراؑ کے گھر جاؤ تا کہ وہ تمہاری مدد کریں یہ کہہ کر پیغمبر اسلامؐ نے بلال حبشیؓ سے فرمایا: بلالؓ! اس بوڑھے کو فاطمہؑ کے گھر پہنچا دو، بلالؓ نے اس شخص کو ساتھ لیا اور دونوں حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر کی طرف چل پڑے، دروازے پر پہنچ کر بوڑھے شخص نے بلند آواز سے سلام کیا، جناب فاطمہؑ نے سلام کا جواب دیا اس کے بعد پوچھا تم کون ہو بوڑھے نے کہا: میں ایک تنگ دست عرب ہوں، آپ کے پدر بزگوار کی خدمت میں مدد کے لئے حاضر ہوا تھا لیکن انھوں نے آپ کے یہاں بھیج دیا ہے۔

ادھر حال یہ تھا کہ تین دن سے حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور خود رسول خداؐ کو بھی کھانا میسّر نہ ہوا تھا

ایسے سخت حالات میں جناب فاطمہؑ کو فکر لاحق ہوئی، اچانک آپ کی نظر گوسفند کی کھال کے ایک گدے پر پڑی جس پر امام حسنؑ اور امام حسینؑ سویا کرتے تھے، آپ نے اس کو اٹھایا اور بوڑھے شخص کو دیتے ہوئے فرمایا: لو یہ کھال لے جاؤ اور بیچ ڈالو! امید کرتی ہوں کہ اس سے بہتر سرمایہ تم کو نصیب ہو جائے: بوڑھے غم زدہ نے عرض کی: شہزادی! میں اپنی بھوک کا شکوی لے کر آپؑ کے پاس آیا تھا اور آپ مجھ کو یہ کھال کا گدّا دے رہی ہیں؟! یہ سن کر حضرت فاطمہؑ نے اپنا وہ گلوبند جو جناب حمزہؓ کی بیٹی نے آپ کو ہدیہ کیا تھا اپنے گلے سے اتارا اور بوڑھے شخص کو دیتے ہوئے فرمایا: یہ گلوبند لے جاؤ اور فروخت کر کے اس کے پیسے اپنی زندگی کی ضرورتوں میں صرف کرو! امید کرتی ہوں خداوند عالم تم کو اس سے بہتر عطا فرمائے، بوڑھا شخص خوش ہو گیا اور گلوبند لے کر رسول اکرمؐ کی خدمت میں آیا، جہاں تمام اصحاب بیٹھے ہوئے تھے بوڑھے نے تمام واقعہ آنحضرتؐ سے بیان کیا، آپ مضطرب ہوئے اور بے اختیار آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ حضورؐ نے بوڑھے شخص سے فرمایا: خداوند عالم تیرے حالات کیوں نہ درست فرمائے، جب کہ فاطمہؑ نے تجھ کو یہ گلوبند دیا ہے؟ بوڑھے نے وہ گلوبند لوگوں کے سامنے بیچنے کے لئے پیش کیا۔ عمارؓ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسولؐ! کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اس گلوبند کو خریدوں؟! آپ نے فرمایا: ہاں ہاں ضرور خریدو! اگر جن وانس بھی اس کی خریداری میں تمہارے ساتھ شامل ہو جائیں تو خداوند عالم ان سب کے لئے دوزخ کی آگ کو خاموش کر دے گا، عمارؓ نے بوڑھے سے پوچھا: اس کو کتنے میں فروخت کرتے ہو؟ بوڑھے نے کہا: ایک ایسے کھانے کے عوض جو گوشت اور روٹی سے شکم سیر کر دے اور ایک بردِ یمانی کے عوض جس سے میں اپنے بدن کو چھپا سکوں اور نماز پڑھ سکوں اور ایک دینار کے عوض جو مجھ کو میرے خاندان تک پہنچا دے اور میرے سفر کے اخراجات کو پورا کر سکے جناب عمارؓ نے بوڑھے کی تمام فرمائشیں قبول کیں اور اس کو اپنے ساتھ لائے اور جنگِ خیبر کے مالِ غنیمت سے ملنے والے اپنے حصّے سے بیس دینار اور دوسو

درہم دئے اور ایک لباس عطا کیا اور سفر کے لئے اپنا گھوڑا بھی اس کے حوالے کر دیا نیز روٹی اور گوشت سے اس کو شکم سیر فرمایا، بوڑھے نے عمارؓ کا شکریہ ادا کیا اور ان کو بہت ساری دعائیں دیں اور رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر پورا واقعہ بیان کیا، آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا تیری حاجت پوری ہوگئی؟ بوڑھے نے جواب دیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جی ہاں یا رسول اللہ! اب میں بے نیاز ہو گیا ہوں، اس کے بعد بوڑھے نے اس طرح دعا کی: ''خدایا! تو شہزادی فاطمہؑ کو وہ چیز عطا فرما جس کو نہ کبھی آنکھوں نے دیکھا ہو اور نہ کانوں نے سنا ہو''۔

رسول اکرمؐ نے آمین کہا، اس کے بعد فرمایا:

''خداوند عالم نے فاطمہؑ کو اسی دنیا میں ایسی بخشش عطا فرمائی کہ مجھ جیسا باپ دیا جس کی کوئی مثال نہیں اور علیؑ جیسا شوہر دیا ہے جس کے جیسا فاطمہؑ کا کوئی کفو نہیں، حسنؑ و حسینؑ جیسے فرزند عطا کئے جن کے جیسا کوئی بیٹا نہیں یقیناً یہ دونوں دنیا و آخرت کے آقا اور جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں''۔

اس کے بعد رسول اکرمؐ نے حضرت مقدادؓ، حضرت عمارؓ اور حضرت سلمانؓ سے فرمایا: کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ میں فاطمہؑ کے کچھ فضائل بیان کروں؟ انھوں نے عرض کی ضرور بیان فرمایئے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا:

''جب فاطمہؑ دنیا سے رخصت ہوں گی اور خاک کے سپرد کر دی جائیں گی تو دو فرشتے ان کے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے تمہارا پروردگار کون ہے؟ فاطمہؑ جواب دیں گی: خدا میرا پروردگار ہے، فرشتے پوچھیں گے تمہارا رسولؐ کون ہے؟ فاطمہؑ کہیں گی: میرے پدرِ بزرگوار میرے رسولؐ ہیں، فرشتے پوچھیں گے:

''فَمَنْ وَلِیُّکِ'' آپ کا ولی اور رہبر کون ہے؟ فاطمہؑ جواب دیں گی:

''هٰذَا الْقَائِمُ عَلٰی شَفِیْرِ قَبْرِیْ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ(ع)

''میرا رہبر اور ولی یہی ہیں کہ جو میری قبر کے کنارے کھڑے ہیں یعنی علی ابن ابی طالبؑ''

جب آنحضرتؐ یہ سب بیان کر چکے تو ایک بار پھر مقدادؓ، عمارؓ اور سلمانؓ سے پوچھا: کیا تم لوگوں کی خواہش ہے کہ میں فاطمہؑ کے کچھ اور فضائل بیان کروں؟! انھوں نے عرض کی: ضرور بیان کیجئے! آپ نے فرمایا:

''جو شخص بھی میرے مرنے کے بعد میری زیارت کرے گا، گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جو شخص فاطمہؑ کی زیارت کرے گا گویا اس نے میری زیارت کی جو علیؑ کی زیارت کرے گا گویا اس نے فاطمہؑ کی زیارت کی اور جو حسنؑ و حسینؑ کی زیارت کرے گا گویا اس نے علیؑ کی زیارت کی اور جو شخص حسنؑ و حسینؑ کی ذریتِ پاک کی زیارت کرے گا گویا اس نے حسنؑ و حسینؑ کی زیارت کی''

یہ سن کر عمار یاسرؓ نے اس گلوبند کو مشک سے معطر کیا اور ایک بردِ یمانی میں لپیٹ کر اپنے غلام کو دیا کہ جس کا نام ''سہم'' تھا اور جنگ خیبر سے ملنے والے حصّے سے خریدا تھا اور کہا: جاؤ بی بی فاطمہؑ کو یہ گلوبند دے دو اور آج کے بعد سے تم بھی شہزادی کے غلام بن کر رہنا ''سہم'' فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں آیا اور گلوبند پیش کرتے ہوئے پورا واقعہ سنایا، جناب فاطمہؑ نے گلوبند لیا اور ''سہم'' سے فرمایا: جاؤ میں نے تم کو راہ خدا میں آزاد کیا۔ ''سہم'' جو اوّل سے آخر تک پورے واقعے کو جانتا تھا ہنسنے لگا۔ جناب فاطمہؑ نے پوچھا: کیوں ہنس رہے ہو؟ ''سہم'' نے عرض کی:

''اس گلوبند کی برکتوں کو دیکھ کر ہنس رہا ہوں کہ کیسا بابرکت ہار ہے کہ اس نے ایک بھوکے کو سیر کرایا، ایک برہنہ کو لباس پہنایا اور ایک محتاج کو بے نیاز کرایا اور ایک غلام کو آزادی دلائی اور پھر اپنے مالک کے پاس واپس پہنچ گیا''۔[1]

---

[1] بشارۃ المصطفیٰ: ص: ۱۳۸/ بحار جلد: ۴۳، ص: ۵۷ تا ۵۸/ عوالم العلوم: ج: ۱۱، ص: ۲۵۰۔

''فَقَالَ اَضْحَكَنِیْ عِظَمُ بَرَكَةِ هٰذَا الْعِقْدِ اَشْبَعَ جَائِعًا وَ كَسَا عُرْيَانًا وَ اَغْنٰى فَقِيْرًا وَ اَعْتَقَ عَبْدًا وَرَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ''.

جناب فاطمہؑ کی چکّی

جناب ''ابوذر غفاریؓ '' سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے مجھے مولائے کائناتؑ کو بلانے کے لئے بھیجا، میں نے دروازۂ فاطمہؑ پر کھڑے ہوکر آواز دی، لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا، مجھے بڑا تعجب ہوا، میں نے دیکھا: چکّی خود چل رہی ہے اور چلانے والا موجود نہیں ہے، میں نے حضرت علیؑ کو آواز دی آپ اس شان سے باہر آئے کہ تلوارِ شاہی نقش حمائل تھی پھر اسی کیفیت میں حضورؐ کے پاس آئے، آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے آہستہ سے گفتگو کی کہ میں سمجھ نہ سکا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! میں نے آج عجیب منظر دیکھا ہے، پوچھا کیا دیکھا ہے؟ عرض کی میں نے دیکھا کہ جناب فاطمہؑ کے گھر کی چکّی خود بخود چل رہی تھی جب کہ اس کو حرکت دینے والا کوئی موجود نہ تھا، آنحضرتؐ نے فرمایا:

''خداوند عالم نے میری بیٹی فاطمہؑ کے قلب و جوارح کو ایمان و یقیں سے بھر دیا ہے یقیناً خدا اس کے ضعف سے باخبر ہے اور اس کے کام میں مدد فرماتا ہے ابوذرؓ! تعجب نہ کرو، خداوندِ قدوس نے آلِ محمدؐ کی مدد و نصرت کے لئے فرشتوں کو پیدا کیا ہے فاطمہؑ کی چکّی کو فرشتے حرکت دے رہے تھے''[۱]

جناب فاطمہؑ کی انگوٹھی

جناب فاطمہؑ کی میراث میں ایک قیمتی چیز آپ کی انگوٹھی تھی جو نہایت بابرکت تھی، اس انگوٹھی پر نقوش بھی کنداں تھے، اس انگوٹھی کے نقش کے متعلق حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں:

''میری جدۂ ماجدہ حضرت فاطمہؑ کی انگوٹھی پر '' أُمِنَ الْمُتَوَكِّلُوْنَ '' لکھا ہوا تھا، اس

---

[۱] بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۲۹/ مناقب شہر آشوبؒ: ج:۳،ص:۳۳۷/تسلیۃ المجالس: ج:۱،ص:۵۲۴/عوالم: ج:۱۱،ص:۱۹۲
'' قَالَ النَّبِيُّ يَا اَبَاذَرٍ لَا تَعْجَبْ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحُونَ فِي الْاَرْضِ مُوَكَّلُوْنَ بِمَعُوْنَةِ آلِ مُحَمَّدٍ'' .

کے معنی ہیں بیشک اللہ پر بھروسہ رکھنے والے ہر مشکل سے محفوظ ہیں''۔[۱]

بعض روایات میں آپ کی انگوٹھی پر یہ دو نقش بھی ملتے ہیں:

(۱) ''اَللّٰهُ وَلِیُّ عِصْمَتِیْ'' یعنی صرف خدا ہی میری حفاظت فرمانے والا ہے۔

(۲) ''نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰهُ''یعنی بہترین قدرت والا میرا خدا ہے۔[۲]

جناب فاطمہؑ کا گھر

''نافع بن ابی الحمراء'' کا بیان ہے کہ آٹھ مہینے تک پیغمبر اکرمؐ کا یہ دستور رہا کہ جب آپ نمازِ فجر کے لئے جاتے تھے تو جناب فاطمہ زہراؑ کے گھر کے سامنے سے گذرتے اور فرماتے:

'' اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَهْلَ الْبَیْتِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ اَلصَّلَاةَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَ کُمْ تَطْهِیْراً''.

''اے میرے اہل بیتؑ تم پر درود وسلام اور اللہ کی رحمت و برکات ہوں بیشک اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ تم اہل بیتؑ کو ہر رجس سے دور رکھے''[۳]

ایران کے اسلامی انقلاب کے بانی حضرت ''امام خمینیؒ'' خانۂ سیدہؑ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

''بی بی دوعالم حضرت فاطمہ زہراؑ کا چھوٹا سا گھر اور وہ افراد جو اس گھر میں تربیت پائے ہیں اگرچہ تعداد کے اعتبار سے چار پانچ افراد ہی تھے، لیکن حقیقت میں خدائے واحد کی قدرت کے مظہر تھے، انہوں نے ایسی خدمات انجام دیں کہ پوری انسانیت حیرت زدہ رہ گئی''۔[۴]

---

[۱] بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۹/صحیفۂ فاطمیہ:،ص:۲۶۱۔ [۲] صحیفۂ فاطمیہ:ص:۲۶۱۔

[۳] کشف الغمۃ: ج:۱،ص:۵۷/ بحار: ج:۴۳،ص:۵۳۔ [۴] صحیفہ امام: ج:۱۶،ص:۸۷۔

حضرت ''امام خمینیؒ ''ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''صدر اسلام میں چار پانچ افراد پر مشتمل بی بی دو عالم جناب فاطمہ زہراؑ کا معمولی سا گھر تھا، ایسا گھر جو آج کے معمولی مکانات سے بھی زیادہ معمولی تھا، لیکن اس کی برکتیں اتنی زیادہ تھیں کہ سارے جہاں کو نور سے بھر دیا تھا، ایسا گھر کہ جو آماجگاہِ ملائکہ تھا، بلکہ ملکوتی مخلوقات کی رسائی بھی ممکن نہ تھی، آج جو برکتیں مسلمان ملکوں میں خصوصاً ہمارے ملک ایران میں دکھائی دے رہی ہیں یہ فاطمہؑ اور اہل بیت اطہارؑ کی بدولت ہیں'' [۱]

جناب فاطمہؑ کا حجرہ

حضرت امام خمینیؒ فرماتے ہیں:

''جناب فاطمہؑ کا ایک معمولی سا حجرہ تھا، آپ نے اپنے اس معمولی سے حجرہ کو ایسے بچوں کی تربیت گاہ بنایا جن کا نور زمین سے آسمان تک جاتا تھا اور عالمِ انسانی سے جہانِ ملکوتی تک تجلی دیتا تھا، اللہ کا درود وسلام ہو فاطمہؑ کے اس معمولی حجرے پر جس کا نور، عظمتِ ربانی کی جلوہ گاہ تھا'' [۲]

جناب فاطمہؑ کا بیت الحزن

''بیت الحزن'' کے معنی ہیں ''رونے کا گھر''، صاحبِ ''مدارج النبوۃ'' تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنے بابا کے غم میں لوگوں کی صحبت سے پریشان ہو کر تنہائی اختیار کر لی تھی اور ایک ''بیت الحزن'' تعمیر کرایا تھا، کہتے ہیں اس جگہ ایک

---

[۱] صحیفۂ امام: ج:۱۶، ص:۱۹۲

[۲] صحیفۂ امام: ج:۱۷، ص:۳۷۳

گھر تھا جسے حضرت علیؑ نے بقیع میں لے لیا تھا''۔[۱]

جناب فاطمہ زہراؑء کے آثار و تبرکات میں ایک ''بیت الاحزان'' بھی تھا جو شہید کر دیا گیا ''مدارج النبوۃ'' کے مترجم مفتی ''غلام الدین نعیمی'' صاحب فرماتے ہیں:

''بقیع کے تمام مزارات اور قُبّوں کو ملعون نجدیوں نے اپنے دورِ استبداد یعنی ۱۳۴۴ھ میں شہید کر دیا''۔[۲]

اور پھر ۱۹۸۸ء میں وہ حجرہ بھی منہدم کرا دیا گیا جہاں جناب فاطمہؑ بیٹھ کر اپنے بابا کا ماتم کیا کرتی تھیں اور اب اس کے آثار بھی تقریباً ختم ہو گئے ہیں۔[۳]

کافورِ بہشتی

''ابن بابویہؒ'' نے روایت کی ہے کہ حضرت جبرئیلؑ جناب رسول خداؐ کے لئے بہشت سے چالیس درہم کے وزن کے برابر کافور لائے، حضرت نے اس کے تین حصے فرمائے، ایک حصہ اپنے لئے رکھا، ایک حصہ علیؑ کو دیا اور ایک حصہ جناب فاطمہؑ کے لئے رکھا۔[۴]

حضرت علیؑ نے اُسی کافور کے ذریعے حامیانِ سقیفہ پر احتجاج کیا تھا اور فرمایا تھا:

''کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کے لئے خدا کی جانب سے بہشتی کافور آیا ہو، خدا کی قسم رسول اللہؐ کے لئے جنت سے بہشتی کافور آیا، آپ نے حکم دیا: یا علیؑ! اس کے تین حصے کرو ایک سے مجھے حنوط کرنا، دوسرے سے میری بیٹی فاطمہؑ کو اور تیسرا حصہ اپنے لئے رکھ لو''۔[۵]

---

۱ و ۲ ماخوذ از: مدارج النبوۃ ج:۲، ص:۷۹۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔
۳ نقوش عصمت: ص:۱۷۴، علامہ ذیشان جوادیؒ۔
۴ حیات القلوب اردو ترجمہ: ج:۲، ص:۱۰۱۱، علامہ مجلسیؒ۔
۵ ایضاً: ج:۲، ص:۱۰۲۸۔

قمیصِ ابراہیمؑ

مورخین لکھتے ہیں کہ جنابِ فاطمہؑ کے پاس حضرت ابراہیم خلیلؑ کا ایک کُرتہ تھا، جس کو آپ نے اپنی وفات سے تین دن پہلے اپنی لختِ جگر حضرت زینبؑ کو عطا کیا تھا اور فرمایا تھا:

''بیٹی زینبؑ! جب تمھارا بھائی حسینؑ یہ کُرتہ طلب کرے تو سمجھ لینا کہ وہ کچھ ہی دیر کا مہمان ہے کیوں کہ اس کے بعد وہ زنازادوں کے ہاتھوں بڑے غم انگیز حال میں شہید کر دیا جائے گا''[۱]

بہشتی کُرتہ

''تذکرۃ الواعظین'' میں ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر خداؐ حضرت امام حسنؑ کے لئے موٹے کپڑے کا ایک کُرتہ خرید کر لائے، حضرت فاطمہ زہراؑء نے وہ نیا کُرتہ اپنی پڑوسن کے بچے کو خیرات کر دیا اور حضرت امام حسنؑ کو پرانا کُرتہ دھو کر پہنا دیا، شہزادیٔ کونینؑ کے اس جذبۂ ایثار اور ذوقِ عطا کو دیکھ کر خداوند عالم نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ وہ اس کے صلے میں فرزندِ زہراؑء کے لئے بہشتی کُرتہ لے کر حاضر ہوں، چنانچہ حضرت جبرئیلؑ بہشتی کُرتہ لے کر درِ سیدہؑ پر آئے اور شہزادیٔ کونینؑ کو عطا فرمایا، آپ نے وہ کُرتہ حضرت امام حسنؑ کو پہنا دیا۔

اس بہشتی کُرتہ کی یہ خوبی تھی کہ جیسے جیسے حضرت امام حسنؑ کا قد عمر کے مطابق بڑھتا جاتا تھا

---

[۱] مسند فاطمۃ الزہراؑء: ص: ۳۳۳۔ بحوالہ وقائع الشہور والایام: ص: ۹۵، مؤلف بیر جندیؒ۔

'' اِنَّ فِیْ ھٰذَا الْیَوْمِ أعْطَتْ زَھْراءُ قَمِیْصَ اِبْرَاھِیْمَ الْخَلِیْلِ لِزَیْنَب (ع) وَ قَالَتْ اِذَا طَلَبَهُ مِنْکِ اَخُوْکِ الْحُسَیْنُ (ع) فَاعْلَمِیْ اَنَّهُ ضَیْفُکِ سَاعَةً ،ثُمَّ یُقْتَلُ بِاَشَدِّ الْاَحْوَالِ بِیَدِ اَوْلَادِ الزِّنَا. قَالَ الْبَیْرجَنْدِی: وَ ذَالِکَ قَبْلَ وَفَاةِ الزَّھْراءِ بِثَلَاثَةِ اَیَّامٍ''.

اسی قدر کُرتہ بھی لمبا ہوتا جاتا تھا۔

ایک دن حضرت فاطمہ زہراؑ کو پتا چلا کہ اسماءؓ کے یہاں حضرت عبداللہ بن جعفرؑ کی ولادت ہوئی ہے تو آپ نے وہ بہشتی کُرتہ جناب اسماءؓ کے پاس بھجوادیا تاکہ وہ اپنے فرزند کو پہنادیا کریں اس طرح جنت الفردوس سے آنے والا امام حسنؑ کا یہ کُرتہ عبداللہ بن جعفرؑ کے پاس آ گیا۔[1]

حضرت عبداللہ بن جعفرؑ جناب زینبؑ کے شوہر تھے، حضرت فاطمہ زہراؑ نے ایک کُرتہ جناب عبداللہؑ کو دیا تھا اور دوسرا جناب زینبؑ کو، دونوں ہی بہشتی تھے، بس فرق اتنا تھا کہ ایک ولادت کی خوشی میں دیا گیا تھا اور دوسرا شہادت کے غم میں۔

ثرید کا پیالہ

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا: بیٹی فاطمہؑ! ذرا وہ لکڑی کا بڑا پیالہ اُٹھالاؤ، جناب فاطمہؑ اُٹھیں اور لے آئیں، اس میں گرم ثرید یعنی شوربے میں چوری ہوئی روٹیاں اور گوشت کی بوٹیاں تھیں، پس حضرت رسولِ خداؐ اور حضرت علی مرتضیٰؑ اور جناب فاطمہ زہراؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ نے اس کو ۱۳ر دن کھایا، اس کے بعد ایک دن جناب اُمّ ایمنؓ نے امام حسینؑ کے پاس کچھ کھانا دیکھا، پوچھا: شہزادے! یہ کھانا آپ کے پاس کہاں سے آیا ہے، آپ نے فرمایا: ہم تو اُسے کئی روز سے کھا رہے ہیں۔

یہ سن کر جناب اُمّ ایمنؓ حضرت فاطمہ زہراؑ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: شہزادیؑ! جب اُمّ ایمنؓ کے پاس کوئی چیز ہوتی ہے تو اس میں فاطمہؑ اور ان کے بچے بھی شریک ہوتے ہیں اور جب فاطمہؑ کے پاس کچھ ہوتا ہے تو اس میں اُمّ ایمنؓ شریک نہیں ہوتیں۔

---

[1] ماخوذ از: البتولؑ: ص: ۴۴۹ تا ۴۵۰، مؤلف: صائم چشتی، مطبوعہ نظامی پریس بکڈپو لکھنؤ (انڈیا)۔

جناب فاطمہؑ نے جب یہ دیکھا تو اس میں کچھ کھانا نکال کر اُمّ ایمنؓ کو بھی دے دیا، انھوں نے بھی کھایا جس کے بعد وہ کھانا ختم ہو گیا، رسولؐ اللہ نے فرمایا: بیٹی فاطمہؑ! اگر یہ کھانا تم اُمّ ایمنؓ کو نہ کھلاتیں تو تم اور تمہاری اولاد قیامت تک کھاتی رہتی اور کبھی ختم نہ ہوتا۔

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں:

''یہ کاسۂ ثرید ہمارے پاس ہے، ظہورِ قائم آل محمدؐ کے وقت نکالا جائے گا''[1]

رومالِ سیدہؑ

علامہ مامقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تنقیح المقال'' میں نقل کیا ہے کہ جب ''شاہ اسماعیل'' بغداد گیا تو وہ حضرت امام حسینؑ کی زیارت کے لئے کربلائے معلیٰ بھی آیا اور حضرت امام حسینؑ و دیگر شہدائے کربلاؑ کی زیارت کے بعد جناب حرؑ کے روضے پر بھی گیا اور حکم دیا کہ جناب حرؑ کی قبر کو کھولا جائے، لوگوں نے شاہ کو اس عمل سے منع کیا مگر وہ نہ مانا آخر کار قبر کو کھولا گیا، قبر کھولنے

---

[1] اصول کافی، ج:۲، ص:۳۵۸، باب کتاب الحجۃ، باب مولد فاطمۃ الزہراءؑ، حدیث:۷۔

''قَالَ النَّبِیُّ (ص) لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاٰمُ : يا فَاطِمَةُ قُومِی فَأَخْرِجِی تِلْکَ الصَّحْفَةَ فَقَامَتْ فَاَخْرَ جَتْ صَحْفَةً فِيْهَا ثَرِيْدٌ وَ عُرَاقٌ يَفُورُ، فَاَكَلَ النَّبِیُّ (ص) وَعَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ ثَلاٰثَةَ عَشَرَ يَوْماً ثُمَّ اِنَّ اُمَّ اَيْمَنَ رَأَتِ الْحُسَيْنَ مَعَهُ شَئٌ فَقَالَتْ لَهُ مِنْ اَيْنَ لَکَ هٰذا؟ قَالَ: اِنَّا لَنَا کُلَّهُ مُنْذُ اَيَّامٍ فَاَتَتْ اُمُّ اَيْمَنَ فَاطِمَةَ فَقَالَتْ يَافَاطِمَةُ اِذَا کَانَ عِنْدَ اُمِّ اَيْمَنَ شَئٌ فَاِنَّمَا هُوَ لِفَاطِمَةَ وَوَلَدِهَا وَاِذَا کَانَ عِنْدَ فَاطِمَةَ شَئٌ فَلَيْسَ لِاُمِّ اَيْمَنَ مِنْهُ شَئٌ؟ فَأَخْرَ جَتْ لَهَا مِنْهُ فَاَکَلَتْ مِنْهُ اُمُّ اَيْمَنَ وَ نَفِدَتِ الصَّحْفَةُ فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ (ص) اَمَا لَوْلا اَنَّکِ اَطْعَمْتِيهَا لَا کَلَتْ مِنْهَا اَنْتِ وَ ذُرِّيَّتُکِ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ ، ثُمَّ قَالَ اَبُو جَعْفَرٍ (ع) وَالصَّحْفَةُ عِنْدَنَا يَخْرُجُ بِهَا قَائِمُنَا (ع) فِی زَمَانِهِ''.

کے بعد دیکھتے ہیں کہ جناب حرؑ کا لاشہ بالکل اسی کیفیت میں ہے جس کیفیت میں انہیں شہید کیا گیا تھا اور آپ کے سر اقدس پر وہ رومال بھی بندھا ہوا ہے جو حضرت امام حسینؑ نے آپ کی پیشانی پر باندھا تھا۔ شاہ اسماعیل نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ واقعۂ کربلا میں جناب حرؑ کا سر مبارک زخمی ہوگیا تھا اور حضرت امام حسینؑ نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے سر اقدس پر ایک رومال باندھا تھا۔ شاہ اسماعیل نے ارادہ کیا کہ اس رومال کو کھولا جائے لیکن جب رومال کھولا گیا تو جناب حرؑ کی پیشانیٔ اقدس سے خون جاری ہوگیا اور جتنا چاہا کہ خون کو کسی اور کپڑے سے بند کیا جائے لیکن بند نہ ہوا اور خون اسی طرح جاری رہا، آخر کار رومال کو اسی طرح باندھ دیا گیا اور قبر اطہر کو بند کر دیا گیا، پھر شاہ اسماعیل کے حکم سے مزار پر ایک خوبصورت گنبد بنایا گیا اور ایک خادم مقرر کیا گیا تا کہ وہ اس کی مجاورت کرتا رہے۔[۱]

کہا جاتا ہے کہ یہ رومال حضرت فاطمہ زہراؑ سے متعلق تھا جو آپ نے اپنے لخت جگر حضرت امام حسینؑ کو ہدیہ فرمایا تھا اور روز عاشوراء حضرت امام حسینؑ نے جناب حرؑ کی پیشانی پر باندھا تھا تا کہ خون کا فوارہ بند ہو جائے۔

پیراہنِ سیدہؑ آج تک محفوظ

دہلی سے شائع ہونے والے روزنامے ''قومی سلامتی'' کے ۳؍مئی ۲۰۱۳ء کے شمارے میں دارالعلوم کے مفتی ''ابوالقاسم نعمانی'' کے تعلق سے ایک خبر شائع ہوئی جس میں کہا گیا کہ موصوف دو روزہ بین الاقوامی اجتماع میں شرکت کے لئے ''ترکی'' گئے، واپسی پر موصوف نے بتایا کہ اس دوران وہ وہاں کے آخری خلیفہ کے سرکاری محل بھی گئے جس کو اب میوزیم میں تبدیل کر دیا گیا ہے

---

[۱] ماخوذ از: عبرت انگیز واقعات: ص: ۱۳۳، بحوالہ تنقیح المقال: ج: ۱، ص: ۲۶۰۔

اس میوزیم میں انھوں نے آنحضورؐ کی تلوار، موئے مبارک اور جناب فاطمہؑ اور حضرت امام حسینؑ کے کُرتے بھی دیکھے جو آج تک محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔[۱]

ان تبرکات کی حفاظت کو ہر زمانے میں ضروری سمجھا گیا اسی لئے امتِ مسلمہ کے مقتدر افراد ۱۴۰۰ سال سے آج تک ان کی حفاظت کرتے آئے ہیں، لہٰذا اگر ان تبرکات کی حفاظت ضروری ہے تو تمام اسلامی آثار خصوصاً اہل بیتؑ اور اصحابِ باوفاؓ کے روضہ ہائے اقدس کی حفاظت بھی ضروری ہے، مگر افسوس کہ پہلے نجدیوں نے اہل بیتؑ کے مزارات کو شہید کیا اور انھیں کی تقلید میں آج داعش اور القاعدہ جیسے تکفیری گروہ بڑی درندگی کے ساتھ حضرت حجر ابن عدیؓ، جناب عمار یاسرؓ اور حضرت جعفر طیارؓ جیسے جانباز اور وفادار اصحاب کرامؓ کے روضہ ہائے اقدس کو شہید کررہے ہیں جب کہ مسلمانوں کے قبلۂ اوّل ''بیت المقدس'' پر یہود و نصاریٰ کا غاصبانہ قبضہ ہے۔

---

[۱] روزنامہ ''قومی سلامتی'': ص ۹، شمارہ ۳ رمئی ۲۰۱۳ء۔

حضرت فاطمہ زہراؑء کی تسبیح

بابا میں خدا کی رضا پر راضی ہوں

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے قبیلہ ''بنی سعد'' کے ایک شخص سے فرمایا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تمھیں اپنے اور فاطمہ زہراؑء کے بارے میں کچھ بتاؤں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں مولاؑ ضرور بیان کیجئے، امامؑ نے ارشاد فرمایا:

''میری زوجہ فاطمہ زہراؑء میرے اور اپنے پدر بزرگوار کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تھیں، وہ شاہِ دو جہاںؐ کی بیٹی ہونے کے باوجود مشک سے اس قدر پانی لاتی تھیں کہ سینہ پر بندِ مشک کے نشان پڑ جاتے تھے، گھر میں اتنی زیادہ جھاڑو لگاتی تھیں کہ لباس گرد آلود ہو جاتا تھا، دیگ کے نیچے اتنی آگ جلاتی تھیں کہ آپ کے لباس کا رنگ بدل جاتا تھا اور اپنے آپ کو گھر کے سخت کاموں میں اس قدر زحمت میں ڈالتی تھیں کہ مجھے ایک شب کہنا پڑا: اے دختر پیغمبرؐ! کتنا اچھا ہوتا کہ آپ حضورؐ کے پاس جاتیں اور گھر کے کاموں میں مدد کے لئے آپ سے کسی کنیز کا تقاضا کرتیں''۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ سن کر فاطمہؑ اُٹھیں اور پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں گئیں، لیکن وہاں پہنچ کر دیکھا کہ کچھ لوگ حضورؐ کی خدمت میں موجود ہیں، یہ دیکھ کر آپ واپس آ گئیں، لیکن آنحضرتؐ سمجھ گئے کہ کوئی بات ضرور ہے، لہٰذا آپ صبح سویرے ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ. اے اہل بیت نبوتؐ تم پر سلام ہو''۔

ہم نے آنحضرتؐ کے سلام کا جواب دیا اور عرض کی : یارسول اللہؐ ! تشریف لائیے ، آنحضرتؐ گھر میں داخل ہوئے اور ہمارے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا: اے میری پارۂ جگر ! تم رات میں کوئی حاجت لے کر میرے پاس آئی تھیں؟ فاطمہؑ خاموش رہیں ، میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کی لختِ جگر کیوں آپ کی خدمت میں گئی تھیں دراصل شہزادی مشک سے گھر میں اس قدر پانی لاتی ہیں کہ سینہ پر بندِ مشک کے نشان پڑ گئے اور چکی میں اتنا آٹا پیستی ہیں کہ دستہائے مبارک میں گٹھے پڑ گئے ، گھر میں اتنی زیادہ جھاڑو لگاتی ہیں کہ لباس گرد آلود ہو گئے اور دیگ کے نیچے اتنی آگ جلاتی ہیں کہ لباس کا رنگ بدل گیا ، لہٰذا میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ حضورؐ کے پاس جا کر کسی خادمہ کی درخواست کرو ، تاکہ وہ مشکل کاموں میں مدد کر سکے ، آنحضرتؐ نے فرمایا : کیا تم چاہتے ہو کہ میں تم دونوں کو ایسی چیز کی تعلیم دوں جو تمہارے لئے خادمہ سے بھی زیادہ بہتر ہو؟ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہؐ! آپ نے فرمایا:

''جب تم دونوں رات کو بستر پہ لیٹ جاؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہو ، یہ سن کر حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا: بابا جان ! میں خدا اور اس کے رسولؐ کی رضا و خوشنودی سے راضی ہو گئی ، بابا جان ! میں خدا اور اس کے رسولؐ کی رضا و خوشنودی سے راضی ہو گئی''[۱]

---

[۱] من لایحضرہ الفقیہ : ج:۱، حدیث:۹۴۷، ص:۳۲۰ تا ۳۲۱/ علل: ج:۲، ص:۳۶۶/ بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۱۹۴۔

'' أَفَلَا اُعَلِّمُکُمَا مَاھُوَخَیْرٌ لَکُمَا مِنَ الْخَادِمِ ؟ اِذَا اَخَذْتُمَامَنَامَکُمَا فَکَبِّرَا اَرْبَعاً وَّثَلَاثِیْنَ تَکْبِیْرَۃً، وَسَبِّحَا ثَلَاثاًوَّثَلَاثِیْنَ تَسْبِیْحَۃً وَاحْمَدَا ثَلَاثاً وَثَلَاثِیْنَ تَحْمِیْدَۃً، فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ :رَضِیْتُ عَنِ اللّٰہِ وَعَن رَسُولِہِ ، رَضِیْتُ عَنِ اللّٰہِ وَعَن رَسُولِہِ، رَضِیْتُ عَنِ اللّٰہِ وَعَن رَسُولِہِ ''.

تسبیح فاطمہؑ سے گناہ معاف ہوتے ہیں

مستحب بلکہ سنتِ مؤکدہ ہے کہ انسان نماز کے فوراً بعد تسبیح ضرت فاطمہ زہراؑء پڑھے، احادیث میں تسبیح فاطمہؑ کی بڑی تاکید کی گئی ہے اور اس کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''تسبیح فاطمہؑ سے افضل کوئی چیز نہیں، جس سے خداوند عالم کی حمد وثنا کی جائے، اگر تسبیح فاطمہؑ سے افضل کوئی چیز ہوتی تو پیغمبر اکرمؐ اپنی لخت جگر کو وہی چیز ہدیہ فرماتے''[۱]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''جو شخص واجب نمازوں کے بعد اس سے پہلے کہ اپنے دائیں پیر کو بائیں پیر کے اوپر سے ہٹائے، حضرت فاطمہؑ کی تسبیح پڑھے تو خداوند عالم اس کے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے''[۲]

تسبیح فاطمہؑ سے بیماروں کو شفاء ملتی ہے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک صحابی آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

---

[۱] الکافی: ج:۳، ص:۳۴۴، ح:۱۴/تہذیب الاحکام: ج:۲، باب:۸، ح:۱۶۶، ص:۱۰۵۔

" عَنْ اَبِی جَعْفَرٍ (ع) قَالَ: مَا عُبِدَ اللّٰهُ بِشَیءٍ مِنَ التَّحْمِیْدِ اَفْضَلَ مِنْ تَسْبِیْحِ فَاطِمَةَ (ع) وَلَو کَانَ شَیٌٔ اَفْضَلَ مِنْهُ لَنَحَلَهُ رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَآلِهِ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ".

[۲] الکافی: ج:۳، "بَابُ التَّعْقِیْبِ بَعدَ الصَّلَاة ج:۶، ص۳۴۲/من لایحضرہ الفقیہ: ج:۱، ح:۹۴۶، ص:۲۲۶۔

" قَالَ اَبُوعَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَام مَنْ سَبَّحَ تَسْبِیْحَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ عَلَیْهَاالسَّلَامُ قَبْلَ اَنْ یَثنیَ رِجْلَیْهِ مِنْ صَلَاةِ الْفَرِیْضَةِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ".

اے فرزند رسولؐ! مجھے اپنے کانوں سے بہت ہی کم سنائی دیتا ہے، امامؑ نے فرمایا: تم میری جدۂ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی تسبیح پڑھا کرو، صحابی نے عرض کیا: میں اپنے مولاؑ پر قربان جاؤں! تسبیح حضرت فاطمہؑ سے آپ کی مراد کیا ہے؟ اور اس کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا:

''تسبیح کو اس طرح پڑھنا شروع کرو کہ پہلے ۳۴/مرتبہ ''اَللّٰہُ اَکبَر'' کہو اس کے بعد ۳۳/مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ'' کہو، اس کے بعد ۳۳/مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰہ'' کہو۔

صحابی کہتا ہے: ''میں نے یہ تسبیح پڑھی، ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ مجھے کانوں سے صاف سنائی دینے لگا''[۱]

اپنے بچوں کو تسبیح فاطمہؑ پڑھنے کا حکم دو

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

''اے ابا ہارون! ہم اپنے بچوں کو تسبیح فاطمہؑ پڑھنے کا ویسے ہی حکم دیتے ہیں جیسے نماز پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں، لہٰذا تم پر لازم ہے کہ تسبیح فاطمہؑ کو پابندی کے ساتھ پڑھا کرو، کیوں کہ جو شخص تسبیح فاطمہؑ کو پابندی کے ساتھ نہیں پڑھے گا وہ سختیوں میں گرفتار ہوگا''[۲]

خاکِ شفاء کی تسبیح

مستحب ہے کہ تسبیح فاطمہؑ خاکِ شفاء کی ہو، خاک شفاء کی تسبیح کو اپنے پاس رکھنا، تمام بلاؤں کا ''حرز'' ہے اور بے انتہا ثواب کا موجب ہے۔ منقول ہے کہ ابتداء میں حضرت فاطمہ زہراؑ نے

---

[۱] مشکوٰۃ الانوار: ص:۲۷۸/عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۲۹۰۔ ''رُوِیَ مِنْ بَعْضِ أَصْحَابِ أَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ (ع): شَکَوتُ اِلٰی اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ ثِقْلاً فِیْ اُذُنِیْ فَقَالَ (ع): ''عَلَیکَ بِتَسْبِیحِ فَاطِمَۃَ عَلَیْھَا السَّلَامُ.

[۲] اصول کافی: ج:۳، ص:۳۴۳، ح:۱۳/تہذیب الاحکام: ج:۲، ح:۱۶۵، ص:۱۰۵۔ ''عن الصادق (ع) یَااَبَاھَارُوْنَ! اِنَّا نَأمُرُ صِبْیَانَنَابِتَسْبِیحِ فَاطِمَۃَ (ع) کَمَا نَأْمُرُھُمْ بِالصَّلَاۃِ فَاَلْزِمْہُ، فَاِنَّہُ لَمْ یُلْزِمْہُ عَبْدٌ فَشَقِیَ''.

دھاگوں پر گانٹھیں لگا کر تسبیح بنائی تھی لیکن جناب امیر حمزہؓ کی شہادت کے بعد آپ نے ان کی قبر مطہر کی مٹی سے ایک تسبیح تیار کی اور اس پر ذکرِ تسبیح شروع کیا، اس کے بعد جب کربلا کے تپتے صحراء میں حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے تو جناب فاطمہؑ کے طرزِ عمل کے اتباع میں امام سجادؑ نے سید الشہداءؑ کی خاکِ تربت سے کہ جس کو خاکِ شفاء کہا جاتا ہے تسبیح تیار کی اور ذکرِ تسبیح پڑھا، جس کا سلسلہ آج تک قائم ہے اور علمائے کرام خاکِ شفاء کے دانوں پر ذکرِ تسبیح پڑھنے کی تاکید کرتے ہیں۔[۱]

روایت میں ہے کہ خاک شفاء خود بھی تسبیح پروردگار کرتی رہتی ہے چاہے کوئی تسبیح پڑھنے والا ان دانوں پر ذکر خدا نہ بھی کرے اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے، اگر سورۂ جمعہ کے مطابق کائنات کا ہر ذرّہ تسبیح پروردگار کر رہا ہے تو جن ذرّات میں خونِ معصوم جذب ہو گیا ہو ان کے تسبیح پروردگار کرنے میں کیا تعجب ہے۔[۲]

خاکِ شفاء کی تسبیح کو حورانِ جنت بھی پڑھا کرتی ہیں، روایت میں ہے کہ حورانِ جنّت جب کسی فرشتے کو زمین پر آتے ہوئے دیکھتی ہیں تو اس سے التجا کرتی ہیں کہ وہ ان کے لیے زمین سے خاکِ شفاء اور تسبیح بطور سوغات ضرور لے کر آئے۔[۳]

حضرت امام علی رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''جو شخص خاکِ شفاء کی تسبیح ہاتھ میں لے کر ہر دانے پر یہ پڑھے:

''سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ للهِ وَلاَ اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ''.

تو خداوند عالم اس کے لئے ہر دانے پر ۶ ہزار نیکیاں لکھتا ہے، ۶ ہزار گناہ مٹاتا ہے ۶ ہزار درجات بلند کرتا ہے اور ۶ ہزار شفاعت عطا فرماتا ہے''۔[۴]

(۱،۲) ماخوذ از: نقوش عصمت علامہ جوادی: ص: ۱۸۳۔

۳: مفاتیح الجنان فارسی، شیخ عباس قمیؒ: ص: ۸۵۲۔

۴ ایضاً: ص: ۸۵۵۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''اگر کوئی شخص خاکِ شفاء سے تسبیح تیار کرے اور اس پر ایک بار استغفار پڑھے تو خداوند عالم ہر دانے پر ستّر استغفار لکھتا ہے اور اگر تسبیح کو صرف گھما تا رہے تو ہر دانے کے عوض سات استغفار کا ثواب عطا فرماتا ہے''[۱]

شیخ عباس قمیؒ مفاتیح الجنان میں تحریر فرماتے ہیں:

''معتبر اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے خراسان سے ایک شخص کے لئے کچھ چیزیں ایک پوٹلی میں باندھ کر بھیجیں، جب اس نے پوٹلی کو کھولا تو دیکھا کہ اس میں کچھ خاک ہے، اس نے آنے والے سے پوچھا کہ یہ کیسی خاک ہے؟ آنے والے نے کہا یہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبرِ مطہر کی خاک ہے، حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا یہ دستور ہے کہ جب کسی کی طرف کوئی چیز یا کپڑا وغیرہ بھیجتے ہیں تو یہ خاک بھی اس کے ساتھ رکھ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ خدا کے اذن و مشیت سے یہ خاک بلاؤں سے امان کا ذریعہ ہے''[۲]

(۱،۲): مفاتیح الجنان: شیخ عباس قمیؒ، ۸۵۲، مطبوعہ انتشارات دار العلم قم (ایران)۔

حضرت فاطمہ زہراؑء کی شادی خانہ آبادی

جمالِ علیؑ و فاطمہؑ

روایت میں ہے کہ جب حضرت آدمؑ کو نورِ محمدؐ کی تفویض ہوا تو آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ آپ کا دایاں رخسار آفتاب کی شعاعوں پر اور بایاں رخسار ماہتاب کی تابانیوں پر غالب آ گیا، اسی طرح اللہ نے جناب حواؑ کو بے پناہ حسن و جمال سے نوازا تھا، ایک دن حضرت آدمؑ اپنی زوجہ جناب حواؑ کے ہمراہ جنت کی فرحت خیز فضاؤں میں بیٹھے ہوئے تھے اور اپنے حسن و جمال پر رشک کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: حواؑ! خداوند عالم نے ہم دونوں سے زیادہ حسین کسی دوسری مخلوق کو نہیں بنایا، تمام مخلوقات میں بس ہم دونوں ہی سب سے زیادہ حسین و جمیل ہیں اور ہمیں ہی اللہ نے یہ تابانی عطا فرمائی ہے، جناب آدمؑ ابھی یہ گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ نے ان دونوں کو اپنے ساتھ لیا اور ایک سرخ یاقوت کے محل کا دروازہ کھولا، دیکھا محل کے اندر زمرد کے پایوں والا ایک سنہرا تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک شہزادی تشریف فرما ہے، جس کے سر پر جواہر نگار سونے کا تاج رکھا ہوا ہے اور جسمِ اطہر سے نور کی شعائیں پھوٹ رہی ہیں۔ جناب آدمؑ نے جب اس پیکرِ نور کو دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: الٰہی! یہ شہزادی کون ہیں؟ آواز آئی: فاطمہ بنت محمدؐ ہیں، عرض کی: یا اللہ! ان کا شوہر کون ہوگا؟ آواز آئی: اے جبرئیلؑ! ذرا قصرِ یاقوتی کا دروازہ کھولو جب دروازہ کھولا گیا تو دیکھا: قصر میں کافور کا ایک قبہ ہے، جس میں سونے کا تخت بچھا ہوا ہے، اس پر ایک جوانِ رعنا حسن و جمال کا پیکر بڑی رعنائی کے ساتھ تشریف

فرماہے، حضرت آدمؑ نے حیرت سے پوچھا یہ جوان کون ہیں؟ آواز آئی: علی ابن ابی طالبؑ ہیں انہیں سے سیدہ فاطمۃ الزہراؑ کا عقد ہوگا۔ حضرت آدمؑ اس قدسی صفت جوڑے کو دیکھ کر واپس ہوئے، لیکن اب اپنے حسن و جمال کی یکتائی کا خیال دل سے نکال چکے تھے۔[۱]

صحابہ کا پیغامِ خواستگاری منظور نہیں

جناب فاطمہؑ پیغمبر اسلامؐ کی بیٹی کائنات کی ممتاز خاتون تھیں، قریش کے اصیل ترین اور شریف ترین خاندان سے تعلق تھا، جمالِ ظاہری اور کمالِ معنوی میں اپنے پدر بزرگوار اور مادر گرامی کی ورثہ دار تھیں، اخلاق و کردار میں بھی اعلیٰ صفات سے مزیّن تھیں، یہ وہ خاتون تھیں کہ اگر چلتیں تو پیغمبرؐ کے چلنے کا دھوکا ہوتا، اگر بولتیں تو ترجمانِ وحی کے بولنے کا شبہ ہوتا، اگر رسولؐ کے پاس آتیں، تو رسولؐ تعظیم کے لئے کھڑے ہوجاتے، چومتے، خوش آمدید کہتے اور ہاتھ تھام کر اپنی مسند پر بٹھاتے تھے۔[۲]

ایسی باشرف خاتون کے لئے کئی رشتے آئے، مگر پیغمبرؐ نے سب کو ٹھکرادیا کیونکہ پیغمبرؐ جانتے تھے کہ فاطمہؑ نور ہیں اور نور کا رشتہ نور ہی سے ہوسکتا ہے، اسی لئے پیغمبر اسلامؐ خواستگاری کرنے والوں پر ناراض بھی ہوجایا کرتے تھے، چنانچہ ''عبدالرحمٰن بن عوف'' جو بہت بڑے سرمایہ دار تھے، پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت فاطمہؑ سے خواستگاری کی خواہش ظاہر کرتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہؐ! اگر آپ حضرت فاطمہؑ کی شادی مجھ سے کردیں تو میں سو سیاہ اُونٹ آبی چشم، جن پر مصری کتان کے کپڑوں کا بار لدا ہو اور دس ہزار دینار مہر دینے کے لئے حاضر ہوں

---

[۱] نزہۃ المجالس: ج:۲، ص:۲۲۷، مطبوعہ مصر۔

[۲] ماخوذ از: جامع ترمذی جلد:۲، صفحہ:۳۹۵، اردو ترجمہ۔/ مدارج النبوۃ: ج:۲، ص:۷۸۷۔

پیغمبر اسلامؐ ان کی گفتگو سن کر سخت غضبناک ہوئے اور ایک مٹھی سنگریزے بھر کر عبدالرحمٰن کے سامنے ڈال دئے، سنگریزے موتی مونگے بن گئے، آپ نے فرمایا:

''تم خیال کرتے ہو کہ میں مال کا پرستار ہوں اور اپنی دولت سے فخر و مباہات کرنا چاہتے ہو اور یہ خیال کرتے ہو کہ میں مال و دولت کے دباؤ میں آ کر اپنی بیٹی فاطمہؑ کا عقد تم سے کر دوں گا''[۱]

علیؑ ہی فاطمہؑ کے کفو ہیں

اسلام نے شادی بیاہ کے معاملے میں کفو کی شرط رکھی ہے، کفو یعنی برابری، کفو یعنی ہمسری، لہٰذا کوئی بھی شادی اسی وقت کامیاب ہو سکتی ہے، جب لڑکا اور لڑکی دونوں ایک دوسرے کے کفو اور برابر ہوں، انسانی سماج بھی یہی کہتا ہے کہ عالم خاندان کی بیٹی، جاہل خاندان میں نہیں بیاہنا چاہئے اور شریف خاندان کی بیٹی بدمعاش گھر میں خوش نہ ہوگی بیٹی وہیں خوش ہوگی جہاں دونوں خانوادے برابر ہوں، دونوں کفو ہوں، بے جوڑ رشتہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا، اور یہاں تو عالم یہ ہے کہ سیدہؑ باپ کے گھر دیکھ کر آئی تھی کہ باپ چاند کے دو ٹکڑے کر رہا ہے جب سسرال آئی تو دیکھا شوہر ڈوبتا ہوا سورج پلٹا رہا ہے، یقیناً علیؑ و بتولؑ دونوں ایک دوسرے کے کفو ہیں اور ہر اعتبار سے کفو ہیں، صفات کے اعتبار سے بھی، کمالات کے اعتبار سے بھی اور فضائل و مناقب کے اعتبار سے بھی۔ چنانچہ ثابت بھی یہی ہوا اور دونوں کی ازدواجی زندگی نے گواہی بھی یہی دی کہ اگر علیؑ کی شان میں آیۂ انّما نے مسندِ ولایت بچھائی تو فاطمہؑ کی عظمت میں آیۂ تطہیر نے چادر پھیلائی، اگر علیؑ مباہلہ میں ''انفسنا'' کے مصداق قرار پائے تو فاطمہؑ ''نساءنا'' کی تصویر بنیں، اگر علیؑ نے حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دی، تو فاطمہ کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹیاں فرشتے آسمان پر لے گئے، اگر علیؑ

---

[۱] فاطمہ زہراؑ اسلام کی مثالی خاتون: ص ۵۱۔

ؑ نے مسجد کوفہ میں خشک روٹیاں گھٹنوں سے توڑ کر کھائیں، تو فاطمہؑ نے پیٹ پر پتھر باندھ کر چکیاں پیسیں، اگر علیؑ صدّیقِ اکبر، تو فاطمہؑ صدیقۂ کبریٰؑ، اگر علیؑ اَبُ الائمہ، تو فاطمہؑ اُمّ الائمہ، اگر علیؑ جانشین رسالت تو فاطمہؑ شریکۂ رسالت، اگر علیؑ عالمِ انسانیت کے امیر، تو فاطمہؑ عالم نسواں کی خاتونِ اوّل، اگر علیؑ ساقیٔ کوثر، تو فاطمہؑ سیدۂ جنت، اگر علیؑ جوانانِ اہل جنت کے سرداروں کے پدر، تو فاطمہؑ ان کی مادر، اگر علیؑ کے اشارۂ چشم سے آفتاب پلٹا، تو ستارۂ زُہرہ نے فاطمہؑ کے خانۂ عفت کا طواف کیا، اگر علیؑ قسیم جنت و نار قرار پائے تو بروزِ محشر اُمت شفاعتِ فاطمہؑ کی محتاج رہے گی، اگر علیؑ خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے تو فاطمہ خانۂ وحی میں پیدا ہوئیں، اگر علیؑ کا نام نامی اذان میں آ کر دیباچۂ کتابِ عبادت بنا تو تسبیح فاطمہؑ پر کتابِ عبادت تمام ہوئی اور اگر فاطمہؑ کو اذان و اقامت میں حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کرنا پڑا تو حضرت علیؑ جیسے بلندترین عبادت گزار کو تسبیح فاطمہؑ کا وظیفہ کرنا پڑا، اسی لئے حدیث میں آیا ہے:

''اللہ نے حضرت علیؑ کو جناب فاطمہؑ کے لئے خلق فرمایا ہے لہٰذا اگر علیؑ نہ ہوتے تو زمین پر آدمؑ و غیر آدمؑ میں کوئی بھی فاطمہؑ کا کفو و ہمسر نہیں تھا''[۱]

بزمِ ملائکہ میں فاطمہؑ کی شادی

احادیث سے ثابت ہے پیغمبر اکرمؐ نے علیؑ و فاطمہؑ کا رشتہ وحی کے اشارے پر کیا تھا۔ آنحضرتؐ نے خود فرمایا تھا کہ میری پارۂ جگر فاطمہؑ کا اختیار تو بس اللہ کو ہے۔ [۲]

---

[۱] اصول کافی: ج:۲، ص:۳۶۰، حدیث:۱۲۴۵، مطبوعہ دفتر نشر فرہنگ اہل بیتؑ (ایران)

''عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰهِ (ع): لَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی خَلَقَ اَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ لِفَاطِمَةَ مَا کَانَ لَهَا عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ کُفْوٌمِنْ آدَمَ وَمَنْ دُوْنَهُ''.

[۲] مجمع الزوائد ہیثمی: ج:۹، ص:۲۴۰، حدیث:۱۵۲۰۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت (لبنان)۔

''عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُود عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ (ص) قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَزَوَّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِیٍّ''.

خالق بھی جانتا تھا کہ میرا رسولؐ اپنے چچا ابوطالبؑ اور اپنی شریک حیات خدیجۃ الکبریٰؑ کے غم کو نہیں بھلا پایا ہے لہٰذا ''محمودؐ'' نامی فرشتہ کے لئے ذریعہ پیغام بھجوایا: اے ہمارے حبیبؐ! ایک طرف یادگارِ ابوطالبؑ ہے اور دوسری طرف یادگارِ خدیجہؑ، ایسا رشتۂ ازدواج نہیں مل سکتا، بلا تأمل منظوری دے دیجئے ہم تو بزم ملائکہ آراستہ کر چکے ہیں اور انبیاءؑ کی موجودگی میں تقریب کا اہتمام کرلیا ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے اپنے اجدادِ طاہرینؑ سے نقل کیا کہ رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

''میرے پاس ایک فرشتہ آیا، اس نے کہا: اے محمدؐ! خداوند عالم آپ پر درود وسلام بھیجتا ہے اور آپ کے لئے ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے آسمانوں میں بزمِ ملائکہ آراستہ کر کے علی و فاطمہؑ کو رشتۂ ازدواج میں منسلک کر دیا ہے پس آپ بھی فاطمہؑ کا عقد علیؑ سے کر دیں، میں نے شجرۂ طوبیٰ کو حکم دیا ہے کہ اس تقریب پُرمسرت میں دُر اور یاقوت و مرجان کو نچھاور کرے اور اہلِ جنت خوشیاں منائیں، یقیناً میں عنقریب علیؑ و فاطمہؑ کو دو بیٹے عطا کروں گا جو جوانانِ اہل جنت کے سردار ہوں گے انہیں کے ذریعہ میں اہلِ جنت کو زینت بخشوں گا، پس اے محمدؐ! آپ کو یہ شادی مبارک ہو کہ اولین و آخرین میں آپ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں''۔[۱]

پیغام سن کر رسول اکرمؐ نے بھی علیؑ و فاطمہؑ کا رشتہ قبول فرمایا اور ماہِ ذیقعدہ ۲ھ کو مسجد نبویؐ میں محفلِ عقد آراستہ کی، صحابہ کی موجودگی میں خطبۂ عقد پڑھا، فصاحت کی کلیاں چٹکیں، بلاغت کے پھول کھلے اور ۴۸۰ درہم مہر پر ایجاب و قبول ہوا، اس کے ایک ماہ بعد ۲۴ ذی الحجہ ۲ھ میں رخصتی عمل میں آئی اور ملیکۃ العرب کی دختر، شیخ الابطح کی بہو بن کر شہباز نامی خچر پر سوار ہوئی اور معمولی سا جہیز لے کر بوقت شب سسرال پہنچی۔[۲]

---

[۱] عیون اخبار الرضاؑ: ج:۲،ص:۲۷، باب:۲۱، ح:۱۲/ بحار الانوار: جلد:۴۳، صفحہ:۱۰۵/، المناقب:۳، صفحہ:۳۴۶۔

[۲] ماخوذ از: سیرت امیر المومنین: ص:۱۶۲، مؤلف، مفتی جعفر حسینؒ، مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنؤ۔

شادی میں مادرِ فاطمہؑ کی یاد

امام الانبیاءؐ حجرۂ مبارک میں تشریف فرما تھے، حضرت اُمّ سلمہؓ آپ کی خدمت میں آئیں عرض کیا: یا رسول اللہ: شہزادی فاطمہ زہراؑ کی رخصتی کا سامان تو تیار ہو چکا ہے مگر دل میں ایک خیال مجھے بار بار تڑپا رہا ہے، آپ نے فرمایا: اُمّ سلمہؓ ! وہ کونسا خیال ہے ذرا ہمیں بھی بتاؤ، آپ نے رو کر عرض کی: حضورؐ آج خدیجہؓ ہوتیں تو وہ بھی اس خوشی کی تقریب کو شوق سے مناتیں۔[۱]

امام الانبیاءؐ نے جناب خدیجہؓ کا ذکر سنا تو تڑپ گئے، آنکھوں میں آنسو چھلک اٹھے اور ایک آہِ سرد بھر کر فرمایا: اُمّ سلمہؓ تم ٹھیک کہتی ہو، خدیجہؓ، خدیجہؓ ہی تھیں، انہیں دنیا سے جاتے وقت یہ احساس تھا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی نہیں دیکھ سکیں گی، انہیں یہی حسرت تھی کہ فاطمہؑ کا جہیز اپنے ہاتھوں سے تیار نہ کر سکیں گی اور اسے اپنے ہاتھوں سے دلہن نہ بنا سکیں گی، افسوس کہ خدیجہؓ اسی احساس وارماں کے ساتھ داغِ مفارقت دے گئیں اور یہ فریضہ ہمیں وصیت کر گئیں۔

حضورؐ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر حاضرین کی آنکھیں بھی ڈبڈبا گئیں، جناب فاطمہ زہراؑ بھی ماں کی یاد میں بے قرار ہو گئیں اور ایک کونے میں بیٹھ کر چپکے چپکے اس قدر روئیں کہ چادر کا آنچل آنسوؤں سے بھیگ گیا۔[۲]

نورانی اوراق کا نذرانہ

حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ کی شادی کے مبارک موقع پر خداوند عالم نے داروغۂ جنت کو حکم دیا کہ وہ محبانِ اہل بیتؑ کی تعداد کے مطابق نورانی پتّے گرائے جو دستاویزوں کی صورت میں محبانِ اہل بیتؑ کے پاس رہیں، چنانچہ داروغۂ جنت نے نورانی اوراق گرائے، ہر ورق کے ساتھ

---

[۱] بحار الانوار میں یہ قول ''جناب ایمنؓ'' سے منسوب کیا گیا ہے: ملاحظہ ہو: ج:۴۳، ص:۹۵، باب:۵۔
[۲] ماخوذ از: البتول: ص:۱۰۲، مؤلف صائم چشتی۔

ایک نوری فرشتہ بھی تھا تا کہ جب قیامت قائم آئے تو وہ میدانِ حشر میں جمع ہونے والی خلقت کے درمیان پھیل جائیں گے اور محبان اہل بیتؑ کو وہ اوراق تقسیم کر دیں، جن پر جنت کی بشارت اور جہنم سے رہائی کا حکم تحریر ہوگا، اس عالم میں اہل بیتؑ کا کوئی ایسا محبّ باقی نہ رہے گا جسے وہ دستاویز نہ ملے گی، فرشتے ان اوراق کو زہراؑ اور علیؑ کی شادی کی خوشی میں ایک دوسرے کے ساتھ تحفہ کے طور پر تبادلہ کرتے ہیں اور قیامت تک ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کرتے رہیں گے۔[۱]

ولیمہ کا اہتمام

''بحارالانوار'' میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے تقریبِ شادی میں حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ کھجور اور گھی خرید کر لائیں آپ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوئے، حضور اکرمؐ نے اپنے دستہائے مبارک سے دونوں کو ملا کر حلوہ بنایا، پھر ایک دنبہ ذبح کرایا اور روٹیاں پکانے کا حکم دیا، جب سالن پک چکا اور کھانا تیار ہو گیا تو مجھے حکم دیا: یا علیؑ! جسے کھانے پر بلانا چاہتے ہو بلا لو، حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

> ''میں مسجد میں گیا، وہاں بہت سے مسلمان موجود تھے، مجھے شرم آئی کہ میں کسے بلاؤں اور کسے نہ بلاؤں، چنانچہ میں گلدستۂ اذان پر پہنچا اور جو سب سے اُونچی جگہ تھی اس پر کھڑا ہوا اور تمام لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا: لوگو! آؤ دخترِ رسولؐ کا ولیمہ آپ کا منتظر ہے، بس پھر کیا تھا لوگ اپنے اپنے گھروں سے دوڑ پڑے بچوں بھائیوں اور بوڑھوں کو ساتھ لائے آنحضورؐ کھانا تقسیم فرمانے لگے اور کم و بیش چار ہزار افراد نے ولیمہ کھایا، پھر آنحضورؐ نے پڑوس میں تقسیم کرایا، اس کے بعد مجھے بلایا اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا''۔[۲]

---

[۱] البتول، ص:۱۰۲، مؤلف صائم چشتی، مطبوعہ نظامی پریس بک ڈپو لکھنو۔
[۲] الدمعۃ الساکبہ: ج:۱، ص:۱۲۴، محمد باقر دہدشتی یہبہانی نجفی، ترجمہ اثیر جاڑوی۔

خوشی کے ماحول میں حضرت فاطمہؑ کی رخصتی

''ابن بابویہ''، نقل فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے دخترانِ عبدالمطلبؑ اور زنانِ مہاجرین و انصار کو بلایا اور حکم دیا کہ فاطمہؑ کی ہمراہی کریں، خوشی کے رجز پڑھیں اور تکبیر وحمدِ الٰہی کرتی جائیں، لیکن ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالیں جس میں خدا کی ناراضگی ہو، جناب ''جابرؓ'' فرماتے ہیں:

''اس کے بعد رسول اللہؐ نے جناب فاطمہؑ کو اپنے ناقہ یا بروایت دیگر ''شہباء'' نامی گھوڑے پر سوار کیا سلمانِ فارسیؓ نے مہار پکڑی، ستر حوروں نے اپنی جھرمٹ میں لیا اور بنی ہاشم تلواریں لئے پیچھے پیچھے چلے اور ازواجِ رسولؐ نے خوشی کے اشعار پڑھے''۔[۱]

حضرت فاطمہؑ کی شادی میں جناب اُمّ سلمہؓ کے اشعار

سِرْنَ بِعَوْنِ اللّٰهِ جَارَاتِیْ وَاشْکُرْنَهُ فِیْ کُلِّ حَالَاتٍ
وَاذْکُرْنَ مَااَنْعَمَ رَبُّ الْعُلٰی مِنْ کَشْفِ مَکْرُوْهٍ وَآفَاتٍ
فَقَدْ هَدَانَا بَعْدَ کُفْرٍ وَ قَدْاَنْعَشَنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ
وَ سِرْنَ مَعْ خَیْرِ نِسَاءِ الْوَریٰ تَفْدِیْ بِعَمَّاتٍ وَخَالَاتٍ
یَا بِنْتَ مَنْ فَضَّلَهُ ذُوْ الْعُلٰی بِالْوَحْیِ مِنْهُ وَ الرِّسَالَاتِ

---

[۱] مناقب ابن شہرآشوبؒ: جلد:۳/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۱۱۵/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۳۹۲۔
''کِتابُ مَوْلِدِ فَاطِمَةَ عَنِ ابْنِ بَابُوَیْهِ فِیْ خَبَرٍ، اَمَرَ النَّبِیُّ (ص) بَنَاتِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ نِسَاءَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ اَنْ یَمْضِیْنَ فِیْ صُحْبَةِفَاطِمَةَ وَ اَنْ یَفْرَحْنَ وَ یَرْجُزْنَ وَ یُکَبِّرْنَ وَ یَحْمَدْنَ وَ لَا یَقُولَنَّ مَا لَا یَرْضَی اللّٰهُ، قَالَ جَابِرٌ: فَاَرْکَبَهَا عَلیٰ نَاقَتِهِ وَ فِیْ رِوَایَةٍ عَلٰی بَغْلَتِهِ الشَّهْبَاءِ وَاَخَذَ سَلْمَانُ زِمَامَهَا وَحَوْلَهَا سَبْعُوْنَ حَوْرَاءَ وَالنَّبِیُّ وَحَمْزَةُ وَعَقِیْلُ وَجَعْفَرُ وَاَهْلُ الْبَیْتِ یَمْشُوْنَ خَلْفَهَا مُشْهِرِیْنَ سُیُوْفَهُمْ وَ نِسَاءُ النَّبِیِّ قُدَّامَهَا یَرْجُزْنَ''.

''اے میری پڑوسنو! آؤ اللہ کا نام لے کر بڑھی چلو اور ہر حال میں خدا کا شکر بجالاؤ اور خالقِ اکبر کی نعمتوں کو یاد کرو، جو اس نے آفتوں کو دور کر کے ہمیں عطا کی ہیں یقیناً اس نے کفر کے بعد ہماری ہدایت فرمائی اور اسی ربِ سماوات نے ہمیں ہر طرح کی نعمتوں سے سرشار فرمایا، آؤ! خیرُ النساء کے ساتھ ساتھ چلو، جس پر ساری پھوپھیاں اور خالائیں قربان ہونا چاہتی ہیں مبارک ہو افضل النبیؐ کی بیٹی، وہ نبیؐ جس کو خدائے برتر نے شرفِ نبوت و رسالت بخشا اور اپنی وحی کی منزل گاہ قرار دیا''[۱]

حضرت عائشہ کے اشعار

حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی خانہ آبادی میں حضرت عائشہ نے بھی مدحیہ اشعار کہے، جن کو کتاب ''مناقبِ آل ابی طالبؑ'' میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

یَا نِسْوَةُ اسْتُرْنَ بِالْمَعَاجِرِ وَاذْکُرْنَ مَا یَحْسُنُ فِی الْمَحَاضِرِ
وَ اذْکُرْنَ رَبَّ النَّاسِ اِذْ یَخُصُّنَا بِدِینِهِ مَعَ کُلِّ عَبْدٍ شَاکِرِ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلیٰ اِفْضَالِهٖ وَالشُّکْرُ لِلّٰهِ الْعَزِیزِ الْقَادِرِ
سِرْنَ بِهَا فَاللّٰهُ اَعْطیٰ ذِکْرَهَا وَخَصَّهَا مِنْهُ بِطُهْرٍ طَاهِرِ

''اے عورتو! اپنے کو پردوں اور چادروں سے چھپالو اور وہی کچھ کہو جو ایسی محفلوں کے لئے باعثِ زینت ہوتا ہے، اس خالقِ کائنات کا ذکر ہر شکر گزار بندے کے ساتھ مل کر کرو، خصوصاً اس کے ساتھ کہ جس نے ہمیں دین اسلام سے سرافراز کیا اللہ کی نعمتوں پر اس کی حمد و ثنا اور قادر و عزیز خدا کا شکر، چلو اس خاتون کے ساتھ جس کا ذکر خود اللہ نے کیا اور جس کو پاک و پاکیزہ شوہر عطا فرمایا''[۲]

(۱/۲) مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج:۳، ص:۳۵۴/ بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۱۱۶/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۳۹۲۔

حضرت حفصہ کے اشعار

جب حضرت عائشہ نے جناب فاطمہؑ کی شادی میں اشعار کہے تو حضرت حفصہ بھی پیچھے نہ رہ سکیں، لہٰذا ان کے اشعار بھی تاریخ میں ہیں، انہوں نے اپنے اشعار میں یوں مدح کی ہے:

فَاطِمَةُ خَيْرُ نِسَاءِ الْبَشَرِ وَ مَنْ لَهَا وَجْهٌ كَوَجْهِ الْقَمَرِ
فَضَّلَكِ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ الْوَرٰى بِفَضْلِ مَنْ خَصَّ بِآيِ الزُّمَرِ
زَوَّجَكِ اللّٰهُ فَتًى فَاضِلًا اَعْنِىْ عَلِيًّا خَيْرَ مَنْ فِى الْحَضَرِ
فَسِرْنَ جَارَاتِىْ بِهَا اِنَّهَا كَرِيْمَةٌ بِنْتُ عَظِيْمِ الْخَطَرِ

''فاطمہؑ ہی تمام افرادِ بشر کی عورتوں سے افضل ہیں، فاطمہؑ ہی وہ ہیں جن کا رخِ انور چاند کی طرح دمکتا ہے، اے فاطمہؑ اللہ نے تمھیں پوری دنیا پر فضیلت عطا کی اور ایسے فاضل نوجوان سے شادی فرمائی کہ جو سورۂ زمر کی آیات کا مخصوص مصداق ہے یعنی حضرت علیؑ سے، جو کائنات کے باشندوں سے افضل و اعلیٰ ہیں اے پڑوسنو! آگے بڑھو کہ فاطمہؑ ایک عظیم الشان باپ کی عظیم بیٹی ہے''۔[1]

حضرت معاذۃ اُمّ سعدؓ کے اشعار

اَقُوْلُ قَوْلًا فِيْهِ مَا فِيْهِ وَ اَذْكُرُ الْخَيْرَ وَ اُبْدِيْهِ
مُحَمَّدٌ خَيْرُ بَنِىْ آدَمَ مَا فِيْهِ مِنْ كِبْرٍ وَ لَا تِيْهٍ
بِفَضْلِهِ عَرَّفَنَا رُشْدَنَا فَاللّٰهُ بِالْخَيْرِ يُجَازِيْهِ
وَنَحْنُ مَعَ بِنتِ نَبِيِّ الْهُدٰى ذِىْ شَرَفٍ قَدْ مُكِّنَتْ فِيْهِ
فِى ذِرْوَةٍ شَامِخَةٍ اَصْلُهَا فَمَا اَرٰى شَيْئًا يُدَانِيْهِ

---

[1] مناقب ابن شہرآشوبؒ: جلد:۳، صفحہ:۳۵۵/ بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۱۱۷/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۳۹۳۔

''یقیناً میں تو وہی بات کہوں گی جو اس میں ہے اور اب تو میں اچھائیوں کو طشت از بام کردوں گی، محمدؐ تمام بنی آدمؑ سے افضل واعلیٰ ہیں، ان میں نہ غرور ہے نہ گھمنڈ، انہیں کی نوازشات سے ہم نے دین کو پہچانا، اللہ انھیں جزائے خیر دے (بہنو!) ہم نبی الہدیٰؐ کی دختر نیک اختر کے ساتھ چل رہے ہیں جو صاحبِ شرف ومنزلت ہے اور فضائل ومناقب کی اس بلندترین چوٹی پر فائز ہے، جس کی بنیادیں بھی بلند ہیں، مجھے تو (سوائے علیؑ کے) اس کا کوئی ہمسر نظر ہی نہیں آتا''[۱]

تم بہترین میاں بیوی ہو

جناب فاطمہؑ کی ڈولی مدحیہ اشعار اور تکبیروں کے سائے میں درِ علیؑ پر پہنچی، حضورؐ نے دُلہن کو ناقہ سے اُتارا اور آپ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور حضرت علیؑ کو طلب فرما کر ان کا ہاتھ بھی اپنے ہاتھ میں لیا، پھر جناب فاطمہؑ کا ہاتھ حضرت علیؑ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا:

''یَا عَلِیُّ نِعْمَ الزَّوْجَة'' یا علیؑ! فاطمہؑ تمھاری بہترین بیوی ہیں، پھر جناب فاطمہؑ سے فرمایا: ''یَا فَاطِمَةُ نِعْمَ الْبَعْل'' فاطمہؑ! علیؑ تمھارے بہترین شوہر ہیں''[۲]

مہرِ فاطمہؑ منجانب خدا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی میں اللہ نے کائنات کا ایک چوتھائی حصہ آپ کا مہر

---

[۱] مناقب ابن شہرآشوبؒ: جلد:۳،ص:۳۵۵/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۱۱۵/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۳۹۳۔

[۲] حوالہ مذکور: ''وَ کَانَتِ النِّسْوَةُ یُرَجِّعْنَ اَوَّلَ بَیْتٍ مِنْ کُلِّ رَجْزٍ ثُمَّ یُکَبِّرْنَ وَ دَخَلْنَ الدَّارَ ثُمَّ اَنْفَذَ رَسُولُ اللّٰہِ (ص) اِلٰی عَلِیٍّ وَ دَعَاهُ اِلَی الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَعَا فَاطِمَةَ فَاَخَذَ یَدَیْهَا وَ وَضَعَهَا فِیْ یَدِهٖ وَ قَالَ بَارِکَ اللّٰهُ فِیْ اِبْنَةِ رَسُولِ اللّٰہِ''.

قرار دیا، لہٰذا کائنات کا یہ حصہ میری جدۂ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراؑ کا حق ہے، اسی طرح جنت و جہنم کو بھی آپ کا مہر قرار دیا، لہٰذا آپ جہنم میں اپنے دشمنوں کو اور جنت میں اپنے شیعوں کو داخل کریں گی، یقیناً آپ ہی صدیقۂ کبریٰؑ ہیں اور آپ ہی کی معرفت کائنات کی اصل بنیاد ہے''۔[۱]

مہرِ فاطمہؑ منجانب پیغمبر اکرمؐ:

(۱) ایک زرہ کہ جس کی قیمت چار سو یا چار سو اسی یا پانچ سو درہم تھی۔

(۲) یمنی کتان کا ایک جوڑا۔

(۳) ایک رنگی ہوئی گوسفند کی کھال۔[۲]

مہرِ فاطمہؑ منجانب فاطمہؑ

جب جناب فاطمہؑ کو یہ خبر ملی کہ آپ کے والد ماجدؐ نے آپ کی شادی طے کر دی ہے اور آپ کا مہر درہم قرار دئے گئے ہیں تو عرض کی: بابا جان! سب لوگوں کی بیٹیوں کے مہر بھی درہم و دینار ہوتے ہیں اور آپ نے میرا مہر بھی درہم قرار دیا ہے، تو پھر آپ کی بیٹی اور دوسروں کی بیٹیوں میں کیا فرق رہ گیا؟ بابا جان! میں اللہ سے بس یہ چاہتی ہوں کہ میرا مہر آپ کی اُمّت کے

---

[۱] امالی شیخ طوسیؒ: ص: ۶۶۸، مطبوعہ ایران/ بحارالانوار: ج: ۴۳، ص: ۱۰۵/ صحیفہ فاطمیہ: ص: ۳۶۔

" عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہ (ع) اِنَّ اللّٰہَ ـ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ـ اَمْهَرَ فَاطِمَةَ رُبُعَ الدُّنْیَا فَرُبُعُهَا لَهَا، وَاَمْهَرَ هَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، تُدْخِلُ اَعْدَاءَ هَا النَّارَ، وَتُدْخِلُ اَوْلِیَاءَ هَا الْجَنَّةَ ،وَهِیَ الصِّدِّیْقَةُ الْکُبْرٰی، وَعَلٰی مَعْرِفَتِهَا دَارَتِ الْقُرُونُ الْاُوْلٰی".

[۲] فاطمہ زہراؑ اسلام کی مثالی خاتون: ص: ۶۰، آیۃ اللہ ابراہیم امینی۔

گنہ گاروں کی شفاعت قرار پا جائے، جناب فاطمہؑ نے جب یہ فرمایا تو اُسی وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے، ان کے ہاتھ میں ایک ریشمی رومال تھا، جس پر لکھا ہوا تھا:

"جَعَلَ اللّٰہُ مَھْرَ فَاطِمَةَ الزَّھْرَا بِنْتَ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفیٰ شَفَاعَةَ اُمَّتِہٖ الْعَاصِیْنَ".

"اللہ نے محمد مصطفیٰؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ کا مہر اُمّت کے گنہ گاروں کی شفاعت قرار دیا ہے"

جناب فاطمہؑ نے اس رومال کو محفوظ رکھا یہاں تک کہ جب رحلت کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت فرمائی کہ اس ریشمی رومال کو ان کے کفن میں رکھا جائے اور فرمایا:

"اِذَا حَشَرْتُ یَومَ الْقِیَامَةِ اَرْفَعُ ھَذَا الْحَرِیْرَ وَاَشْفَعُ عُصَاةَ اُمَّةِ النَّبِی".

"جب میں قیامت میں محشور ہوں گی تو اس ریشمی کپڑے کو اُٹھاؤں گی اور امتِ نبیؐ کے گنہ گاروں کی شفاعت کروں گی"[1]

بی بی دو جہاں! یہ آپ ہیں جو اپنے بابا کی اُمت کا اتنا خیال رکھتی ہیں اور یہ اُمت ہے جو آپ کو اتنا رنج پہنچاتی ہے کہ پہلو پر دروازہ گرایا، بچہ شکم مبارک میں شہید کیا، فدک کو لُوٹا، شوہر کے حق کو غصب کیا، گھر کو آگ لگائی اور اب نشانِ قبر بھی مٹا دیا، یقیناً یہ لوگ گنہ گار ہی نہیں بلکہ جارحین ہیں، ان سے سیدہؑ یہاں بھی بے زار تھیں اور وہاں بھی بے زار رہیں گی، لہٰذا حضرت فاطمہؑ ایسے امتیوں کو نہیں بخشوائیں گی جنھوں نے آپ پر ظلم وستم کیا یا اس ظلم وستم پر پردہ ڈالنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں بلکہ ان کی شفاعت فرمائیں گی جو آپ کے محبّ اور شیعہ ہیں۔

احادیثِ پیغمبرؐ سے بھی یہی ثابت ہے کہ فاطمہؑ کی ناراضگی سے رسولؐ ناراض اور رسولؐ کی ناراضگی ہے خدا ناراض ہوتا ہے اور جس سے خدا ناراض ہوتا ہے وہ بھلا جنت میں کیسے جا سکتا ہے۔

---

[1] عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۴۵۰/ القدیسہ فی الاحادیث القدسیۃ: ص:۱۰۲ مطبوعہ قم، اسماعیل انصاری زنجانی خوئینی۔

جہیز کی تفصیل

شاہِ دو جہاں کی دختر، ملیکۃُ العرب کی لختِ جگر، حضرت فاطمہ زہراؑء جو جہیز لے کر سسرال گئی تھیں اس کی فہرست اس طرح ہے:

(۱) ایک عدد لباس جو سات درہم کا خریدا تھا۔
(۲) ایک مقنعہ جس کی قیمت ایک درہم تھی۔
(۳) قطیفۂ سیاہ یعنی کالی چادر جو کہ پورے بدن پر ڈھکنے کے لئے ناکافی تھی۔
(۴) ایک عربی سریر یعنی لکڑی یا کھجور کی پتیوں سے بنی ہوئی چوکی۔
(۵) مصری کتان کے دو گدے۔
(۶) تکئے چار عدد، دو ریشمی اور دو کھجور کی پتیوں کے۔
(۷) صوف کا ایک پردہ۔
(۸) چٹائی ایک عدد۔
(۹) چکی ایک عدد۔
(۱۰) چمڑے کی ایک مشک۔
(۱۱) دودھ کے لئے لکڑی کا ایک پیالہ۔
(۱۲) پانی پینے کے لئے چمڑے کا ایک برتن۔
(۱۳) ہرے رنگ کا مٹی کا پیالہ۔
(۱۴) کچھ مٹی کے چھوٹے پیالے۔
(۱۵) کپڑے دھونے کے لئے تانبہ کا ایک برتن۔
(۱۶) چاندی کے بازو بند۔[۱]

---

[۱] فروغِ ابدیت: ج۱، ص۵۰۶، استاد جعفر سبحانی، مطبوعہ نئی دہلی۔

پوشاکِ عروسی دیکھ کر خواتینِ قریش حیرت زدہ

جناب فاطمہؑ نے شبِ عروسی میں اپنا لباسِ عروسی سائل کو دے دیا تھا، جس کے عوض اللہ نے پوشاکِ جنت عطا فرمائی۔

بحارالانوار میں روایت ہے کہ حضرت جبریلؑ جنت سے ایک پوشاک لے کر آئے جب جناب فاطمہؑ نے اُسے زیب تن فرمایا تو تمام خواتینِ قریش حیرت زدہ رہ گئیں اور انہوں نے جناب سیدہؑ سے پوچھا: بنتِ رسولؐ یہ لباس کہاں سے آیا ہے؟

بی بیؑ نے فرمایا: " هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یہ اللہ کی عنایت ہے"[1]

حضرت علیؑ کے گھر کا اثاثہ

حضرت علی علیہ السلام نے مندرجہ ذیل اسباب، حجلۂ عروسی کے لئے مہیا کئے تھے:

(۱) گوسفند کی کھال۔

(۲) ایک عدد تکیہ۔

(۳) ایک عدد مشک۔

(۴) ایک عدد آٹے کی چھلنی۔

(۵) ایک لکڑی کہ جس پر کپڑے اور پانی کی مشک لٹکائی جا سکے۔[2]

---

[1] الدمعۃ الساکبہ: ج:۱،ص:۱۲۴، محمد باقر دہدشتی بہبہانی نجفی، ترجمہ اثیر جاڑوی۔

[2] فاطمہ زہراؑ اسلام کی مثالی خاتون: ص:۶۶، مؤلف آیۃ اللہ ابراہیم امینی۔

خانۂ حضرت علیؑ میں جناب فاطمہؑ کا نظامِ عمل

حضرت فاطمہؑ مرکزِ نبوت سے مرکزِ ولایت تک

حضرت فاطمہ خانۂ رسالت سے خانۂ ولایت میں آئیں، گویا آپ کے کاندھوں پر فرائض کا بارِ گراں آ گیا، آپ چاہتی تھیں کہ مرکزِ ولایت میں ایسی زندگی گزاریں کہ کائنات کی ہر خاتون کے لئے مکمل نمونہ بن جائیں، تاکہ قیامت تک ساری دنیا کی عورتیں آپ کے وجودِ پرُنور اور آپ کی راہ وروش سے حقیقتِ اسلام اور نورانیتِ قران واہلِ بیتؑ کا مشاہدہ کرسکیں۔

ذیل میں ہم حضرت فاطمہ زہراؑ کے عظیم کردار کے چند پہلو پیش کرتے ہیں:

حضرت فاطمہؑ اور نظامِ خانہ داری

جناب فاطمہ زہراؑ باپ کی جانب سے عظیم الشان رسولؐ کی نورِ چشم تھیں، جن کے صدقے میں اس کائنات کو بنایا گیا تھا، اور ماں کی طرف سے حجاز کی متمول ترین خاتون جناب خدیجہؑ کی لختِ جگر تھیں جن کو ''ملیکۃ العرب'' کہا جاتا تھا، لیکن خانۂ شوہر میں آئیں تو وہ نظامِ خانہ داری پیش کیا کہ آپ تمام طبقاتِ نسواں کے لئے نمونۂ عمل قرار پا گئیں، چنانچہ آپ گھر کے تمام کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھیں، کھانا پکانا، سوت کاتنا، آٹا پیسنا، نظافت اور بچوں کی تربیت کرنا، غرض یہ سب کام اور اکیلی سیدۂ عالم، لیکن نہ کبھی تیوری پر بل آئے اور نہ کبھی اپنے شوہر سے کوئی شکایت کی اور نہ کبھی شکایت کا موقع آنے دیا، یہاں تک کہ حضرت علیؑ آپ کی جانفشانی اور زحمتوں کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے اپنے ایک صحابی سے فرماتے ہیں: کیا تم چاہتے ہو میں

دخترِ پیغمبرؐ کی حالت بتاؤں؟ صحابی نے عرض کیا: یقیناً مولیٰ ضرور فرمایئے، آپ نے فرمایا:

''جناب فاطمہؑ گھر کے لئے اتنا پانی بھر کر لاتی تھیں کہ آپ کے جسمِ اطہر پر مشک کا نشان پڑ جاتا تھا اور اس قدر چکی چلاتی تھیں کہ ہاتھ میں چھالے پڑ جاتے تھے اور گھر کو صاف ستھرا رکھنے، روٹی اور کھانا پکانے میں اتنی زحمتیں برداشت کرتی تھیں کہ آپ کا لباس گرد آلود ہو جاتا تھا''[۱]

جنابِ سیدہؑ نے اپنے گھر کو اپنے شوہر اور بچوں کے لئے آرام و آسائش کا مرکز بنا دیا تھا یہاں تک کہ جب حضرت علیؑ پر رنج و غم، دشواریوں اور بے سروسامانیوں کا حملہ ہوتا تھا تو گھر آ کر جناب فاطمہؑ کے چہرۂ انور کی زیارت فرماتے تھے۔ چند لمحہ گفتگو کرتے اور آپ کی مہر و محبت سے اپنے دل و دماغ کو راحت و آرام پہنچاتے تھے، حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے:

''جب میں گھر آتا اور میری نظر فاطمہ زہراؑ پر پڑتی تھی تو میرا تمام رنج و غم دور ہو جاتا تھا''[۲]

حضرت فاطمہؑ اور تربیتِ اولاد

جنابِ معصومہ کونینؑ کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ بچوں کی پرورش اور ان کی تربیت کرنا تھا، آپ نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت فرمائی کہ اللہ نے امامت جیسے عظیم منصب کو آپ کی ذُرّیت میں قرار دیا، جنابِ فاطمہؑ کے تمام بچے عزتِ اسلام کے محافظ، دینی اقدار کے نگہباں اور توحید و رسالت کے پاسباں تھے، یہی کشتی نجات بنے اور یہی جزوِ نبوت و رسالت قرار پائے، انہیں کے دم سے کربلا میں اسلام نہالِ آزادی تک پہنچا اور قرآن کو صحیح منزل ملی، یہ حضرت فاطمہؑ

---

۱ بحارالانوار: جلد:۴۳، ص:۸۲'' ... وَاَنَّهَا اسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى اَثَّرَ فِیْ صَدْرِهَا وَطَحَنَتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى مَجِلَتْ يَدَاهَا وَ كَسَحَتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا وَاَوْقَدَتِ النَّارَ تَحْتَ الْقِدْرِ حَتّٰى وَقَدْ كَنَتْ ثِيَابُهَا فَاَصَابَهَا مِنْ ذَالِكَ ضَرَرٌ شَدِيْدٌ''.

۲ سلسلۂ درسہای تاریخ اسلام: ص:۴۷/ بحار: ج:۴۳، ص:۱۳۴/ عوالم: ج:۱۱، ص:۴۲۴/ کشف الغمہ: ج:۱، ص:۳۶۳۔ '' لَقَدْ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهَا فَتَنْكَشِفُ عَنِّیْ الْهُمُوْمُ وَالْاَحْزَانُ ''.

کے پاکیزہ شیر کا اثر تھا کہ امام حسنؑ نے بڑے نازک حالات میں صلح قبول کر کے اسلام کو بچایا اور اس سے زیادہ نازک مرحلے پر امام حسینؑ نے کربلا میں اپنے خون سے دین کی آبیاری کی اور زینبؑ و اُمّ کلثومؑ نے اپنے بھائیوں کے پیغام کو کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک عام کیا اور دنیائے ظلم و ستم کو بتا دیا کہ خبردار! اہل بیتؑ وہ ہیں جو ثروتِ ظلم کے آگے بکتے نہیں اور حکومتِ ظلم کے آگے جھکتے نہیں۔

حضرت فاطمہؑ نصرتِ اسلام میں شوہر کی ہمدم

حضرت فاطمہ زہراؑ کے شوہرِ نامدار اسلام کے عظیم الشان بہادر تھے، آپ نے ہر معرکہ میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے تھے اور بدر و احد اور خیبر و خندق جیسی خونچکاں جنگوں کو فتح کیا، شوہر کی طرح جناب فاطمہؑ بھی عظیم مجاہدہ تھیں، شجاعت و بہادری آپ کے رگ و ریشے میں رچی بسی تھی لیکن عورتوں پر جہاد ساقط تھا، اس لئے آپ نے کبھی میدانِ کارزار میں قدم نہیں رکھا۔

آپ کی شجاعت و بہادری کے لئے تو اتنا کافی ہے کہ آپ کے پدر سلطان المجاہدین، شوہر فخر المجاہدین، بیٹے امام المجاہدین، بیٹیاں امّ المجاہدین اور خود مربیٔ مجاہدین تھیں، لہٰذا جب تک آپ اپنے باپ کے گھر تھیں اور حضورؐ کو نصرتِ اسلام کے لئے جاتے ہوئے دیکھتی تھیں تو خوشی سے آپ کا چہرہ تمتما اٹھتا تھا اور جب زخمی حالت کا مشاہدہ فرماتی تھیں تو آنسوؤں کی برسات میں باپ کے زخموں کی مرہم پٹی کرنے والی شخصیت بھی فاطمہؑ ہی ہوا کرتی تھیں، جس سے حضورؐ کو قلبی سکون ملتا تھا اور زبان سے بے ساختہ نکل جاتا تھا:

''فاطمہؑ! تم ''اُمّ ابیہا'' یعنی اپنے باپ کی ماں ہو''۔

خانۂ شوہر میں آنے کے بعد بھی حضرت فاطمہؑ کی مجاہدت اور نصرت اسلام کے جذبے میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ اپنے ہاتھوں سے شیر خدا علی مرتضیٰؑ کو جنگ کے لئے آراستہ کرتیں تھیں اور جب وہ میدانِ کارزار کے لئے باہر نکلتے تھے تو آپ کو روحانی کیف حاصل ہوتا تھا، اسی طرح

جب مولائے کائناتؑ فتح وظفر کا پرچم لے کر واپس پلٹے تھے تو حضرت فاطمہؑ تقدس میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے بہادر شوہر کا استقبال فرماتیں تھیں، ان کی تلوار اور دیگر اسلحہ جات کو بدن سے اتار کر صاف کرتیں اور سلیقے سے رکھتیں تھیں، آپ کے اس خلوصِ عمل سے حضرت علیؑ کو تقویت اور ڈھارس ملتی تھی اور میدانِ کارزار میں وارد ہونے والی تمام تھکاوٹیں ختم ہو جاتی تھیں۔

شوہر بیوی کے درمیان باہمی تعاون کے اصول

جناب فاطمہؑ جب شادی کے بعد مولائے کائناتؑ کے بیت الشرف میں آئیں تو دونوں کی مشترکہ زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے یہ اصول بنایا گیا کہ گھر کے اندر کا کام صدیقۂ طاہرہؑ انجام دیں گی اور باہر کا کام علی مرتضیٰؑ انجام دیں گے، لہٰذا مولائے کائناتؑ نان ونفقہ کا بندوبست فرماتے تھے اور گھر کا کام کاج حضرت فاطمہؑ کے ذمہ تھا، البتہ آپ دونوں نے مشترکہ زندگی کو مزید خوشگوار بنانے کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانے کا اصول بھی قائم کیا تھا، لہٰذا آپ کے یہاں یہ طریقۂ کار بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ صدیقۂ طاہرہؑ دال بناتی تھیں اور حضرت علیؑ اُسے صاف کرتے تھے، اسی طرح جناب فاطمہؑ نان ونفقہ کے انتظام میں اُون کات کر کسبِ معاش میں مولائے کائناتؑ کا تعاون کرتیں تھیں اور وہ گھر کے کاموں میں ان کی مدد فرماتے تھے۔[۱]

بارہا دیکھا گیا کہ جناب فاطمہؑ اور حضرت علیؑ گھر کے امور انجام دینے میں باہمی تعاون کا خیال رکھتے تھے، امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:

''امیر المومنینؑ گھر کی ضرورت کے لئے لکڑی اور پانی مہیا کرتے، گھر کی صفائی کرتے اور فاطمہؑ آٹا پیستیں اور آٹا گوندھ کر روٹی پکاتی تھیں''[۲]

---

[۱] ذکر وفکر: ص ۴۳۰، علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ، مطبوعہ تنظیم المکاتب، لکھنؤ۔

(۲) بحار الانوار: ج: ۴۳، ص: ۱۵۱/ الکافی: ج: ۵، ص: ۸۶/ وسائل الشیعہ: ج: ۱۷، ص: ۴۰: ''عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہ (ع) کَانَ اَمِیْرُالْمُؤمِنِیْنَ (ع) یَحْتَطِبُ وَ یَسْتَقِیْ وَ یَکْنُسُ وکَانَتْ فَاطِمَۃُ (ع) تَطْحَنُ وَ تَعْجِنُ وَ تَخْبِز''.

آپسی مسائل میں بڑوں کا مشورہ ضروری

ایک دن حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ کے درمیان اس بات پر گفتگو ہو رہی تھی کہ پیغمبر اسلامؐ کے نزدیک کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ حضرت علیؑ کہہ رہے تھے میں زیادہ محبوب ہوں اور جناب فاطمہؑ فرما رہی تھیں کہ میں زیادہ محبوب ہوں، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو سارا قصہ سنایا، رسول اکرمؐ، فاطمہؑ و علیؑ کے گھر تشریف لائے، دونوں حضرات نے حضور اکرمؐ کا استقبال کیا اور اپنے معاملے کو آپ سے بیان فرمایا، حضورؐ نے دونوں کو ایک فرش پر بٹھایا، ان کی باتیں غور سے سنیں پھر دونوں کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا:

''یا علیؑ! فاطمہؑ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور تم اس سے زیادہ عزیز ہو''۔[۱]

---

[۱] بحار الانوار: جلد: ۴۳، صفحہ: ۳۸/ مناقب: ج: ۳، ص: ۳۳۱/ عوالم: ج: ۱۱، ص: ۱۶۴/ مدارج النبوۃ: ج: ۲، ص: ۷۸۸۔
''هِیَ اَحبُّ اِلیّ وَاَنتَ اَعزُّ عَلَیَّ مَنهَا''.

حسنینؑ کی ولادت

پاکیزہ نسل کی بشارت

جناب ''اسماء بنت عمیسؓ ''نقل کرتی ہیں کہ جناب فاطمہؑ نے مجھ سے فرمایا: اسمٓاء! ایک مرتبہ آدھی رات کو میری آنکھ کھلی، میں نے دیکھا، زمین حضرت علیؑ سے مخاطِب ہے اور حضرت علیؑ بھی زمین سے باتیں کررہے ہیں، صبح ہوتے ہی میں نے یہ واقعہ اپنے بابا رسول خداؐ سے بیان کیا آنحضرتؐ ایک طویل سجدہ بجالائے، پھر سجدے سے سر اٹھا کر فرمایا:

''میری بیٹی تمھارے لئے پاکیزہ نسل اور اولادِ صالح کی خوش خبری ہے چونکہ اللہ نے تیرے شوہر کو دوسرے لوگوں پر فضیلت دی ہے اور زمین کو اس کے تابع فرماں بنایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اے زمین! میرے ولی خاص علی مرتضیٰؑ کے لئے اس دنیا کے مشرق ومغرب میں ہونے والی خبروں کی اطلاع دیتی رہنا''[1]

یہ ہے تمہارے خواب کی تعبیر

اللہ کے رسولؐ نے جناب اُمّ ایمنؓ کو بہشتی خاتون کہا اور آپ کی بے انتہا قدردانی فرمائی ایک دن ان کے کچھ پڑوسی رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزشتہ رات کا ماجرا بیان کرتے ہوئے عرض کیا: یارسول اللہؐ! اُمّ ایمنؓ آج رات صبح تک گریہ فرماتی رہی ہیں لیکن اس کا

---

[1] داستان علیؑ: ص: ۱۷۰، محمد رضا رمزی اوحدی، ترجمہ عبدالخالق جعفری مشہدی، مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ۔

سبب معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کیوں گریہ فرمارہی تھیں، آنحضرتؐ نے جناب اُمّ ایمنؓ کو بلوایا اور پوچھا: اے اُمّ ایمنؓ! خدا تمھاری آنکھوں کو کبھی نہ رُلائے، میں نے سنا ہے کہ گزشتہ شب تم بہت گریہ کرتی رہی ہو؟ اُس بہشتی خاتون نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسولؐ! گزشتہ شب میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا جس کی وجہ سے میرا آرام وسکوں چھن گیا اور میں اس کی وجہ سے بہت روئی، میرا دل اس بات پر راضی نہیں کہ میں اس خواب کو اپنی زبان پر لاؤں''۔

آپ نے فرمایا: اُمّ ایمنؓ! گھبراؤ نہیں اپنے خواب کو ہم سے بیان کرو؟ اُمّ ایمنؓ نے عرض کی: یارسول اللہؐ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کے جسمِ اطہر کے بعض اعضاء میرے گھر میں بکھرے پڑے ہیں''۔

حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا:

''اُمّ ایمنؓ! تمھارا خواب نیک ہے، عنقریب میری بیٹی فاطمہ زہراءؑ کے بطنِ مبارک سے ایک بچے کی ولادت ہونے والی ہے جس کی نگہداشت تم کروگی، یہ سن کر جناب اُمّ ایمنؓ خوش ہوگئیں اور دل کو تسلی مل گئی''۔

جناب اُمّ ایمنؓ فرماتی ہیں:

''کچھ دنوں کے بعد امام حسنؑ کی ولادت ہوئی، اُمّ ایمنؓ ساتویں دن ان کو آغوش میں لے کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آنحضرتؐ نے اُمّ ایمنؓ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: ''یَا اُمَّ اَیْمَنَ هٰذَا تَاوِیْلُ مَا رَؤْیَاکِ'' ''اُمّ ایمنؓ! یہ ہے تمھارے خواب کی تعبیر'' [1]

---

[1] امالی شیخ صدوقؒ: ص:۸۲/ بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۲۴۲/ عوالم العلوم: ج:۱۷، ص:۲۲۔

ناموں کا تعیّن

دنیا کا دستور ہے کہ لوگ اپنے بچوں کا نام خود ہی تجویز کر لیتے ہیں مگر رسول اللہؐ کے بچوں کے نام خدا مقرر فرماتا ہے، حضرت امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ جب شہزادی فاطمہؑ کے یہاں حضرت امام حسنؑ کی ولادت ہوئی تو آپ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اِس بچہ کا کچھ نام رکھئے، آپ نے فرمایا: میں رسول اللہؐ پر سبقت نہیں کرسکتا، اتنے میں رسول اکرمؐ تشریف لائے، آپ نے حضرت علیؑ سے پوچھا: اِس بچہ کا کیا نام رکھا ہے؟ عرض کی: میں اللہ کے نبیؐ پر کیسے سبقت کرسکتا ہوں، آنحضرتؐ نے فرمایا: میں بھی اِس بچہ کا نام رکھنے میں اپنے پروردگار پر سبقت نہیں کرسکتا، اُسی وقت خداوند عالم نے جبرئیلؑ کو حکم دیا: جبرئیلؑ! ہمارے حبیب محمد مصطفیٰؐ کے یہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے، جاؤ زمین پر اور درود وسلام اور پیغام تہنیت کے بعد کہو کہ خداوند عالم حکم دیتا ہے کہ اِس بچہ کا نام ہارونؑ کے بیٹے کے نام پر ''شبّرؑ'' رکھئے، آنحضرتؐ نے فرمایا: ہماری زبان عربی ہے، جناب جبرئیلؑ نے عرض کیا اِس بچہ کا نام ''حسنؑ'' رکھئے، غرض آنحضرتؐ نے اُس بچہ کا نام حسنؑ رکھا پھر جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو اس وقت بھی جبرئیلؑ نازل ہوئے اور خدا کا درود وسلام اور پیغامِ تہنیت پیش کیا اور فرمایا:

> ''بے شک آپ کو علیؑ سے وہی نسبت ہے جو موسیٰؑ کو ہارونؑ سے تھی، لہٰذا اِس بچہ کا نام بھی ہارون کے بیٹے کے نام پر ''شبیرؑ'' رکھئے کہ جسے عربی زبان میں ''حسینؑ'' کہتے ہیں، پس آنحضرتؐ نے آپ کا نام مبارک حسینؑ رکھ دیا''[۱]

---

[۱] امالی شیخ صدوقؒ: ص:۱۳۵، مطبوعہ تہران ۱۳۷۶ش'' فَهَبَطَ جَبْرَئِيلُ فَهَنَّأَهُ مِنَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالىٰ ثُمَّ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِنْكَ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسىٰ فَسَمِّهِ بِاسْمِ ابْنِ هَارُوْنَ قَالَ وَ مَا اِسْمُهُ قَالَ شَبِّيْرٌ قَالَ لِسَانِيْ عَرَبِيٌّ قَالَ سَمِّهِ الْحُسَيْنَ فَسَمَّاهُ الْحُسَيْنَ''.

کان میں اذان واقامت کہنے کی سنّت

''ابورافع'' کہتے ہیں: میرے والد نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو امام حسنؑ کی ولادت کے وقت اذان کہتے ہوئے دیکھا، نیز حضرت امام زین العابدینؑ سے اسماء بنت عمیسؓ فرماتی ہیں: میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی ولادت کے وقت آپ کی دادی جناب فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں حاضر تھی اور امام حسنؑ کی ولادت کے ایک سال بعد جب امام حسینؑ کی ولادت ہوئی تو پیغمبر اکرمؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا:

''اسماءؑ! میرے بیٹے کو میرے پاس لے آؤ، میں ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر لے گئی، آنحضرتؐ نے ان کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی''۔[۱]

بچوں کے عقیقے

''الکافی'' میں ہے حضرت امام صادقؑ نے فرمایا: پیغمبر اکرمؐ نے حضرت امام حسنؑ کا عقیقہ خود اپنے ہاتھوں سے کیا اور فرمایا: ''بِسْمِ اللّٰهِ عَقِيْقَةٌ عَنِ الْحَسَنِ''.

''یہ عقیقہ حسنؑ کی جانب سے ہے، اِس کی ہڈی، اُس کی ہڈی کے بدلے میں، اِس کا گوشت اُس کے گوشت کے بدلے میں، اِس کا خون اُس کے خون کے بدلے میں اِس کے بال اُس کے بال کے بدلے میں پھر فرمایا: پروردگارا! اِس عقیقے کو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی حمایت قرار دے''۔[۲]

''الکافی'' میں حماد بن عیسیٰ نے ''عاصم کوزی'' سے روایت کی کہ انھوں نے کہا:

---

[۱] صحیفہ امام الرضاؑ: ص: ۳۷۔ مطبوعہ مشہد مقدس، ایران۔

[۲] الکافی: جلد: ۶، ص: ۳۲/ وسائل الشیعہ: ج: ۲۱، ص: ۴۳۰/ سفینۃ البحار: ج: ۶، ص: ۳۲۳۔

''میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے سنا، وہ اپنے والد گرامی سے نقل فرما رہے تھے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے امام حسنؑ کے عقیقہ میں ایک گوسفند ذبح کیا اور امام حسینؑ کے عقیقہ میں بھی ایک گوسفند ذبح کیا... اور ساتویں دن اُن کے سر کو منڈوایا اور اُن کے بالوں کا وزن کر کے اُس کے برابر چاندی تصدُّق فرمائی''[۱]

چاندی کا تصدُّق

کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''رسول اکرمؐ نے حسنؑ و حسینؑ کا نام رکھا اور حکم دیا کہ اُن کا سر مونڈا کر اور اُن کے بالوں کے برابر چاندی تصدُّق کریں''[۲]

حسنینؑ کی پیروی حق کی پیروی

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں: جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے منقول ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

''فاطمہؑ میرے دل کا سرور ہیں اور اس کے دونوں بیٹے میرا میوۂ دل ہیں اور اس کے شوہر میری آنکھوں کا نور ہیں اور نسل فاطمہؑ میں آنے والے ائمہؑ میرے ربّ کے امین اور ریسمانِ محبت ہیں، جو ان سے تمسک کرے گا نجات پائے گا اور جو ان کا راستہ چھوڑے گا وہ بھٹک جائے گا''[۳]

(۱/۲) الکافی: ج:۶، ص:۳۳، حدیث:۵/ بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۲۵۷/ وسائل الشیعہ: ج:۲۱، ص:۴۳۰۔

" قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ (ع) عَقَّتْ فَاطِمَةُ (ع) عَنِ ابْنَيْهَا صَلٰواتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا وَحَلَقَتْ رُؤُسَهُمَا فِي الْيَومِ السَّابِعِ وَتَصَدَّقَتْ بِوَزْنِ الشَّعْرِ وَرِقًا ".

۳۔ بحار الانوار: ج:۲۳، ص:۱۱۱۰/ ارشاد القلوب الی الصواب: ج:۲، ص:۴۲۳/ نہج الحق وکشف الصدق:۳۹۶۔

"فَاطِمَةُ بَهْجَةُ قَلْبِيْ، وَابْنَا هَا ثَمَرَةُ فُؤَادِيْ، وَبَعْلُهَا نُورُ بَصَرِيْ وَالْاَئِمَّةُ مِنْ وُلْدِهَا اُمَنَاءِ رَبِّيْ وَالحَبْلُ الْمَمْدُوْدُ، فَمَنِ اعْتَصَمَ بِهِمْ فَقَدْ نَجا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُمْ فَقَدْ هَوىٰ ".

کاش میں زندہ ہوتی

علامہ ''حسین واعظ کاشفی'' رقمطراز ہیں کہ حضرت امام حسینؑ کی ولادت کے بعد خلاّقِ عالم نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ زمین پر جا کر میرے حبیب محمد مصطفیٰؐ کو حسینؑ کی ولادت پر مبارک باد دو اور ساتھ ہی ان کی شہادتِ عظمیٰ سے مطلع کر کے میری طرف سے تعزیت پیش کرو، جناب جبرئیلؑ بحکم ربِ جلیل زمین پر آئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچ کر تہنیت ادا کی، اس کے بعد عرض کی: اے حبیب خداؐ! ربِّ کریم آپ کی خدمت میں شہادتِ حسینؑ کی تعزیت بھی پیش کرتا ہے جبرئیلؑ کی بات سن کر سرورِ کائناتؐ گھبرا گئے، تڑپ کر پوچھا: جبریلؑ: یہ کیا کہہ رہے ہو، ماجرا کیا ہے، تہنیت کے ساتھ تعزیت کا کیا مطلب ہے، جبرئیلؑ نے عرض کی: مولاؐ! ایک وہ دن ہوگا، جس دن آپ کے اس چہیتے فرزند حسینؑ کے گلوئے مبارک پر خنجرِ آبدار رکھا جائے گا اور آپ کا یہ نورِ نظر بے یار و مددگار میدانِ کربلا میں یک و تنہا تین دن کا بھوکا پیاسا شہید ہوگا، یہ سن کر سرورِ عالمؐ محوِ گریہ ہو گئے، آپ کے رونے کی خبر امیر المومنینؑ کو پہنچی تو وہ بھی رونے لگے اور حالتِ گریہ میں داخلِ خانۂ سیدہؑ ہوئے، جناب سیدہؑ نے جب حضرت علیؑ کو روتے ہوئے دیکھا تو دل بے چین ہو گیا، عرض کی: ابوالحسنؑ! رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا: بنتِ رسولؐ! ابھی جبرئیل امینؑ آئے تھے انھوں نے حضور اکرمؐ کو ولادتِ حسینؑ کی تہنیت کے ساتھ اس کی شہادت کی بھی خبر دی ہے، یہ سن کر جناب فاطمہؑ کی چیخ نکل گئی، روتی ہوئی حضور کی خدمت میں آئیں، عرض کی: بابا جان! یہ شہادتِ حسینؑ کا واقعہ کب پیش آئے گا؟ فرمایا: بیٹی! جب یہ واقعہ پیش آئے گا، اس وقت نہ میں ہوں گا، نہ تم، اور نہ علیؑ ہوں گے نہ حسنؑ، جنابِ فاطمہؑ نے رُو کر پوچھا: بابا! میرا بچہ حسینؑ کس جرم و خطا پر شہید کیا جائے گا؟ فرمایا: بیٹی فاطمہؑ! کوئی خطا نہ ہوگی، صرف اسلام کی حمایت میں شہید کیا جائے گا، جناب فاطمہؑ نے عرض کی: بابا جان! جب ہم میں سے کوئی نہ ہوگا تو اس پر گریہ

کون کرے گا اور اس کے غم میں صفِ ماتم کون بچھائے گا، کاش میں زندہ ہوتی؟ ہاتفِ غیبی کی آواز آئی، فاطمہؑ! صدمہ نہ کرو، تمہارے اس فرزند کا غم ہمیشہ منایا جائے گا اور اس کا ماتم قیامت تک جاری وساری رہے گا۔[۱]

ایک روایت میں ہے کہ رسول خداؐ نے شہزدی فاطمہؑ کے جواب میں فرمایا:

''بیٹی فاطمہؑ گھبراؤ نہیں! خدا کچھ لوگوں کو ہمیشہ پیدا کرتا رہے گا، جس کے بوڑھے اس کے بوڑھوں پر، عورتیں اس کی عورتوں پر جوان اس کے جوانوں پر اور بچے اس کے بچوں پر گریہ وزاری کرتے رہیں گے''[۲]

قدرت کے اس اہتمامِ خاص کی بنا پر ہی دشمنانِ سیدہؑ اپنے تمام تر ظلم وستم کے باوجود بھی آج تک عزاداروں کے دلوں سے غم حسینؑ نہیں نکال سکے، بلکہ حسینیت کی اس عظیم تحریک میں ہر سال اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ حق ہمیشہ سر چڑھ کر بولتا ہے، اس کو نہ کبھی چھپایا جاسکتا ہے اور نہ کبھی دبایا جاسکتا ہے۔

دنیا ذکرِ امام حسینؑ نہ مٹا سکی

غمِ حسینؑ قیامت تک منایا جائے گا، یہ دعائے زہراؑ ہے، دشمنوں نے ہر موقع پر یادِ حسینؑ کو محو کرنے کی کوشش کی مگر دعائے زہراؑ کا اثر باقی رہا، دشمن خود مٹ گئے، برباد ہوگئے اور جو باقی بچے کھچے ہیں وہ بھی جلد ہی مٹ جائیں گے، مگر ذکرِ حسینؑ باقی رہے گا، اس لئے کہ وارثِ حسینؑ قائم حقؑ زندہ ہے۔ ڈاکٹر ضمیر اختر رضوی تحریر کرتے ہیں:

(۱) آج دنیا بھر میں ۱۸ کروڑ انسانوں کے نام، نامِ حسینؑ سے مرکب ہیں۔

[۱/۲] چودہ ستارے: ص ۲۱۴، مؤلف مولانا نجم الحسن کراروی۔

(۲) ایک دن رات میں لفظِ حسینؑ تقریباً ۵۶ کروڑ مرتبہ بولا جاتا ہے۔

(۳) ہر منٹ پر نامِ حسینؑ پر ۹۳ ہزار مرتبہ درود وسلام پڑھا جاتا ہے۔

(۴) ہر سال ۸۰ لاکھ انسان قبرِ حسینؑ کی زیارت کرتے ہیں۔[۱]

(۵) دنیا کی ۸۲ رائج زبانوں میں ذکرِ حسینؑ پابندی کے ساتھ ہوتا ہے۔

(۶) دنیا کے کسی نہ کسی گوشے میں کم از کم ۳ مجالس ہر وقت ہوتی رہتی ہیں۔

(۷) مسلمانوں کی شخصیات کے بارے میں سب سے زیادہ امام حسینؑ پر لکھا گیا۔

(۸) دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کے بعد سب زیادہ امام حسینؑ پر لکھا گیا۔

(۹) دنیا میں سب سے زیادہ اشعار ہر زبان میں امام حسینؑ پر لکھے گئے۔[۲]

حضرت امام علی رضا علیہ السلام ارشاد فرماتے:

''جو شخص ہمارے مصائب کو یاد کر کے خود روئے اور دوسروں کو رلائے تو اس کی آنکھ اس دن نہیں روئے گی جس دن سب آنکھیں روتی ہوں گی، اور جو شخص ایسی مجلس میں جا کر بیٹھے جس میں ہمارے امر کو زندہ کیا جا رہا ہو تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دوسرے دل مردہ ہو گئے ہوں گے''[۳]

---

[۱] راقم ۱۴۳۵ھ کے اربعین کے موقع پر زیارتِ کربلا سے مشرف ہوا، اس موقع پر دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ نے اس مراسم میں شرکت کرنے والے زائرین کی تعداد تقریباً ۳ کروڑ اعلان کی، جب کہ تکفیری گروہ کی یہ کوشش تھی کہ پورے عراق میں دہشت گردانہ حملے کر کے زائرین کی تعداد کو کم کر دیا جائے، مگر جس قوم کو شہادت ورثے میں ملی ہو اس قوم کو تکفیریوں کے حملے تو کیا، دنیا کی کوئی طاقت بھی نہیں ڈرا سکتی۔

[۲] عظمت حضرت زینبؑ: ص ۱۷۵، ڈاکٹر سید ضمیر اختر رضوی، مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنؤ (انڈیا)۔

[۳] عیون اخبار رضاؑ: ج ۱، ص ۵۱۰، شیخ صدوقؒ، ترجمہ محمد حسن جعفری، مطبوعہ (پاکستان)۔

خون آلود پیراہن کے ساتھ

حضرت رسول اسلامؐ نے ارشاد فرمایا: قیامت کا دن ہوگا، میری بیٹی فاطمہ زہراؑ کو محشور کیا جائے گا اس کے ہاتھ میں خون آلود پیراہن ہوگا، وہ اس کو عرش کے ایک گوشے میں لٹکا دیں گی اور خالقِ کائنات کی بارگاہ میں خطاب کریں گی:

''اے خدائے عادل! میرے اور قاتلانِ حسینؑ کے درمیان انصاف فرما: ربِّ کعبہ کی قسم، خداوند عالم میری بیٹی کے حق میں حکم فرمائے گا، اور جس پر فاطمہؑ غضبناک ہوں گی اس پر خدا غضبناک ہوگا اور جس سے فاطمہؑ راضی ہوں گی اس سے اللہ راضی خوشنود ہوگا''[۱]

---

[۱] عیون اخبار الرضاؑ: ج:۲،ص:۹/ بحار الانوار: ج:۷۳،ص:۷۰/صحیفۂ فاطمیہ:۲۶۲/ دلائل الامامہ:ص:۱۵۵۔ کشف الغمۃ: ج:۲،ص:۲۶۹۔

" قَالَ رَسُولُ اللّٰه : تُحْشَرُ ابْنَتِیْ فَاطِمَةُ یَومَ الْقِیَامَةِ وَمَعَهَا ثِیَابٌ مَصْبُوغَةٌ بِالدَّمِ ، فتتَعَلَّقُ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَتَقُولُ: یَا عَدْلُ احْکُمْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ قَاتِلِ وَلَدِیْ ! فَیَحْکُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِابْنَتِیْ وَ رَبِّ الْکَعْبَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَغْضِبُ لِغَضَبِ فَاطِمَةَ وَ یَرضیٰ لِرِضَاهَا ".

حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے بچوں کے درمیان

بیٹے کی تقریر سے لطف اندوز

حضرت امام حسنؑ کی عمر سات سال کی تھی، آپ ہر روز مسجد میں جاتے تھے اور نانا کے خطبات سماعت فرمایا کرتے تھے، ایک روز آپ منبر کے پاس بیٹھ گئے، حضورؐ نے ہمیشہ کی طرح وحی کے بارے میں گفتگو فرمائی، امام حسنؑ وہ ساری گفتگو سن کر دولت کدہ پر تشریف لائے اور نانا کی ساری تقریر اپنی والدہ گرامی کو سنادی، جناب فاطمہؑ امام حسنؑ کی تقریر سن کر بہت خوش ہوئیں اور جب حضرت علیؑ تشریف لائے تو آپ نے وہی سب کچھ بتادیا جو آنحضرتؐ نے مسجد میں بیان فرمایا تھا، حضرت علیؑ نے فرمایا:

''دخترِ پیغمبرؐ! ان سب باتوں کا آپ کو کیسے پتا چلا؟ یہ سب باتیں تو ابھی ابھی آنحضرتؐ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمائی ہیں''۔

حضرت فاطمہؑ نے سارا واقعہ بیان فرمایا، حضرت علیؑ بچے کی اس ادا سے بہت مسرور ہوئے اور بیٹے کی تقریر سننے کا شوق دل میں پیدا ہوا، ایک دن آپ پردے کے پیچھے چھپ گئے، ادھر جب حضرت امام حسنؑ مسجد سے واپس آئے تو حسبِ معمول ماں کے سامنے تقریر شروع کر دی، لیکن اس بار زبان میں لکنت پیدا ہوگئی، خاتونِ جنتؑ کو حیرت ہوئی، حضرت امام حسنؑ نے عرض کی:

''یَا اُمّاہُ قَدْتَلَجْلَجَ لِسَانِیْ وَکَلَّ بَیَانِیْ وَ لَعَلَّ سَیِّدِیْ یَرَانِیْ''۔

''مادرِ گرامی! آپ تعجب نہ فرمائیں اس لئے کہ کوئی بزرگ میری تقریر سن رہے ہیں

اوران کی سماعت میری زبان کی لکنت بن رہی ہے''۔

حضرت امام حسنؑ کی بات سن کر حضرت علیؑ پردے کے پیچھے سے باہر آ گئے اور آپ کو آغوش میں بھر لیا، جناب فاطمہؑ بھی بیٹے کے بوسے لینے لگیں اور بے حد مسرور ہوئیں۔[۱]

بچوں کے لئے خطاطی کا مقابلہ

ایک مرتبہ رسول اکرمؐ نے اپنے دونوں نواسوں حسنؑ و حسینؑ کے درمیان خطاطی کا مقابلہ رکھا، مقابلے میں طے پایا کہ دونوں بچوں میں جس کی تحریر اچھی ہوگی اسی کی طاقت بھی زیادہ ہوگی غرض امام حسنؑ و امام حسینؑ نے تختیاں تیار کیں اور اپنی اپنی خطاطی کے جوہر دکھائے، پھر دونوں اپنی اپنی تختیاں لے کر حضرت علیؑ کے پاس آئے، آپ بچوں کی تحریر دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ستائشی کلمات سے نواز کر دونوں کو حضورؐ کے پاس بھیج دیا، بچے نانا کی خدمت میں آئے، آنحضرتؐ بھی بہت خوش ہوئے، لیکن کوئی فیصلہ نہ دیا، بلکہ دونوں کو حضرت فاطمہؑ کے پاس بھیج دیا، آپ نے بھی بچوں کی تختیوں کو دیکھا اور بہت خوش ہوئیں، لیکن بات دونوں کے درمیان فیصلہ کی تھی، لہٰذا نہایت ہی دور اندیشی سے اپنے پیارے بچوں کا فیصلہ خود بچوں پر چھوڑ دیا اور فرمایا:

> ''اے میرے نور چشمو! میں اپنے گلے کے ہار کا دھاگہ توڑتی ہوں اور اس کے موتی تمھارے سر پر ڈالتی ہوں، اس کے موتی تمھارے سامنے بکھر جائیں گے، پس تم میں سے جو بھی اس ہار کے زیادہ موتی چنے گا، اس کا خط اچھا سمجھا جائے گا اور اسی کو زیادہ شجاع مانا جائے گا''[۲]

---

[۱] چودہ ستارے: ص:۱۸۱، مولانا نجم الحسن کراروی۔

[۲] بحار الانوار: ج:۴۵، ص:۱۹۱/ احقاق الحق: ج:۱۰، ص:۶۵۴/ چودہ ستارے، ص:۲۱۸/ عوالم: ج:۱۷، ص:۴۲۰۔
'' يَا قُرَّتَیْ عَیْنِیْ اِنِّیْ اَقْطَعُ قِلَادَتِیْ عَلٰی رَأسِکُمَا وَ اَنْشُرُبَیْنَکُمَا جَوَاهِرَ هٰذِهِ الْقِلَادَةِ فَمَنْ اَخَذَ مِنْهَا اَکْثَرَ فَخَطُّهُ اَحْسَنُ وَ تَکُونُ قُوَّتُهُ اَکْثَر''.

غرض جناب فاطمہؑ نے گلوبند توڑ دیا، گلوبند میں سات موتی تھے، ساتوں موتی زمین پر بکھر گئے، بچوں نے ہاتھ بڑھائے اور تین تین موتی اٹھالئے لیکن ساتویں موتی کی طرف جیسے ہی دونوں کے ہاتھ بڑھے حکم خدا ہوا، جبرئیلؑ جاؤ، موتی کے دوٹکڑے کردو، حکم خدا پاتے ہی جبرئیلؑ آئے اور پر مار کر دوٹکڑے کردئے، ٹکڑے ہوتے ہیں ایک ٹکڑا امام حسنؑ نے لے لیا دوسرا امام حسینؑ نے اٹھالیا، ماں نے بڑھ کر بچوں کو آغوش میں بھرلیا اور فرمایا:

''بچو! کیا میں نہ کہتی تھی کہ تم دونوں ہی کی تحریر اچھی ہے اور ایک دوسرے کے خط پر ترجیح نہیں ہے''[۱]

بچوں کے لئے کشتی کا مقابلہ

بچوں میں ذہنی نشو ونما کے لئے ورزش اور کھیل کود ضروری ہے، اس کے لئے ماں باپ کی حوصلہ افزائی بھی ضروری ہے، اسی لئے پیغمبر اسلامؐ بذاتِ خود اپنے نواسوں کے ساتھ کھیلتے اور ان کا حوصلہ بڑھاتے تھے، چنانچہ آپ نے ایک روز امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے درمیان کشتی کا مقابلہ کرایا، حضورؐ دونوں کی کشتی سے خوش تھے، جناب سیدہؑ بھی قریب کھڑی تھیں، آپ امام حسنؑ کو تشویق کرتے ہوئے فرماتے تھے: شاباش بیٹا حسنؑ، شاباش بیٹا حسنؑ، جناب فاطمہؑ نے فرمایا:

''بابا جان! حسینؑ ابھی چھوٹے ہیں، حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: بیٹی! حسینؑ چھوٹے ضرور ہیں، مگر شجاعت وطاقت میں زیادہ ہیں اور پھر حسینؑ کو جبرئیلؑ شاباش کہہ رہے ہیں''[۲]

۱۔ بحارالانوار: ج:۴۵،ص:۱۹۱/ احقاق الحق: ج:۱۰،ص:۶۵۴/ چودہ ستارے،ص:۲۱۸/عوالم: ج:۱۷،ص:۴۲۰۔

۲۔ بحار الانوار: ج:۴۳،ص: ۲۶۵/ چودہ ستارے،ص: ۲۱۷۔/ المناقب: ج:۳،ص:۳۹۳/ امالی طوسیؒ:ص:۵۱۳، الاصابۃ فی تمیز الصحابہ: ابن حجر عسقلانی: ج:۲،ص:۵۴۸۔

بچوں کے لئے بہشتی لباس

حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کا بچپنا تھا، عید آنے کو تھی لیکن حضرت فاطمہؑ کے گھر میں بچوں کے لئے نئے کپڑوں کا کیا ذکر، پرانے کپڑے بھی نہیں تھے، حد یہ ہے کہ کھانے کے لئے نانِ جویں بھی موجود نہیں تھی، بچوں نے ماں کے گلے میں باہیں ڈال دیں: مادر گرامی! کل عید کا دن ہے، اطفالِ مدینہ زرق برق کپڑے پہن کر نکلیں گے اور ہمارے پاس ابھی تک کوئی لباس نہیں ہے، ہم کس طرح عید منائیں گے، ماں نے کہا بچو! گھبراؤ نہیں، تمھارا لباس درزی لائے گا، عید کی رات آئی، بچوں نے ماں سے پھر کپڑوں کا تقاضا کیا، ماں نے وہی جواب دے کر نونہالوں کو خاموش کر دیا۔

ماں نے بچوں کو سمجھا تو دیا، لیکن حقیقت یہ تھی کہ کسی درزی کو بھی کپڑے نہیں دیئے گئے تھے، ہاں قربان جائیں دخترِ رسولؐ کی صداقت پر کہ زبانِ اقدس سے نکلے ہوئے کلمات بارگاہِ احدیت میں دعا بن گئے، لہٰذا ابھی صبح بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک شخص گھر پر آیا، فضہؓ دروازے پر گئی، اس شخص نے ایک بقچہ لباس کا دیا، فضہؓ نے جناب سیدہؑ کی خدمت میں پیش کیا، سیدہؑ نے بقچہ کھول کر دیکھا تو دو چھوٹے چھوٹے عمامے، دو قبائیں، دو عبائیں اور دوسرے تمام ضروری کپڑے موجود تھے، ماں کا دل باغ باغ ہو گیا اور سمجھ گئیں کہ یہ کپڑے جنت سے آئے ہیں، آپ نے بچوں کو جگایا، کپڑے دیئے، صبح ہوئی، بچوں نے جب کپڑوں کے رنگ کی طرف دیکھا تو فرمایا: مادر گرامی! یہ تو سفید کپڑے ہیں، اطفالِ مدینہ رنگیں کپڑے پہنے ہوں گے، اماں جان! ہمیں رنگین کپڑے چاہئیں، حضور اکرمؐ کو اس کی خبر ملی، آپ فوراً تشریف لائے اور فرمایا: گھبراؤ نہیں تمھارے کپڑے ابھی رنگین ہو جاتے ہیں، اتنے میں حضرت جبرئیلؑ ایک برتن لئے ہوئے پہنچے اور کپڑوں پر پانی ڈالا اور محمد مصطفیٰؐ کے ارادے سے کپڑے رنگین ہو گئے، سبز کپڑے امام حسنؑ نے

اور سرخ امام حسینؑ نے پہنے، پھر آنحضرتؐ نے بچوں کو اپنے کاندھے پر بٹھایا اور اپنی زلفیں پکڑاتے ہوئے فرمایا:

''میرے نونہالو! رسالت کی باگ ڈور تمہارے ہاتھ میں ہے، جدھر چاہو موڑ دو اور جہاں چاہو لے چلو''[۱]

بعض علماء کا کہنا ہے کہ سرور کائناتؐ بچوں کو پشت پر بٹھا کر دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں سے چلنے لگے اور بچوں کی فرمائش پر منہ سے اُونٹ کی آواز نکالی۔[۲]

بچوں میں رعایتِ حقوق کا درس

ایک دن پیغمبر اسلامؐ خانۂ جناب سیدہؑ میں آرام فرما تھے، اسی اثناء میں امام حسنؑ نے جو ابھی کمسن تھے پانی طلب کیا، پیغمبر اکرمؐ اٹھے اور تھوڑا دودھ برتن میں ڈال کر آپ کو دیا اتنے میں امام حسینؑ آگے بڑھے اور چاہا دودھ کا برتن ہاتھ سے لے لیں لیکن پیغمبر اسلامؐ نے روک دیا، حضرت فاطمہؑ یہ منظر دیکھ رہی تھیں، آپ نے عرض کیا: بابا جان! کیا آپ حسنؑ کو زیادہ اور حسینؑ کو کم چاہتے ہیں، حضورؐ نے فرمایا: بیٹی بات یہ نہیں ہے، بلکہ حسنؑ کو تقدم حاصل تھا، انھوں نے پہلے طلب کیا تھا لہٰذا حق تقدم کے خیال کو ضروری سمجھتے ہوئے پہلے حسنؑ کو دیا ہے۔[۳]

جناب فاطمہؑ جانتی تھیں کہ پیغمبرؐ نے حضرت امام حسینؑ کو دودھ کا پیالہ دینے سے کیوں منع فرمایا لیکن آپ نے بچوں میں حق تقدم کی رعایت کا جذبہ اُبھارنے کے لئے پیغمبر اسلامؐ سے اس انداز میں سوال فرمایا کہ تمام مسئلہ واضح ہو گیا۔

۱۔ ماخوذ از: داستان علیؑ، ص: ۸۶/ چودہ ستارے: ص: ۲۱۹۔
۲۔ چودہ ستارے: ص: ۲۱۹۔
۳۔ بحار الانوار: ج: ۴۳، ص: ۲۸۳/ فاطمہ زہراؑ اسلام کی مثالی خاتون: مؤلف آیت اللہ ابراہیم امینی۔

کرامات و معجزاتِ حضرت فاطمہ زہراؑ

میں تمہاری شفاعت کروں گی

''بحورالغمہ'' میں منقول ہے کہ ایک مومنہ عزادارِ حسینؑ نجف اشرف میں رہتی تھی، ایک سال اسے عزاخانہ کی خدمت کے لئے کوئی خادمہ نہ مل سکی، اِدھر ایامِ عزا بھی آ پہنچے اور ہلالِ محرم نمودار ہوا، مومنہ پریشان تھی، اس نے خلوصِ دل سے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے، آقا حسینؑ! کافی تلاش کرنے کے باوجود بھی کوئی خادمہ نہیں مل سکی، میں تنہا ہوں، اس سال میں کس طرح عزاداری کرسکوں گی، مومنہ کہتی ہے جب صبح کے وقت اہلِ عزاء میرے یہاں جمع ہوئے تو اثنائے مجلس میں نورانی شکل وصورت والی ایک بی بی مجھ سے بولی: اے مومنہ! میں تیری مدد واعانت کے لئے آئی ہوں، یہ سن کر میں نہایت خوش ہوئی اور اس کو عزاداروں کی خدمت کے لئے رکھ لیا، وہ بی بی دل وجاں سے عزاداروں کی خدمت میں مصروف رہتی، اس کا دستور تھا کہ جب دسترخوان بچھتا تو جامِ آب سامنے لاکر کہتی، بیبیو! کھانا پانی نوش کرو مگر گرسنگی وتشنگی حسینؑ واطفال حسینؑ کو نہ بھلانا، یہ کہہ کر وہ خوب گریہ کرتی، اس کے رونے سے تمام خواتین بھی گریہ وزاری میں مصروف ہوجاتیں عاشوراء کے روز میں دیکھتی ہوں کہ وہ بی بی باحالِ پریشاں، سروصورت پیٹتی جاتی اور اس شدت سے روتی جاتی کہ جیسے کوئی ماں جواں لال پر روتی ہے، میں نے تعجب سے پوچھا: اے بی بی! آج تم اس قدر کیوں روتی ہو، کیا تمھارا کوئی بیٹا مرگیا ہے، وہ معظّمہ فریاد کرکے بولی: آہ! آہ! اے مومنہ! تو ایک فرزند کو پوچھتی ہے، آج میرے ۱۷ر بیٹے طفل وجواں مثل گوسفند، ریگِ گرم

پر ذبح ہو گئے، اِدھر اس بی بی نے یہ کہا اُدھر ذاکر کی زُبان سے یہ جملے نکلے۔ افسوس صد افسوس کہ حسینؑ کے سرِ اقدس کو ظالموں نے پس گردن سے کاٹ لیا، پھر خون میں ڈوبا ہوا سر نوک نیزہ پر نصب کیا گیا، ہائے افسوس کہ امام حسینؑ کی بہنؑ کو لاشِ بے سر پر رونے نہ دیا، ہائے افسوس کہ بہن کی آنکھوں کے سامنے بھائی کا سر نوکِ نیزہ پر چڑھایا، اور بھائی کے کٹے سر کے سامنے بہن کو کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام پھرایا گیا یہ سن کر اس معظّمہ نے ایک چیخ ماری اور ہاتھ سینہ پر مار کر غش کر گئی، جب ہوش میں آئی تو میں نے دستِ ادب جوڑ کر پوچھا بی بیؑ آپ کون ہیں، فرمایا:

''میں حسینؑ کی دکھیاری ماں فاطمہؑ ہوں، اے میرے حسینؑ پر رونے والیو! میں حسینؑ کی عزادار ماں ہوں، مجھے پُرسہ دو، خدا کی قسم میں روزِ محشر بارگاہِ خدا میں تمہاری شفاعت کروں گی اور خلعتِ بہشت سے آراستہ کروں گی''۔

یہ کہہ کر بی بی نظروں سے غائب ہو گئیں اور خواتین روتی پیٹتی رہ گئیں۔[۱]

مرزا حبیب صبوحی کی حکایت

اس حکایت کا تعلق ایک عالم دین سے ہے جو ایران کے شہر ''قم'' میں سکونت پذیر تھے ان کا نام ''مرزا صبوحی طسوجی'' تھا، موصوف ایک باتقویٰ و راستگو انسان تھے، بیس مرتبہ حج کی سعادت سے مشرف ہو چکے تھے، وہ ہر سال حج کے لئے جاتے تھے اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے جاتے اور راستے بھر ان کی خدمت میں مصروف رہتے تھے، موصوف کے فرزند کہتے ہیں: میرے والد امام زمانہؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے، چنانچہ ایک روز میں ان کی خدمت میں گیا اور خواہش ظاہر کی کہ تشرفِ امامؑ کے واقعہ کو مجھ سے بیاں فرمائیں تا کہ یہ حکایت اہلِ ولایت کے لئے مزید اطمینان آور ہو اور سکونِ قلب کا باعث بنے، انہوں نے پہلے تو بیان کرنے سے منع

---

[۱] بحور الغمہ: ج:۲، ص:۳۰۳ مؤلفہ حاج سید محمد علی خان، مطبع جعفری لکھنؤ۔ (خلاصہ)

کیا، لیکن جب میرا بے حد اصرار دیکھا تو اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا:

''میں ایک سال حج کو گیا اور مسجدِ رسولؐ کی زیارت کے لئے مدینہ آیا، وہاں میں نے حضرت فاطمہ زہراؑ کے مصائب پر رونا شروع کیا، میں یہ سوچ رہا تھا کہ رسول خداؐ کی بیٹی کتنی مظلومہ ہے کہ آج تک اس کی قبر کا پتا بھی نہیں چل سکا، اس وقت میں نے زیرِ لب حضرت زہراؑ کی بارگاہ میں عرض کی: اے بی بی زہراؑ! آپ کی یہ مصیبت کتنی عظیم ہے کہ چاہنے والے آپ کی قبر پر آ کر زیارت بھی نہیں پڑھ سکتے میں اب تک یہاں ۱۸ مرتبہ آ چکا ہوں مگر ایک مرتبہ بھی مجھ کو یقینی مزار پر زیارت پڑھنے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا، میں ابھی یہ کلمات کہہ ہی رہا تھا کہ اتنے میں ایک عرب اہلِ حجاز کے لباس میں سامنے آ کر ٹھہر گیا اس نے مجھے سلام کیا پھر منبرِ رسولؐ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا اس جگہ کو دیکھتے ہو جس کے اُوپر لکھا ہوا ہے:

'' اِنَّ بَیْنَ قَبرِیْ وَ مِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ''.

یعنی میری قبر اور منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے''۔

اس کے بعد فرمایا: بس اسی جگہ میری ماں فاطمہ زہراؑ کی قبر ہے، میں نے عرض کی آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں فرزندِ فاطمہؑ ''مہدی موعودؑ ''ہوں۔

کیا شان ہے آپ کی یا فاطمۃ الزہراؑ! کہ اگر کوئی آپ سے متوسل ہو جائے تو مدد کے لئے پردۂ غیب سے اپنے پوتے کو بھیجتی ہیں۔

مجلسِ عزا میں بی بی فاطمہؑ کی آمد

عالمِ دین شیخ ''علی رضا گلِ محمدی''، نقل فرماتے ہیں کہ ایک سال ایام فاطمیہؑ کے موقع پر آقای شیخ ''جعفر مجتہدی'' اپنے گھر پر مجالس عزاء منعقد کر رہے تھے، اتفاق سے آخری دن مجلس کو خطاب کرنے کے لئے آقای ''شمس قمی'' منبر پر گئے اور بیٹھتے ہی مصائب شروع کر دیئے، ابھی

چند منٹ گزرے تھے کہ اچانک شیخ ''جعفر مجتہدی'' بڑی تیزی سے کھڑے ہوئے اور زار و قطار روتے ہوئے دالان کی طرف دوڑ پڑے اور چیخ چیخ کر گریہ وزاری کرنے لگے، اس بات سے حاضرین کو بڑا تعجب ہوا اور مجلس کے بعد سب لوگ ان کے پاس آئے اور حقیقتِ حال سے آگاہ ہونا چاہا، وہ دوبارہ زار و قطار رونے لگے اور روتے روتے فرمایا: آج مجلس عزاء میں خود بی بی سیدہؑ تشریف لائیں تھیں، لہٰذا مجھ سے گوارا نہ ہوسکا کہ جس مجلس میں بی بی تشریف فرما ہوں، وہاں مجھ جیسا حقیر بیٹھا رہے، پس میں آپ کی عظمت کی خاطر فوراً باہر آ گیا اور باادب کھڑے ہو کر گریہ وزاری میں مشغول ہو گیا۔[۱]

جناب شہر بانوؑ کے خواب میں

آپ شاہانِ فارس کے آخری بادشاہ ''یزدجرد'' کی بیٹی تھیں، جب اسلامی لشکر نے ایران کو فتح کیا، تو دوسرے اسیروں کے ساتھ دخترانِ شاہ کو بھی گرفتار کر کے مدینہ لایا گیا، حضرت علیؑ نے شاہان فارس کی بیٹیوں کو رسن بستہ دیکھا تو فوراً ان کو آزاد کرایا اور ان میں سے جناب ''شہر بانو'' کا عقد اپنے نورِ نظر حضرت امام حسینؑ سے کر دیا، خاندانِ عصمت وطہارت سے منسلک ہونے کے بعد جناب شہر بانوؑ کو یہ عظمت عطا ہوئی کہ آپ نو معصوم ائمہؑ کے نور کی حامل قرار پائیں، اسی لئے آپ کو ''سیدۃُ النساء'' بھی کہا جاتا ہے۔[۲]

جناب شہر بانوؑ خاندانِ اہل بیتؑ میں آنے سے قبل ہی پیغمبر اسلامؐ، حضرت فاطمہؑ اور حضرت امام حسینؑ کی زیارت خواب میں کر چکی تھیں۔ آپ خود فرماتی ہیں:

---

[۱] صحیفۂ فاطمیہ: ص: ۲۸۲، مؤلف حمید احمدی جلفائی، مطبوعہ آستانہ زائر، قم المقدسہ (ایران)۔
[۲] ماخوذ از: چودہ ستارے: ص: ۲۷۴، مؤلف مولانا نجم الحسن کراروی۔

''لشکرِ اسلام کے ورود سے پہلے ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرمؐ ہمارے محل میں تشریف لائے، آپ کے ہمراہ حضرت امام حسینؑ بھی تھے آپ ایک مقام پر جلوہ افروز ہوئے اور حضرت امام حسینؑ سے میرا عقد پڑھ دیا، جب صبح ہوئی تو اس سے میرا دل بہت متأثر ہوا، اور تمام دن میرے دل و دماغ پر چھائے رہے دوسری رات میں نے دیکھا کہ شہزادیٔ کونین حضرت فاطمہ زہراؑ تشریف لائی ہیں میں شہزادی کی زیارت سے مشرف ہوئی، آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی، میں زمرۂ اسلام میں داخل ہوئی، پھر آپ نے پیشین گوئی فرمائی کہ لشکرِ اسلام فتح نصیب ہوگی اور تم عنقریب میرے بیٹے حسینؑ سے ملوگی اور کوئی بھی تمھیں کسی قسم کا گزند نہیں پہنچا سکے گا، چنانچہ میں لشکر اسلام کی فتح کے بعد صحیح وسالم مدینہ پہنچی اور ایسا ہی ہوا جیسے شہزادی فاطمہ زہراؑ نے مجھ سے خواب میں فرمایا تھا''[۱]

جناب نرجس خاتونؑ کے خواب میں

آپ ہمارے امامِ زمانہؑ کی مادرِ گرامی تھیں، آپ کو ''سوسن ریحانہ'' بھی کہا جاتا ہے، قیصر روم کی پوتی تھیں، آپ نے گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکریؑ کی زوجیت میں آنے سے

---

[۱] مسند فاطمہ الزہراؑء: ص:۵۱۱/ بحار الانوار: ج:۴۶، ص:۱۱/ الخرائج والجرائح: ج:۲، ص:۵۱۷/ عوالم: ج:۱۱، ص:۸۔
'' قَالَتْ رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ قَبْلَ وُرُوْدِ عَسْكَرِ الْمُسْلِمِيْنَ كَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولَ اللّٰهِ دَخَلَ دَارَنَا وَقَعَدَ مَعَ الْحُسَيْنِ وَخِطَبَنِيْ لَهُ وَزَوَّجَنِيْ مِنْهُ، فَلَمَّا اَصْبَحْتُ كَانَ ذَلِكَ يُؤثِرُ فِيْ قَلْبِيْ وَمَا كَانَ لِيْ خَاطِرٌ غَيرَ هٰذَا، فَلَمَّا كَانَ فِي الَّيْلَةِ الثَّانِيَّةِ رَأيتُ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ قَد اَتَتْنِيْ وَ عَرَضَتْ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ فَاَسْلَمْتُ، ثُمَّ قَالَتْ: اِنَّ الْغَلَبَةَ تَكُوْنُ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّكِ تَصِلِيْنَ عَنْ قَرِيْبٍ اِلَى اِبْنِيْ الْحُسَيْنِ سَالِمَةً لَا يُصِيْبُكِ بِسُوءٍ اَحَدٌ ''.

پہلے جناب فاطمہؑ کو خواب میں دیکھا اور عالمِ خواب ہی میں شہزادیؑ نے آپ کو زمرۂ اسلام میں داخل فرمایا اور اپنی بہو بنایا، آپ اپنے خواب کو اس طرح بیان فرماتی ہیں چودھویں کی رات تھی، میں نے دیکھا شہزادی فاطمہؑ حضرت مریمؑ کے ساتھ میری ملاقات کو آئیں، ان کے ساتھ جنت کے کچھ تحفے بھی تھے، جناب مریمؑ نے مجھ سے فرمایا: یہ شہزادی فاطمہؑ ہیں، تیرے شوہر ''ابومحمدؑ'' کی جدۂ ماجدہ، میں نے فوراً ان کا دامن پکڑ لیا اور روتے ہوئے عرض کی: شہزادی آپ نے ان کو میری ملاقات سے کیوں روک دیا، آپ نے فرمایا: ''میرا بیٹا تم سے ملاقات نہیں کرسکتا کیوں کہ تم مسلمان نہیں ہو، دیکھو! یہ میری بہن مریمؑ ہیں جو تمھارے دین سے بیزار ہیں، پس اگر تم خدا نیز عیسیٰؑ اور مریمؑ کی خوشنودی چاہتی ہو تو کہو:

'' اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ ''.

میں نے یہ کلمات دُہرائے، شہزادی فاطمہؑ نے خوشی سے مجھے سینے سے لگا لیا اور تسلّی دے کر فرمایا: اب تم میرے فرزند سے ملاقات کی منتظر رہو، میں اس کو تمھارے لئے بھیجوں گی''[۱]

اس طرح جناب سیدہؑ نے خواب میں جناب نرجس خاتونؑ کو اپنی بہو بنایا۔

---

[۱] مسند فاطمہ الزہراءؑ: ص:۵۱۱/ بحارالانوار: ج:۵۱، ص:۹/ مناقب شہرآشوبؒ: ۴۴۱۔

'' قَالَتْ سَيِّدَةُ النِّسَاءِ(ع) اِنَّ ابْنِیْ '' اَبَا مُحَمَّد '' لَا يَزُوْرُكِ وَاَنْتِ مُشْرِكَةٌ بِاللّٰهِ عَلٰى مَذْهَبِ النَّصَارٰى وَهٰذِهِ اُخْتِیْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ تَبْرَأُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ دِيْنِكِ فَاِنْ مِلْتِ اِلَى رِضَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَرِضَى الْمَسِيْحِ وَ مَرْيَمَ وَ زِيَارَةِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ، اِيَاكِ فَقُوْلِیْ: اَشْهَدُاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنَّ اَبِیْ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ ،فَلَمَّا تَكَلَّمْتُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ ضَمَّتْنِیْ اِلَى صَدْرِهَا سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَطَيَّبَتْ نَفْسِیْ وَقَالَتْ: اَلْآنَ تَوَقَّعِیْ زِيَارَةَ اَبِیْ مُحَمَّدٍ وَاِنِّیْ مُنْفِذَتُهُ اِلَيْكِ''.

جناب سیدہؑ شیخ مفیدؒ کے خواب میں

ایک روز ''شیخ مفیدؒ'' نے عالمِ خواب میں دیکھا کہ چادرِ تطہیر میں لپٹی ہوئی جنابِ سیدہؑ تشریف لائی ہیں، آپ کے ساتھ آپ کے دونوں بچے حسنؑ و حسینؑ بھی ہیں، شہزادیؑ نے شیخ مفیدؒ کو دیکھ کر فرمایا: شیخ! میرے ان بچوں کو فقہ و دین کی تعلیم دو، خواب دیکھ کر شیخ حیرت پڑ گئے اور ذہن خواب کی تعبیر میں اُلجھ گیا کہ بھلا میں حسنینؑ کو کیسے پڑھا سکتا ہوں، یہ تو خود ہی امامؑ ہیں اور لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرتے ہیں،، شیخ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ نماز کا وقت قریب آیا، اچانک دیکھا کہ ایک برقعہ پوش معظّمہ مسجد کے دروازے پر کھڑی ہیں، ساتھ میں دو معصوم بچے بھی ہیں، شیخ کو دیکھ کر معظّمہ نے کہا: شیخ! ان بچوں کو علومِ قرآن سکھایئے، شیخ کا خواب مجسم تعبیر کے ساتھ نگاہوں کے سامنے آ گیا، آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور تکبیر کہتے ہوئے بچوں کو مسجد میں لائے، بسم اللہ کرائی اور پھر وہ تعلیم دی کہ ایک بچے کو سید ''رضیؒ'' اور دوسرے کو سید ''مرتضیٰؒ'' بنایا، سید رضیؒ نے حضرت علیؑ کے خطبات و ارشادات کو ''نہج البلاغہ'' کی شکل میں جمع کیا اور سید مرتضیٰؒ نے ''علم الہدیٰ'' کا خطاب پایا اور اپنے علم سے دنیا کو فیض پہنچایا۔[1]

شیخ کے پاس بظاہر ایک ماں اور دو بچے آئے تھے مگر ان کی پاکیزگی کا یہ عالم تھا کہ برقعہ پوش سیدزادی نے خواب میں فاطمہ زہراؑ کا اور دونوں بچوں نے حسنؑ و حسینؑ کا کردار ادا کیا تھا۔

ذَرّہ! تم یہ مرثیہ پڑھنا

''ذَرّہ'' ایک نامور مرثیہ گو خاتون تھی وہ نقل کرتی ہے کہ ایک روز میں نے جناب فاطمہؑ کو خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے لال حسینؑ کی قبرِ مطہر پر بیٹھ کر گریہ و زاری کر رہی ہیں اور ایک دردناک نوحہ پڑھ رہی ہیں، پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئیں اور فرمایا: اے ذَرّہ! تم میرے لال

---

[1] ماخوذ از: ترجمہ نہج البلاغہ: ص ۵۷، علامہ مفتی جعفر حسین مرحوم۔

حسینؑ کی مرثیہ خوان ہو، لہٰذا اگر اس بار مرثیہ پڑھو تو یہ اشعار ضرور شامل کر لینا:

اَیُّھَا الْعَیْنَانِ فِیْضَا وَاسْتَھِلَّا لَا تَغِیْضَا
وَابْکِیَا بِالْطَّفَّ مَیْتَا تُرِکَ الصَّدْرُ رَضِیْضَا
لَمْ اُمَرِّضْهُ قَتِیْلَا لا وَلَا کَانَ مَرِیْضَا

''اے آنکھوں! عزائے حسینؑ میں آنسو بہاؤ، اپنے آنسو کی برسات کو تھمنے نہ دو، گریہ کرو اس کشتۂ کربلا پر اور ماتم کرو اس قدر کہ سینے پھٹ جائیں، میں تو کبھی نالہ وفریاد میں کمی نہ کروں گی''[1]

مجھے جناب سیدہؑ نے بھیجا ہے

حموی ''معجم الادباء'' میں لکھتے ہیں: ''خالع'' کا بیان ہے کہ ۳۴۶ھ میں جب میں بچہ تھا تو اپنے بابا کے ساتھ ایک مجلس میں گیا، مجلس میں مجمع بہت تھا، ناگہاں وہاں ایک شخص داخل ہوا، اس کا چہرہ گرد وغبار سے بھرا ہوا تھا وہ مجلس میں داخل ہونے کے بعد پوچھتا ہے:

'' اَنَا رَسُولُ فَاطِمَةَ الزَّھْرَاء ،اَتُعَرِّفُونَ لِیْ اَحْمَدَ الْمُزَوَّقِ النَّائِح ''.

''میں حضرت فاطمہ زہراؑ کا فرستادہ ہوں، کیا آپ حضرات مجھے نوحہ خوان جناب ''احمد مزوّق'' سے تعارف کرا سکتے ہیں؟''

لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! وہ اسی مجلس میں تشریف فرما ہیں، جب وہ آ گئے تو آنے والے نے کہا: لوگو! آج میں نے خواب میں جناب فاطمہ زہراؑ کو دیکھا ہے، آپ ہی نے مجھے یہاں بھیجا ہے اور فرمایا ہے:

''بغداد'' جاؤ اور ''احمد مزوّق'' کو تلاش کر کے ان سے کہو کہ ''علی ناشی'' کا نوحہ

---

[1] مناقبِ ابن شہر اشوبؒ: ج:۴، ص:۶۳/صحیفۂ فاطمیہ: ص:۲۱۹/عوالم العلوم: ج:۱۷، ص:۵۱۲/سفینۃ البحار: ج:۳، ۲۵۱۔

پڑھیں جس کا ایک مصرعہ یہ ہے:

''بَنِیْ اَحْمَدَ قَلْبِی لَکُمْ یَتَقَطَّعُ''

اتفاق سے اس وقت مجلس میں ''علی ناشی'' بھی موجود تھے، جب انھوں نے یہ سنا تو وہ گریہ کرنے لگے، ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی گریہ کرنے لگے، ''احمد مزوّق'' نے نوحہ شروع کیا، نوحہ سن کر لوگ منہ پر طمانچے مارنے لگے اور پھر ایسی رقت طاری ہوئی کہ ظہر تک آہ و بکا اور ماتم داری ہوتی رہی ''علی ناشی'' کے اشعار کا خلاصہ یہ ہے:

''اے فرزندانِ احمد مصطفیٰؐ! تمھارے غم میں میرا دل خوں ہو گیا، ایسا غم جو تاریخ میں آج تک کسی کو لاحق نہیں ہوا، مشرق و مغرب میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں تمھیں قتل نہ کیا گیا ہو، تمھارے نازک اجساد ہر جگہ خاک و خوں میں غلطاں پڑے ہیں۔ ہائے افسوس! تمھاری لاشوں کو بے گور کفن چھوڑ دیا گیا اور سروں کو نوک نیزہ پر چڑھا دیا گیا۔ کیا پیغمبر خداؐ نے یہی وصیت فرمائی تھی کہ لوگ تمھیں قتل کریں اور زمین کے کسی گوشے کو بھی تمھاری لاشوں سے خالی نہ چھوڑیں''[1]

پہلے ہمارے عزادار کو بلاؤ تبھی مجلس میں آؤں گی

علاّمہ سید ''جلیل نجفی'' سچے عاشقِ امام حسینؑ تھے، ان کے مکان پر ہر جمعہ کو صبح کے وقت دعا اور مجلس عزا ہوا کرتی تھی، مجلس کے بعد ناشتہ وغیرہ کا انتظام بھی رہتا تھا، علاّمہ نے دیکھا کہ ایک نادار شخص ہمیشہ مجلس میں آتا ہے، لیکن جیسے ہی دسترخوان بچھایا جاتا ہے، فوراً اٹھ کر چلا جاتا ہے، اس سے ان کے دل کو ٹھیس پہنچتی تھی، لہٰذا ایک روز فرمایا: بھائی! ناشتہ کر کے جایا کرو، یہ سب انتظام آپ ہی حضرات کے لئے ہوتا ہے، اس شخص نے جواب دیا: قبلہ! آئندہ ایسا ہی

[1] معجزات و کرامات حضرت امام حسینؑ، صفحہ: ۳۱۸، مؤلف عباس عزیزی، انتشارات صلاۃ (قم)۔

کروں گا، لیکن اس نے اپنی روش کو نہیں بدلا اور پھر بھی وہ اسی طرح کرتا رہا، جب تین چار ہفتے گزر گئے تو بانی مجلس نے کہا:

''دیکھو بھائی! اگر ناشتہ نہیں کرنا ہے تو مہربانی فرما کر آئندہ مجلس میں نہ آنا''۔

وہ شخص چلا گیا اور اس واقعہ کی خبر کسی کو نہ ہوئی، رات میں علاّمہ ''جلیل'' کی زوجہ نے خواب میں دیکھا:

''ایک معظّمہ سیاہ چادر اُوڑھے ہوئے ان کے کوچے سے گزر رہی ہیں، انھوں نے عرض کی: بی بیؑ! ہمارے گھر مجلس ہے، آپ بھی تشریف لائیے: معظّمہ نے فرمایا: اپنے شوہر سے کہو: جب تک مجلس میں میرے بیٹے حسینؑ کا عزادار نہیں آئے گا میں بھی نہیں آؤں گی''۔

وہ فوراً اُٹھیں اور خواب کو علاّمہ سے بیان کیا: یہ سن کر علاّمہ نے اپنا سر پیٹ لیا اور گریہ وزاری کرتے ہوئے اس عزادار کی تلاش میں نکل پڑے، کافی تلاش وجستجو کے بعد وہ جوان مل گیا، علاّمہ نے اس سے معافی طلب کی، مجلس میں لائے اور فرمایا: بھائی جس طرح چاہو مجلس میں آؤ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔[۱]

ایک شامی قیدی کے خواب میں

سید ابن طاؤسؒ ''مہج الدعوات'' میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص شام میں بڑی مدت سے قید میں میں تھا، ایک دن اس نے عالمِ خواب میں دیکھا کہ جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ تشریف لائی ہیں اور فرماتی ہیں:

---

[۱] معجزات وکرامات حضرت امام حسینؑ، صفحہ ۳۱۹، مؤلف عباس عزیزی، انتشارات صلاۃ (قم)۔
مجھے ایک حرز تعلیم دے کر فرما رہی ہیں:

'' اس حرز کو پڑھو اور قید سے نجات پاؤ''

شامی قیدی کہتا ہے: میں نے حسبِ حکم اُس حرزِ شریف کو پڑھنا شروع کر دیا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مجھے قید سے رہائی مل گئی اور خوشی خوشی اپنے گھر لوٹ آیا۔[۱]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّد

---

۱ بحار الانوار: ج:۹۲،ص:۲۰۳/ منہج الدعوات: ص:۱۷۶/ مسند فاطمۃ الزہراؑء: ص:۲۲۲/ عوالم: ج:۱۱،ص:۱۷۹/ مفاتیح الجنان اردو: ص:۲۲۵، حرز جناب فاطمہ زہراؑء یہ ہے:

"اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ الْعَرْشِ وَمَنْ عَلَاهُ وَبِحَقِّ الْوَحْيِ وَمَنْ أَوْحاهُ وَبِحَقِّ النَّبِيِّ وَمَنْ نَبَّأَهُ وَبِحَقِّ الْبَيْتِ وَمَنْ بَنَاهُ يَا سامِعَ كُلِّ صَوْتٍ، يَا جامِعَ كُلِّ فَوْتٍ، يَا بارِئَ النُّفُوسِ بَعْدَ الْمَوْتِ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَآتِنا وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِناتِ فِي مَشارِقِ الْاَرْضِ وَمَغارِبِها فَرَجاً مِنْ عِنْدِكَ عاجِلاً بِشَهادَةِ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَعَلٰى ذُرِّيَّتِهِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ،وَسَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً".

حضرت فاطمہ زہراؑء سے توسل

زہراؑء ترے صدقے میں شفاء ملتی ہے

مرحوم آیت اللہ ''محمد ہادیؒ'' کے زمانے میں ''جرمن'' سے ایک خاتون اوراس کا شوہر آپ کی خدمت میں آئے، ان کے ہمراہ ان کی بیٹی بھی تھی، انھوں نے آیت اللہ سید ہادیؒ سے عرض کیا: ہمیں قوانینِ اسلام سے باخبر فرمائیں، ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں آپ نے پوچھا: تم کیوں مسلمان ہونا چاہتے ہو، انھوں نے اپنا یہ واقعہ یوں بیان کیا:

''حضور! ہماری یہ بیٹی ایک حادثے کا شکار ہوگئی تھی، اس کا پہلو شکستہ ہوگیا تھا، اور جسم کی ہڈیاں بھی ٹوٹ گئی تھیں، جس کے علاج کے لئے دنیا کے ماہر ترین ڈاکٹروں سے ملے اور کافی خرچہ کیا، یہاں تک کہ ہم نے اپنی بیٹی کی شفاء کے لئے ڈاکٹروں کے سامنے سونے چاندی کا انعام بھی رکھا، مگر تمام تر کوششوں کے باوجود بھی وہ ہماری بچی کا علاج نہ کر سکے، ہم لوگ مایوس ہو چکے تھے اور اسی عالمِ مایوسی میں بچی کی طرف سے مغموم ومحزوں رہنے لگے، ایک دن ہمارے گھر میں کام کرنے والی ایک ایرانی خاتون کہ جسے بی بی کہہ کر پکارتے تھے ہماری بچی سے کہنے لگی: تم نے ہر جگہ علاج کرایا لیکن کہیں سے شفاء نہ مل سکی اگر تم راضی ہو تو مجھے ایک ایسے طبیب کا پتا ہے جو تمھارا علاج کرسکتا ہے! بچی نے کہا ہم اپنی ساری دولت تمھیں دے دیں گے بتاؤ وہ کون سا طبیب ہے، بی بی نے کہا: بیٹی! میں علوی سادات سے تعلق رکھتی ہوں میری جدۂ ماجدہ

حضرت زہراؑء کا پہلو بھی دشمنوں نے شکستہ کر دیا تھا اور ان پر ظلم وستم ڈھا کر شہید کر دیا تھا، لہٰذا تم خلوصِ دل سے میری جدۂ ماجدہ حضرت زہراؑء سے متوسل ہو کر یہ جملہ کہو: یا اللہ! مجھے حضرت زہراؑء کے صدقے میں شفاء عطا فرما، بیٹی نے اس ایرانی خاتون کی بات پر عمل کیا اور شکستہ دلی سے یہ جملہ دہراتی رہی، دوسری طرف وہ ایرانی خاتون بھی حضرت فاطمہ زہراؑء سے درخواست کرتی رہی اور کہتی رہی یا زہراؑء! ہماری آبرو کا سوال ہے، اگر اس مریضہ کو شفاء نہ مل سکی تو ہماری عزت چلی جائے گی، بس جیسے ہی خاتون نے یہ کہا تو ہماری بیٹی ٹھیک ہونے لگی اور وہ چلاّتی ہوئی آئی بابا جان مجھے حضرت زہراؑء نے شفاء دی ہے، امی جان! مجھے حضرت زہراؑء نے شفاء دی ہے، چنانچہ جب ہم نے اس کی یہ حالت دیکھی تو یقین ہو گیا کہ اسلام دینِ حق ہے اور یہی سچا مذہب ہے اور آج ہم اپنی بیٹی کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں تا کہ ہمیں اسلام کے قوانین کی تعلیم دیں اور اپنے دستِ پُر برکت سے دینِ اسلام سے مشرف فرمائیں''۔

آیت اللہ ''سید ہادی'' کو اس بات سے خوشی ہوئی اور ان کو کلمہ پڑھوا کر مسلمان کیا۔[1]

حضرت فاطمہؑ کے وسیلے سے پلِ صراط کی سختی دور ہوتی ہے

زمین وآسماں کے خلائق نے دخترِ رسولؐ کو اپنا وسیلہ بنایا اور قیامت کے دن ہر مؤمن آپ کو وسیلہ بنا کر پلِ صراط سے آسانی کے ساتھ گزر جائے گا، پیغمبر اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں:

''جب قیامت کے دن خداوند عالم تمام خلائق کو جمع کر کے پلِ صراط سے گزرنے کا حکم دے گا اور عرش کے نیچے سے آواز آئے گی، اے لوگو! اپنی آنکھیں بند کر لو کیونکہ فاطمہؑ دخترِ رسولؐ پلِ صراط سے گزرنے والی ہیں، یہ سن کر سب لوگ آنکھیں بند

---

[1] کتاب فضائل الزہراؑء: ص: ۱۰۹۔

کرلیں گے سوائے پیغمبرؐ وعلیؑ وحسنؑ وحسینؑ اور ان کی اولاد کے ،اور جولوگ دنیا میں حضرت فاطمہؑ سے توسل کو جائز سمجھ کر توسل کرتے رہے اور وہاں بھی ان سے توسل کریں گے تو وہ پلِ صراط کی سختی سے نجات پائیں گے''۔[۱]

حضرت فاطمہؑ کے توسل سے امام رضاؑ بے حد خوش

حوزۂ علمیہ ''قم'' کے ایک عالم دین کا بیان ہے کہ میں کچھ پریشانیوں میں مبتلا تھا اور کوئی حل نظر نہیں آ رہا تھا، میں نے اسی عالمِ پریشانی میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کا ارادہ کیا، اتفاق سے راستے میں علامہ ''محمد حسین طباطبائیؒ'' سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے پوچھا: استادِ بزرگوار! مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمایئے تا کہ میں امام رضاؑ کے روضۂ اقدس پر اس دعا کے ذریعے اپنے راز و نیاز اور حاجات بیان کرسکوں، علامہ نے فرمایا:

''جب تم حضرت امام رضا علیہ السلام کے روضۂ اقدس پر جاؤ تو امامؑ سے حضرت زہراؑء کا واسطہ دے کر دعا کرو، انشاءاللہ تمھاری حاجت روا ہوگی، کیوں کہ امام رضا علیہ السلام حضرت زہراؑء سے اتنی محبت و دوستی کے خواہاں ہیں کہ جو حاجت مند بھی کسی مشکل کا حل حضرت زہراؑ کے توسل سے چاہتا ہے تو آپ اس سے بے حد خوش ہوتے اور اس کی حاجت کو ضرور قبول فرماتے ہیں''۔

عالمِ دین کہتے ہیں کہ میں نے علامہ کی نصیحت پر عمل کیا اور حضرت کے روضۂ اقدس پر حضرت فاطمہ زہراؑء کو وسیلہ قرار دے کر دعا کی اور خدا نے میری دعا کو قبول فرمایا۔[۲]

---

[۱] بحارالانوار: ج:۸،ص:۶۸/ ایضاً: ج:۱۷،ص:۳۴۲/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۱۱۵۵۔
[۲] سیرت حضرت زہراؑء پر تحقیقانہ نظر: ص:۱۵۵۔

ائمہ طاہرینؑ کا جناب سیدہؑ سے توسل

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں: جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام شدّتِ تپ سے بے چین ہوتے تھے تو آپ حضرت فاطمہ زہراؑ سے متوسل ہوتے تھے اور بلند آواز سے فرماتے تھے:

"یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، یَافَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ یَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ"

راوی کا بیان ہے کہ آپ یہ کلمات اتنی بلند آواز سے فرماتے تھے کہ آپ کی صدا باہر تک آتی تھی۔[۱]

شاید اسی لئے "امام خمینیؒ" کے استاد بزرگوار آیت اللہ "محمد علی شاہ آبادیؒ" فرماتے ہیں:

"ائمہ اطہارؑ سے روایت ہے کہ جب ہمارے شیعہ کسی پریشانی میں ہوتے ہیں تو وہ ہم سے متمسک ہوتے ہیں، لیکن جب ہم کسی مشکل میں پڑتے ہیں تو اپنی ماں فاطمہؑ سے متمسک ہوتے ہیں"۔[۲]

کشتی نوحؑ میں پنجتنِؑ پاک کے نام کی تختی

پاکستان کے حکیم سید "محمود گیلانی" اپنے ایک تحقیقی مقالے میں تحریر کرتے ہیں کہ ۱۹۵۱ء کی جولائی میں "روس" کے ماہرینِ آثارِ قدیمہ کی ایک ٹولی "وادیٔ قاف" میں کسی نئی کان کی تلاش میں مصروف عمل تھی کہ ایک سنگلاخ زمین میں دبی ہوئی کچھ غیر معمولی لکڑیاں برآمد ہوئیں، جن کے درمیان ایک تعویذ نما تختی بھی تھی، ماہرین نے آٹھ ماہ تک اس تختی پر تحقیق کی، پتا چلا کہ یہ پُراسرار تختی کشتی نوحؑ سے متعلق ہے اور حضرت نوحؑ نے اس کو تبرک وتقدس کے طور پر حصولِ امن

۱۔ بحار الانوار: ج:۵۹، ص:۱۰۲ حدیث:۳۱/ الوافی: ج:۲۶، ۵۴۰۔

۲۔ ششماہی مجلّہ ام الائمہ: مئی ۲۰۱۱ء، ص:۸، پٹنہ سٹی بہار۔

اور خیر و برکت کے طور پر کشتی میں لگایا تھا، ماہرین کی آٹھ ماہ کی مغز زنی اور دماغی کدو کاوش سے تختی پر لکھی ہوئی حسین عبارت کو بھی پڑھا گیا، جس کا ترجمہ اُردو زبان میں اس طرح کیا گیا ہے:

''اے میرے خدا! میرے مددگار! اپنے مقدس نفوس کے طفیل میں، اپنے رحم و کرم کے ساتھ میرا ہاتھ پکڑ، محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، شبرؑ اور شبیرؑ عظیم ترین اور واجب الاحترام ہیں تمام دنیا ان ہی کے لیے قائم کی گئی ہے، ان ناموں کی بدولت میری مدد فرما، تو ہی صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والا ہے''[1]

گیلانی صاحب کا دعویٰ ہے کہ یہ تختی روس کے مرکزِ آثار و تحقیقات میں آج بھی محفوظ ہے۔

پنجتنؑ پاک وجہِ خلقت ہیں

جب خدا نے جناب آدمؑ کو خلق فرمایا اور ان کے پتلے میں اپنی روح پھونکی تو انھوں نے عرش کی جانب نظر ڈالی، دیکھا پانچ نورانی صورتیں ہیں جو حالتِ عبادت میں ہیں، جناب آدمؑ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: پالنے والے! کیا تو نے مجھ سے پہلے کسی اور کو بھی مٹی سے خلق کیا ہے؟ جواب دیا: نہیں، جناب آدمؑ نے عرض کی: پھر میری ہی شکل و صورت کے یہ پانچ چہرے کن ذواتِ مقدسہ کے ہیں، ارشاد فرمایا: یہ پنجتنؑ ہیں جو تمہاری نسل پاک سے پیدا ہوں گے، اے آدمؑ! یاد رکھو:

''اگر یہ نہ ہوتے تو میں تمھیں خلق نہ کرتا، میں نے انہیں کے صدقے میں جنت و دوزخ زمین و آسماں، عرش و کرسی اور جنّ و انس کو پیدا کیا ہے، میں نے ان کو اپنے ناموں سے زینت دی، میں محمود ہوں یہ محمدؐ ہیں، میں عالی ہوں یہ علیؑ ہیں، میں فاطر ہوں یہ فاطمہؑ ہیں، میں محسن ہوں اور یہ حسنؑ ہیں، میں قدیم الاحسان ہوں یہ حسینؑ ہیں، مجھے قسم ہے اپنے عزت و جلال کی اگر کسی کے دل میں ان کی طرف سے ذرّہ برابر

---

[1] تفسیر اسلام: ص: ۶۴، فروغ کاظمی، مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنو، اپریل ۱۹۹۸ء۔ (خلاصہ)

بھی کینہ و دشمنی ہوگی تو میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا، یہ پنجتنؑ میرے برگزیدہ ہیں، ہر شخص کی نجات ان کی محبت سے اور ہلاکت ان کی دشمنی سے وابستہ ہے، اے آدمؑ! جب بھی تمھیں کوئی حاجت ہو تو ان ہی کو اپنا وسیلہ بنانا''۔[۱]

راوی کہتا ہے: اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

''ہم پنجتن پاکؑ سفینۂ نجات ہیں، جس نے ہم سے تمسک کیا اس نے نجات پائی اور جس نے ہم سے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا، پس جو شخص خدا سے کوئی حاجت رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ ہم اہل بیتؑ کے وسیلے سے حاجت طلب کرے''۔(۲)

(۱/۲) فاطمہ زہراءؑ: مؤلف علامہ امینیؒ، ص: ۵۸/ فرائد السمطین: ج: ۱، ص: ۳۶/ ارجح المطالب: ص: ۴۶۱، الغدیر: ج: ۲، ص: ۳۰۰۔

حضرت فاطمہ زہراؑء کے لئے آسمانی غذائیں

کھانے سے بھرا کاسہ

ایک دن حضرت علی علیہ السلام کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی، آپ نے حضرت فاطمہ زہراؑء سے غذا طلب کی، بی بی دوعالمؑ نے فرمایا: اے ابوالحسنؑ! گھر میں کوئی چیز نہیں ہے، حضرت علیؑ نے فرمایا: اے بنتِ رسولؐ! آپ نے مجھے کیوں اطلاع نہیں کی تا کہ آپ کے لئے کھانے پینے کا سامان مہیا کرتا؟، شہزادیؑ نے فرمایا: ابوالحسنؑ! مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ آپ کو ایسے کام کے لئے کہوں جو آپ کے لئے بار کا سبب ہو، غرض حضرت علیؑ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں آئے اور ایک دینار قرض لے کر بازار کی طرف چلے، راستہ میں جناب مقدادؓ سے ملاقات ہوئی، وہ کہہ رہے تھے، جو بھی خدا چاہے عطا کرے گا، حضرت علیؑ نے وہ ایک دینار ان کو دے دیا اور مسجد میں جا کر خاک پر سر رکھ کر سو گئے، سوتے ہوئے لباس بھی خاک آلود ہو گیا، پیغمبر اکرمؐ نے اس حال میں دیکھ کر فرمایا: اے ابوتراب! اُٹھو، اے ابوتراب! اٹھو، آنحضرتؐ یہ کہتے جاتے تھے اور حضرت علیؑ کے لباس سے خاک کو جھاڑتے جاتے تھے۔ نماز کے بعد حضرتؐ نے فرمایا: یا علیؑ! کیا آپ کے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز ہے؟ حضرت علیؑ خاموش رہے اور شرم وحیاء کی بناء پر آنحضرتؐ کو کوئی جواب نہ دیا: خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو وحی کی کہ بعد مغربین علیؑ کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں، چنانچہ دونوں حضرات روانہ ہوئے اور جناب فاطمہؑ کے پاس پہنچے، بی بی فاطمہؑ اپنے

مصلّے پر بیٹھی عبادت میں مشغول تھیں حالانکہ آپ کے پیچھے کھانے سے بھرا ہوا ایک بڑا کاسہ رکھا ہوا تھا، جس سے بھاپ اُٹھ رہی تھی، جناب فاطمہؑ نے کھانے سے بھرے کاسہ لیا اور پیغمبر اکرمؐ اور حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر کیا، حضرت علیؑ نے پوچھا: بنتِ رسولؐ! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ بی بی دو عالمؑ نے فرمایا: خداوند عالم کا لطف وکرم اور اس کا احسان ہے:

" اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ".

''بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے''[1]

پھر آپ نے فرمایا: کھانے سے بھرا ہوا یہ کاسہ اللہ نے جنت سے بھیجا ہے، پیغمبر اکرمؐ نے حضرت کے دونوں کاندھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمایا: یا علیؑ! یہ تمہارے اس دینار کی جزاء ہے جو تم نے مقدادؓ کو عطا کیا تھا، یہ کہتے ہوئے پیغمبر اکرمؐ کا دل بھر آیا اور اشکبار ہو کر فرمایا:

''حمد وثناء اس خدا کی جو مجھے اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک میں وہ سب چیزیں اپنی لختِ جگر فاطمہؑ میں نہ دیکھ لوں جو جناب زکریاؑ نے مریمؑ کے لئے دیکھی تھیں''[2]

بے موسم کھانا

حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ کئی دن ہو چکے تھے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا نہیں کھایا آپ اپنی ازواج کے حجروں میں گئے، مگر وہاں بھی کچھ نہ پایا، آخر کار اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کے یہاں آئے، پس تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے قریب مختلف قسم کی غذاؤں سے

---

[1] سورۂ آل عمران: آیت: ۳۷۔

[2] مناقب: ج:۲،ص:۷۷/بحارالانوار: ج:۴۱،ص:۳۰،باب:۱۰۲۔" يَا عَلِيُّ هٰذَا بَدَلُ دِينَارِكَ ثُمَّ اسْتَعْبَرَ النَّبِيُّ بَاكِيًا وَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يُمِتْنِيْ حَتّٰى رَأَيْتُ فِي ابْنَتِيْ مَا رَأَى زَكَرِيَّا لِمَرْيَمَ".

بھرا ہوا ایک خوان دیکھا، رسول اکرم نے پوچھا: بیٹی! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟

حضرت فاطمہ زہراؑ نے فرمایا:

"هُوَ مِنْ عِنْدِاللهِ، اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ"[۱]

"یہ سب خدا کی عطا ہے، بے شک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے"۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا:

اس خدا کا شکر ہے جو مجھے اس وقت تک نہیں اٹھائے گا، جب تک کہ میں اپنی بیٹی فاطمہؑ کی زندگی میں وہی چیز نہ دیکھ لوں جو حضرت زکریاؑ نے جناب مریمؑ کی زندگی میں دیکھی تھی اور وہ یہ کہ جب وہ محراب عبادت کے قریب پہنچے تو مریمؑ کے سامنے بہشتی غذائیں دیکھیں، اس وقت زکریاؑ نے پوچھا: مریم! یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ تو مریمؑ نے جواب دیا:

"هُوَ مِنْ عِنْدِاللهِ، اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ"[۲]

"یہ سب خدا کی عطا ہے، بے شک خدا جس کو چاہتا ہے بے حساب زرق دیتا ہے"[۳]

لذیذ سیب

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: ایک دن پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ اور حسنینؑ تشریف فرما تھے، اتنے میں حضرت جبرئیلؑ ایک لذیذ سیب لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے حضورؐ نے وہ سیب حضرت علیؑ کو پیش کیا، حضرت علیؑ نے سیب کو چوم کر پیغمبر اکرمؐ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دوبارہ آپ ہی کے حوالے کر دیا، پھر حضورؐ نے وہ سیب امام حسنؑ کو ہدیہ کیا، آپ نے سیب کو بوسہ دے کر دوبارہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا، پھر آپ نے امام حسینؑ

(۱/۲) آل عمران: آیت: ۳۷۔

۳ مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج: ۳، ص: ۳۳۹۔

کو ہدیہ فرمایا، آپ نے بھی ایسا ہی کیا پھر جناب سیدہ دو عالمؑ کو ہدیہ فرمایا، حضرت فاطمہؑ نے بھی بوسہ دے کر دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کر دیا، پیغمبر اکرمؐ نے وہ سیب دوبارہ حضرت علیؑ کو دینا چاہا لیکن جیسے ہی آپ نے حضورؐ کے دستِ اقدس سے سیب لینا چاہا وہ دو ٹکڑے ہوا اور اس سے نور کی شعاعیں پھوٹنے لگی اور آسمان کی طرف پھیل گئیں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

میں نے دیکھا کہ سیب کے ٹکڑوں پر یہ کلمات لکھے ہوئے تھے:

''یہ سیب خدا کی طرف سے پنجتنؑ پاک کے لئے تحفہ ہے اور یہی حضرات پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰؐ کے اہل بیت اطہارؑ ہیں، انہیں کے شیعوں کو قیامت کے دن جہنم کی آگ سے نجات ملے گی''[1]

آسمانی دسترخوان

حضرت امام باقرؑ ''جابر ابن عبداللہ انصاریؓ'' کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز پیغمبر اسلامؐ نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑء کے گھر کا ارادہ فرمایا، میں بھی آنحضرتؐ کے ساتھ تھا، آپ نے درِ سیدہؑ پر پہنچ کر اپنا ہاتھ دروازے پر رکھا اور تھوڑا سا کھول کر بلند آواز سے فرمایا:

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ''.

''اے اہلِ بیتِ نبوّت تم پر ہمارا سلام ہو''۔

حضرت فاطمہ زہراؑء نے بھی اسی انداز سے جوابِ سلام دیا، آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا اجازت ہے کہ میں گھر میں آجاؤں؟ جناب فاطمہؑ نے عرض کی: جی بابا جان! آپ نے فرمایا:

---

[1] مقتل الحسینؑ خوارزمی: ص ۹۵۔

بیٹی! میرا صحابی بھی ہے، فاطمہؑ نے عرض کی: بابا جان! میرے پاس مقنعہ نہیں ہے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

''یَافَاطِمَةُ خُذِیْ فَضْلَ مَلْحَفَتِکِ فَقَنِّعِیْ رَأسَکِ''.

''اے فاطمہؑ! بچھونے کے کپڑے سے اپنے سر کو ڈھک لو''۔

حضرت فاطمہ زہراؑ نے ایسا ہی کیا اور تھوڑی دیر بعد رسولؐ نے پھر آواز دی، بیٹی! تم پر میرا سلام ہو، حضرت زہراؑء نے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! آپ پر بھی میرا اسلام ہو، آپ نے فرمایا: کیا اجازت ہے کہ میں گھر میں آجاؤں؟ حضرت فاطمہ زہراؑ نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہؐ! آنحضرتؐ نے فرمایا: کیا میں اپنے صحابی کے ساتھ آسکتا ہوں؟ فاطمہؑ نے عرض کی: جی ہاں بابا جان! جابرؓ کا بیان ہے: پہلے رسول اکرمؐ گھر میں داخل ہوئے پھر میں داخل ہوا، اچانک پیغمبر اکرمؐ کو محسوس ہوا کہ فاطمہ زہراؑء کا چہرہ زرد پڑ گیا ہے، آپ نے پوچھا: بیٹی! تمہارا چہرہ زرد کیوں پڑ گیا ہے؟ فاطمہ زہراؑء نے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! بھوک کے سبب ایسا ہو گیا ہے۔

جناب جابرؓ کہتے ہیں: یہ سن کر آنحضرتؐ کا دل بھر آیا اور چھلکتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ دونوں ہاتھ بلند کئے اور فرمایا:

''اے بھوکے لوگوں کو سیر کرنے والے خدا! اور محرومیوں اور کمیوں کو دور کرنے والے پروردگار! تیرے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ بھوک سے نڈھال ہے، اس کی حالت غیر ہوگئی ہے اس کو اپنے دسترخوانِ فیض سے سیر فرما''۔

جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم اس دعا کے بعد بی بی فاطمہ زہراؑء کا چہرہ اپنی حالت پر آ گیا اور بھوک کا احساس ختم ہو گیا''۔[1]

---

[1] وسائل الشیعہ: ج:۲۰، ص:۲۱۶۔/ مستدرک الوسائل: ج:۸، ص:۳۶۸/ بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۶۲۔
'' اَللّٰھُمَّ مُشْبِعَ الْجَوْعَةِ وَرَافِعَ الضَّیْعَةِ أَشْبِعْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ''.

بہشتی انگور اور کھجور

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ دخترِ پیغمبرؐ بیمار پڑ گئیں، آنحضرتؐ آپ کی عیادت کو تشریف لائے اور پاس بیٹھ کر احوال پرسی کی اور فرمایا: بیٹی! اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتاؤ؟ آپؑ نے عرض کی: بابا جان! لذیذ کھانے کو دل چاہ رہا ہے؟، یہ سن کر پیغمبرؐ اپنی جگہ سے اٹھے اور ایک طاقچہ کی طرف بڑھے اور وہاں سے کھجوروں اور انگوروں کے تازہ خوشوں سے بھرا ایک طبق اٹھایا اور جناب فاطمہؑ کے پاس رکھ کر فرمایا:

''بیٹی! بسم اللہ کرو اور اس نعمتِ الٰہی کو کھانا شروع کرو''۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

وہ کھانا ہم پنجتن پاکؑ نے کھانا شروع کیا، ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ ایک سائل دوازہ پر پہنچا اور کہا: تم پر میرا سلام، جو کچھ تمھیں اللہ نے رزق دیا ہے اس میں سے مجھے بھی کھلاؤ، بہت بڑا احسان ہوگا، پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا دور ہو جا، جناب فاطمہؑ نے عرض کی: بابا جان! مسکین کے لئے آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟!

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

''بیٹی! مسکین نہیں بلکہ یہ شیطان ہے، جبرئیلؑ اس بہشتی کھانے کو تمھارے لئے لے کر آئے ہیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ اس کھانے میں سے اسے بھی مل جائے، حالانکہ یہ بہشتی کھانا اس ملعون کو دینا سزاوار نہیں''[۱]

---

[۱] مسند فاطمۃ الزہراءؑ: ص:۲۰۰/ بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۷۷/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۹۵/ ناسخ التواریخ: ج:۲، ص:۴۱۰۔
''فَقَالَ النَّبِیُّ (ص): ''اَنَّهُ الشَّیْطَانُ ، وَاِنَّ جَبْرَئِیْلَ جَاءَ کُمْ بِهٰذَا الطَّعَامِ مِنَ الجَنَّةِ، فَاَرَادَ الشَّیْطَانُ اَنْ یُصِیْبَ مِنْهُ وَ مَا کَانَ ذَالِکَ یَنْبَغِیْ لَهُ''.

بہشتی نان اور گوشت کا سالن

علامہ زمخشری ''تفسیر کشّاف'' میں تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قحط کا زمانہ تھا، آنحضرتؐ شدید بھوکے تھے، حضرت فاطمہؑ نے ایک ظرف لیا، اس میں دو روٹیاں اور تھوڑا سا گوشت رکھا، اور آنحضرت کی خدمت میں بھیج دیا، حضورؐ وہ ظرف لئے ہوئے بیٹی کے پاس آئے اور فرمایا: بیٹی! ذرا ادھر آؤ، جب آپ تشریف لائیں اور ظرف کا ڈھکن اٹھایا تو دیکھا: پورا ظرف روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا ہے یہ دیکھ کر شہزادیؑ کو حیرت ہوئی، آپ سمجھ گئیں کہ یہ کھانا اللہ کی جانب سے آیا ہے۔

آنحضرتؐ نے دریافت فرمایا: بیٹی! یہ اتنا زیادہ کھانا کہاں سے آیا تھا جو تم نے میرے لئے بھیج دیا؟ حضرت فاطمہؑ نے فرمایا:

''بابا جان! بیشک یہ اللہ کی جانب سے آیا ہے، وہ جسے چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے''۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اس خدا کا شکر ہے جس نے تم کو بنی اسرائیل کی سیدۂ نساء (مریمؑ) کی شبیہ بنایا، اس کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ اور تمام اہل بیتؑ کو بلایا، سب نے مل کر کھانا کھایا مگر جتنا کھانا پہلے موجود تھا، اتنا ہی کھانا کھا لینے کے بعد بھی باقی رہ گیا، جناب فاطمہؑ نے وہ باقی کھانا اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کرا دیا۔[1]

---

[1] تفسیر کشاف: ج:۱، ص:۴۲۷، مطبوعہ دار الفکر، سن طباعت ۱۹۷۷ء: ''عَنِ النَّبِیِّ (ص) : اِنَّهُ جَاعَ فِیْ زَمَنِ قَحْطٍ فَاَهْدَتْ لَهُ فَاطِمَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا رَغِیْفَتَیْنِ وَ بِضْعَةَ لَحْمٍ آثَرَتْهُ بِهَا ، فَرَجَعَ بِهَا اِلَیْهَا وَقَالَ : هَلُمِّیْ یَا بُنَیَّةَ ، فَکَشَفَتْ عَنِ الطَّبَقِ فَاِذَا هُوَ مَمْلُوء خُبْزًا وَ لَحْمًا ، فَبُهِتَتْ وَعَلِمَتْ اِنَّهَا نَزَلَتْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ، فَقَالَ لَهَا (ص) اِنّیٰ لَکِ هَذَا فَقَالَتْ '' هُوَ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ''فَقَالَ (ع) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَکِ شَبِیْهَةَ سَیِّدَةِ نِسَآءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ ، ثُمَّ جَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ص) عَلِیًّا اِبْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَالْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ وَجَمِیْعَ اَهْلِ بَیْتِهٖ فَاَکَلُوا عَلَیْهِ حَتّٰی شَبِعُوا وَ بَقِیَ الطَّعَامُ کَمَا هُوَ ، فَاَوْ سَعَتْ فَاطِمَةُ عَلٰی جِیْرَانِهَا'' .

بہشتی مرغ

ایک مرتبہ صبح کے وقت حضرت رسول خداؐ جناب فاطمہ زہراؑء کے یہاں تشریف لائے، دخترِ رسولؐ نے عرض کی: بابا جان! آج ہم نے اس حال میں صبح کی ہے کہ ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز موجود نہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی! گھبراتی کیوں ہو، وہ دیکھو تمھارے پیچھے کیا رکھا ہوا ہے؟ جناب فاطمہؑ پیچھے کی طرف متوجہ ہوئیں، دیکھا دو مرغ طبق میں رکھے ہوئے ہیں، آپ فوراً اُٹھیں اور طبق اُٹھا لائیں اور آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کر دیا حضورؐ نے جناب فاطمہؑ حضرت علیؑ اور اپنے پیارے نواسوں حسنؑ و حسینؑ سے فرمایا:

"کُلُوا بِسْمِ اللّٰہِ : بسم اللہ پڑھو اور بہشتی کھانا تناول کرو"[1]

بہشتی لباس

منقول ہے کہ ایک مرتبہ کسی یہودی کے یہاں شادی تھی، لوگوں نے سازش رچی کہ دخترِ پیغمبرؐ جناب فاطمہؑ کو مجلسِ عروسی میں آنے کی دعوت دیں اور آپ کی سادہ زیستی کا مذاق اُڑائیں، چنانچہ کچھ یہودی آنحضرتؐ کی خدمت میں آئے اور درخواست کی کہ آپ شہزادی فاطمہؑ کو شادی میں شرکت کی اجازت مرحمت فرمائیں، آنحضرتؐ نے فرمایا: فاطمہؑ ابوطالبؑ کی بہو ہیں اور اس بات کا اختیار ان کے شوہر علیؑ کو ہی ہے، یہودیوں نے عرض کیا: اگر آپ علیؑ سے

---

[1] مسند فاطمۃ الزہراؑء: ص:۲۰۱/ المناقب: ج:۳، ص:۳۶۷/ بحار الانوار: ج:۳۹، ص:۱۲۰/ عوالم: ج:۱۱، ص:۲۲۰۔
"اَنَّ النَّبِیَّ دَخَلَ عَلٰی فَاطِمَۃَ غَدَاۃً مِنَ الْغَدَوَاتِ فَقَالَتْ یَا اَبَتَاہُ! قَدْ اَصْبَحْنَا وَ لَیْسَ عِنْدَنَا شَیٌٔ، فَقَالَ: ھَاتِیْ ذَیْنِکِ الطَّیْرَیْنِ فَالْتَفَتَتْ فَاِذَا طَیْرَانِ خَلْفَھَا فَوَضَعَتْھُمَا عِنْدَہُ فَقَالَ النَّبِیُّ لِعَلِیٍّ وَ فَاطِمَۃَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ "کُلُوا بِسْمِ اللّٰہِ" .

فرمائیں تو یقیناً وہ اجازت دے دیں گے، آنحضرتؐ نے ان کی درخواست منظور کی، حضرت علیؑ نے بھی احترامِ رسولؐ میں جناب فاطمہؑ کو شادی میں شرکت کی اجازت فرمادی، یہودی واپس آئے اور شادی کی تیاری میں مشغول ہوگئے اور بیش قیمت لباس اور زر و زیور سے آراستہ ہوکر جناب فاطمہؑ کے انتظار میں بیٹھ گئے، اِدھر جناب فاطمہ زہراؑ نے اپنے سادہ لباس میں شادی میں جانے کا ارادہ فرمایا، لیکن حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور بحکمِ خدا شہزادیِ کونین کی خدمت میں جنت کا بہترین لباس اور بہشتی زیورات پیش کئے، جناب فاطمہؑ بہشتی لباس و زیورات سے آراستہ ہوکر یہودی کی شادی میں گئیں یہودی عورتیں سجی دھجی بیٹھی تھیں اور سوچ رہی تھیں کہ دخترِ پیغمبرؐ کا مذاق اُڑائیں گی لیکن جیسے ہی جناب فاطمہؑ نے مجلسِ عروسی میں قدم رکھا سب دنگ رہ گئیں اور آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر سجدہ ریز ہوگئیں اور بے ساختہ زبان پر کلمۂ توحید جاری ہوگیا اور جناب فاطمہؑ کی بدولت یہودیوں کی کثیر تعداد مسلمان ہوگئی۔[1]

---

[1] صحیفۂ فاطمیہ: ص:۲۸۳/ بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۳۰/ خرائج والجرائح: ص:۸۳۵/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۲۲۹۔

" رُوِیَ اَنَّ الْیَهُوْدَ کَانَ لَهُمْ عُرْسٌ فَجَاؤُا اِلیٰ رَسُولِ اللّٰهِ وَ قَالُوا لَنَا حَقُّ الْجِوارِ فَنَسْئَلُکَ اَنْ تَبْعَثَ فَاطِمَةَ بِنْتَکَ اِلیٰ دَارِنَا حَتّیٰ یَزْدَادَ عُرْسُنَا بِهَا وَ اَلَحُّوا عَلَیْهِ فَقَالَ اِنَّهَا زَوْجَةُ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ وَ هِیَ بِحُکْمِهِ وَ سَأَلُوهُ أَن یَشْفَعُ اِلیٰ عَلِیٍّ فِیْ ذَلکِ وَ قَدْ جَمَعَ الْیَهُودُ الطِّمَّ وَ الرِّمَ مِنَ الْحُلِیِّ وَ الْحُلَلِ وَ ظَنَّ الْیَهُوْدُ أَنَّ فَاطِمَةَ تَدْخُلُ فِیْ بِذْلَتِهَا وَ أَرَادُوْا اسْتِهَانَةً بِهَا فَجَاءَ جَبْرَئِیلُ بِثِیابٍ مِنَ الْجَنَّةِ وَ حُلِیٍّ وَ حُلَلٍ لَمْ یَرَوْا مِثْلَهَا فَلَبِسَتْهَا فَاطِمَةُ وَ تَحَلَّتْ بِهَا فَتَعَجَّبَ النَّاسُ مِنْ زِیْنَتِهَا وَ اَلْوَانِهَا وَ طِیْبِهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ فَاطِمَةُ دَارَ الْیَهُودِ سَجَدَ لَهَا نِسَائُهُم یُقَبِّلْنَ الْاَرْضَ بَیْنَ یَدَیْهَا وَ اَسْلَمَ بِسَبَبِ مَا رَأَوْا خَلْقٌ کَثِیْرٌ مِنَ الْیَهُودِ".

حضرت فاطمہ زہراؑء کے ایثار و خیرات کی تجلیات

سخاوتِ فاطمہؑ کی بلندیاں

سرور کائنات، فخر موجودات، امام الانبیاؐء، تاجدارِ مدینہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ زہراؑء ایثار و سخاوت کی اس معراجِ فضیلت پر فائز تھیں کہ جس کی نہ ابتداء کا کسی کو علم ہے اور نہ انتہا معلوم ہوتی ہے، میدانِ ایثار و سخاوت میں آپ کا منتہائے مقصود تو بس یہ تھا کہ سائل درِ دولت سے خالی ہاتھ نہ جانے پائے، خود بھوک برداشت کرلو، مگر بھوکے سائل کو کھانا ضرور کھلاؤ، اپنے بچے بھوکے رہیں تو رہ لیں، ان کے دروازے پر آیا ہوا فقیر بھوکا نہ رہے، اپنے بچوں کے پاس کپڑے ہوں یا نہ ہوں، مگر سائل کو کپڑا ضرور عطا کردو، ان کے دروازہ کو کھٹکھٹاؤ تو جھولیاں بھر دی جاتی ہے، یقیناً سخاوت کے اس سمندر میں غوطہ زن نفسِ قدسیہ نے حاتم کی سخاوت کو بھی کوسوں پیچھے چھوڑ دیا ہے، حاتم کی سخاوت یہ تھی کہ وہ سائل کو چالیس دروازوں سے عطا کیا کرتا تھا، مگر ان کے یہاں ایک ہی دروازے سے اتنا لٹا دیا جاتا ہے کہ سائل کو چالیس دروازوں پر جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی، جب مانگو عطا کیا جاتا ہے، جو مانگو وہی دیا جاتا ہے، جہاں مانگو وہیں ملتا ہے، اپنے تو اپنے غیر بھی ان کی عطا سے گھر بھر لیتے ہیں، اس در کا عالم تو یہ ہے کہ فرشتے بھی سائل بن کر آنے پر فخر کرتے ہیں، حورانِ جنت ان کی سخاوت کا قصیدہ پڑھتی ہیں، سید الملائکہ رشک کرتا ہے اور فطرس جیسا فرشتہ بھی بال و پر پا کر صفوفِ ملائکہ میں مَنْ مِثْلِیْ کا قصیدہ پڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔

آیئے ذیل میں اس گھر کی سخاوت کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

قمیص کی خیرات

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی خدمت میں آپ کی ایک پڑوسن آئی، اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا، بچہ کے جسم پر پھٹی پرانی قمیص تھی، بنتِ رسولؐ بچہ کی یہ حالت دیکھ کر تڑپ اٹھیں، اسی اثناء میں اس عورت نے عرض کی: شہزادیؑ! اگر ممکن ہو تو اپنے بچوں کی کوئی پرانی قمیص میرے بچے کو عنایت فرمادیں، حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنے سوئے ہوئے بچوں کو بیدار کیا، امام حسنؑ کی نئی قمیص اُتار کر اس عورت کو عطا فرمادی اور ان کو پرانا کُرتہ دھوکر پہنا دیا۔

''تذکرۃ الواعظین'' میں ہے کہ جو قمیص حضرت فاطمہؑ نے عطا فرمائی تھی وہ رسول اکرمؐ اُسی روز صبح میں حضرت امام حسنؑ کے لئے خرید کر لائے تھے اور عصر کے وقت شہزادیؑ نے اُسے خیرات کر دی تھی اور امام حسنؑ کو پرانا کُرتہ پہنا دیا تھا۔ [1]

لباسِ عروسی بھی سائل کو عطا کر دیا

شادی کے موقع پر پیغمبر اسلامؐ نے حضرت فاطمہؑ کو ایک لباسِ عروسی دیا تھا، اس کے علاوہ آپ کے پاس ایک اور لباس تھا جس میں پیوند لگے ہوئے تھے، جناب فاطمہؑ کو نئے لباس میں دلہن بنایا گیا تھا لیکن جب آپ لباسِ عروسی پہن کر اپنے شوہر کے گھر پہنچیں تو اس وقت سائل نے دروازے پر آواز دی: میں سائل ہوں مجھے لباس چاہئے مگر وہاں پر موجود لوگوں میں سے کوئی بھی سائل کی طرف متوجہ نہیں ہوا، جناب فاطمہؑ دلہن کے لباس میں شرمائی ہوئی بیٹھی تھیں، آپ متوجہ ہوگئیں، فوراً اُٹھیں اور چاہا کہ پیوند لگا ہوا لباس سائل کو دیں لیکن خیال آیا کہ خدا فرماتا ہے:

''لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّاتُحِبُّوْنَ''.

---

[1] کتاب الفضائل الفارسی: ص: ۱۱۴/ البتول: ص: ۴۴۸، مؤلف صائم چشتی، مطبوعہ نظامی پریس لکھنو۔

''تم اس وقت تک کوئی نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز خدا کی راہ میں خرچ نہ کرلو''[۱]

بس فوراً اُٹھ کر تنہائی میں گئیں اور لباسِ عروسی اُتار کر اپنا پرُ انا لباس زیبِ تن فرمایا اور نیا لباس سائل کو تصدق کر دیا، جب آپ واپس آئیں تو وہاں پر موجود خواتین نے پوچھا: شہزادیؑ! آپ کا لباسِ عروسی کہاں کیا ہوا؟ فرمایا راہِ خدا میں تصدّق کر دیا۔[۲]

''شہید مطہریؒ'' فرماتے ہیں: یہ چیزیں جناب فاطمہؑ کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں تھیں، لباس کیا ہوتا ہے، تکلفات اور دبدبہ کیا چیز ہیں آپ نے کبھی اہمیت نہیں دی، لہٰذا اگر جناب فاطمہؑ فدک کے حصول کی کوشش کرتی ہیں تو وہ اس لئے کہ اسلام حق کے مطالبے کو واجب سمجھتا ہے، ورنہ فدک کی کیا اہمیت، اگر آپ فدک کے لئے نہ گئی ہوتیں تو یہ ظلم کے آگے جھکنا مانا جاتا، ورنہ فدک جیسی سیکڑوں املاک آپ نے راہِ خدا میں تصدّق فرما دی تھیں، جناب فاطمہؑ ظلم قبول نہیں کرنا چاہتی تھیں، اس لئے اپنے حق کا مطالبہ کیا یعنی جناب فاطمہؑ کے لئے فدک کی اہمیت اس اعتبار سے تھی کہ وہ آپ کا حق تھا، اقتصادی اور مادی اعتبار سے بھی اس کی اہمیت صرف اتنی تھی کہ اگر فدک آپ کے پاس ہوتا تو دوسروں کی مدد کرتیں۔[۳]

اس بات کے پیشِ نظر یہ کہنا غیر مناسب نہ ہوگا کہ اگر فدک کو غصب نہ کیا جاتا بلکہ غاصبینِ فدک آپ سے بنا غصب کئے مطالبہ کرتے تو فاطمہ زہراؑ سخاوت کی وہ ملکہ تھیں کہ ان کو کبھی انکار نہ کرتیں بلکہ ویسے ہی ان کی جھولیوں میں ڈال دیتیں۔

---

[۱] سورۂ آل عمران: آیت: ۹۲۔
[۲] ریاحین الشریعہ: ج: ۱، ص: ۱۰۶۔
[۳] سیرتِ نبویؐ: ص: ۱۰۵، مؤلف استاد شہید مرتضیٰ مطہریؒ، مطبوعہ دار الثقلین، کراچی۔

کھانا سائل کو دیا اور خود بھوکی رہیں

حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہمیں ایک وقت کے بعد کھانا نصیب ہوا، ہمارے بابا نے کہیں سے کھانے کا انتظام کیا، والدۂ ماجدہؑ نے روٹیاں تیار کیں، بابا اور ہم دونوں بھائیوں نے کھانا کھالیا، لیکن ابھی والدۂ ماجدہؑ نے نہیں کھایا تھا، چنانچہ آپ نے ابھی پہلا لقمہ ہی توڑا تھا کہ دروازہ پر سائل نے آواز دی، اہل بیت رسولؐ! تم پر سلام، میں دو وقت کے فاقے سے ہوں، میرا پیٹ بھر دو، جناب سیدہؑ نے فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور مجھ سے فرمایا:

''بیٹا حسنؑ! جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ اور فرمایا: میں نے تو ایک ہی وقت سے نہیں کھایا ہے لیکن یہ بے چارہ تو دو وقت کا بھوکا ہے''۔[۱]

ہار کی قیمت سے غلام آزاد

''اسماء بنت عمیسؓ ''فرماتی ہیں کہ میں جناب فاطمہؑ کی خدمت میں بیٹھی ہوئی تھی، اسی اثناء میں رسول خداؐ وہاں تشریف لائے، اس وقت شہزادی فاطمہؑ گلے میں سونے کا ہار پہنے ہوئے تھیں، آنحضرتؐ نے ہار دیکھا تو آپ سے فرمایا:

''بیٹی فاطمہؑ! لوگ تمھیں دخترِ رسولؐ کہتے ہیں، ان کے اس کہنے پر تم مغرور نہ ہونا، خصوصاً اس وقت جب تمھارے جسم پر ہماری شان کے خلاف کوئی لباس ہو''۔

پیغمبر اسلامؐ کی بات سن کر جناب فاطمہؑ نے فوراً سونے کا ہار اُتارا اور فروخت کر کے اس کی قیمت سے ایک غلام آزاد کرایا، آنحضرتؐ آپ کے اس عمل سے بہت خوش ہوئے۔[۲]

---

۱ ماخوذ: سیرتِ فاطمۃ الزہراءؑ: ص: ۸۰، جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی۔
۲ فاطمہؑ اسلام کی مثالی خاتون: ص: ۱۲۹، مؤلف آیۃ اللہ ابراہیم امینی۔

فاطمۂ شامیہ خدمت جناب فاطمہ زہراؑ میں

''فاطمۂ شامیہ'' ملکِ شام کے ایک امیر کبیر کی بیٹی تھی، نہایت دیندار، عبادت گزار، کتبِ سماویہ کی عالمہ اور علمِ نجوم سے واقف، جب اس کو معلوم ہوا کہ حضرت خاتم النبیینؐ کی ولادت کا زمانہ قریب آ گیا ہے تو وہ مکۂ معظّمہ آئی، ایک دن حضرت عبداللہؑ سے ملاقات ہوئی، اس نے آپ کی پیشانی میں علامتِ نور دیکھ کر نکاح کی درخواست کی، جناب عبداللہؑ نے جواب دیا: میں اپنے والد کی اجازت کے بغیر کوئی جواب نہیں دے سکتا، کچھ دنوں بعد جب عبداللہؑ کی شادی حضرت آمنہؑ سے ہوگئی اور نورِ نبوت صلبِ عبداللہؑ سے شکم آمنہؑ میں منتقل ہوا تو جناب عبداللہؑ اپنے والد کی اجازت حاصل کر کے، شامیہ کے مکان پر گئے اور عقد کی درخواست کی، شامیہ نے جواب دیا: وہ نور جس کے اشتیاق میں میں نے اتنی دور کا سفر اختیار کیا تھا، آپ کے پاس نہیں رہا، اب مجھے کسی دنیوی غرض کے لئے شادی کی ضرورت نہیں۔

اس واقعہ کو ایک عرصہ گزر گیا یہاں تک کہ جناب فاطمہؑ کی عمر بھی تقریباً دس سال ہوگئی اس وقت فاطمۂ شامیہ حضرت زہراؑ سے ملنے آئی اور شام سے بہت سے تحائف، زیورات، جواہرات، میوے، کپڑے اور کھانے کی بہت سی چیزیں اپنے ساتھ لائی، دخترِ رسولؐ نے نہایت خوش اخلاقی سے اس کا خیر مقدم کیا، جب اس نے وہ تحائف پیش کئے تو آپ نے قبول فرما کر تمام تحائف دینی امور میں صرف کر دیئے اور کھانے پینے کی چیزیں اور کپڑے ان مسلمانوں کو نذر کر دیئے جو خدمتِ اسلام میں سربکف رہتے۔ فاطمۂ شامیہ پیغمبرزادیؐ کے اس ایثار و سیر چشمی سے بہت متأثر ہوئی اور آپ کو سینے سے لگایا اور اس طرح اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔[1]

---

[1] ماخوذ: سیرتِ فاطمۃ الزہراؑ: ص: ۸۲، جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی۔

میرے بچے بھوکے ہیں مگر کھانا سائل ہی کو دوں گی

ایک روز ایک بھوکا شخص درِ علیؑ پر آیا اور کھانے کا سوال کیا، حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ سے بیان کیا، آپ نے فرمایا: اے ابوالحسنؑ! میں آپ کے حکم کو بہ سر و چشم قبول کرتی ہوں اس بھوکے کو ابھی کھانا کھلاتی ہوں، کل رات میرے بچے بھوکے سوئے تھے، ان میں سے جو چھوٹا یعنی حسینؑ ہے وہ میدانِ جنگ میں بھوکا قتل کیا جائے گا، حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کے اس جذبۂ ایثار کو اشعار میں ڈھال کر سراہا، جناب سیدہؑ نے بھی اشعار ہی کے قالب میں فرمایا:

لَمْ یَبْقَ مِمَّا کَانَ غَیْرُ صَاعٍ — قَدْ دَبَّرَتْ کَفِّی مَعَ الذِّرَاعِ
شِبْلَایَ وَاللّٰہِ ھُمَا جِیَاعٌ — یَا رَبِّ لَا تَتْرُکْھُمَا ضِیَاعٌ
اَبُوْ ھُمَا لِلْخَیْرِ ذُوْاصْطِنَاعِ — عَبْلُ الذِّرَاعَیْنِ طَوِیْلُ الْبَاعِ
وَمَا عَلٰی رَاسِیَ مِنْ قِنَاعٍ — اِلَّا عَبَا نَسَجْتُھَا بِصَاعٍ

''میں نے اپنے گھر میں جو کچھ جمع کیا تھا اس میں سے ایک صاع کے علاوہ کچھ نہیں باقی بچا، حالانکہ آٹا پیسنے کی وجہ سے میرے ہاتھ زخمی ہو گئے، خدا کی قسم میرے بچے اب بھی بھوکے ہیں، پالنے والے انھیں ضائع ہونے سے بچالے، سخاوت اور دوسری خوبیوں میں ان کے والد بے نظیر ہیں، ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اسے اپنے بخشش والے ہاتھوں سے دوسروں کو بخش دیتے ہیں، یا علیؑ اس وقت جو کچھ گھر میں ہے وہ میں سائل کو دے رہی ہوں، حالانکہ میرے سر پر مناسب چادر بھی نہیں ہے ہاں ایک پرانی چادر ہے جس کو میں نے خود بُنا ہے، اب وہ بھی پھٹ رہی ہے''[۱]

---

[۱] تسلیۃ المجالس: ج:۱،ص:۵۶۱/ مناقب شہر آشوبؒ: ج:۳،ص:۳۷۵/ امالی شیخ صدوقؒ :ص:۲۶۰۔

بابا کی خوشی کے لئے رنگین پردے کی خیرات

ایک مرتبہ جب حضور اکرمؐ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہؑ نے اپنے لئے ایک مقنعہ خریدا ہے اور اس کو زعفران سے رنگا ہے اور اپنے دروازہ پر ایک پردہ بھی لگایا ہے، رسول اللہؐ نے جب یہ دیکھا تو واپس پلٹ گئے اور مسجد میں آ کر بیٹھ گئے ،حضرت فاطمہؑ نے حضرت بلالؓ کو بلا کر کہا: بلالؓ! جا کر معلوم کرو کہ بابا جان میرے گھر آ کر دروازہ سے کیوں چلے گئے؟

حضرت بلالؓ آئے اور آنحضرتؐ سے ماجرا دریافت کیا، آپ نے ارشاد فرمایا:

میں نے فاطمہؑ کے یہاں یہ یہ چیزیں دیکھیں ہیں۔

حضرت بلالؓ نے آ کر بتایا، حضرت فاطمہؑ نے اسی وقت وہ پردہ جو دروازہ پر ڈالا تھا اتار دیا اور جو مقنعہ اُوڑھے تھیں اُسے اُتار دیا اور اپنی پیوند لگی ہوئی چادر اُوڑھ لی، حضرت بلالؓ نے جب اس کی خبر دی تو آنحضرتؐ خانۂ فاطمہؑ میں تشریف لائے اور فرمایا: بیٹی! اسی طرح رہا کرو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔[۱]

علامہ مجلسیؒ بحار الانوار میں فرماتے ہیں:

''جناب فاطمہؑ نے پردہ اور اپنا زیور اُتار کر خدمتِ رسولؐ میں بھیج دیا اور کہلوا دیا: یارسول اللہؐ! آپ کی بیٹی سلام عرض کرتی ہے اور کہلواتی ہے کہ ان تمام چیزوں کو راہِ خدا میں خرچ کر دیجئے''[۲]

---

۱ ماخوذ از: المرتضیٰ: صفحہ: ۱۴۲ تا ۱۴۳۔ مؤلف مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی۔

۲ بحار الانوار: ج: ۴۳، ص: ۲۰/ روضۃ الواعظین: ج: ۲، ص: ۴۴۴/ امالی شیخ صدوقؒ: ۲۳۴/ عوالم: ج: ۱۱، ص: ۱۷۴

" تَقْرَأُعَلَيْکَ اِبْنَتُکَ السَّلَامَ وَ تَقُوْلُ: اِجْعَلْ هٰذَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ".

راہِ خدا میں انار کا عطیہ

ایک مرتبہ تاجدارِ ولایت حضرت علی ابن ابی طالبؑ باہر سے تشریف لائے، دیکھا شہزادیؑ شدید بخار میں مبتلا ہیں آپ کی یہ حالت دیکھ کر مولائے کائناتؑ بے قرار ہو گئے پوچھا:

بنتِ رسولؐ! اگر آپ کو کسی چیز کی خواہش ہو تو فرمایئے؟ جناب فاطمہؑ نے پہلے تو انکار کیا لیکن جب حضرت علیؑ نے اصرار کیا تو فرمایا: اے ابوالحسنؑ! اگر ہو سکے تو انار لا دیجئے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا ٹھیک ہے، میں کہیں سے انار کا انتظام کرتا ہوں، یہ کہہ کر آپ گھر سے باہر آئے اور کسی سے ایک درہم قرض لیا اور بازار سے انار خرید کر گھر کی طرف چلے۔ آپ کو بے حد خوشی ہو رہی تھی کہ دخترِ پیغمبرؐ نے زندگی میں صرف ایک فرمائش کی ہے اور وہ پوری ہو رہی ہے، تبھی سرِ راہ ایک بیمار کو کراہتے ہوئے دیکھا، آپ ٹھہر گئے، کیوں کہ یہ بات حضرت علیؑ کے لئے ناممکن تھی کہ آپ کسی بیمار کو دیکھیں اور اس کا حال پوچھے بغیر آگے بڑھ جائیں۔ چنانچہ آپ بیمار کے پاس تشریف لائے اور احوال پرسی کے بعد فرمایا: بھائی اگر تمہارا دل کسی چیز کو چاہ رہا ہے تو بیان کرو؟ بیمار نے عرض کی: پانچ روز ہو گئے، میں بیماری کے عالم میں پڑا ہوں، لوگ مجھے دیکھتے ہیں اور گزر جاتے ہیں اور کوئی میرا حال نہیں پوچھتا۔ آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں اپنا مدعا مجھ سے کہو، میں انشاءاللہ ضرور پورا کروں گا، بیمار نے عرض کی: مولاؑ! میرا دل انار کھانے کو چاہتا ہے، بیمار کی زبان سے جب حضرت علیؑ نے یہ سنا تو ایک لمحہ کے لئے فکر مند ہوئے، دل میں خیال پیدا ہوا، یہ لذیذ انار تو بنتِ رسولؐ کے لئے خریدا ہے، اگر سائل کو عطا کرتا ہوں تو فاطمہؑ محروم رہتی ہیں اور اگر سائل کا سوال پورا نہیں کرتا ہوں تو خدائے تعالیٰ کا حکم پورا نہیں ہوتا، پھر حضورِ سرورِ کائناتؐ نے فرمایا ہے: سائل کو عطا کرو خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہو، لہٰذا جذبۂ سخاوت غالب آیا اور آپ نے وہ انار توڑ کر اس بیمار کو کھلا دیا اور خود خالی ہاتھ گھر آ گئے، گھر آ کر جب آپ کی نگاہ بیمار زوجہ پر پڑی تو

شرم وحیا سے سر کو جھکا لیا، لیکن اسی لمحہ جناب فاطمہؑ آگے بڑھیں اور مسکراتے ہوئے فرمایا:

''اے ابوالحسنؑ! سر کیوں جھکاتے ہو، خدا کی قسم جب آپ نے اس غمزدہ بوڑھے کو انار کھلایا تو خداوند عالم نے میرے دل سے انار کی اشتہاء کو مٹا دیا اور اب مجھے انار کی ضرورت نہیں رہی''۔

اسی اثناء میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا کون؟ آواز آئی سلمانؓ ہوں! حضرت اُٹھے اور جا کر دروازہ کھولا، دیکھا جناب سلمانؓ رومال سے ڈھکا ہوا ایک طبق لئے ہوئے ہیں، آپ نے دریافت کیا: کس نے بھیجا ہے؟ عرض کی: اللہ نے رسولؐ کے پاس اور رسولؐ نے آپ کے پاس بھیجا ہے، حضرت علیؑ نے رومال ہٹایا، دیکھا اس میں نو عدد انار ہیں، حضرت نے فرمایا: سلمانؓ! یہ طبق خدا کی طرف سے نہیں ہے، کیوں کہ اگر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں نو نہیں دس انار ہوتے، سلمانؓ نے پوچھا: کیوں مولاؑ؟ فرمایا اس لئے کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

'' مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ''.

''جو ایک نیکی کے ساتھ آیا اس کے لئے دس نیکیاں ہیں''[1]

یہ سن کر سلمانؓ مسکرائے اور جیب سے ایک اَنار نکالا اور طبق میں رکھتے ہوئے عرض کی:

'' يَا عَلِيُّ وَاللّٰهِ كَانَتْ عَشْراً وَ لٰكِنْ اَرَدْتُ اَنْ اُجَرِّبَكَ ''.

''مولاؑ! آپ نے درست فرمایا، دس ہی انار لایا ہوں، یہ تو میں آپ کو آزما رہا تھا''[2]

---

[1] سورۂ انعام: آیت: ۱۶۰۔

[2] مسند فاطمۃ الزہراءؑ: ص: ۳۳ تا ۳۴، سید حسین شیخ الاسلامی۔

خاتونِ دو جہاں کی زاہدانہ زندگی

پیوند زدہ لباس مگر زبان پر شکرِ خدا

ایک مرتبہ جنابِ سلمان فارسیؓ نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ زہراؑء جَو کا آٹا پیس رہی ہیں اور اس آیت کی تلاوت کرتی جاتی ہیں:

" وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ".

''اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں''[1]

اس وقت آپ ایک اُونی عبا اُوڑھے ہوئی تھیں جس میں خرمے کی چھال کے بارہ پیوند لگے ہوئے تھے، جناب سلمان فارسیؓ حضرت سیدہؑ کی سادہ زندگی سے بہت متأثر و غمگیں ہوئے اور فرمایا: افسوس! قیصر و کسریٰ کی بیٹیاں ریشم و حریر کے لباس پہنیں اور مصطفیٰؐ کی لختِ جگر اُونی عبا اُوڑھے، جس میں خرمے کی چھال کے بارہ پیوند لگے ہوئے ہوں۔ جناب فاطمہؑ رسول خداؐ کی خدمت میں تشریف لائیں، آدابِ سلام بجالائیں اور عرض کیا بابا جان! سلمان فارسیؓ میرے لباس کو دیکھ کر تعجب کرتے ہیں، قسم ہے اُس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا آج پانچ سال ہو رہے ہیں کہ میری اور علیؑ کی ضروریاتِ زندگی میں صرف گوسفند کی ایک کھال ہے دن میں اُس پر اُونٹ کو چارہ ڈالتے ہیں اور رات کو اُسے اپنا بستر بنا لیتے ہیں۔

---

[1] سورۂ شوریٰ: آیت:۳۶۔

پیغمبر اسلامؐ نے جناب سلمان فارسیؓ سے فرمایا: اے سلمانؓ ! تعجب نہ کرو، میری بیٹی خدا کی طرف سبقت لے جانے والوں کی سردار ہے۔[۱]

اُونٹ کے بالوں کا موٹا لباس

حضرت فاطمہؑ نے اپنے شوہر سے کبھی اچھے لباس یا اچھی غذا کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ شوہر کی طرح سادہ زندگی کو ترجیح دی اور اسی پر اللہ کا شکر ادا کرتی رہی، حضرت علیؑ کے معاشی حالات بھی بہتر نہیں تھے، چنانچہ روایت میں ہے کہ ایک دن حضور اکرمؐ جناب سیدہؑ کے گھر تشریف لائے اور ملاحظہ فرمایا کہ آپ اُونٹ کے بالوں کا موٹا لباس پہنے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر حضورؐ تڑپ اُٹھے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، فرمایا:

''بیٹی فاطمہؑ ! آج تم دنیا کی تنگی وسختی پر صبر کرو، تاکہ کل روزِ قیامت تمھیں جنت کی نعمتیں حاصل ہوں''[۲]

حضرت فاطمہؑ کے گھر کا افلاس

حضرت علیؑ کے اہلِ خانہ اکثر فاقے میں گزارتے تھے، حضرت علیؑ محنت مزدوری کر کے اپنا گھر چلاتے تھے، اس گھر کا معمول یہ تھا کہ جناب فاطمہؑ صبح کی عبادت کے بعد گھر کے کام کاج میں لگ جاتیں تھیں اور حضرت علیؑ باہر مزدوری کرنے چلے جاتے تھے، جو کچھ لاتے تھے اسی پر رات بسر ہوتی تھی۔

ایک دن حضرت علیؑ کو کوئی کام نہ مل سکا اور گھر میں آٹھ پہر سے فاقہ تھا، پھر شام کے وقت ایک تاجر کے اُونٹ آئے، اسے اسباب اُتارنے کے لئے ایک مزدور کی ضرورت تھی، حضرت علیؑ

---

۱ ریاحین الشریعہ، ج:۱، ص:۱۴۸/ بیت الاحزان، ص:۲۸/۲۹۔
۲ ماخوذ: مدارج النبوۃ: ج:۲، ص:۷۸۹، اردو ترجمہ مفتی غلام الدین نعیمی۔

نے دیر رات تک، اس کے اُونٹوں کا اسباب اُتارا، سوداگر نے ایک درہم اُجرت دی، اس وقت اکثر دکانیں بند ہو چکی تھیں مگر ایک جگہ سے کچھ جَو مل گئے، حضرت علیؑ نے اس ایک درہم کے جَو خریدے اور خوشی خوشی گھر لائے، حضرت فاطمہؑ نے مسکراتے ہوئے نہایت انبساط کے ساتھ حضرت علیؑ کا خیر مقدم کیا اور آپ سے جَو لے کر اسی وقت ان کو پیسا روٹیاں تیار کیں اور احترامِ شوہر میں پہلے حضرت علیؑ کی خدمت میں پیش کیں اور پھر خود کھائی، حضرت علیؑ فرماتے ہیں: مجھے اس وقت حضرتِ سرورِ کائناتؐ کا وہ ارشاد یاد آیا، جس میں آپ نے فرمایا تھا:

''فاطمہؑ کائنات کی بہترین عورت ہے اس پر میں نے خدا کا شکر ادا کیا''[1]

میرے پاس تو بس ایک ہی چادر ہے

ایک مرتبہ جناب فاطمہؑ بیمار ہوگئیں، جناب رسول خداؐ اپنے صحابی ''عمران بن حصین'' کو لے کر آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے، دروازے پر پہنچ کر دستک دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی، آپ نے فرمایا: بابا جان! تشریف لائیے آپ ہی کا گھر ہے۔ حضور نے فرمایا: بیٹی! میرے ہمراہ میرا ایک صحابی بھی ہے، جناب فاطمہؑ نے عرض کی: بابا جان! میرے پاس صرف ایک ہی چادر ہے، اس کے سوائے کوئی اور کپڑا نہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اُسی سے بدن چھپالو، جناب فاطمہؑ نے عرض کی: بابا جان! جسم ڈھک جائے گا، تو سر کھلا رہ جائے گا اور اگر سر ڈھک گیا تو جسم کھلا رہ جائے گا، آنحضرتؐ نے اپنی پرانی چادر اپنی بیٹی کو دیتے ہوئے فرمایا: بیٹی! اس سے اپنا سر ڈھانک لو، جناب فاطمہؑ نے ایسا ہی کیا اور اندر آنے کے لئے فرمایا، آنحضرتؐ داخلِ خانہ ہوئے اور آپ کا حال دریافت کیا: حضرت معصومۂ کونینؑ نے عرض کی: بابا جان! شدتِ درد سے بے چین ہوں اور اس پر یہ مصیبت کہ گھر

---

[1] سیرت فاطمۃ الزہراؑء: ص: ۷۷، مؤلف جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی۔

میں کوئی چیز موجود نہیں ہے، بابا جان! بھوک نے مجھے نڈھال کر دیا ہے، شفیق باپ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا: میری پیاری بیٹی گھبراؤ نہیں پھر آپ نے اپنا ہاتھ ان کے کاندھے پر رکھ کر فرمایا: بیٹی! تم زنانِ بہشت کی سردار ہو۔[۱]

بھوک سے چہرہ زرد ہو گیا

''عمران ابن حصین'' کہتے ہیں:

''ایک دن میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ جناب فاطمہ زہراؑ وہاں تشریف لائیں، جب رسول خداؐ کی نگاہ آپ کے چہرۂ اقدس پر پڑی جو بھوک سے زرد ہو چکا تھا اور اس پر خون موجود ہونے کے آثار نہیں تھے تو آپ نے ان کو اپنے پاس بلایا اور اپنا دستِ مبارک جناب فاطمہؑ کے شانے پر رکھا اور فرمایا: اے وہ خدا جو بھوکوں کو سیر کرتا ہے اور ضعیفوں کو قوت بخشتا ہے فاطمہؑ دخترِ محمدؐ کو بھوکا نہ رکھ''۔

''عمران'' کا بیان ہے کہ دعائے پیغمبرؐ کی برکت سے جناب فاطمہؑ کے چہرے کی زردی ختم ہو گئی اور آپ کے چہرۂ انور پر خون دوڑنے کے آثار نمودار ہو گئے۔[۲]

---

[۱] سیرت فاطمۃ الزہراؑ: ص: ۹۷، مؤلف جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی۔

[۲] فاطمہ اسلام کی مثالی خاتون: ص: ۱۳۰، مؤلف آیۃ اللہ ابراہیم امینی۔

حضرت فاطمہ زہراؑء کا حُسنِ اخلاق

اپنے پدرِ بزرگوار کے ساتھ

حضرت فاطمہؑ کائنات کی وہ عظیم خاتون ہیں جنھوں نے خود کو پیغمبر خداؐ کی حیاتِ طیبہ میں ڈھال لیا تھا اور آپ کے اخلاق و عادات کو اس قدر اپنایا تھا کہ بالکل رسولؐ کے مشابہ نظر آتی تھیں، چنانچہ احادیث کی معتبر کتابوں میں ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

''میں نے رسول اللہؐ کی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑء سے بڑھ کر عادات و خصائل، حسنِ خُلق، طور طریقے، اُٹھنے بیٹھنے اور کلام کرنے میں رسول اللہؐ کے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا وہ جب رسول اللہؐ کے پاس آتیں تو حضورؐ ان کے لئے اٹھتے، ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے اور جب خود رسول اللہؐ ان کے پاس آتے تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ جاتیں، حضورؐ کے ہاتھوں کا بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتی تھیں''۔[1]

---

[1] جامع ترمذی: جلد:۲ صفحہ:۳۹۴ کتب خانہ رحیمیہ (دیوبند)/ مدارج النبوۃ: ج:۲، ص:۷۸/ شیخ محدث دہلوی امالی شیخ طوسیؒ: ص:۴۰۰، مجلس ۱۴/ بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۲۵ مطبوعہ بیروت/ صحیفۂ فاطمیہ: ص:۲۵۔

" رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ : مَا رَأَیْتُ مِنَ النَّاسِ اَحَدًا اَشْبَهَ کَلَامًا وَحَدِیْثًا بِرَسُولِ اللّٰهِ(ص) مِنْ فَاطِمَةَ، اِذَا دَخَلَتْ عَلَیْهِ رَحَّبَ بِهَا وَقَبَّلَ یَدَیْهَا وَأَجْلَسَهَا فِیْ مَجْلِسِهٖ فَاِذَا دَخَلَ عَلَیْهَا قَامَتْ اِلَیْهِ فَرَحَّبَتْ بِهٖ وَقَبَّلَتْ یَدَیْهِ ".

اپنی مادرِ گرامی کے ساتھ

روایت میں ہے کہ ایک دن مادرِ فاطمہؑ جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کسی شادی میں جانے کے لئے تیار ہوئیں اور کپڑے پہننے لگیں، لیکن ملیکۂ عرب کو پتا چلا کہ جناب سیدہؑ کے لئے کپڑے نہیں ہیں ماں اسی تردد میں تھی کہ بیٹی کو احساس ہو گیا، لیکن بچی نے فوراً عرض کی:

''مادرِ گرامی! میں پرانے ہی کپڑوں میں چلوں گی کیوں کہ میرے بابا فرمایا کرتے ہیں مسلمان لڑکیوں کا بہترین زیورِ حیات تقویٰ ہے اور بہترین آرائش شرم وحیاء ہے''۔[۱]

اپنی مادرِ نسبتی کے ساتھ

جناب فاطمہ زہراؑ کی شادی کے وقت آپ کی مادرِ نسبتی جناب فاطمہ بنت اسدؓ زندہ تھیں، دنیا جانتی ہے کہ ساس بہو کے تعلقات اکثر کشیدہ ہو جاتے ہیں لیکن جناب فاطمہؑ نے ایسا دستور اور ایسا طریقہ اختیار فرمایا کہ کبھی بھی تعلقات کشیدہ نہیں ہوئے اور سسرال میں کسی کو شکایت کا موقع نہ دیا، آپ نے اپنی مادرِ نسبتی حضرت فاطمہ بنت اسدؓ کو بڑی بوڑھی خواتین سے ملاقات اعزہ واقارب کی احوال پرسی، شادی بیاہ اور اس قسم کے دیگر امور کی ذمہ داری سپرد فرمائی اور امورِ خانہ داری کی ذمہ داری خود سنبھالی تھی، اسی لئے تاریخ میں ان دونوں کی باہمی کشیدگی کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔[۲]

اپنے شوہر کے ساتھ

ایک مرتبہ جناب فاطمہؑ بیمار پڑیں، حضرت علیؑ نے پوچھا: دخترِ رسولؐ! اگر کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے تو بتایئے، میں آپ کے لئے مہیا کروں؟ جناب فاطمہ زہراؑ نے فرمایا:

---

[۱] چودہ ستارے: ص: ۹۳۔
[۲] ایضاً: ص: ۹۸

''میرے پدرِ بزرگوار نے مجھے ہدایت فرمائی ہے کہ میں آپ سے کسی چیز کا سوال نہ کروں کیوں کہ ممکن ہے آپ اُسے پورا نہ کرسکیں، اس سے آپ کو تکلیف ہوگی اور میں نہیں چاہتی آپ کو کوئی تکلیف یا رنج وغم پہنچے''۔[۱]

اپنی خادمہ کے ساتھ

ایک دن رسول اکرمؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے، دیکھا خادمہ آرام کررہی ہے اور آپ گھر کے کاموں میں مصروف ہیں، آنحضرتؐ نے اس کا سبب پوچھا: آپ نے فرمایا:

''یَارَسُولَ اللّٰہِ عَلَیَّ یَوْمٌ وَعَلَیْھَا یَوْمٌ''.

''اے اللہ کے نبیؐ! میں نے گھر کے کاموں کو تقسیم کیا ہے، ایک دن میری باری ہوتی ہے اور ایک دن خادمہ کی، اتفاق سے آج گھر کے کاموں کی میری باری ہے، اس لئے میں کام کررہی ہوں اور خادمہ آرام''۔

پیغمبر اکرمؐ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ کا دل بھر آیا، آنکھیں ڈبڈبا گئیں، فرمایا:

''خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے''۔

خادمہ کے دل ودماغ سے خادمہ ہونے کا تصور ختم کرنا جناب فاطمہؑ کے اُس نظامِ عمل کی اعلیٰ مثال ہے جس سے اُمت کو ''مساواتِ محمدی'' کا درس ملتا ہے۔[۲]

اپنے پڑوسیوں کے ساتھ

حضرت فاطمہ زہراؑ کی رات بھر کی مناجات اور بارگاہِ خداوندی میں گریہ وزاری کبھی کبھی آپ کے بیٹے حضرت امام حسنؑ کو نیند سے بیدار کردیا کرتی تھی، وہ فرماتے ہیں:

---

[۱] چودہ ستارے: ص: ۹۸۔
[۲] ایضاً: ص: ۹۷۔

''میں نے شبِ جمعہ میں اپنی والدۂ گرامی کو دیکھا کہ محرابِ عبادت میں کھڑی ہوئی ہیں اور طلوعِ فجر تک رکوع وسجود کے عالم میں ہیں اور اپنے پڑوسیوں کے لئے دعا کررہی ہیں، مگر اپنے لئے دعا نہیں کی، میں نے عرض کی: مادرِ گرامی! آپ نے اپنے لئے کوئی دعا نہیں کی لیکن اپنے تمام پڑوسیوں کے لئے دعا فرمائی ہے؟ میری ماں نے فرمایا: اَوَّلُ الْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ: بیٹا! پہلے ہمارے پڑوسی بعد میں ہمارا گھر''۔[۱]

اپنے مرحومین کے ساتھ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''میری جدۂ ماجدہ ہر شنبہ کی صبح کو شہداء کی قبور پر زیارت کے لئے جاتی تھیں، خصوصاً اپنے چچا حضرت حمزہؓ کی قبر اطہر پر پہنچتی تھیں اور ان کے لئے طلب رحمت ومغفرت فرماتی تھیں''۔[۲]

اسی طرح جب آپ مکہ گئیں تو طوافِ کعبہ اور سعی وغیرہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد حضرت علیؑ سے فرمایا: مجھے جنت المعلّیٰ میں ماں کے مزار پر لے چلیں، حضرت علیؑ آپ کو مخدومۂ کائنات، حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کی قبرِ اطہر پر لائے، شہزادیؑ ماں کی قبر دیکھ کر بے ساختہ رو پڑیں، آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوگیا اور سینہ میں غم وآلام کے طوفان اُٹھنے لگے، اس کے بعد جتنے دن آپ مکۂ معظّمہ میں رہیں روزانہ ماں کے مزار پر حاضری دیتی رہیں۔[۳]

---

۱ ماخوذ از: مدارج النبوۃ: ج:۲،ص:۹۰/ نہج الحیاۃ:ص:۱۴۸ حرف دال حدیث ۷۷/ بحارالانوار: ج:۸۶،ص۳۱۳۔

'' رَأَی ابْنُهَا الْحَسَنُ (ع) فَاطِمَةَ(ع) قَامَتْ فِیْ مِحْرَابِهَا وَ تَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لَا لِنَفْسِهَا بِشَیْءٍ وَ سَأَلَهَا عِلَّتَهَا فَقَالَتْ : یَا بُنَیَّ اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ''

۲ وسائل الشیعہ :ج:۴۳،ص:۲۲۴/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۹۰۔''اِنَّ فَاطِمَةَ کَانَتْ تَاْتِیْ قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ فِیْ کُلِّ غَدَاةِ سَبْتٍ فَتَاْتِیْ قَبْرَ حَمْزَةَ وَتَتَرَحَّمُ عَلَیْهِ وَ تَسْتَغْفِرُ لَهُ''.

۳ ماخوذ از :البتول:ص:۴۶۷تا۴۶۹۔مؤلف صائم چشتی۔

آدابِ زندگی واصولِ حیات

کھانا کھانے کے آداب

حضرت فاطمہ زہراؑء زنانِ عالم کے لئے نمونۂ عمل ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ مردوں کے لئے معیار نہیں ہیں، آپ طاہرہ ومطہرہ ہیں، ظاہری و باطنی طہارت وعصمت کا قلعہ ہیں، اسی لئے آپ نے جہاں عورتوں کے لئے مخصوص اصولِ حیات بتائے وہیں عورتوں اور مردوں کے مشترکہ مسائل واصولِ زندگی بھی بیان فرمائے جو دونوں صنفوں کے لئے لازم ہیں انہیں مسائل میں دسترخوان کے آداب بھی ہیں جن کے متعلق جناب فاطمہ زہراؑء نے مخصوص آداب واعمال بیان فرمائے ہیں۔

حضرت فاطمہ زہراؑء فرماتی ہیں:

''دسترخوان پر بیٹھنے کے لئے بارہ اصول وضوابط سے واقف ہونا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے جن میں چار واجب، چار مستحب اور چار علامتِ شرافت وادب ہیں''

☆ **واجب:**

(۱) خدا کی معرفت: یعنی انسان دسترخوان پر بیٹھ کر جان لے کہ یہ ساری نعمتیں خدا کی طرف سے ہیں۔

(۲) جو نعمتیں خدا نے عطا کی ہیں ان پر راضی بہ رضا رہے۔

(۳) کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے۔

(۴) کھانا کھانے کے بعد خدا کا شکر بجالائے اور الحمدللہ رب العالمین کہے۔

☆مستحب:

(۱) کھانا کھانے سے پہلے وضو کرے۔

(۲) بائیں طرف بیٹھ کر کھائے۔

(۳) کھانا تین انگلیوں سے کھائے۔

(۴) [کھانا پہلے نمک سے شروع کرے]

☆شرافت وادب کی علامتیں:

(۱) کھانا کھاتے وقت لقمہ اپنے سامنے سے ہی اٹھائے۔

(۲) کھانا کھاتے وقت لقمہ چھوٹا بنائے۔

(۳) کھانا کھاتے وقت لقمہ اچھی طرح چبائے۔

(۴) کھانا کھاتے وقت دوسرے کے چہرے کی طرف کم نگاہ کرے۔[1]

---

[1] صحیفۂ فاطمیہ:ص:۱۸۴،حکمت:۲۴/مسند فاطمۃ الزہراءؑ:ص:۱۷۸،سید حسین شیخ الاسلامی/عوالم العلوم:ج:۱۱،ص:۹۲۰۔

" قَالَتْ فَاطِمَةُ : فِی الْمَائِدَةِ اِثْنَتَا عَشَرَةَ خَصْلَةً یَجِبُ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یَعْرِفَهَا: اَرْبَعٌ فِیْهَا فَرْضٌ، وَاَرْبَعٌ فِیْهَا سُنَّةٌ، وَ اَرْبَعٌ فِیْهَا تَأْدِیْبٌ ، فَاَمَّا الْفَرْضُ: فَالْمَعْرِفَةُ وَالرِّضَا وَ التَّسْمِیَّةُ وَالشُّکْرُ، فَاَمَّا السُّنَّةُ: فَالْوُضُوءُ قَبْلَ الطَّعَامِ، اَلْجُلُوسُ عَلَی الْجَانِبِ الْاَیْسَرِ، وَالْاَکْلُ بِثَلاٰثِ اَصَابِعَ ،[وَالْبُدَأَةُ بِالْمِلْحِ] فَاَمَّاالتَّأْدِیْبُ :فَالْاَکْلُ بِمَا یَلِیْکَ، وَ تَصْغِیْرُ اللُّقْمَةِ وَالْمَضْغُ الشَّدِیْدُ ، وَقِلَّةُ النَّظَرِ فِیْ وُجُوهِ النَّاسِ".

کھانے کے بعد ہاتھ ضرور دھوئیں

حضرت فاطمہ زہراؑ کھانا کھانے کے بعد والے احکام بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

''آ گاہ ہو جاؤ جو شخص کھانا کھا کر ہاتھ دھوئے بغیر سو جاتا ہے، اس کو اپنے علاوہ کسی اور کو ملامت نہیں کرنا چاہیے''[۱]

عبادت میں خلوص قائم کرو

عبادت خود ایک پسندیدہ عمل ہے اور عبادت میں خلوص اس سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے جناب فاطمہؑ عبادت و اخلاص کے مفہوم کو بہتر جانتی تھیں، اسی لئے فرمایا کرتی تھیں:

''جو شخص خدا کی بارگاہ میں باخلوص عبادت کا نذرانہ پیش کرتا ہے، خدا اس کو افضل ترین مصلحت اور فوائد سے فیضیاب فرماتا ہے''[۲]

خوشبو نشاط و تازگی کی علامت

خوشبو انسان کو نشاط و تازگی دیتی ہے، اسی لئے عطر لگانا مستحب قرار دیا گیا ہے، جناب فاطمہؑ چونکہ اصولِ حیات کی عظیم الشان معلّمہ ہیں، لہٰذا آپ نے زندگی کو پُر بہار بنانے والے اصول اپنائے اور دوسروں کو بھی تعلیم دیئے، خداوند عالم نے بھی آپ کی زندگی کو معطر بنانے کے لئے جنت کا خاص عطر بھجوایا۔

---

[۱] کتاب عوالم: ج:۱۱،ص:۹۱۹/کشف الغمہ: ج:۱،ص:۵۸۲۔

''لَا یَلُوْمَنَّ امْرُءٌ اِلَّانَفْسَهُ یَبِیْتُ وَفِیْ یَدِهٖ رِیْحُ غَمَرٍ''.

[۲] بحار الانوار: ج:۶۷،ص:۲۴۹۔ر ج۶۸:ص:۱۸۴/مجموعہ ورام: ج:۲،ص:۱۰۸/عدۃ الدعی:۲۳۳/تفسیر امام عسکریؑ:ص:۳۲۷۔

''قَالَتْ فَاطِمَةُ: مَنْ اَصْعَدَ اِلَی اللّٰهِ خَالِصَ عِبَادَتِهٖ اَهْبَطَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِلَیْهِ اَفْضَلَ مَصْلِحَتِهٖ''.

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں:

''ایک روز میں نے شہزادی فاطمہ زہراؑ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس کوئی عطر موجود ہے؟ فرمایا جی ہاں، یہ کہہ کر وہ اٹھیں اور عطر کی ایک شیشی لائیں اور تھوڑا سا عطر میرے ہاتھ پر ٹپکا دیا''۔

حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں: میں نے اس سے پہلے ایسی خوشبو کبھی نہیں سونگھی تھی، لہٰذا شہزادیؑ سے پوچھا: بی بی! اتنا اچھا اور خوشبودار عطر آپ کہاں سے لائیں؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

" هُوَ عَنْبَرٌ يَسْقُطُ مِنْ اَجْنِحَةِ جِبْرِيْل "

''یہ عطرِ عنبر ہے جو فرشتۂ وحی جبریل امینؑ کے پروں سے ٹپکا تھا''[1]

پاک دامنی شرافتِ انسانیت

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن میں اور جناب فاطمہؑ حضرت رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے دیکھا کہ آنحضرتؐ شدید گریہ فرما رہے ہیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا:

''اے علیؑ! اور اے فاطمہؑ! جس رات میں معراج پر گیا تو ایک مقام پر کچھ عورتوں کو سخت عذاب میں مبتلا پایا، میں اس حالت کو دیکھ کر سخت پریشان ہوا اور شدتِ غم و اندوہ سے گریہ کرنے لگا، میں نے وہاں ایک عورت کو دیکھا جو اپنے بالوں سے لٹکی ہوئی تھی اور اس کا مغز اُبل رہا تھا، دوسری عورت کو دیکھا جو اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی اور آبِ جہنم اس کے حلق میں ڈالا جا رہا تھا، تیسری عورت کو دیکھا جو اپنے پستان

---

[1] نہج الحیاۃ، ص:۱۴۸، حرف زاء حدیث:۹۷۔ محمد دشتی/کتاب عوالم: ج:۱۱، ص:۵۰۷ و ۶۱۰/ امالی شیخ طوسیؒ: ص:۴۲۔

سے لٹکی ہوئی تھی چوتھی عورت کو دیکھا جو اپنے بدن کے گوشت کو کھا رہی تھی اور اس کے نیچے آگ بھڑکائی جا رہی تھی، پانچویں عورت کو دیکھا جس کے دونوں پیر ہاتھوں سے بندھے ہوئے تھے اور سانپ و بچھو اس پر مسلط تھے، چھٹی عورت کو دیکھا جو اندھی گونگی اور بہری تھی اور اس کو آگ کے صندوق میں پھینکا گیا تھا اور مغز دونوں نتھنوں سے بہہ رہا تھا اور برص و جذام کی بیماری کے سبب اس کا جسم پھٹ گیا تھا، ساتویں عورت کو دیکھا جو دونوں پاؤں سے آتش جہنم میں لٹکی ہوئی تھی، آٹھویں عورت کو دیکھا جس کے بدن کی کھال آگے اور پیچھے سے آگ کی قینچی سے کاٹی جا رہی تھی، نویں عورت کو دیکھا جس کا چہرہ اور ہاتھ آگ میں جل رہے تھے اور وہ اپنی آنتوں کو کھا رہی تھی، دسویں عورت کو دیکھا جس کا سر خنزیر کے سر کی طرح اور بدن گدھے کے جسم کی مانند تھا اور وہ ہزار ہزار قسم کے عذاب میں مبتلا تھی، گیارہویں عورت کو دیکھا جس کی شکل کتے کے جیسی تھی اور آگ اس کی دُبر سے داخل ہو کر منہ سے نکل رہی تھی اور ملائکہ اس کے سر پر آگ کے گرز مار رہے تھے''۔

پیغمبر اسلامؐ سے یہ ساری باتیں سن کر جناب فاطمہؑ نے عرض کیا: اے میرے پدر بزرگوار! اے میری آنکھوں کے نور کی تازگی، اور میری آنکھوں کو روشنی بخشنے والے بابا! اور اے اللہ کے رسولؐ! ان عورتوں کو یہ عذاب کیوں دیا جا رہا تھا؟ حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا:

''بیٹی! وہ عورت جو اپنے بالوں سے لٹکی ہوئی تھی کبھی اپنے بالوں کو غیروں سے نہ چھپاتی تھی، اور وہ عورت جو اپنی زبان سے لٹکی ہوئی تھی وہ اپنی زبان سے اپنے شوہر کو اذیت پہنچاتی تھی، اور وہ عورت جو اپنا گوشت چبا رہی تھی، دوسرے لوگوں کے لئے بناؤ سنگھار کرتی تھی اور وہ عورت جس کے دونوں ہاتھ پاؤں سے بندھے ہوئے تھے اور سانپ اور بچھو اس پر مسلط تھے، اس کے وضو کا پانی اور لباس کثیف ہوتا تھا اور

جنابت وحیض کے بعد غسل بھی نہیں کرتی تھی، اور ہمیشہ نماز کو ہلکا سمجھتی تھی اور وہ عورت جو دونوں پاؤں سے جہنم میں لٹکی ہوئی تھی وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاتی تھی، اور وہ عورت جو اپنے بدن کو آگ کی قینچی سے کاٹ رہی تھی خود کو غیر مردوں کے سامنے پیش کرتی تھی، اور وہ عورت جس کے بدن کا گوشت جل رہا تھا اور اپنی آنتوں کو کھا رہی تھی وہ بُرے عمل کے لئے مردوں اور عورتوں میں چکر لگاتی پھرتی تھی۔ اور وہ عورت جس کا سر خنزیر کے سر کی طرح اور بدن گدھے کے بدن کی طرح تھا، چغل خور اور جھوٹ بولنے والی تھی، اور وہ عورت جس کی شکل کتے کی سی تھی اور آگ دُبر سے داخل ہو کر منہ سے باہر آتی تھی اور ملائکہ اس کے سر اور بدن پر آتشی گرز مار رہے تھے وہ عورت تھی جس کی مجالس ومحافل میں گانے بجانے کا دھندہ ہوا کرتا تھا''۔

اس کے بعد حضرت رسول اکرمؐ نے فرمایا:

''ہلاکت ہے اس عورت کے لئے جس نے اپنے شوہر کو ناراض کیا اور خوش بخت ہے وہ عورت جس نے اپنے شوہر کو راضی رکھا''[۱]

---

[۱] عیون اخبار الرضاؑ: ج:۲، ص:۱۰ تا ۱۱/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۹۲۲/ بحار الانوار: ج:۸، ص:۳۱۰/ وسائل الشیعہ: ج:۲۰، ص:۲۱۳/ تفسیر نور الثقلین: ج:۳، ص:۱۲۲۔

''وَيْلٌ لِإِمْرَاةٍ اَغْضَبَتْ زَوْجَهَا وَطُوبىٰ لِإِمْرَأَةٍ رَضِيَ عَنْهَا زَوْجُهَا''.

درسگاہِ فاطمہ زہراؑء کے مختلف پہلو

احادیثِ نبیؐ کی اہمیت

احادیث کے سلسلے میں اُمت کے بعض افراد نے اس قدر توہین کی کہ پہلے لوگوں سے احادیث ڈھونڈ ڈھونڈ کر اکٹھا کرائیں اس کے بعد سب کو جلایا دیا، لیکن حضرت فاطمہؑ کی نظر میں حدیث کی اتنی اہمیت تھی کہ آپ چھوٹی سی حدیث کو بھی امام حسنؑ و امام حسینؑ کے برابر سمجھتی تھیں، چنانچہ ایک مرتبہ مدینۂ منورہ کا ایک مؤمن حضرت فاطمہؑ کے درِ دولت پر آیا اور ہدیۂ سلام کے بعد عرض کیا: شہزادی! مجھے کسی حدیث کی تعلیم فرمایئے۔

آپ نے جناب فضہؓ کو حکم دیا: فضہؓ! وہ حدیث جو ایک تختی پر لکھی ہوئی ہے ذرا اُٹھالاؤ جناب فضہؓ گئیں، تختی کو تلاش کیا مگر نہ مل سکی، واپس آ کر شہزادی سے عرض کیا: دخترِ رسولؐ! اس حدیث کو میں نے بہت ڈھونڈا، مگر نہیں ملی، جناب فاطمہؑ کو اس کا بے حد افسوس ہوا۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

''فضہؓ! اُسے تلاش کرو کیوں کہ وہ حدیث میرے لئے حسنؑ و حسینؑ کے برابر عزیز ہے''۔[1]

---

[1] دلائل الامامہ: ص:۶۶/ کتاب عوالم: ج:۱۱، ص:۹۰۸/ سفینۃ البحار: ج:۲، ص:۱۱۲/ مستدرک الوسائل: ج:۱۲، ص:۸۱۔
" وَيْحَكِ اُطْلُبِيْهَا فَاِنَّهَا تَعْدِلُ عِنْدِیْ حَسَنًا وَحُسَيْنًا".

احکامِ شرعی بیان کرنے کی تاکید وتشویق

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن مدینہ کی ایک عورت دخترِ رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: شہزادی! میری ماں بوڑھی ہوگئی ہیں وہ نماز سے متعلق کچھ مسائل معلوم کرنا چاہتی ہیں، انھوں نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے نماز کے سلسلے میں کچھ شرعی مسائل معلوم کروں، آپ نے فرمایا: کوئی بات نہیں پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتی ہو، چنانچہ اس نے بہت سے مسائل معلوم کئے، آپ نے اس کے تمام سوالوں کے جوابات دئے، آخر میں اس نے شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اے بنتِ رسولؐ! میری ماں نے کچھ اور مسائل بھی پوچھے ہیں لیکن میں آپ کو زیادہ زحمت نہیں دینا چاہتی، شہزادیؑ نے فرمایا: نہیں کوئی بات نہیں جو کچھ معلوم کرنا چاہتی ہو بے جھجک معلوم کرو۔

اس کے بعد شہزادی نے اس کی ہمت بڑھاتے ہوئے فرمایا:

''اچھا مجھے بتاؤ کہ اگر کوئی شخص کسی کو ایک بھاری بوجھ مکان کی چھت پر لے جانے کے لئے ایک لاکھ دینار اجرت دے تو کیا اس کے لئے یہ کام دشوار ہوگا؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: بس جس مسئلے کا میں جواب دیتی ہوں اس کے عوض اتنے گوہر وموتی اجر پاتی ہوں کہ عرش وفرش بھر جاتے ہیں پھر بتاؤ میرے لئے یہ کام کیسے دشوار ہوسکتا ہے؟''[1]

---

[1] بحارالانوار: ج:۲، ص:۳/ نہج الحیاۃ: ص:۲۲۴، حدیث:۱۳۲/ مستدرک الوسائل: ج:۱۷، ص:۳۱۸۔
''قَالَتْ :هَاتِیْ وَ سَلِیْ عَمَّا بَدَاَ لَکِ، اَرَأَیْتِ مَنِ اکْتُرِیَ یَوْمًا یَصْعَدُ اِلٰی سَطْحٍ بِحَمْلٍ ثَقِیْلٍ وَکِرَاهُ مِاَۃُ اَلْفِ دِیْنَارٍ یَثْقُلُ عَلَیْهِ؟ قَالَتْ: لَا .فَقَالَتْ :اَکْتُرِیْتُ اَنَا لِکُلِّ مَسَلَةٍ بِاَکْثَرَ مِنْ مِلْءِ مَا بَیْنَ الثَّرٰی اِلَی الْعَرْشِ لُؤْلُؤًا فَاَحْرٰی اَنْ لَا یَثْقُلَ عَلَیَّ ''.

عام طور پر لوگ بار بار سوال کرنے پر ناراض ہوجاتے ہیں لیکن حضرت فاطمہ زہراؑء نے مسائلِ شرعیہ سمجھنے میں سائل کو تشویق و تاکید فرمائی تا کہ جب تک تسلّی بخش جواب حاصل نہ ہوجائے سوال کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرنی چاہئے۔

دو عورتیں عدالتِ فاطمہؑ میں

حضرت فاطمہؑ خواتین کے اختلاف کو بڑی خوش اسلوبی سے حل فرمایا کرتی تھیں، آپ کی خدمت میں جب کوئی اختلافی مسئلہ آتا تھا تو ہمیشہ حق و عدالت کو پیش نظر رکھتی تھیں اور ایسا فیصلہ دیتی تھیں کہ دونوں طرف کی خواتین راضی ہوجاتی تھیں چنانچہ ایک مرتبہ مدینہ کی دو عورتوں کے درمیان کسی مسئلہ پر اختلاف ہوگیا، ان میں سے ایک مؤمنہ تھی اور فاطمہ زہراؑ کی سہیلی اور دوسری بدچلن تھی اور اہل بیتؑ کی دشمن، یہ دونوں فیصلے کے لئے جناب فاطمہؑ کی خدمتِ اقدس میں آئیں، آپ نے دونوں کے دعوے اور دلیلیں غور سے سنیں اور مؤمنہ کی دلیل و برہان میں قوت دیکھ کر اُس کے حق میں فیصلہ فرمایا اور دوسری عورت کی بات کو ردّ کر دیا، آپ کا فیصلہ دونوں عورتوں کو پسند آیا اور اختلاف ختم ہوگیا، اس کے بعد مؤمنہ عورت نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا: حق کامیاب ہوگیا اور باطل نے شکست کھائی جناب فاطمہ زہراؑ نے فرمایا:

''اس بدچلن عورت پر تمھاری کامیابی اور فتح کی خوشی تم سے زیادہ فرشتوں کو ہو رہی ہے اور اس عورت کی شکست کا غم اس سے زیادہ شیطان اور اس کے ماننے والوں کو ہو رہا ہے''[1]

---

[1] تفسیر امام حسن عسکریؑ: ص:۳۴۶/ احتجاج طبرسیؒ: ج:۱، ص:۱۸/ بحار الانوار: ج:۲، ص:۸/ نہج الحیاۃ: ص:۱۸۱۔
''اِنَّ فَرْحَ الْمَلَائِکَةِ بِاسْتِظْهَارِکِ عَلَيْهَا اَشَدُّ مِنْ فَرْحِکِ وَاِنَّ حُزْنَ الشَّيْطَانِ وَمَرَدَتِهٖ بِحُزْنِهَا اَشَدُّ مِنْ حُزْنِهَا''.

عورت کا بہترین زیور

جنابِ فاطمہؑ نے پردہ داری کو طبقۂ نسواں کی معراج بتایا ہے اور خود بھی ہمیشہ اس پر عامل رہیں اور اتنی سختی کے ساتھ کہ کائنات میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں چند اصحاب کے ساتھ حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا، حضورؐ نے اپنے اصحاب سے پوچھا: عورت کا بہترین زیور کیا ہے؟ حاضرین میں سے کوئی بھی اس بات کا جواب نہ دے سکا، مجلس برخواست ہونے کے بعد میں گھر پر آیا اور ساری بات دخترِ پیغمبرؐ کو بتائی، آپ نے فرمایا: یا ابالحسنؑ! حضورِ اکرمؐ کے سوال کا جواب میں جانتی ہوں، آپ نے دریافت فرمایا: وہ کیا ہے؟ جناب فاطمہ زہراؑ نے ارشاد فرمایا:

''عورت کا بہترین زیور یہ ہے کہ نہ وہ کسی نامحرم کو دیکھے اور نہ اس پر کسی نامحرم کی نظر پڑے''۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: میں حضورؐ کی خدمت میں آیا اور وہی جواب پیش کیا، آپ نے فرمایا: یا علیؑ! یہ جواب تمھیں کس نے بتایا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! فاطمہؑ نے۔ حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے۔[۱]

---

[۱] کشف الغمہ: ج:۱،ص:۶۶۳/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۴۵/ مناقب: ج:۳،ص:۳۴۱/ وسائل الشیعہ: ج:۲۰،ص:۶۷۔

" رُوِیَ عَنْ عَلِیٍّ (ع) قَالَ: کُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ (ص) فَقَالَ أَخْبِرُونِیْ اَیُّ شَیْءٍ خَیْرٌ لِلنِّسَاءِ فَعَیِینَا بِذَالِکَ کُنَّاحَتّٰی تَفَرَّقْنَا فَرَجَعْتُ اِلیٰ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهَا الَّذِیْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ (ص) وَ لَیْسَ أَحَدٌ مِنَّا عَلِمَهُ وَ لَاْ عَرَفَهُ فَقَالَتْ وَ لٰکِنِّیْ أَعْرِفُهُ خَیْرٌ لِلنِّسَاءِ أَ نْ لَاْ یَرَیْنَ الرِّجَالَ وَ لَاْ یَرَاهُنَّ الرِّجَالُ فَرَجَعْتُ اِلیٰ رَسُولِ اللّٰهِ (ص) فَقُلْتُ یَا رَسُولَ اللّٰهِ سَأَلْتَنَا اَیُّ شَیٍٔ خَیْرٌ لِلنِّسَاءِ وَ خَیْرٌ لَهُنَّ أَ نْ لَاْ یَرَیْنَ الرِّجَالَ وَ لَاْ یُرَاهُنَّ الرِّجَالُ قَالَ مَنْ أَخْبَرَکَ فَلَمْ تَعْلَمْهُ وَ اَنْتَ عِنْدِیْ قُلْتُ فَاطِمَةُ فَأَعْجَبَ ذَالِکَ رَسُولَ اللّٰهِ (ص) وَ قَالَ اِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّی".

عورت کا جنازہ

اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے کہ میں شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہراؑء کی رحلت کے دنوں میں آپ ہی کی خدمت میں تھی، ایک دن شہزادیؑ نے مجھ سے فرمایا:

''عورت کے جنازے کو تخت پر لٹا کر کیسے اُٹھاتے ہیں؟ اسماءؓ! مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مرنے کے بعد عورت کے جنازے کو کھلی چارپائی پر لٹائیں اور اس پر صرف چادر ڈال کر لے جائیں، اس طرح تو میت کے بدن کا ڈھانچہ نظر آتا رہتا ہے، دیکھو! میرے جنازے کو ایسے تابوت میں رکھنا کہ بدن کا ڈھانچہ نظر نہ آئے، خدا تمھیں آتشِ جہنم سے چھپائے رکھے''[۱]

بچّے کی طہارت کا طریقہ

حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میری مادرِ گرامی حضرت فاطمہ زہراؑء نے بچّے کی طہارت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''میں نے جناب اُمّ سلمہؓ کو دیکھا کہ وہ بچّی کے پیشاب کو آب [کرُ سے ایک بار اور آبِ قلیل سے تین بار] پاک کرتی تھیں، لیکن جس بچّے نے ابھی کھانا پینا شروع نہیں کیا اور صرف اپنی ماں کا دودھ پیتا ہے اس کے پیشاب کی طہارت اس طرح نہیں کرتی تھیں بلکہ بچّے کے پیشاب پر تھوڑا سا پانی ڈال دیتی ہیں''[۲]

---

[۱] کشف الغمۃ: ج:۱،ص:۵۰۳/ نہج الحیاۃ:ص:۸۹،حدیث:۵۲۔/ وسائل الشیعہ: ج:۳،ص:۲۲۰۔
'' اِنِّیْ قَدِ اسْتَقْبَحْتُ مَا یُصْنَعُ بِالنِّسَاءِ، اَنَّهُ یُطْرَحُ عَلَی الْمَرأَةِ الثَّوْبُ فَیَصِفُهَالِمَنْ رَأَی فَلاَ تَحْمِلِیْنِیْ عَلٰی سَرِیْرٍ ظَاهِرٍ اُسْتُرِیْنِیْ سَتَرَکِ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ''.

[۲] ماخوذ از: نہج الحیاۃ:ص:۲۴،حدیث:۴۰/ کنز العمال: ج:۹،ص:۳۶۶۔''رَأَیْتُ اُمَّ سَلَمَةَ تَغْسِلُ بَوْلَ الْجَارِیَةِ مَاکَانَتْ، وَلَا تَغْسِلُ بَوْلَ الْغُلَامِ حَتّٰی یَطْعَمَ تَصُبُّ عَلَیْهِ الْمَاءَ صَبًّا''.

درسگاہِ فاطمہؑ کی ایک متعلّمہ

درسگاہِ فاطمہؑ کی ایک بہترین متعلّمہ جناب فضہؑ ہیں، جنہوں نے اس درسگاہ سے کسی ایک علم یا فن کی سند حاصل نہیں کی تھی بلکہ مختلف موضوعات کی اسناد حاصل فرمائی تھیں، وہ عالمہ تھیں، مفسرہ تھیں، محدثہ تھیں، فقیہہ تھیں خصوصا علومِ قرآنی پر اس قدر دسترس حاصل تھی کہ مسلسل بیس سال تک ہر بات کا جواب قرآن کی آیات سے دیا۔[۱]

آپ کو میدانِ فقہ میں بھی کمال حاصل تھا، چنانچہ ایک مرتبہ کسی مسئلے پر حضرت عمر کے ساتھ بحث چھڑ گئی، آپ نے ان کو شکست دی، یہاں تک کہ حضرت عمر کو اقرار کرنا پڑا:

''آلِ ابوطالبؑ کا معمولی سا بال بھی آلِ خطّاب سے زیادہ فقیہ ہے''[۲]

بابرکت ایام میں عبادت کی تلقین

حضرت فاطمہ زہراؑ کا معمول تھا جب شب قدر آتی تھی تو آپ اپنے گھر میں کسی کو اجازت نہیں دیتی تھیں کہ وہ سو جائے، بلکہ سب کو آمادہ کرتی تھیں کہ دن میں آرام کرلیں تاکہ شبِ قدر میں بیدار رہ سکیں اور اللہ کی عبادت کرسکیں۔

آپ فرمایا کرتی تھیں:

''محروم وہی شخص ہے جو آج کی رات کی برکات ونعمات الٰہی سے محروم رہ جائے''[۳]

---

[۱] سفینۃ البحار: ج:۷، ص:۹۰۔ '' اَنَّهَا (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا) مَاتَكَلَّمَتْ عِشْرِيْنَ سَنَةَ اِلَّا بِالْقُرْآن ''.

[۲] چودہ ستارے: ص:۱۱۳/ بحوالہ انوار علویہ: ص:۵۸:

''شَعْرَةٌ مِنْ آلِ اَبِیْ طَالِبْ اَفْقَهُ مِنْ جَمِيْعِ آلِ خَطَّابْ''.

[۳] صحیفۂ رمضان شرح خطبہ شعبان: ص:۱۳۹/ مفاتیح الجنان اردو: ص:۴۴۷۔

آدابِ دعا کی تعلیم

حضرت فاطمہ زہراؑء کو اپنی زندگی میں بے شمار مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا، آپ نے ان سے مقابلے کا بہترین ذریعہ بارگاہِ خدا میں راز و نیاز اور دعاؤں کو قرار دیا، آپ کی متعدد دعائیں ایسی ہیں جو اپنے بابا سے تعلیم پائی تھیں، دعاؤں کے ساتھ آدابِ دعا بھی سیکھے اور دوسروں کو بھی سکھائے، انسان دعا کسی بھی وقت کرسکتا ہے مگر اس کے خاص اوقات قبولیتِ دعا میں اثر انداز ہوتے ہیں، اوقاتِ دعا کے سلسلے میں حضرت فاطمہؑ فرماتی ہیں:

''ایک روز میں نے اپنے بابا رسول اکرمؐ سے سنا کہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اگر کوئی بندہ اس وقت خداوند عالم سے دعا مانگے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، میں نے عرض کی: بابا جان! وہ کونسی گھڑی ہے، ذرا ہم سے بھی فرمایئے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی! جب غروب کے وقت آفتاب آدھا ڈوب جائے اور آدھا باقی رہے تو اس وقت کی دعا جلد قبول ہوتی ہے''۔

علماء تحریر فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ کے اس فرمان کے بعد سے حضرت فاطمہ زہراؑء کا دستور تھا کہ روزِ جمعہ کسی کے سپرد یہ کام کردیتی تھیں کہ جب نصف آفتاب غروب ہوجائے تو خبر کردیا کرے تاکہ اپنے معبود سے راز و نیاز کرسکیں۔[۱]

جناب ''فضّہؓ'' فرماتی ہیں: ''ایک روز جناب فاطمہؑ محرابِ عبادت میں تھیں، آپ نے مجھے غروبِ آفتاب کے نزدیک چھت پر جانے کا حکم دیا اور فرمایا: فضّہؓ! دیکھو جیسے ہی سورج غروب ہونے لگے فوراً مجھے مطلع کردینا''[۲]

---

[۱] معانی الاخبار: ص:۴۰۰/ وسائل الشیعہ: ج:۷، ص:۲۸۴/ بحار الانوار: ج:۸۶، ص:۲۶۹۔
'' كَانَتْ فَاطِمَةُ (ع) تَقُوْلُ لِغُلَامِهَا اصْعَدْ عَلَى الضَّرَّابِ فَإِذَا رَأَيْتَ نِصْفَ عَيْنِ الشَّمْسِ قَدْ تَدَلّٰى لِلْغُرُوْبِ فَأَعْلِمِنِيْ حَتّٰى اَدْعُوَ''.

[۲] صحیفۂ رمضان در شرح خطبۂ شعبان: ص:۶۲۔

سوتے وقت کا عمل

جناب فاطمہ زہراؑ فرماتی ہیں: ایک دن میرے بابا ہمارے یہاں تشریف لائے، ہم سونے کی تیاری میں تھے، آپ نے فرمایا: بیٹی فاطمہؑ! اس وقت تک نہ سونا جب تک تین کام نہ کرلو! میں نے عرض کیا: بابا جان وہ تین عمل کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا:

(۱) ایک قرآن ختم کرو۔

(۲) تمام پیغمبروں کو اپنا شفیع بناؤ۔

(۳) حج وعمرہ بجالاؤ۔

حضرت فاطمہؑ فرماتی ہیں: یہ کہہ کر بابا نماز میں مشغول ہوگئے، میں انتظار کرنے لگی، لیکن جب نماز ختم کی تو آپ نے پھر ان باتوں کا حکم دیا، میں نے عرض کی بابا جان! اس وقت میں ان اعمال کو بجالانے کی طاقت نہیں رکھتی، آپ نے مسکرا کر فرمایا:

(۱) جب تین مرتبہ سورۂ توحید پڑھو تو گویا قرآن کریم ختم کرلیا۔

(۲) جب مجھ پر اور گزشتہ پیغمبروں پر درود بھیجو تو گویا گروہِ انبیاءؑ کو شفیع بنالیا۔

(۳) جب ''سبحان اللہ، والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' پڑھو تو گویا حج وعمرہ کرلیا۔

تلاوتِ قرآن کی تشویق

حضرت فاطمہؑ نے اس گھر میں آنکھیں کھولیں جس میں قرآن کی آیتوں کا نزول ہوتا تھا، لہٰذا آپ خود بھی قرآن سے اُنس رکھتی تھیں اور دوسروں کو بھی تلاوتِ قرآن کی تاکید کرتی تھیں، یہاں تک کہ حضرت علیؑ کو وصیت فرمائی تھی کہ وہ ان کی قبر پر قرآن کی تلاوت کیا کریں۔ [۱]

---

[۱] نہج الحیاہ: ص: ۳۱۵، حدیث: ۲۰۱: ''فَاَکثِرْ مِنْ تِلَاوَۃِ الْقُرآنِ''.

حضرت فاطمہ زہراؑ اکثر فرمایا کرتی تھیں: لوگو! مجھے تمھاری دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں:

(۱) قرآن کریم کی تلاوت۔

(۲) رسول اللہؐ کی زیارت۔

(۳) راہ خدا میں انفاق وخیرات۔[۱]

آپ نے بعض سوروں کی مستقل تلاوت کا ثواب بھی بیان کیا، آپ نے فرمایا:

''جو شخص قرآن کے سورۂ حدید، سورۂ واقعہ اور سورۂ رحمٰن کی تلاوت کرتا ہے وہ زمین وآسماں کے درمیان ''ساکنِ بہشت'' کے عنوان سے مشہور ہوجاتا ہے''[۲]

---

[۱] وقائع الایام: ص:۲۵۹/ نہج الحیاۃ: ص:۲۷۶/ صحیفۂ فاطمیہ، ج:۱۸۴۔

" قَالَتْ: حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ ثَلَاثٌ : تِلَاوَۃُ کِتَابِ اللّٰہِ ، وَالنَّظَرُ فِیْ وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَالْاِنْفَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ".

[۲] کنز العمال: ج:۱، ص:۵۸۲/ درالمنثور: ج:۶، ص:۱۴۰/ صحیفۂ فاطمیہ، ج:۱۸۴۔

" قَالَتْ : قَارِئٌ "الْحَدِیْدِ" وَ"اِذَاوَقَعَتِ" وَ"الرَّحْمٰنِ" یُدْعیٰ فِیْ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ "سَاکِنُ الْفِرْدَوْسِ".

حضرت فاطمہ زہراؑ محرابِ عبادت میں

رَبّ کے حضور میں

حضرت فاطمہ زہراؑ جب محرابِ عبادت میں کھڑی ہوتی تھیں تو اپنے مکمل وجود کے ساتھ عبادتِ خداوندی بجالاتی تھیں اور خوفِ خدا کے سبب کانپنے لگتی تھیں۔

منقول ہے کہ ایک دن پیغمبر خداؐ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ کو اپنے سامنے بٹھایا اور گریہ کرتے ہوئے فرمایا:

''آغازِ خلقت سے قیامت تک آنے والی زنانِ دوجہاں کی سردار میری بیٹی فاطمہؑ ہے، یقیناً فاطمہؑ میری پارۂ جگر، نورِ چشم اور میرا میوۂ دل ہے، بے شک فاطمہؑ میرے دونوں پہلو میں بسنے والی میری روح ہے اور انسانی شکل میں ایک حور ہے، جب وہ محرابِ عبادت میں اپنے ربّ کے سامنے کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور آسمان کے فرشتوں کے لئے ایسے روشنی بکھیرتا ہے جیسے زمین والوں کے لئے جگمگاتے ہوئے ستارے، اس وقت اللہ فرشتوں کو خطاب فرماتا ہے:

''اے فرشتو! میری کنیز فاطمہ زہراؑ کو دیکھو جو میری کنیزوں کی سردار ہے، دیکھو کہ وہ کس طرح میرے سامنے خضوع وخشوع کے ساتھ کھڑی ہے اور اپنے پورے وجود کے ساتھ میرے خوف سے لرز رہی ہے اور صمیمِ قلب کے ساتھ میری عبادت کر رہی

ہے، پس اے میرے فرشتو! تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ بتحقیق میں نے اس کے شیعوں کو آتشِ جہنم سے نجات عطا کر دی''۔[۱]

آیئے علیؑ نماز پڑھیں

شادی کی پہلی رات میں ہر مرد و عورت اپنی شیریں زندگی کا آغاز کرتے ہیں، لیکن فاطمہؑ دنیا کی عورتوں کے لئے نمونہ ہیں، آپ کی شیریں زندگی کا آغاز خوفِ الٰہی اور راز و نیاز سے ہوتا ہے، لہٰذا جب شبِ زفاف حضرت علیؑ اپنی نئی دلہن کے حجرے میں داخل ہوئے تو دیکھا دُلہن خوفِ خدا سے لرز رہی ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہے، آپ نے دریافت فرمایا: دخترِ پیغمبرؐ! کیوں رو رہی ہو؟ جناب فاطمہؑ نے وہ جواب دیا جو اس مادّی دنیا میں ہر ایک کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے، آپ نے فرمایا:

''یا علیؑ! میں اپنے حالات کے بارے میں سوچ رہی تھی، عمر گزر جانے اور قبر میں جانے کا خیال ذہن میں آ گیا تھا اور یہ فکر لاحق ہو گئی تھی کہ آج میں اپنے بابا کے گھر سے آپ کے گھر آئی ہوں اور ایک دن وہ ہو گا جب اس گھر سے قبر کی طرف جاؤں گی یا علیؑ! میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آیئے ہم دونوں نماز پڑھتے ہیں اور اس

---

[۱] امالی شیخ صدوقؒ: ص:۱۱۲، ح:۲/ بشارۃ المصطفیٰ: ص:۱۹۷/ بحارالانوار: ج:۴۳، ۱۷۲/ صحیفہ فاطمیہ: ص:۶۱۔

''قَدْ اَجْلَسَهَا رَسُولُ اللّٰهِ (ص) يَوْمًا بَيْنَ يَدَيْهِ، وَ هُوَ بَكٰى فَقَالَ : اَمَّا ابْنَتِیْ فَاطِمَةُ فَاِنَّهَا سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ، وَهِیَ بِضْعَةٌ مِنِّیْ وَ هِیَ نُوْرُ عَيْنِیْ ، وَ هِیَ ثَمَرَةُ فُؤَادِیْ ، وَهِیَ رُوْحِیَ الَّتِیْ بَيْنَ جَنْبَیَّ، وَ هِیَ الْحَوْرَاءُ الْاِنْسِيَّةُ مَتٰى قَامَتْ فِیْ مَحْرَابِهَا بَيْنَ يَدَیْ رَبِّهَا جَلَّ جَلَالُهُ، ظَهَرَ نُوْرُهَا لِمَلَائِكَةِ السَّمَاءِ، كَمَا يَظْهَرُ نُوْرُ الْكَوَاكِبِ لِاَهْلِ الْاَرْضِ، وَ يَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ: يَا مَلَائِكَتِیْ ! اُنْظُرُوْا اِلٰى اَمَتِیْ فَاطِمَةَ سَيِّدَةِ اِمَائِیْ قَائِمَةٌ بَيْنَ يَدَیَّ تَرْتَعِدُ فَرَآئِصُهَا مِنْ خِيْفَتِیْ ، وَ قَدْ اَقْبَلَتْ بِقَلْبِهَا عَلٰى عِبَادَتِیْ ، اُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ آمَنْتُ شِيْعَتَهَا مِنَ النَّارِ ''.

رات کو خدا کی عبادت میں گزارتے ہیں''۔[۱]

عذابِ جہنم کی یاد سے سیدۂ کونینؑ زمیں پر گر پڑیں

روایت میں ہے کہ جس وقت حضرت جبرئیلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

'' وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزءٌ مَقْسُومٌ. اور دوزخ ان سب کی وعدہ گاہ ہے، اس کے سات دروازے ہیں، ان میں سے ہر دروازہ کا معین حصہ ہے''۔[۲]

آنحضرتؐ نے خوفِ خدا سے گریہ شروع کر دیا، آنحضرتؐ کو روتا دیکھ کر جناب فاطمہؑ تڑپ اٹھیں پوچھا: بابا جان! آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں، آنحضرتؐ نے فرمایا: بیٹی! ابھی ابھی جبرئیلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے، پھر آپ نے آیت کی تلاوت فرمائی، آیت سن کر جناب فاطمہؑ خوف خدا سے لرز گئیں اور اتنا روئیں کہ زمین پر گر پڑیں اور فرمانے لگیں، وائے ہو ان لوگوں پر جو آتشِ جہنم میں ڈالے جائیں گے۔[۳]

'' تَفَكَّرْتُ فِيْ حَالِيْ وَاَمْرِيْ عِنْدَ ذِهَابِ عُمْرِيْ وَنُزُوْلِيْ فِيْ قَبْرِيْ فَشَبَّهْتُ دُخُوْلِيْ فِيْ فِرَاشِيْ بِمَنْزِلِيْ كَدُخُوْلِيْ اِلٰى لَحَدِيْ وَ قَبْرِيْ فَاُنْشِدُكَ اللّٰهَ اِنْ قُمْتَ اِلَى الصَّلَاةِ فَنَعْبُدُ اللّٰهَ تَعَالٰى هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ''.

---

[۱] نہج الحیاۃ فرہنگ سخنان فاطمہؑ: ص:۳۵، حدیث:۱۲۔
[۲] سورۂ حجر: آیت:۴۳و۴۴۔
[۳] بحارالانوار: ج:۸، ص:۳۰۳، ج:۴۳: ص:۸۷/ الحیاۃ: ج:۲، ص:۳۴۵۔

محرابِ عبادت میں فرشتوں کا سلام

شیخ صدوقؒ اپنی سند میں ابن عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

''میری بیٹی فاطمہؑ کائنات کی زنانِ اوّلین وآخریں کی شہزادی ہیں، وہ جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہیں تو ستّر ہزار مقرّب فرشتے اس پر درود وسلام بھیجتے ہیں اور جن القابات سے ''مریمؑ'' کو خطاب کرتے تھے، انھیں القابات سے جناب فاطمہؑ کو بھی پکارتے ہیں''۔[۱]

اطاعتِ خدا میں بہترین مددگار

ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے مولائے کائنات حضرت علیؑ سے پوچھا:

''یا علیؑ! تم نے میری پارۂ جگر فاطمہؑ کو کیسا پایا تو آپ نے جواب دیا: فاطمہؑ اطاعت خداوند عالم میں میری بہترین مددگار رہیں''۔[۲]

---

[۱] امالی شیخ صدوقؒ: ص:۴۸۶تا۴۸۷/ بحارالانوار: ج:۳۷،ص:۸۵۸/ مناقب: ج:۳،ص:۳۶۰۔

'' وَاِنَّهَا لَتَقُوْمُ فِیْ مِحْرَابِهَا فَیُسَلِّمُ عَلَیْهَا سَبْعُوْن اَلْفَ مَلَکٍ مِنَ الْمَلَائِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ یُنَادُوْنَهَا بِمَانَادَتْ بِهِ الْمَلَائِکَةُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا فَاطِمَةُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاکِ وَ طَهَّرَکِ وَ اصْطَفَاکِ عَلٰی نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ''.

[۲] بحارالانوار: جلد:۴۳،ص:۱۱۷/ مناقب: ج:۳،ص:۳۵۶۔''نِعْمَ الْعَوْنُ عَلٰی طَاعَةِ اللّٰهِ''.

حضرت فاطمہ زہراؑ محافظ نبوت و رسالت

نبیؐ کے غموں کا مرہم

حضرت ابوطالبؑ اور جناب خدیجہؑ کے انتقال کے بعد پیغمبر اسلامؐ اپنے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے تنہا رہ گئے تھے، ایسے عالم میں جب ساری دنیا گھر سے باہر حضورؐ کو ستا رہی تھی فاطمہؑ اپنی کمسنی کے باوجود گھر کے اندر آپ کی غمگسار تھیں، وہ اپنے بابا کے چہرے پر غم کے آثار دیکھ کر رنجیدہ ہو جاتی تھیں اور حضورؐ کے غم واندوہ کا مرہم بن جاتی تھیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ کسی شقی نے آنحضرتؐ کے فرقِ مبارک پر خاک ڈال دی، آپ اسی حالت میں گھر تشریف لائے، حضورؐ کی یہ حالت دیکھ کر فاطمہؑ بیتاب ہو گئیں، فوراً پانی لائیں اور آپ کے سر کو دھوتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں، پیغمبرؐ نے بیٹی کی یہ حالت دیکھی تو سینے سے لگا کر فرمایا:

''جانِ پدر! روؤ نہیں خدا تمھارے بابا کو بچالے گا''[1]

مکّہ میں نبیٔ مکرمؐ کی حفاظت

ایک مرتبہ پیغمبر اسلامؐ خانۂ کعبہ کے صحن میں نماز ادا فرما رہے تھے، ابوجہل نے آپ کو دیکھ لیا اور تلملا اٹھا، لہٰذا جب آنحضرت سجدے میں گئے تو اس نے گوبر سے بھری ہوئی اُونٹ کی اُوجھڑی

---

[1] سیرت فاطمۃ الزہراءؑ: ص: ۲۸، جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی۔

آپ کی پشت مبارک پر ڈال دی، یہ خبر جناب فاطمہؑ کو پہنچی، آپ دوڑتی ہوئی آئیں اور حضورؐ کی پشت مبارک سے اُو جھڑی ہٹادی اور گریہ کرتے ہوئے پانی سے دھونا شروع کر دیا، پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا:

''بیٹی! گھبراؤ نہیں، ایک دن یہ دشمن مغلوب ہوں گے اور خدا میرے دین کو کامیابی عطا فرمائے گا''[۱]

جنگِ خندق میں کھانے کا انتظام

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جنگِ خندق کے موقع پر ہم لوگ خندق کی کھدائی میں مشغول تھے کہ جناب فاطمہ زہراؑ پیغمبر اکرمؐ کے پاس آئیں اور روٹی کا ایک ٹکڑا خدمتِ اقدس میں پیش کیا، آنحضرتؐ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ فرمایا: بابا جان میں نے ایک روٹی حسنؑ و حسینؑ کے لئے پکائی تھی، اسی میں سے یہ ٹکڑا آپ کی خدمت میں لائی ہوں، تاکہ آپ کو بھی کچھ سکون مل جائے، پیغمبرؐ نے فرمایا:

''بیٹی یہ پہلا ٹکڑا ہے جو تین دن کے بعد تیرے بابا کے پیٹ میں گیا ہے''[۲]

بابا کی بھوک سے آبدیدہ

''عبداللہ بن الحسن'' کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرمؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لے گئے، جناب فاطمہؑ نے جو کی سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے اس سے

---

[۱] ماخوذ از: چودہ ستارے: ص: ۹۳۔

[۲] بحار الانوار: ج: ۱۶، ص: ۲۲۵ حدیث: ۲۸۔ ''قَالَ اَمِیرُ الْمُؤْمِنِین(ع): کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ(ص) فِیْ حَفرِ الْخَنْدَقِ اِذْ جَاءَ تْ فَاطِمةُ وَ مَعَهَا کُسَیْرَةٌ مِنْ خُبْزٍ فَدَفَعَتْهَا اِلَی النَّبِیِّ (ص) فَقَالَ النَّبِیُّ (ص) مَا هٰذِهِ الْکُسَیْرَةُ، فَقَالَتْ خَبَزْتُهُ قُرْصاً لِلْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ جِئتُ مِنهُ بِهذِهِ الْکُسَیْرَةِ فَقَالَ النَّبِیُّ (ص) یَا فَاطِمةُ اَمَااِ نَّهُ اَوَّلُ طَعَامٍ دَخَلَ جَوفَ اَبِیْکِ مُنْذُ ثَلاثٍ''.

افطار کیا اور فرمایا: بیٹی! آج تین دن کے بعد یہ پہلی روٹی ہے جو تیرے بابا نے تناول کی ہے، یہ سن کر جناب فاطمہؑ روتی جاتی تھیں اور حضور اپنے دستِ شفقت سے آپ کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔[۱]

رسول اللہؐ کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر سیدہؑ کا گریہ

ایک مرتبہ حضور اکرمؐ کسی سفر سے مدینۂ طیبہ واپس لوٹے تو مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد حسبِ دستور اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ سے ملاقات کے لئے چلے گئے، جیسا کہ آپ کی عادتِ مبارکہ تھی، حضرت فاطمہؑ آپ کے استقبال کے لئے دروازہ پر تشریف لائیں اور حضورؐ کے چہرۂ انور اور پیشانیٔ اقدس کو چوم کر رونے لگیں، آپ نے پوچھا بیٹی! کیوں روتی ہو؟ عرض کی: بابا جان! آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیّر ہونے اور آپ کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر مجھے رونا آ گیا۔ آپ نے فرمایا:

''بیٹی فاطمہؑ! روؤ نہیں، جس دین کو تیرے بابا لے کر آئے ہیں، وہ ایک نہ ایک دن ہر کچے، پکے اور ادنیٰ خیمہ میں ضرور پہنچ کر رہے گا''[۲]

حسنؑ و حسینؑ سے کہہ دو نانا کا قصاص دیں

رسول خداؐ کی زندگی کے آخری ایام تھے، کئی دنوں سے بستر علالت پر لیٹے تھے، ایک دن کچھ افاقہ ہوا تو حضورؐ مسجد میں پہنچے اور منبر پر تشریف لے جا کر فرمایا: لوگو! جس کسی کا مجھ پر کوئی حق یا قرض ہو وہ ابھی مجھ سے طلب کر لے، ایک شخص اٹھا اور کہنے لگا: یا رسول اللہؐ! جس وقت آپ

---

[۱] فاطمہ زہراؑ: ص۴۹/ بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۴۰/ مناقب شہر آشوبؒ: ج:۳، ص:۳۳۳/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۲۴۵۔
"دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ (ص) عَلٰی فَاطِمَةَ فَقَدَّمَتْ اِلَيْهِ كِسْرَةً يَابِسَةً مِنْ خُبْزِ شَعِيْرٍ فَاَفْطَرَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّةَ هٰذَا اَوَّلُ خُبْزٍ اَكَلَ اَبُوكِ مُنْذُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ تَبْكِي وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَمْسَحُ وَجْهَهَا بِيَدِهٖ".
[۲] صحابہ کے آنسو: ص:۶۹، مؤلف مولانا عبدالغنی طارق، مطبوعہ زمزم بک ڈپو (دیوبند)۔

جنگِ بدر میں جانبازوں کی صفوں کو منظّم فرما رہے تھے، اس وقت آپ نے میرے شکم پر ایک تازیانہ مارا تھا، لہٰذا میں آپ سے قصاص لینا چاہتا ہوں، آنحضرتؐ نے فرمایا: اپنا قصاص لے لو، اس شخص نے کہا: وہی تازیانہ دیا جائے، آپ نے بلالؓ سے فرمایا: فاطمہؑ کے گھر سے وہی تازیانہ لاؤ جو جنگِ بدر کے زمانہ میں میرے پاس تھا، بلال درِ سیدہؑ پر آئے اور تازیانہ طلب فرمایا، جناب فاطمہؑ نے دریافت کیا: بلالؓ! تازیانہ کیا کرو گے اور بابا نے کیوں طلب فرمایا ہے؟ بلالؓ نے سارا واقعہ بیان کیا، جناب فاطمہ تڑپ گئیں اور فرمایا:

''ہائے بابا آپ کی اس مصیبت پر افسوس، اے محبوبِ خدا! اور اے دلوں کے حبیب! آپ کے علاوہ فقیروں، ناداروں اور سفر میں لاچار ہو جانے والوں کا سرپرست کون ہے، اے بلالؓ! حسنؑ و حسینؑ سے کہہ دو کہ اس شخص کے سامنے کھڑے ہو جائیں تاکہ وہ ان دونوں سے اپنا قصاص لے لے اور میرے بابا کو اذیت نہ پہنچانے دیں''[1]

جس وقت کا یہ واقعہ ہے، حسنینؑ کم سن تھے، تازیانہ کی ضرب کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتے تھے، دوسری طرف پیغمبر خداؐ بھی اپنی علالت کے سبب اس کے متحمل نہیں تھے، لہٰذا آپ نے رسالتؐ کی راہ میں حسنؑ و حسینؑ جیسے بچوں کی قربانی کو مقدم جانا، یعنی جناب فاطمہؑ نے سمجھا دیا کہ آپ کے پدر گرامی نبیؐ ہیں اور حسنؑ و حسینؑ امام ہیں لہٰذا جب بھی نبوت و رسالت کو خطرہ لاحق ہوتا ہے تو امامت، نبوت کی حفاظت کے لئے آگے بڑھ جاتی ہے۔

---

[1] نہج الحیاۃ: ص: ۶۰ حدیث: ۳۳/ امالی شیخ صدوقؒ: ص: ۶۳۵/ مناقب: ج: ۱، ص: ۲۳۵/ بحار: ج: ۲۲، ص: ۵۰۸ روضۃ الواعظین: ج: ۱، ص: ۷۲۔

" وَاغَمَّاسهُ لِغَمِّکَ، یَااَبَتَاهُ مَنْ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ، یَاحَبِیْبَ اللّٰهِ وَحَبِیْبَ الْقُلُوبِ یَا بِلَالُ! فَقُلْ لِلْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ یَقُومَانِ اِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقْتَصُّ مِنْهُمَاوَ لَا یَدَعَانِهِ یَقْتَصُّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ (ص)".

نبی مکرمؐ کے دل کا سکون

''ابن مغازلی'' اور دیگر علماء حضرت فاطمہ زہراؑء سے نقل فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

'' لَاتَجْعَلُوا دُعَآءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضاً''.

''رسول اکرمؐ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو''[۱]

تو مجھ پر پیغمبر اکرمؐ کی ہیبت اس قدر طاری ہوئی کہ مجھ سے بابا نہ کہا گیا بلکہ ''یارسول اللہؐ'' زبان پر جاری ہوا، یہ دیکھ کر بابا نے فرمایا: بیٹی! یہ آیت تیرے اور تیرے اہل بیتؑ کے لئے نازل نہیں ہوئی بلکہ یہ تو سرکش اور مغرور لوگوں کے لئے نازل ہوئی ہے۔

'' اَنْتِ مِنّی وَاَنَامِنْکِ. تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں''۔

بیٹی! مجھے بابا کہہ کر ہی پکارا کرو، کیوں کہ اس سے میرے دل کو سکون ملتا ہے اور خدا بھی خوش ہوتا ہے، شہزادی فاطمہؑ فرماتی ہیں: یہ کہہ کر بابا نے میری پیشانی کو چوم لیا۔[۲]

جنگِ احد میں بابا کے سرہانے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جنگِ احد کے موقعے پر جب آنحضرتؐ کے قتل کی جھوٹی خبر مدینہ میں مشہور ہوئی تو جناب فاطمہ زہراؑء اور صفیہؓ آنحضرتؐ کی پھوپی میدانِ احد کی جانب دوڑیں، آنحضرتؐ نے جب ان کو وہاں آتے ہوئے دیکھا تو جناب امیرؑ سے فرمایا: یاعلیؑ! پھوپی کو روک لو اور فاطمہؑ کو میرے پاس آنے دو، چنانچہ جب جناب معصومہؑ آنحضرتؐ کے پاس پہنچیں دیکھا: حضورؐ کا چہرۂ اقدس زخمی ہے اور دہنِ مبارک سے خون جاری ہے، بے اختیار رونے لگیں اور روتے روتے آنحضرتؐ کے چہرۂ اقدس سے خون صاف کرتی جاتیں اور کہتی جاتی تھیں

---

[۱] سورۂ نور: آیت: ۶۳۔

[۲] مناقب: ج: ۳، ص: ۳۳۰/تفسیر صافی: ج: ۳، ص: ۴۵۱/تسلیۃ المجالس: ج: ۱، ص: ۵۲۱/سفینۃ البحار: ج ۷، ص: ۱۱۹۔

''خدا کا غضب ہو اس پر جس نے میرے بابا کے روئے اقدس سے خون جاری کیا''۔[۱]

ایسے نازک مرحلہ پر صرف فاطمہؑ ہی تھیں جو رسولؐ کی بہتر تیمارداری کر سکتی تھیں لہٰذا حضورؐ نے بیٹی کو اپنے پاس بلا لیا، چنانچہ آپ گریہ کرتی جاتی تھیں اور خون صاف کرتی جاتی تھیں لیکن خون برابر بہتا جاتا تھا، یہ دیکھ کر بی بی دو عالمؑ نے چٹائی کا ٹکڑا جلایا اور اس کی راکھ زخم پر رکھی جس سے خون کا بہنا بند ہو گیا۔[۲]

ان پُر آشوب حالات میں حضرت رسول خداؐ کی تیمارداری کر کے جناب فاطمہؑ نے امت کو بتا دیا کہ کلمہ پڑھنے والے اور ہوتے ہیں اور وقت پڑنے پر کام آنے والے اور ہوتے ہیں، میرے بابا تلواروں میں گھر گئے تو مسلمان چھوڑ کر بھاگ گئے، لیکن دفاع علیؑ نے کیا اور جب زخمی ہوئے تو چادر اُوڑھ کر علاج کے لئے میں خود آ گئی ہوں۔

۱؎ مناقب الامام علیؑ ابن ابی طالب: ص: ۳۶۵/ حیات القلوب اردو: ج: ۲، ص: ۵۸۰، حیدری کتب خانہ (ممبئی)۔
۲؎ موسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراءؑ: اسماعیل انصاری زنجانی خوئینی، قم، سنہ اشاعت ۱۴۲۹ھ۔

حضرت فاطمہ زہراؑ قرآن کی روشنی میں

عصمتِ فاطمہؑ پر قرآن کی گواہی

عصمت کوئی ایسی چیز نہیں جو کسی عمل پر موقوف ہو، یہ خدا کا عطیہ ہے جسے بدوِ فطرت میں عطا کیا جاتا ہے، ملائکہ، انبیاءؑ اور اوصیائے خاص کے علاوہ عصمت کی پاکیزہ صفت جن اہم شخصیتوں کو عطا ہوئی ہے، ان میں حضرت فاطمہ زہراؑ کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

علماء کا اتفاق ہے کہ جس طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرامؑ اور بارہ ائمہ اطہارؑ دنیا میں ہدایتِ خلق کے لئے بھیجے گئے اور سب معصوم تھے اسی طرح صنفِ نسواں کے لئے حضرت مریمؑ اور جناب فاطمہؑ تشریف لائیں، قرآن ان دونوں کی عصمت پر گواہ ہے۔[1]

آیۂ تطہیر اور حضرت فاطمہ زہراؑ

خداوند عالم نے سورۂ احزاب میں ارشاد فرمایا:

''اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْراً''.

''اے اہل بیت رسولؐ! بیشک اللہ نے تمھیں ہر رجس سے پاک و پاکیزہ رکھنے کا ارادہ کرلیا ہے، جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے''۔[2]

---

[1] چودہ ستارے: ص: ۹۳، مؤلف مولانا نجم الحسنؒ۔

[2] سورۂ احزاب: آیت: ۳۳

قرآن کریم کی اس آیت کو ''آیۂ تطہیر'' کہا جاتا ہے، اس آیت کی شانِ نزول میں مرکزی حیثیت صدیقہ طاہرہؑ کو حاصل ہے، کیوں کہ مفسرین نے لکھا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبرؐ نے حضرت فاطمہؑ سے چادرِ یمانی طلب فرمائی اور علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو اس میں جمع کیا اور فرمایا: یااللہ! یہ ہیں میرے اہل بیتؑ، اسی وقت خداوند عالم نے اہل بیتؑ کی عصمت وطہارت پر بطورِ سند مذکورہ آیت نازل فرمائی اور جب فرشتۂ وحی حضرت جبرئیلؑ نے پوچھا: اے میرے ربّ! چادر میں کون لوگ ہیں؟ تو خالق نے حدیثِ قدسی کے ذریعہ فاطمہؑ کو مرکزِ تعارف قرار دیا اور فرمایا:

''هُمْ فَاطِمَةُ وَاَبُوْهَا وَبَعْلُهَا وَبَنُوْهَا''.

''یہ ہیں فاطمہؑ، ان کے بابا، ان کے شوہر اور ان کے دونوں فرزند''۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ ازواجِ رسولؐ کے بارے میں اہل سنت کا اختلاف ہے کہ وہ اس آیت میں شامل ہیں یا نہیں ہیں مگر حضرت علیؑ و جناب فاطمہؑ اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ یہ اس آیت میں شامل ہیں اور رسولؐ کے اہل بیتؑ ہیں چنانچہ ''صحیح مسلم'' کے اُردو مترجم مولوی ''وحیدالزماں'' صاحب ازواجِ رسولؐ کے سلسلے میں گفتگو کو ضروری نہیں سمجھتے کہ وہ آیۂ تطہیر میں داخل ہیں یا نہیں لیکن اہل بیتؑ کے متعلق یقین رکھتے ہیں کہ وہ آیۂ تطہیر میں داخل ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> ''اس میں زیادہ گفتگو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ یہ امر بہرحال ثابت ہے کہ امام حسن اور امام حسین اور علی اور فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہم آیت تطہیر میں داخل ہیں''۔[1]

---

[1] صحیح مسلم: ج:۶، ص:۸۷، مترجم مولانا وحیدالزماں صاحب، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ (دیوبند)۔

آیۂ مباہلہ اور حضرت فاطمہ زہراؑ

۱۰ھ میں جب سرکار دو عالمؐ کے پاس مختلف وفود آ رہے تھے تو ایک وفد نصارائے نجران کا بھی آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا، یہ وفد ساٹھ افراد پر مشتمل تھا جن کا سردار ''عبد مسیح'' اور عالم ''ابوحارثہ'' تھا، یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہہ رہے تھے اور دلیل یہ پیش کر رہے کہ عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں، آنحضرتؐ نے حکم خدا کے مطابق فرمایا عیسیٰؑ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں لیکن آدمؑ تو بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے، پیغمبرؐ کی بات سن کر ''ابوحارثہ'' کے بھائی ''کرز'' نے کہا: ٹھیک تو کہتے ہیں، لیکن ''ابوحارثہ'' نے ڈانٹ دیا کہ اگر اسے مان لیں تو کھائیں گے کیا اور قوم میں جو رعایتیں حاصل ہیں ان کا کیا حشر ہوگا؟۔ حضورؐ نے ان کی یہ ہٹ دھرمی دیکھ کر مباہلہ کی دعوت دے دی اور بحکمِ خدا فرمایا:

'' فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَآ وَ نِسَآءَ كُمْ وَ اَنْفُسَنَاوَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ''[1]

''پس بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو تم اپنے بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں کو تم اپنی عورتوں کو، ہم اپنے نفسوں کو تم اپنے نفسوں کو پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں''

آیۂ تطہیر کی طرح آیۂ مباہلہ میں بھی جناب فاطمہؑ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، کیوں کہ پیغمبرؐ نے ''نِسَآءَ نَا'' کی جگہ فاطمہؑ کو درمیان میں رکھا جس طرح اللہ نے آیت میں فاطمہؑ کی طہارت، صداقت، عفت اور عصمت پر اتنا اہتمام کیا کہ خود آیۂ کریمہ میں ''نِسَآءَ نَا'' کو ''اَبْنَآئَنَا'' اور ''اَنْفُسَنَا'' کے درمیان میں رکھا۔

''تفسیر کشاف'' میں یہ واقعہ اس طرح نقل ہوا ہے:

---

[1] سورۂ آل عمران: آیت: ۶۱۔

''رسول اکرمؐ جب مباہلہ کے لئے گھر سے نکلے تو اس شان سے نکلے کہ آگے آگے خود تھے، گود میں امام حسینؑ تھے، انگلی پکڑے ہوئے امام حسنؑ تھے، آپ کے پیچھے جناب فاطمہ زہراؑ تھیں اور ان کے پیچھے علی مرتضیٰؑ تھے، جب نصارائے نجران نے پیغمبر اسلامؐ کو اس شان و شوکت سے آتے ہوئے دیکھا تو ان کے بڑے عالم نے چیخ کر کہا: ''اے گروہ نصاریٰ! ان سے مباہلہ نہ کرنا کیوں کہ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ ان کی عظمت و صداقت کے آگے اگر خدا چاہے تو پہاڑ بھی اپنی جگہ چھوڑ دے، اے قومِ نصاریٰ اگر تم ان سے مباہلہ کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک زمین پر کوئی عیسائی باقی نہ رہ سکے گا''[۱]

یقیناً ان ہستیوں کی شان ہی نرالی ہے، لہٰذا پہاڑ تو پہاڑ اگر چاند کو اشارہ کر دیں تو چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں، سورج کو اشارہ کر دیں تو ڈوبتا ہوا سورج پلٹا دیں اور اگر ستارے کو اشارہ کر دیں تو چوکھٹ پر اتر آئے۔

آیۂ ذِی القربیٰ اور حضرت فاطمہ زہراؑ

مورخین لکھتے ہیں کہ جب فدک بغیر کسی جنگ و جدال کے آنحضرتؐ کو ملا تو آپ نے اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور اپنا خالصہ قرار دیا، قبضہ میں آتے ہی اللہ کی جانب سے حکم نازل ہوا:

''وَاٰتِ ذَا الْقُربٰی حَقَّهُ''.

''اپنے قرابت دار کو حق ادا کر دو''[۲]

---

[۱] تفسیر کشاف: علامہ زمخشری: ج:۱، ص:۴۳۴، ذیل سورۂ آل عمران، آیت:۶۱۔

''فَقَالَ اُسُقُفُ: یَا مَعْشَرَ النَصَارٰی اِنِّی لَأَرٰی وَجُوهاً لَو شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَزِیْلَ جَبَلاً مِنْ مَّکَانِهٖ لَاَزَالَهُ بِهَا فَلَا تُبَاهِلُوا فَتُهْلِکُوا وَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ نَصْرَانِیٌّ اِلٰی یَومَ الْقِیَامَةِ''.

[۲] سورۂ اسراء: آیت:۲۶۔

پیغمبرؐ نے اس آیت کے نازل ہوتے ہی فدک جناب فاطمہؑ کے حوالہ کیا اور اس بات سے آگاہ فرمادیا کہ بیٹی! فدک تمھارا حق ہے لیکن میرے بعد اُسے تم سے چھین لیا جائے گا، حضرت فاطمہؑ نے فرمایا: اے اللہ کے رسولؐ! جب تک آپ با حیات ہیں میں فدک میں تصرف نہیں کروں گی، آپ مجھ سے اولیٰ ہیں میرا مال آپ کا مال ہے، لیکن اس بات کی سند کر دیجئے کہ فدک میرا ہے، رسول خداؐ نے اپنے گھر میں لوگوں کو جمع کیا اور سب کے سامنے حکم خدا کو بیان کیا اور سند لکھ کر جناب فاطمہؑ کے حوالے کر دی۔[۱]

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب آیۂ ''ذاالقربیٰ'' نازل ہوئی تو رسول اللہ نے جناب فاطمہؑ کو طلب فرمایا اور آپ کے نام فدک کی سند لکھ کر آپ کو دے دی، جسے آپ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ابوبکر کے سامنے بھی پیش کی تھی اور فرمایا تھا: یہ رسولؐ کا نوشتہ ہے جو حضورؐ نے میرے اور میرے بیٹوں کے لئے لکھا تھا''۔[۲]

حضرت ''ابوسعید خدریؓ'' سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

''وَاٰتِ ذَا الْقُربیٰ حَقَّهُ'' ''اپنے قرابت داروں کا حق ادا کردو''۔[۳]

تو آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ کو بلا کر فدک ان کے حوالے کر دیا اور فرمایا: بیٹی! یہ تیرا حق ہے اور تیرے بعد تیری اولاد کا حق ہے''۔[۴]

---

[۱] بحارالانوار: ج:۲۹،ص:۱۱۸/ مناقب ابن شہرآشوبؒ: ج:۱،ص:۱۴۲۔ '' فَیَمْنَعُوْکِ اِیَّاهَا مِنْ بَعْدِی''۔

[۲] بحارالانوار: ج:۲۱،ص:۲۳/ اعلام الوریٰ: ص:۶۳ و ص:۱۰۹۔ ''هٰذَا کُتَابُ رَسُولِ اللّٰهِ لِیْ وَ لِأَبْنَیَّ''۔

[۳] سورۂ اسراء: آیت:۲۶۔

[۴] تفسیر فرات اردو: ص۱۲۶، علامہ فرات بن ابراہیم کوفیؒ/ شواہد التنزیل: ج۲،ص۴۴۱۔

'' عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِی قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ الآیَةُ ''فَاٰتِ ذَاالْقُرْبیٰ حَقَّهُ'' قَالَ دَعَا النَّبِیُّ (ص) فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ فَاَعْطَاهَا فِدَکًا وَالْعَوَالِیَ وَقَالَ هٰذَاقَسَمٌ قَسَمَةُ اللّٰهِ لَکِ وَ لِعَقِبِکِ''۔

''ابان بن تغلب'' کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

''فرزند رسولؐ! کیا رسول اللہؐ نے جناب فاطمہؑ کو فدک دے دیا تھا؟ آپ نے غضبناک ہوکر فرمایا: بلکہ خدا نے عطا فرمایا تھا''[۱]

آیۂ عطا اور حضرت فاطمہ زہراؑء

حضرت ''جابر ابن عبداللہ انصاریؓ'' سے روایت ہے ایک روز رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے، اس وقت جناب فاطمہ زہراؑء اُونٹ کے بالوں سے بنا ہوا موٹا لباس پہنے ہوئے آٹا گوندھ رہی تھیں اور بچے کو آغوش میں لے کر دودھ بھی پلا رہی تھیں، یہ منظر دیکھ کر پیغمبر اسلامؐ گریہ فرمانے لگے، آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوگیا، فرمایا:

'' یَا بِنْتَاهُ تَعَجَّلِیْ مَرَارَةَ الدُّنْیَا بِحَلاوَةِ الآخِرَةِ ''.

''میری بیٹی! آخرت کی شیرینی کے لئے دنیا کی سختیوں کو برداشت کرو''۔

جناب فاطمہؑ نے فرمایا: بابا جان! اللہ کا صد شکر ہے کہ اس نے ہمیں نعمتیں ہی نعمتیں بخشیں ہیں اور بے حساب کرامتوں سے نوازا، پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی: ''وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی عنقریب تمہارا خدا تم کو اتنا کچھ عطا کرے گا کہ تم خوش ہوجاؤ گے''[۲]

---

[۱] تفسیر فرات عربی: ص:۲۳۹

'قَالَ اَبَانُ بْنُ تَغْلِبُ رَسُولُ اللّٰهِ اَعْطَاهَا قَالَ فَغَضِبَ جَعْفَرٌ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَعْطَاهَا''.

[۲] مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج:۳، ص:۳۴۲/ شواہد التنزیل: ج:۲، ص:۴۴۵/ بحار الانوار: ج:۱۶، ص:۱۴۳۔

سورۂ دہر کا نزول اور حضرت فاطمہ زہراؑ

علاّمہ زمخشری نے ''تفسیر کشاف'' میں حضرت ابن عباسؓ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرتبہ امام حسنؑ و امام حسینؑ بیمار ہوئے، یہ سن کر حضور اکرمؐ عیادت کو تشریف لائے، آپ کے ہمراہ اور لوگ بھی تھے، انھوں نے حضرت علیؑ سے کہا: بہتر ہوتا اگر آپ اپنے فرزندوں کے لئے نذر مانتے، یہ سن کر جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ اور کنیز فضہؓ نے بچوں کی صحت و سلامتی کے لئے تین تین روزوں کی نذر مانی، جس کے بعد دونوں صاحبزادے شفایاب ہوگئے، جب نذر کو پورا کرنے کا وقت آیا تو سب نے مل کر روزے رکھے، مگر افطار کے لئے گھر میں کچھ موجود نہ تھا حضرت علیؑ نے شمعون یہودی سے تین صاع جَو قرض لئے، جناب سیدہؑ نے ان میں سے ایک صاع جَو پیسے اور تعدادِ افراد کے مطابق پانچ روٹیاں پکائیں، شام کو جب افطار کے لئے بیٹھے تو دروازے پر سائل نے آواز دی:

'' اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَھْلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ '' اے اہل بیت محمدؐ آپ پر سلام ہو''۔

میں ایک مسلمان مسکین ہوں مجھے کھانا کھلائیں، خدا آپ کو جنت کے خوان ہائے نعمت عطا فرمائے، سب نے اپنی اپنی روٹیاں سائل کو دے دیں اور پانی سے افطار کر کے سو رہے۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا، حسبِ دستور جناب سیدہؑ نے پانچ روٹیاں پکائیں، وقت افطار سب کھانے کے لئے بیٹھے، تبھی ایک یتیم نے آواز دی، سب نے اپنی اپنی روٹیاں سائل کو دے دیں اور پانی سے افطار کر کے سو رہے، تیسرے دن ایک اسیر دروازے پر آیا، ان حضرات نے پھر اپنی اپنی روٹیاں اسیر کو دے دیں، اگلے دن صبح کو حضرت علیؑ صاحبزادوں کے ہاتھ پکڑ کر رسولِ اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، بچّے بھوک کی شدّت سے چوزۂ پرند کی طرح کانپ رہے تھے، حضورؐ نے تڑپ کر فرمایا: یہ کیا حالت دیکھ رہا ہوں کہ دل پھٹا جاتا ہے، حضرت امیر المومنینؑ نے قصّہ

بیان فرمایا، حضورِ اکرمؐ فوراً اُٹھے اور خانۂ سیدہؑ میں آئے، دیکھا فاطمہؑ محرابِ عبادت میں کھڑی ہیں، حالانکہ شدتِ بھوک کے سبب پیٹ کمر سے چپک گیا ہے اور آنکھیں اندر دھنس گئی ہیں، آنحضرتؐ کو یہ دیکھ کر بہت صدمہ ہوا، یکا یک جبریل امینؑ نازل ہوئے اور عرض کیا:

''یارسول اللہؐ! مبارک ہو کہ ''سورۂ دہر'' آپ کے اہل بیتؑ کی شان میں نازل ہوا ہے، اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ نے اس سورے کی تلاوت فرمائی''۔[۱]

---

[۱] ماخوذ از: تفسیر کشاف: علامہ زمخشری، ج:۴، ص:۱۹۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت (لبنان)۔

''عَنْ ابنِ عبَّاس(رض): ''اِنَّ الْحَسنَ وَ الحُسْینَ مَرِضَاْ، فَعَادَهُمَا رَسولُ اللّٰهِ(ص) وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَالوا: یَاابَا الْحَسَنِ، لَوْ نَذَرْتَ عَلٰی وَلَدَیْکَ، فَنَذَرَعَلِیٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ فِضَّةُ جَارِیةٌ لَهُمَااِنْ بَرَآ مِمَّا بِهِمَا اَن یَّصُوْمُوا ثَلاثَةَ اَیامٍ، فَشَفَیَا وَ مَا مَعَهُم شیٌ ، فَاَسْتَقْرَضَ عَلِیٌّ مِنْ شَمْعُونِ الخَیْبَرِی الْیَهُودِی ثَلا ثَةَ اَصْوَعٍ مِن شَعَیْرٍ، فَطَحَنَتْ فَاطِمَةُ صَاعًا وَ اخْتَبَزَتْ خَمْسَةَ اَقْرَاصٍ عَلٰی عَدَدَهِمْ، فَوَضَعُوْهَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ لِیَفْطَرُوا، فَوَقَفَ عَلَیْهِم سَائِلٌ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَهلَ بَیْتِ مُحَمَّدٍ،اَنَا مِسْکِیْنٌ مِنْ مَسَاکِینَ الْمُسْلِمِیْنَ،اَطْعِمُونِیْ اَطْعَمَکُمُ اللّٰهُ مِنْ مَوَائِدِ الْجَنَّةِ، فَاٰثَرُوْهُ وَ بَا تُوا وَلَمْ یَذُوْقُوا اِلَّا الْمَآءَ، وَ اَصْبَحُوا صِیَاماً، فَلَمَّا اَمْسُوا وَوَضَعُوْا الطَّعَامَ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَقَفَ عَلَیْهِمْ یَتِیْمٌ، فَاٰثَرُوْهُ، وَ وَقَفَ عَلَیْهِمْ اَسَیْرٌ فِی الثَّالِثُ، فَفَعَلُوا مِثْلَ ذٰلِکَ، فَلَمَّا اَصْبَحُوا اَخَذَ عَلِیٌّبِیَدِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَاَقْبَلُوْا اِلیٰ رَسُولِ اللّٰهِ، فَلَمَّا اَبْصَرَهُمْ وَ هُمْ یَرْتَعِشُوْنَ کَالفَرَاخِ مِنْ شَدَّةِ الْجُوْعِ، قَالَ: مَا اَشدّ مَا یَسُوء نِیْ مَا اَریٰ بِکُمْ، وَقَامَ فَانْطَلَقَ مَعَهُمْ فَرَاٰیَ فَاطِمَةَ فِیْ مَحْرَابِهَا قَدْ اِلْتَصَقَ بَطْنُهَابِظَهْرِهَا وَغَارَتْ عَیْنَاهَا،فَسَاْءَ هُ ذٰلِکَ، فَنَزَلَ جِبْرَئِیْلُ وَقَالَ: خُذْهَا یَا مُحَمَّدُ هَنَّاکَ اللّٰهُ فِیْ اَهْلِ بَیْتِکَ فَقَرَأَهٰذِهِ السُّورَةَ''.

حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا

احادیثِ نبویؐ کی روشنی میں

حضرت فاطمہ زہراءؑ کے فضائل ومناقب کے سلسلے میں پیغمبر اسلامؐ سے زیادہ کون واقف تھا، اسی لئے آپ نے ہر منزل پر شہزادیٔ کونینؑ کے فضائل ومناقب بیان فرمائے، ان فضائل میں آنحضرتؐ نے بی بی دوعالمؑ کی شخصیت کے علاوہ اپنی محبت وشفقت کو بھی واضح فرمایا ہے۔

ذیل میں فضیلت ومنقبت اور محبت وشفقت کے چند اقوال واحادیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت فاطمہؑ میری پارۂ جگر

مسعود بن مخرمہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرمؐ منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا:

''فاطمہؑ میرے جسم کا ٹکڑا ہے، جس سے اس کو اذیت پہنچتی ہے اس سے مجھے اذیت پہنچتی ہے جس نے اسے رنج دیا اس نے مجھے رنج دیا''[1]

---

[1] المرتضیٰؑ: ۱۴۱، مؤلف مولانا ابوالحسن ندوی/ روضۃ المتقین: ج:۸،ص:۵۸۷/عوالم: ج:۱۱،ص:۱۵۲/صحیح بخاری: ج:۲،ص:۵۳۲۔'' فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّیْ یُوْذِینِیْ مَا اٰذَاهَا وَ یُرِیْبُنِیْ مَا رَابَهَا''.

حضرت فاطمہؑ کی ناراضگی سے خدا ناراض

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے طاہرینؑ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلامؐ نے جناب فاطمہؑ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا:

''بیٹی فاطمہؑ ! تیری ناراضگی کو دیکھ کر خدا ناراض ہوتا ہے اور تیری خوشی کو دیکھ کر خدا خوش ہوتا ہے''[۱]

حضرت فاطمہؑ کائنات کی چار با فضیلت عورتوں میں

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا:

''تمام جہاں کی عورتوں میں ان چار عورتوں کے فضائل معلوم کر لینا تیرے لئے کافی ہے مریم بنتِ عمرانؑ خدیجہؑ بنتِ خویلد، فاطمہ بنتِ محمدؐ اور آسیہؑ زنِ فرعون''[۲]

حضرت فاطمہؑ زنانِ بہشت کی سردار

حضرت ''حذیفہؓ'' کہتے ہیں: ایک روز میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، مغرب کی نماز آپ کے ساتھ ادا کی، پھر نوافل پڑھے، اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی، پھر جب رسول اللہؐ نماز سے فارغ ہوکر چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے چلا، آپ نے میرے قدموں کی آہٹ سن کر پوچھا: کون ہو، کیا حذیفہ ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں یارسول اللہؐ! میں حذیفہ ہوں، آپ نے پوچھا کوئی کام ہے؟ اللہ تجھے اور تیری والدہ کو بخش دے، پھر فرمایا:

---

[۱] بحارالانوار: ج:۳۷،ص:۷۰/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۱۵۵/احتجاج طبرسیؒ: ج:۲،ص:۳۵۴۔تفسیر امام عسکریؑ:ص:۸۷۔
''یَا فَاطِمَةُ ! اِنَّ اللّٰهَ یَغْضِبُ لِغَضَبِکِ وَ یَرْضٰی لِرِضَاکِ''.

[۲] جامع ترمذی اردو: حدیث:۱۷۴۵، ج:۲،ص:۳۹۷/ ماخوذ از: بہشتی زیور:ص:۴۷۴/ الجامع الصغیر: مجلد:۱،ص:۶۲۸
''خَیْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ اَرْبَعٌ: مَرْیَمُ بَنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِیْجَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ آسِیَةُ اِمْرَأَةُ فِرْعَونَ''.

''یہ ایک فرشتہ ہے جو اس رات سے پہلے کبھی نہیں اترا، اس فرشتے نے پروردگار عالم سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے اور یہ خوشخبری دے کہ فاطمہؑ زنانِ بہشت کی سردار ہیں اور حسنؑ و حسینؑ جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں''۱

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرمؐ نے زمین پر چار خط کھینچے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے یہ خط کیوں کھینچے ہیں؟

لوگوں نے عرض کیا: حضورؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''جنت کی عورتوں میں چار عورتیں سب سے افضل ہیں مریم بنتِ عمرانؑ، خدیجہ بنت خویلدؑ، فاطمہ بنتِ محمدؐ اور آسیہؑ بنتِ مزاحم''۲

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے جناب فاطمہؑ سے فرمایا:

اے فاطمہؑ! کیا اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم مؤمن عورتوں کی سردار یا اس اُمت کی عورتوں کی سردار ہو''۳

''صحیح مسلم'' میں اس حدیث کے ذیل میں تحریر ہے:

''اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب فاطمہؑ اس اُمت کی تمام عورتوں سے افضل ہیں بلکہ بعض نے پچھلی امتوں کی عورتوں سے بھی افضل کہا اور بیان کیا کہ جناب فاطمہؑ آنحضرتؐ کا جزو ہیں ان کے برابر کوئی عورت نہیں ہو سکتی''۴

اگر یہ بات تسلیم ہے تو یہ کہتے ہوئے شرم نہ کیجئے کہ فاطمہؑ ازواجِ رسولؐ سے بھی افضل ہیں۔

---

۱ جامع ترمذی اردو: ج:۲، ص:۳۷۸، ح:۱۷۳۸۔

۲ بحارالانوار: ج:۲۹، ص:۳۴۵/ فضائل الصحابۃ: ج:۱، ص:۶۰۷،، احمد بن محمد بن حنبل/عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۷۰۷۔

۳ صحیح مسلم اردو: ج:۶، ص:۱۰۰/۱۱۰۱/ المستدرک حاکم نیشاپوری: ج:۳، ص:۱۷۰۔

''یَافَاطِمَةُ اَمَا تَرضَیْنَ اَنْ تَکُونِیْ سَیِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ سَیِّدَةِ نِسَاءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ''.

۴ صحیح مسلم: ج:۶، ص:۱۰۱ مترجم مولوی وحید الزماں صاحب۔

حضرت فاطمہؑ آگ سے محفوظ

''انس بن مالک'' سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ہے:

''میں نے فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ نے انہیں دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا ہے''[۱]

حضرت فاطمہؑ کی ذُرّیت اور ان کے محبّ آگ سے محفوظ

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت رسول اللہؐ نے ''یا فاطمہؑ'' کہہ کر پکارا، میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ! آپ نے فاطمہؑ کا نام نامی فاطمہؑ کیوں رکھا؟ آپ نے فرمایا:

''میں نے فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ اس لئے رکھا کہ خداوند عالم نے ان کو اور ان کی ذُرّیت کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا ہے''[۲]

''مدارج النبوۃ'' میں ہے کہ آپ کا فاطمہؑ نام اس لئے رکھا گیا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے محبین کو آتشِ دوزخ سے محفوظ رکھا ہے۔[۳]

حضرت فاطمہؑ کی عظمت پر ماں باپ قربان

امام ''شوکانی''، نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا:

''نبی اکرمؐ حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کرتے تھے: فاطمہؑ! تم پر میرے ماں باپ قربان''[۴]

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ڈاکٹر ''محمد طاہر القادری'' تحریر کرتے ہیں:

(۱/۲) حضرت علی بن ابی طالبؑ: ص:۱۴۶، مؤلف ارمان سرحدی۔

۳ مدارج النبوۃ: ج:۲، ص:۷۸۷۔ مؤلف شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

۴ ذبحِ عظیم: ص:۸۹، مؤلف ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔

''ساری دنیا جب مصطفیٰؐ سے مخاطب ہوتی ہے یا اصحابِ رسولؐ، حضور کی بارگاہِ اقدس میں کچھ عرض کرتے ہیں، تو کہتے ہیں یارسول اللہؐ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ صحابہ کا عمل تھا اور حضرت عمر فرماتے ہیں: خدا کی عزت کی قسم! میں نے اپنے آقا کی زبانی سنا کہ جب آنحضرتؐ فاطمہؑ کو بلاتے تو فرماتے: فاطمہؑ! ''میرے ماں باپ تم پر قربان''، مصطفیٰؐ اپنے ماں باپ فاطمہؑ پر قربان کرتے ہیں اس لئے کہ فاطمہؑ ولایتِ مصطفیٰ کی امین ہیں''۔[۱]

حضرت فاطمہؑ حوروں کے جھرمٹ میں

حضرت علیؑ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن پردے کے پیچھے سے ایک منادی ندا دے گا، اے اہلِ محشر اپنی آنکھیں بند کرلوتا کہ رسول اللہؐ کی بیٹی فاطمہؑ پل صراط سے گزر جائیں''۔[۲]

''فیض القدیر'' میں ہے کہ محشر کے دن کہ جہاں اوّلین وآخرین جمع ہوں گیحضرت فاطمہؑ اس حالت میں گزریں گی کہ ستر ہزار حوریں کنیزی کرتے ہوئے ان کے ہمراہ ہوں گی''۔[۳]

ڈاکٹر ''طاہر قادری'' ذبحِ عظیم میں تحریر کرتے ہیں:

''خاتونِ جنت، حضرت فاطمہؑ کا نامِ نامی ہونٹوں پر آتا ہے تو میری پلکیں جھک جاتی ہیں، فضا میں احترام کی چادر سی تن جاتی ہے، حضورؐ کی لاڈلی بیٹی سے میری عقیدت و احترام کا یہ عالم ہے کہ میں خود کو درِ فاطمہؑ کا منگتا (فقیر) سمجھتا ہوں''۔[۴]

---

۱ ذبحِ عظیم: ص:۸۹، ۹۰، مؤلف ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔

۲ مستدرک حاکم: ج:۳، ص:۳۵۱/ ذبحِ عظیم: ص:۸۶/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۱۱۵۲۔ ''اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ نَادیٰ مُنَادٍ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ: یَا اَهْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی تَمُرَّ''

۳ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر: ج:۱، ص:۴۲۹، شرح حدیث:۸۲۲۔

۴ ذبحِ عظیم: ص:۹۰، ڈاکٹر طاہر قادری۔

حضرت فاطمہؑ کے تبسّم سے جنت روشن

شیخ صدوقؒ اپنی کتاب ''الامالی'' میں جناب ابنِ عباسؓ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب ساکنانِ بہشت، رحمتِ الٰہی میں ڈوبے ہوں گے، اس وقت نور کا ایک قبہ مشاہدہ کریں گے، جس کی تابانی سے جنت جگمگا اُٹھے گی، اہلِ بہشت کہیں گے: بارِ الٰہ! تو نے قرآن میں فرمایا تھا:

'' لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا''. ''اللہ کے نیک بندے جنت میں سورج نہیں دیکھیں گے''[۱]

پس اگر جنت میں سورج نہیں ہے تو پھر یہ کس چیز کی تابانی ہے جس سے قصرہائے بہشت جگمگا رہے ہیں؟ آوازِ قدرت آئے گی جبرئیلؑ! اہل بہشت سے کہہ دو:

''یہ کسی سورج کی روشنی نہیں ہے بلکہ خاتونِ جنت اور ساقی کوثر مسکرادیئے ہیں، یہ علیؑ وفاطمہؑ کے تبسم کی روشنی ہے، جس کی تابش سے قصرہائے بہشت جگمگا اٹھتے ہیں''[۲]

حضرت فاطمہؑ کا نام دروازۂ جنت پر تحریر

پیغمبر اکرمؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب شبِ معراج مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو میں نے جنت کے دروازے پر سونے سے یہ کلمات لکھے ہوئے دیکھے:

'' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ حَبِیْبُ اللّٰهِ، عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰهِ، فَاطِمَةُ أَمَةُ اللّٰهِ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ صِفْوَةُ اللّٰهِ، عَلٰی مُبْغِضِیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ''.

''اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں، محمد حبیب خدا ہیں، علیؑ اللہ کے ولی ہیں، فاطمہؑ کنیز خدا ہیں اور حسنؑ وحسینؑ اللہ کے برگزیدہ ہیں پس ان کے دشمنوں پر اللہ کی لعنت ہو''[۳]

---

[۱] سورۂ دہر: آیت:۱۳۔

[۲] امالی شیخ صدوقؒ: ص:۲۶۱ تا ۲۶۲، حدیث ۱۱، مجلس:۴۴/ مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج:۳، ص:۳۲۹۔ '' لَیْسَ هٰذَا بِشَمْسٍ وَ لٰکِن عَلِیًّا وَ فَاطِمَةَ ضَحِکَا فَأَشْرقَتِ الْجِنَانُ مِنْ نُورِ ضَحْکِهِمَا''.

[۳] ارشاد القلوب: ص:۲۳۴/ صحیفۂ فاطمیہ، ص:۲۴، مؤلف حمید احمدی جلفائی، مطبوعہ (ایران)۔

حضرت فاطمہؑ کے ساتھ تین عورتیں محشور

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: خداوند عالم تین عورتوں سے عذابِ قبر اٹھالے گا اور ان کو میری بیٹی فاطمہؑ کے ساتھ محشور فرمائے گا اور ہزار شہیدوں کا اجر اور ایک سال کی عبادت کا ثواب مرحمت فرمائے گا اور وہ یہ ہیں:

(۱) وہ عورت جو اپنے شوہر کی غیرت پر صبر کرے اور اس کے غصے کو برداشت کرے۔

(۲) وہ عورت جو اپنے شوہر کے بُرے اخلاق پر اور اس کے بُرے برتاؤ کو تحمل کرے۔

(۳) وہ عورت جو اپنے شوہر کو اپنا مہر بخش دے۔[۱]

حضرت فاطمہؑ سے محبت وعقیدت کا فائدہ

پیغمبر اکرمؐ نے جناب سلمانِ فارسیؓ سے فرمایا: سلمانؓ! فاطمہؑ سے محبت رکھو، اس لئے کہ جو فاطمہؑ سے محبت رکھے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور جو اس سے دشمنی رکھے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، یاد رکھو حضرت فاطمہؑ کی محبت سو مقامات پر فائدہ پہنچائے گی جن میں بعض یہ ہیں:

(۱) محبتِ فاطمہؑ کا فائدہ وقتِ مرگ ظاہر ہوگا۔

(۲) محبتِ فاطمہؑ کا فائدہ قبر میں ظاہر ہوگا۔

(۳) محبتِ فاطمہؑ کا فائدہ محشر میں ظاہر ہوگا۔

---

[۱] صحیفۂ فاطمیہ: ص:۲۸۹/ ارشاد القلوب: ج:۱، ص:۱۸۵/ وسائل الشیعہ: ج:۲۱، ص:۲۸۵۔

" ثَلاثٌ مِنَ النِّسآءِ يَرْفَعُ اللّٰهُ عَنْهُنَّ عَذَابَ القَبْرِ، وَيَكُونُ مَحْشَرُهُنَّ مَعَ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ (ص) اِمْرَاةٌ صَبَرَتْ عَلٰى غَيْرَةِ زَوْجِهَا، وَامْرَاَةٌ صَبَرَتْ عَلٰى سُوءِ خُلُقِ زَوْجِهَا وَامْرَاَةٌ وَهَبَتْ صِدَاقَهَا لِزَوْجِهَا، يُعْطِى اللّٰهُ تَعَالٰى لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ ثَوَابَ اَلْفِ شَهِيْدٍ، وَيَكْتُبُ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ عِبَادَةَ سَنَةٍ".

(۴) محبتِ فاطمہؑ کا فائدہ صراط پر ظاہر ہوگا۔

(۵) محبتِ فاطمہؑ کا فائدہ وقتِ حساب ظاہر ہوگا۔

اس کے بعد فرمایا:

''اے سلمانؓ! جس سے فاطمہؑ راضی اس سے میں راضی اور جس سے میں راضی اس سے خدا راضی اور جس سے فاطمہؑ ناراض، اس سے میں ناراض اور جس سے میں ناراض اس سے خدا ناراض، اے سلمانؓ! وائے ہو اس شخص پر کہ جس نے فاطمہؑ اور اس کی ذُرِّیت کو ستایا اور اس کے شیعوں پر ظلم ڈھایا''[۱]

---

[۱] صحیفۂ فاطمیہ: ص:۲۴/ ارشاد القلوب: ج:۲، ص:۲۹۴/ بحار الانوار: ج:۲۷، ص:۱۱۶۔

" قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ(ص) يَا سَلْمَانُ! مَنْ اَحَبَّ فَاطِمَةَ ابْنَتِیْ، فَهُوَ فِی الْجَنَّةِ مَعِیْ وَمَنْ اَبْغَضَهَا فَهُوَ فِی النَّارِ، يَاسَلْمَانُ! حُبُّ فَاطِمَةَ يَنْفَعُ فِی مِائَةِ مَوْطِنٍ، أَيْسَرُ تِلْکَ الْمَوَاطِنِ: اَلْمَوتُ وَالْمِيْزَانُ وَالْمَحْشَرُ وَالصِّرَاطُ وَالْمُحَاسَبَةُ. فَمَنْ رَضِيَتْ عَنْهُ فَاطِمَةُ ابْنَتِیْ رَضِيْتُ عَنْهُ وَمَنْ رَضِيْتُ عَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ غَضِبَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ غَضِبْتُ عَلَيْهِ ومَنْ غَضِبْتُ عَلَيْهِ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ. يَاسَلْمَانُ! وَيْلٌ لِمَنْ يَّظْلِمُهَا وَيَظْلِمُ ذُرِّيَّتَهَا وَشِيْعَتَهَا".

حضرت فاطمہ زہراؑء کی معنوی شخصیت

قدرت کی نگاہ میں

حضرت فاطمہ زہراؑء کا مقام ومرتبہ بارگاہِ الٰہی میں اتنا بلند ہے کہ اس نے بی بیؑ کو کنیز خاص کہا، اپنے پیغمبرؐ کے ذریعے آپ کو اپنا سلام بھیجا، قرآنی آیات کے ذریعے مدح سرائی فرمائی، خدمت گزاری کے لئے فرشتے مقرر کئے، عصمت وطہارت پر قرآن کی آیتیں اُتاریں، زنانِ بہشت کے لئے خاتونِ اول بنایا اور رطبِ جنت سے آپ کی خلقت فرمائی جو اس بات کی علامت ہے کہ جناب فاطمہؑ کی پیدائش جنت میں سکونت کے لئے نہیں، جنت کی سیادت کے لئے ہوئی ہے۔

رسول اللہؐ کی نگاہ میں

پیغمبر اسلامؐ کی نگاہ میں حضرت فاطمہ زہراؑء کا مقام ومرتبہ آپ کے ارشادات اور حسنِ اخلاق کی روشنی میں دیکھا جائے، چنانچہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے:

> ''میری بیٹی میرے دل کا ٹکڑا ہے، میری آنکھوں کا نور ہے، میرا میوۂ دل ہے میرے بدن میں میری روح ہے، وہ انسانی شکل میں ایک حور ہے، جس وقت وہ محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو اس کا نور اہل آسمان کیلئے اسی طرح چمکتا ہے جس طرح زمین والوں کیلئے آسمان میں ستارے جگمگاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، اس وقت خداوند عالم فرشتوں سے فرماتا ہے: فرشتو! گواہ رہنا میں نے اس کے پیروکاروں کو آتشِ جہنم سے امان دی ہے''[1]

---

[1] امالی شیخ صدوقؒ: ص: ۱۱۳/ مجلس: ۲۴،/ بیت الاحزان: ص: ۳۱/ بشارۃ المصطفیٰ: قدیمی ص: ۱۹۸۔ (اختصار)
" وَ أَمَّا ابْنَتِیْ فَاطِمَةُ... وَهِیَ بَضْعَةٌ مِنِّیْ وَ هِیَ نُورُ عَیْنِیْ وَ هِیَ ثَمَرَةُ فُؤَادِیْ وَ هِیَ رُوْحِی الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبِیْ وَ هِیَ الْحَوْرَاءُ الْاِنْسِیَّةُ مَتیٰ قَامَتْ فِیْ مِحْرَابِهَا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّهَا جَلَّ جَلَالُهُ زَهَرَ نُوْرُهَا لِمَلَائِکَةِ السَّمَاءِ کَمَا یَزْهَرُ نُورُ الْکَوَاکِبِ لِأَهْلِ الْاَرْضِ وَ یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِکَتِهِ یَا مَلَائِکَتِیْ... اُشْهِدُکُمْ أَنِّیْ قَدْ آمَنْتُ شِیْعَتَهَا مِنَ النَّارِ" .

حضرت علیؑ کی نگاہ میں

حضرت فاطمہ زہراؑء کی شہادت کے بعد کسی نے حضرت علیؑ سے پوچھا: آپ کی نظر میں فاطمہؑ کیسی تھیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

''خدا کی قسم وہ جنت کا ایک پھول تھیں، دنیا سے اُٹھ جانے کے بعد بھی میرا دماغ ان کی خوشبو سے معطر رہتا ہے''[۱]

حضرت امام حسنؑ کی نگاہ میں

حضرت ارشاد فرماتے ہیں:

''میں نے مادر گرامی حضرت فاطمہؑ کو دیکھا کہ آپ جمعہ کی شب اپنی محرابِ عبادت میں کھڑی ہوتیں اور پے در پے رکوع وسجود بجالاتیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی''[۲]

حضرت امام محمد باقرؑ کی نگاہ میں:

حضرت اپنی جدۂ ماجدہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

''خدا کی قسم اللہ نے میری ماں فاطمہ زہراؑء کو علم کے سبب جہل کو اور عہد و میثاق کے سبب ہر طرح کے رجس سے دور رکھا ہے''[۳]

---

۱ چودہ ستارے: ص: ۹۷ بحوالہ مناقب ابن شہر آشوبؒ۔

۲ بحار الانوار: ج: ۴۳، ص: ۸۱/ علل الشرائع: ج: ۲، ص: ۱۸۲ / وسائل الشیعہ: ج: ۷، ۱۱۳۔

" رَأَيْتُ أُمِّيْ فَاطِمَةَ (ع) قَامَتْ فِيْ مِحْرَابِهَا لَيْلَةَ جُمُعَتِهَا فَلَمْ تَزَلْ رَاكِعَةً سَاجِدَةً حَتَّى اتَّضَحَ عَمُوْدُ الصُّبْحِ"

۳ علل الشرائع: ص: ۱۴۲، باب: ۱۴۲، حدیث: ۲/ اصول کافی، ج: ۲، ص: ۳۵۸، نشر فرہنگ اہل بیتؑ ایران۔

" قَالَ اَبُوْ جَعْفَر (ع) وَاللّٰهِ لَقَدْ فَطَمَهَا اللّٰهُ وَ تَبَارَكَ بِالْعِلْمِ وَ عَنِ الطَّمْثِ بِالْمِيْثَاقِ".

حضرت امام جعفر صادقؑ کی نگاہ میں

ایک مرتبہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ پیغمبر اسلامؐ فرمایا کرتے تھے: حضرت فاطمہ زہراؑ عورتوں کی سردار ہیں کیا یہ بات اس بناء پر تھی کہ شہزادیٔ دوعالم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں؟ امامؑ نے ارشاد فرمایا:

''یہ بات تو جناب مریمؑ کے بارے میں ہے کہ وہ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں، میری جدۂ ماجدہؑ تو اوّل و آخر تمام عورتوں کی سردار ہیں''۔[۱]

ملائکہ کی نگاہ میں

جناب فاطمہؑ کی عظمت یہ ہے کہ آپ کے خانۂ عفت میں فرشتوں کا نزول ہوتا تھا، کوئی فرشتہ حسنینؑ کا درزی بن کر آتا تھا، کوئی آٹا پیسنے آتا تھا، کوئی بچوں کو بہلانے پر مامور تھا، کوئی سلامی کے لئے پہنچتا تھا اور کوئی سائل بن کر آتا تھا، چنانچہ اکثر دیکھا گیا کہ جب آپ نماز میں مشغول ہوتیں تو کوئی فرشتہ حسنینؑ کا جھولا جھلانے کے لئے آتا اور جب قرآن کی تلاوت کرتیں تو کوئی چکّی چلانے کے لئے نازل ہوتا تھا۔

حضرت فاطمہؑ کے خانۂ عفت میں فرشتوں کا آنا اتنا مشہور تھا کہ تاریخ نے بعض فرشتوں کے نام بھی ذکر فرمائے ہیں مثلاً:

☆ جو فرشتے اللہ کا پیغامِ سلام لاتے تھے اور خود بھی سلامی کے لئے آتے تھے ان کے نام ''جبرئیلؑ''، ''اسرافیلؑ'' اور ''میکائیلؑ'' ہیں۔[۲]

---

[۱] بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۷۳/ المناقب: ج:۳، ۳۲۳۔

" قِيْلَ لِلصَّادِقِ (ع) قَولُ الرَّسُولِ (ص) فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَىْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ عَالَمِهَا قَالَ ذَاكَ مَرْيَمُ وَ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَ هْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِينَ".

[۲] ماخوذ از: دلائل الامامۃ: ص:۱۰۶۔

☆جس فرشتے نے جناب فاطمہؑ کی شادی کی بشارت دی اس کا نام ''نسطائیل'' تھا۔ [۱]

☆جوفرشتہ جناب فاطمہؑ کی شادی کا پیغام لایا، اس کا نام ''محمود'' تھا۔ [۲]

☆جس فرشتے نے بیت معمور میں جناب فاطمہ کا خطبۂ عقد پڑھا اس کا نام ''راحیل'' تھا۔ [۳]

☆جس فرشتے نے آسمانوں میں جناب فاطمہؑ کا عقد پڑھا اس کا نام ''جبرئیل'' تھا۔ [۴]

☆جس فرشتے نے شادی کی منادی کی اس کا نام ''میکائیل'' تھا۔ [۵]

☆جس فرشتے نے دعوت نامے دئے اس کا نام ''اسرافیل'' تھا۔ [۶]

☆ جس فرشتے نے نثار تقسیم کئے اس کا نام ''عزرائیل'' تھا۔ [۷]

☆جوفرشتہ جناب فاطمہؑ کے بچوں کے لئے گہوارہ جنبانی کرتا تھا اس کا نام ''جبرئیل'' تھا۔ [۸]

☆جوفرشتہ جناب فاطمہؑ کے لئے چکی پیسنے پر مامور ہوا، اس کا نام ''زوقانیل'' تھا۔ [۹]

☆جوفرشتہ گہوارۂ حسینؑ سے مس ہوکر بال و پر پایا اس کا نام ''فطرس'' تھا۔ [۱۰]

☆جوفرشتہ بنا اجازت خانۂ فاطمہؑ میں داخل نہ ہوسکا تھا جب کہ ہر جگہ بنا اجازت آتا ہے اس کا نام ملک الموت یعنی ''عزرائیل'' تھا۔ [۱۱]

حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کی نگاہ میں

ملیکۃ العرب، اول المسلمہ، طیبہ وطاہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ اپنی لخت جگر شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہراؑ کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں:

---

[۱] مناقب شہرآشوبؒ: ج:۳،ص:۳۴۵/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۱۰۹/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۳۸۶۔

[۲] مناقب شہرآشوبؒ: ج:۳،ص:۳۴۹/ معانی الاخبار: ج:۱،ص:۱۰۳/ الخصال: ج:۲،ص:۶۴۰/ امالی شیخ صدوقؒ: ص:۵۹۲۔

[۳] مناقب شہرآشوبؒ: ج:۳،ص:۳۴۷/تسلیۃ المجالس: ج:۱،ص:۵۳۵/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۱۱۰۔

[۴] مناقب شہرآشوبؒ: ج:۳،ص:۳۴۶۔ بروایت اُم ایمنؓ۔

(۵تا۷) مناقب شہرآشوبؒ: ج:۳،ص:۳۴۵/تسلیۃ المجالس: ج:۱،ص:۵۳۵/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۱۰۹۔

(۸) چودہ ستارے:۹۹۔

(۹) مناقب شہرآشوبؒ: ج:۳،ص:۳۳۸/ بحارالانوار:۴۳،ص:۴۶/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۱۹۵۔

(۱۰) چودہ ستارے:۲۱۵/ بحار: ج:۴۳،۔ص:۲۵۰/عوالم: ج:۱۱،ص:۱۹/سفینۃ البحار: ج:۷،ص:۱۱۷۔

(۱۱) چودہ ستارے:ص:۱۰۰۔

''جب میری بیٹی فاطمہؑ کا نورِ مقدس میرے بطن میں تھا تو میں ہر روز جنت کی خوشبو سونگھا کرتی تھی اور یہ خوشبوئے فردوس بریں مجھے پورے نو ماہ تک آتی رہی، پھر وہ جنت کی کلی فاطمہ زہراؑ میری آغوش میں آ گئی''[۱]

حضرت اُمّ سلمہؓ کی نگاہ میں:

اُمّ المومنین حضرت ''اُمّ سلمہؓ'' سے کہا گیا کہ وہ جناب فاطمہ زہراؑ کو اصولِ تہذیب سکھائیں، آپ نے ارشاد فرمایا:

''میں مجسمۂ عصمت وطہارت کو اخلاق وعادت کی کیا تعلیم دے سکتی ہوں، میں تو خود بچی سے اصولِ اخلاق کی تعلیم حاصل کرتی ہوں''[۲]

جناب اُمّ سلمہؓ نے بتادیا کہ حضرت فاطمہؑ معصومہ ہیں اور جو معصوم ہوتا ہے کسی سے سیکھنے کے لئے نہیں آتا بلکہ دوسروں کو سکھانے کے لئے آتا ہے، میں نے فاطمہؑ سے سیکھا ہے، سکھایا نہیں ہے، میرا طرۂ امتیاز بھی یہی ہے کہ میں نے ہمیشہ اس در سے پایا ہی ہے، کھویا نہیں ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ کی نگاہ میں

حضرت ''سلمان فارسیؓ'' فرماتے ہیں:

''پیغمبر اکرمؐ نے کسی کام کے لئے شہزادی فاطمہؑ کے گھر بھیجا میں بی بیؑ کے دروازہ پر پہنچا اور تھوڑی دیر وہیں کھڑا رہا، میں نے دیکھا: جناب فاطمہؑ قرآن کی تلاوت فرمارہی ہیں، اور چکی خود بخود چل رہی ہے حالانکہ وہاں کوئی موجود نہیں تھا''[۳]

---

۱ البتول: ص: ۳۷، مؤلف صائم چشتی، بحوالہ نزہۃ المجالس: ج: ۲، ص: ۲۲۵۔
۲ دلائل الامامہ: ص ۱۱/ چودہ ستارے: ص: ۹۲۔
۳ مناقب آل ابی طالبؑ: ج: ۳، ص: ۳۳۷/ بحار الانوار: ج: ۴۳، ص: ۴۶۔

حضرت عائشہ کی نگاہ میں

''جمیع بن عمیر تیمی'' کہتے ہیں:

''میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہ کے پاس آیا، کسی نے حضرت عائشہ سے پوچھا: رسول اللہؐ کے نزدیک عورتوں میں کون زیادہ محبوب تھی؟ آپ نے فرمایا: حضرت فاطمہ زہراؑء۔ پھر پوچھا: مردوں میں کون زیادہ محبوب تھا؟ انھوں نے فرمایا: ان کے شوہر حضرت علی مرتضیٰؑ، جہاں تک میں جانتی ہوں وہ بے شک بہت روزے رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے تھے''[۱]

حسن بصری کی نگاہ میں

آپ فرماتے ہیں:

''امتِ اسلامی میں جناب فاطمہؑ سے زیادہ عبادت کرنے والا کوئی پیدا نہیں ہوا، وہ عبادتِ خدا میں اس قدر کھڑی رہتی تھیں کہ پاہائے مبارک ورم کر جاتے تھے''[۲]

ثوبان غلام رسولؐ کی نگاہ میں

''ثوبان'' رسول اکرمؐ کا غلام کہتا ہے:

''رسول اللہؐ جب کسی سفر پر روانہ ہوتے تو روانگی کے وقت سب سے آخری کام جو کرتے وہ فاطمہؑ سے ملاقات ہوتی اور جب سفر سے واپسی فرماتے تو سب سے پہلے جو کام کرتے وہ یہ ہوتا تھا کہ آپ فاطمہؑ کی زیارت کو جاتے تھے''[۳]

---

[۱] جامع ترمذی اردو: ج:۲،ص:۳۹۵۔

[۲] صحیفۂ فاطمیہ:ص۳۶/عوالم العلوم: ج:۱۱،ص:۲۷۹/مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج:۳،ص:۳۴۱۔
''مَا كَانَ فِيْ هٰذِهِ الاُمَّةِ اَعْبَدُ مِنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ تَقُوْمُ حَتّٰى تَوَرَّمَ قَدَمَاهَا''.

[۳] المرتضیٰؒ:ص:۱۴۳،مولانا ابوالحسن ندوی/ مدارج النبوۃ ج:۲،ص:۸۹/ بحارالانوار: ج:۴۳،ص:۸۹۔

حضرت فاطمہ زہراؑء کے علمی، معنوی اور ادبی آثار

ا۔ مصحفِ فاطمہ زہراء علیہا السلام

مصحفِ فاطمہؑ کا وجود

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد شہزادیٔ کونینؑ صرف ۷۵ دن زندہ رہیں، آپ اپنے بابا کے فراق میں شدید غم واندوہ میں مبتلا رہتی تھیں، اللہ نے آپ کی تسکین کے لئے فرشتۂ وحی حضرت جبرئیلؑ کو مقرر فرمایا تاکہ وہ آپ سے باتیں کر کے وفاتِ پدر کے غم کو بانٹتے رہیں اور بابا کے حال اور مقامِ عظمیٰ کو بیان کر کے آپ کے دل کو تسلی وتشفی دیتے رہیں، نیز یہ بھی بیان کرتے رہیں کہ آپ کی ذُریت کے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے چنانچہ حضرت جبرئیلؑ آتے تھے اور آپ سے گفتگو فرماتے تھے جس کو حضرت علیؑ لکھ لیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک ایسا مصحف تیار ہو گیا جس میں حلال وحرام کے علاوہ قیامت تک ہونے والے تمام حالات وواقعات موجود ہیں۔[1]

---

[1] اصول کافی: ج۱، ص۲۴۱، حدیث۵/ بحارالانوار: ج:۲۶، ص:۴۱/ مکاتیب الرسولؐ: ج:۲، ص:۸۸۔

" اِنَّ فَاطِمَةَ مَكَثَتْ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ خَمْسَةَ وَّسَبْعِيْنَ يَومًا وَ كَانَ دَخَلَهَا حُزْنٌ شَدِيدٌ عَلىٰ اَبِيْهَا وَ كَانَ جَبْرئِيلُ يَاتِيْهَا فَيُحْسِنُ عَزَاءَ هَا عَلٰى اَبِيْهَا وَ يُطَيِّبُ نَفْسَهَا وَ يُخْبِرُهَا عَنْ اَبِيْهَا وَ مَكَانِهِ وَ يُخْبِرُهَا بِمَا يَكُونُ بَعْدَهَا فِيْ ذُرِّيتِهَا وَ كَانَ عَلِيٌّ يَكْتُبُ ذَالِكَ فَهَذَا مُصْحَفُ فَاطِمَةَ".

مصحفِ فاطمہؑ اخبارِ غیبی کا مجموعہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمارے پاس ہماری جدۂ ماجدہ جناب فاطمہؑ کا مصحف ہے، ابوبصیرؒ کہتے ہیں: میں نے پوچھا: مولاؑ! مصحفِ فاطمہؑ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: وہ تمھارے اس قرآن سے تین گنا ضخیم ہے، حالانکہ اس میں قرآن کا ایک حرف بھی نہیں، بلکہ وہ ایک کتاب ہے جس کو خدا نے میری جدۂ ماجدہ کے لئے املا کرایا اور ان پر اخبارِ غیبی کی وحی فرمائی''[۱]

علامہ طباطبائیؒ کی وضاحت

مفسرِ قرآن علامہ طباطبائیؒ سے پوچھا گیا کہ ''کویت'' میں کسی شیعہ نے مصحفِ فاطمہؑ کے بارے میں کچھ لکھا ہے جس سے مسلمانوں کے درمیان نفرت پیدا ہوگئی کیوں کہ مؤلف نے مصحف کو قرآن مجید سے کئی گنا زیادہ بتایا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ قرآن مجید کے درجہ کا ہے اس سلسلہ میں آپ کا نظریہ کیا ہے؟

علاّمہ طباطبائیؒ نے جواب دیا:

''مصحفِ فاطمہؑ'' کے نام کی کتاب جسے حضرت فاطمہ زہراؑ نے املا فرمایا اور حضرت علیؑ نے تحریر کیا ہے، اہل بیتؑ کی روایتوں میں اس کا ذکر ہوا ہے، لیکن اس قسم کی کتاب کے وجود کا عقیدہ نہ تو مذہبِ شیعہ کی ضروریات میں سے ہے اور نہ خود یہ کتاب دینی منابع و مصادر کی حیثیت سے

---

[۱] البصائر: ج:۱،ص:۱۵۲، حدیث:۱۵۷/صحیفۂ فاطمیہ:ص:۳۹/الکافی: ج:۱،ص:۲۳۹/ بحارالانوار: ج:۲۶،ص:۲۹۔

'' قَالَ الصَّادق(ع): اِنَّ عِنْدَنَا لَمُصْحَفُ فَاطِمَةَ، وَمَا يُدْرِيهِمْ مَامُصْحَفُ فَاطِمَةَ(ع)؟قَالَ الرَّاوِیُ وَهُوَ اَبُوْ بَصِيْرٍ: قُلْتُ: وَمَامُصْحَفُ فَاطِمَةَ (ع) ؟ قَالَ:فِيْهِ مِثْلُ قُرْآنِكُمْ ـ هَذَا ثَلاثُ مَرَّاتٍ ـ وَاللّٰهِ مَا فِيْهِ مِنْ قُرْآنِكُمْ حَرْفٌ وَّاحِدٌ، اِنَّمَا هُوَ شَیٌٔ اَمْلَاَ هَا اللّٰهُ وَاَوْحٰی اِلَيْهَا ـ الْخَبَرَ ـ''

بیان ہوئی اور نہ ائمہ معصومینؑ یا علمائے امامیہ میں سے کسی نے اصولِ دین یا اصولِ مذہب یا دینی احکام کے بارے میں کوئی چیز اس سے نقل کر کے اسے دینی اسناد کے طور پر کتاب وسنّت کی سطح پر رکھا ہے، اس صحیفے میں جیسا کہ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے خلقت کے اسرار اور مستقبل کے حوادث کے بارے میں ہے، لہٰذا ایسی کتاب کے وجود پر اعتقاد رکھنا، خواہ قرآن مجید سے چھوٹی ہو یا بڑی کوئی نقصان دہ نہیں ہے البتہ مصحفِ فاطمہؑ کو قرآن کے مقابل ایک دوسرا قرآن سمجھ لینا ہرگز مقصود نہیں اور کوئی شیعہ بھی اس قسم کا اعتقاد نہیں رکھتا۔[۱]

[۱] ماخوذ از: اسلام اور آج کا انسان: ص: ۲۷۰، علامہ طباطبائیؒ۔

۲۔حدیثِ کساء جناب سیدہؑ کی اہم یادگار

فریقین کی کتابوں میں

حضرت فاطمہ زہراؑ کی ایک اہم یادگار ''حدیثِ کساء'' ہے، جس کو علمائے شیعہ کے علاوہ علمائے اہل سنّت نے بھی اپنی مستند معتبر کتابوں میں ذکر کیا ہے، صرف فرق یہ ہے کہ شیعہ کتابوں میں تفصیل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے اور اہل سنّت کی کتابوں میں مختصر طور پر، لیکن حدیث کے اہم اجزاء دونوں کے یہاں پائے جاتے ہیں مثلاً:

(۱) رسولِ مقبولؐ کا چادر اُوڑھنا۔

(۲) حضرت علیؑ، جناب فاطمہؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کو چادر میں لینا۔

(۳) پیغمبر اکرمؐ کا دعا کرنا اور یہ فرمانا: الٰہی! یہی ہیں میرے اہل بیتؑ۔

(۴) آیۂ تطہیر کا نازل ہونا۔

(۵) حضرت ''اُمّ سلمہؓ'' کا چادر میں داخل ہونے کی تمنا کرنا اور پیغمبرؐ کا یہ کہنا کہ تم خیر پر ہو۔

''حدیثِ کساء'' چونکہ شیعہ کتب میں کافی طولانی ہے، لہٰذا قارئین محترم وظائف الابرار، تحفۃ العوام، مفاتیح الجنان یا دیگر کتبِ ادعیہ میں رجوع کر سکتے ہیں، البتہ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نمونہ کے طور پر یہاں اہل سنت کی دو معتبر کتابوں سے اس حدیث کو نقل کرتے ہیں تاکہ موضوعِ بحث تشنۂ بیاں نہ رہ جائے۔

جامعِ ترمذی کی روایت

جامعِ ترمذی میں ''حدیثِ کساء'' اس طرح بیان ہوئی ہے:

''حضرت اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں: نبی کریمؐ نے حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ، حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کو ایک چادر اُڑھائی اور دعا کی: یااللہ! یہ ہیں میرے اہل بیتؑ اور خاص لوگ، تو ان سے ناپاکی دور کردے اور ان کو خوب پاک وصاف کردے، یہ دیکھ کر حضرت اُمّ سلمہؓ نے عرض کی: کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں یارسول اللہؐ ؟ آپ نے فرمایا: تم خیر پر ہو، یعنی تمھارا مرتبہ اور تمھاری شان اپنی جگہ ہے''[1]

صحیح مسلم کی روایت

صحیح مسلم میں ''حدیثِ کساء'' اس طرح بیان ہوئی ہے:

''حضرت ''عائشہ'' سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کو حضرت رسول اکرمؐ اس حال میں نکلے کہ آپ سیاہ بالوں والی چادر اُوڑھے ہوئے تھے، اتنے میں حسنؑ آ گئے آپ نے ان کو اپنی چادر میں لے لیا، پھر حسینؑ آ گئے، آپ نے ان کو بھی چادر میں لے لیا پھر فاطمہؑ آ گئیں ان کو بھی چادر میں لے لیا، ان کے بعد علیؑ آ گئے تو آنحضرتؐ نے ان کو بھی اپنے ساتھ چادر میں لے لیا اور جب یہ سب جمع ہو گئے تو ارشاد فرمایا:

---

[1] جامع ترمذی: ج:۲، ص:۶۰۲، ح:۳۶۳۵۔ اردو ترجمہ مولانا فضل احمد صاحب مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

'' عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَلَّلَ عَلَی الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ وَ عَلِیٍّ وَّ فَاطِمَةَ کِسَاءً ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ وَ خَاصَّتِیْ اَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِیْرًا فَقَالَتْ اُمُّ سَلْمَةَ وَ اَنَا مَعَهُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، قَالَ اِنَّکِ عَلَی الْخَیْرِ'' .

نیز مراجعہ کریں:

شرح مسند احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ: ج:۱۸، ص:۲۴۴، حدیث:۲۶۳۸۸۔ مطبوعہ دارالحدیث، قاہرہ۔

" اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِیْراً".

''اے اہل بیتِ رسولؐ بیشک اللہ نے تمھیں ہر رجس سے پاک و پاکیزہ رکھنے کا ارادہ کرلیا ہے، جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے''[1]

حدیثِ کساء کے فضائل

''حدیث کساء'' میں چونکہ آیۂ تطہیر کا ذکر ہوا ہے جس سے اہل بیتؑ کی شان وعظمت اور عصمت وطہارت واضح ہوتی ہے لہٰذا صاحبانِ ایمان کے درمیان جس کثرت سے یہ حدیث پڑھی جاتی ہے شاید ہی اس کثرت سے دوسری حدیث یا دعائیں پڑھی جاتی ہوں، یقیناً مومنین کرام ''حدیثِ کساء'' کے اثرات و برکات سے فیضیاب ہوتے ہیں اور اس حدیث و دعا کے ذریعے اپنی حاجات تک پہنچتے ہیں، خود حضور اکرمؐ نے اس کے آخری کلمات میں ارشاد فرمایا ہے:

''قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبیؐ بنایا اور رسالت کے ساتھ برگزیدہ کیا اور نجات دہندہ قرار دیا، اگر ہماری یہ حدیث اہل زمین کی کسی محفل میں پڑھی جائے اور اس میں ہمارے شیعوں اور محبّوں کی ایک جماعت ہو تو متفرق ہونے تک ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی رہے گی اور ملائکہ ان کو اپنے گھیرے میں لئے رہیں گے، اگر ان میں کوئی رنجیدہ ہوگا تو خداوند عالم اس کے رنج کو دور فرمائے

---

[1] صحیح مسلم: ج:۶، ص:۸۶، اردو ترجمہ مولانا وحید الزماں صاحب/تفسیر ابن کثیر ذیل آیت مذکور ج:۳، ص:۴۱۴ مطبوعہ دار القلم بیروت۔

" قَالَتْ عَائِشَةُ: رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا خَرَجَ النَّبِیُّ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ وَّعَلَیْهِ مِرْطٌ مُّرَحَّلٌ مِّنْ شَعْرٍ اَسْوَدٍ فَجَآءَ الْحَسَنُ ابْنُ عَلِیٍّ فَاَدْخَلَهُ ،ثُمَّ جَاءَ الْحُسَیْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ، ثُمَّ جَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ،ثُمَّ جَاءَ عَلِیٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِیْراً".

گا اور جو حاجت مند ہوگا، خداوند عالم اس کی حاجت روائی فرمائے گا''۔

حضور کے یہ کلمات سن کر حضرت علیؑ نے فرمایا:

''خدا کی قسم ہم اہل بیتؑ فائز وسعید ہوئے اسی طرح ہمارے شیعہ بھی کامیاب ہوئے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی''[۱]

مترجم قرآن مولانا ''فرمان علیؑ'' مرحوم فرماتے ہیں:

''اگر مومنینِ کرام حدیث کساء کو نہایت خلوصِ دل، خضوع وخشوع اور اشک ریزی کے ساتھ پڑھیں تو انشاء اللہ اصحابِ کساء کے طفیل میں جو دعا طلب کریں گے وہ ضرور قبول ہوگی، حدیثِ کساء کو کم از کم روزانہ ایک مرتبہ یا ہفتہ میں ایک دفعہ ضرور پڑھیں، خصوصاً شبِ جمعہ میں اس کے پڑھنے کا سلسلہ ضرور قائم رکھیں، انشاء اللہ تسکینِ قلب اور خیر وبرکت سے بہرہ مند ہوں گے''[۲]

---

[۱] وظائف الابرار: ص ۱۱۹۔ مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنو۔

'' فَقَالَ النَّبِیُّ (ص) وَالَّذِیْ بَعَثَنِی بِالْحَقِّ نَبِیًّا وَّاصْطَفَانِی بِالرِّسَالَةِ نَجِیًّا مَّاذُکِرَ خَبَرُنَا هٰذَا فِی مَحَفِلٍ مِّنْ مَّحَافِلِ اَهْلِ الْاَرْضِ وَ فِیْهِ جَمْعٌ مِّنْ شِیْعَتِنَا وَمُحِبِّیْنَا اِلَّا وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْ بِهِمُ الْمَلٰئِکَةُ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُمْ اِلٰی اَنْ یَّتَفَرَّقُوْا.....وَفِیْهِ جَمْعٌ مِّنْ شِیْعَتِنَا وَفِیْهِمْ مَّهْمُوْمٌ اِلَّا وَفَرَّجَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَلَا مَغْمُوْمٌ اِلَّا وَکَشَفَ اللّٰهُ غَمَّهٗ وَلَا طَالِبُ حَاجَةٍ اِلَّا وَقَضَی اللّٰهُ حَاجَتَهٗ فَقَالَ عَلِیٌّ اِذًا وَّاللّٰهِ فُزْنَا وَسُعِدْنَا وَکَذٰلِکَ شِیْعَتُنَا فَازُوْا وَسُعِدُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ''.

[۲] وظائف الابرار: ص: ۱۰۵۔ مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنو۔

۳۔اقوال وارشادات کا مجموعہ

احادیث کے چودہ نمونے

جناب فاطمہؑ کی زندگی میں بے شمار حادثات وواقعات رونما ہوئے بلکہ یوں کہا جائے کہ آپ کی زندگی مصائب وآلام کا مجموعہ تھی، ولادت سے لے کر شہادت تک جن جن مصیبتوں کو آپ نے تحمل کیا نبیؐ یا امامؑ کے سوا کوئی دوسرا برداشت نہیں کرسکتا اس کے باوجود روایات میں آپ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ۲۶۰ اقوال وارشادات نقل کئے گئے ہیں، جن میں بعض مختصر ہیں اور بعض مفصل ہیں اور آپ کے آثار کا بہترین مجموعہ ہے۔[۱]

احادیث کے اس مجموعے سے ہم یہاں صرف چودہ مختصر احادیث ذکر کرتے ہیں۔

حدیث	ترجمہ
اُتْرُکْنَ التِّعْدَادَ وَعَلَیْکُنَّ بِالدُّعَا.	اپنی تعداد پر فخر کرنا چھوڑ دو اور دعا میں مشغول ہوجاؤ۔ [۲]
اِنِّیْ لَاُحِبُّ الدُّنْیَاکُمْ.	میں تمہاری جیسی دنیا کو ہرگز پسند نہیں کرتی۔ [۳]
خِیَارُکُمْ اَلْیَنُکُمْ مُنَاکَبَۃً.	تم میں بہترین وہ ہے جو نرمی سے پیش آئے۔[۴]

---

[۱] ذکر وفکر: ص:۴۳۱۔

[۲] الکافی: ج:۳،ص:۲۱۸/ بحارالانوار: ج:۲۲،ص:۵۲۲/ مناقب شہرآشوبؒ: ج:۳،ص:۲۳۸۔

[۳] الغدیر: ج:۲،ص:۳۱۸/ نہج الحیاۃ: ص:۱۵۳،حدیث:۸۳۔

[۴] بحارالانوار: ج،ص:۲۶۲/عوالم: ج:۱۱،ص:۹۰۹/ دلائل الامامۃ: ص:۶۷۔

حدیث	ترجمہ
اَلْجَارُثُم الدَّارُ.	پہلے پڑوسی پھر گھر والے۔[۱]
رَضِیْتُ بِمَا رَضِیَ اللّٰہُ لِیْ.	جس چیز سے خدا راضی اس سے میں راضی [۲]
نِعْمَ تُحْفَۃُ الْمُؤْمِنِ اَلتَّمْرُ.	خرمہ مومن کے لئے بہترین تحفہ ہے۔[۳]
نَحْنُ وَرَثَۃُ اَنْبِیَائِہٖ.	ہم انبیائے الٰہی کے وارث ہیں۔[۴]
اِمَامَتُنَا اَمَانًا لِلْفُرْقَۃِ.	ہماری امامت تفرقہ سے محفوظ ہے۔[۵]
اَلْجِھَادُ عِزٌّ لِلْاِسْلَامِ.	جہاد اسلام کی عزت ہے۔[۶]
نَحْنُ وَسِیْلَتُہٗ فِیْ خَلْقِہٖ.	ہم اہل بیتؑ خدا سے ارتباط کا وسیلہ ہیں۔[۷]
وَ نَحْنُ خَاصَّتُہٗ وَمَحَلُّ قُدْسِہٖ وَحُجَّتُہٗ .	اور ہم خدا کے برگزیدہ مرکز طہارت، مقام قدسیہ کے مالک اور حجت خدا ہیں۔[۸]
اِلْزَمْ رِجْلَھَا فَاِنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ اَقْدَامِھَا.	ماں کی خدمت کرتے رہو بیشک ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔[۹]
بِشْرٌ فِیْ وَجْہِ الْمُؤْمِنْ یُوْجِبُ لِصَاحِبِہِ الْجَنَّۃَ.	مومن سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنے کی جزا بہشت ہے۔[۱۰]
خَیْرٌ لِلنِّسَاءِ اَن لَّایَرِیْنَ الرِّجَالَ وَلَایَرَاھُنَّ الرِّجَالُ.	عورت کے لئے بہتر ہے کہ وہ نہ تو نامحرم مردوں کو دیکھے نہ کوئی نامحرم اسے دیکھے۔[۱۱]

[۱] نہج الحیاۃ: ص:۱۴۹، حدیث ۷۷۔
[۲] والم العلوم: ج:۱۱، ص:۴۰۸۔
[۳] مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج:۳، ص:۳۴۴۔
[۴] السقیفہ وفدک: ص:۹۹/عوالم: ج:۱۱، ۸۹۴۔
[۵] نہج الحیاۃ: ص:۳۶، حدیث:۱۴
[۶] تجلیات عصمت: ص:۴۹/الوافی: ج:۵، ص:۱۰۶۳۔
(۷،۸) شرح ابن ابی الحدید: ج:۱۶، ص:۲۱۱
[۹] عوالم: ج:۱۱، ص:۹۱۰۔
[۱۰] مستدرک الوسائل: ج:۱۲، ص:۲۶۲۔
[۱۱] کشف الغمہ: ج:۱، ص:۴۶۶/نہج الحیاۃ: ص:۱۶۰، ح:۸۷۔

راویانِ حضرت فاطمہؑ

حضرت فاطمہ زہراؑ سے منسوب روایات واحادیث متعدد راویوں سے منقول ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

۱۔ ابن ابی ملیکہ
۲۔ ابوایوب انصاری
۳۔ ابوسعید خدری
۴۔ ابوہریرہ
۵۔ اسماء بنت عمیسؓ
۶۔ اُمّ کلثوم بنت علیؑ
۷۔ بشیر بن زید
۸۔ جابر ابن عبداللہ انصاری
۹۔ حضرت امام حسنؑ
۱۰۔ حضرت امام حسینؑ
۱۱۔ حکم بن ابی نعیم
۱۲۔ ربعی بن خراش
۱۳۔ زینب بنت علیؑ
۱۴۔ سلمان فارسیؓ
۱۵۔ سہیل بن سعد انصاری
۱۶۔ شبیب ابن ابی رافع
۱۷۔ عباس ابن عبدالمطلب
۱۸۔ عبداللہ ابن حسنؑ
۱۹۔ عبداللہ ابن عباس
۲۰۔ عبداللہ ابن مسعود
۲۱۔ حضرت علی ابن حسینؑ
۲۲۔ عوانہ ابن حکم
۲۳۔ فاطمہ بنت الحسینؑ
۲۴۔ قاسم ابن سعیدی خدری
۲۵۔ ہارون ابن خارجہ
۲۶۔ ہشام بن محمد
۲۷۔ یزید بن عبدالملک [۱]

---

[۱] مسند فاطمہؑ: ۵۹۰ تا ۲۰۲، مؤلف شیخ عزیز اللہ عطاردی/ پیشوایان ہدایت: ج:۳، ص:۲۹۹ تا ۳۰۰۔

۴۔حضرت فاطمہ زہراؑء کی دعاؤں کا مجموعہ

حضرت فاطمہ زہراءؑ کے علمی ومعنوی آثار میں آپ سے منسوب متعدد دعائیں ہیں جو کتب تاریخ وادعیہ میں موجود ہیں، ان دعاؤں میں خدا کی معرفت و ہدایت کے چشمے، اطاعت و بندگی کے گوشے اور اخلاق وکردار کے نمونے پائے جاتے ہیں۔

آپ کی بے شمار دعاؤں میں سے بعض دعائیں یہ ہیں:

- ☆ دعائے نور۔
- ☆ دعائے قضائے حاجات۔
- ☆ دعائے پنج کلمات۔
- ☆ دعائے امر عظیم۔
- ☆ دعائے دفعِ ارق۔
- ☆ دعائے دفعِ شدائد
- ☆ دعا برائے مومنین ومومنات۔
- ☆ سوتے وقت کی دعا۔
- ☆ قید سے رہائی کی دعا۔
- ☆ ایام ہفتہ کی دعائیں۔
- ☆ تعقیبات پنجگانہ کی دعائیں۔

☆ دعا برائے گنہگاران [1]

نمونے کے طور پر یہاں آپ کی صرف دو دعاؤں کو نقل کر رہے ہیں:

(۱) دعائے نور

''مہج الدعوات'' میں ہے کہ صحابی رسولؐ جناب سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں:

''شہزادی فاطمہ زہراؑ نے مجھے ایک دعا تعلیم دی جس کو وہ صبح و شام پڑھا کرتی تھیں، آپ نے فرمایا تھا: ''سلمانؓ! اگر تم چاہتے ہو کہ اس دنیا میں تمہیں کبھی بخار نہ چڑھے تو اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرو، سلمان کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ ورد سیدہ زہراؑ سے حاصل کیا تو قسم بخدا مکہ و مدینہ میں ایسے ایک ہزار افراد کو بتایا جو بخار میں مبتلا تھے جن کو اس دعا کے ورد سے بحکم خدا شفا حاصل ہوئی:

دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

'' بِسْمِ اللّٰهِ النُّوْرِ، بِسْمِ اللّٰهِ النُّوْرِ النُّوْرِ، بِسْمِ اللّٰهِ النُّوْرِ عَلَى النُّوْرِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ هُوَ مُدَبِّرُ الْاُمُوْرِ، بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ خَلَقَ النُّوْرَ مِنَ النُّوْرِ، وَاَنْزَلَ النُّوْرَ عَلَى الطُّوْرِ، فِىْ كِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ، فِىْ رِقٍّ مَّنْشُوْرٍ، بِقَدَرٍ مَّقْدُوْرٍ، عَلٰى نَبِيٍّ مَّحْبُوْرٍ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هُوَ بِالْعِزِّ مَذْكُوْرٌ، وَبِالْفَخْرِ مَشْهُوْرٌ، وَعَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ مَشْكُوْرٌ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ ''.

---

[1] مذکورہ تمام دعاؤں کے لئے رجوع کریں مسند فاطمہ زہراؑ: ص: ۲۱۶ تا ۲۵۶، سید حسین شیخ الاسلامی، مطبوعہ (قم)

ترجمہ: ''خداوندِ نور کے نام کے واسطے سے، اس خدا کے نام کے واسطے سے جو نور کا نور ہے، اس خدا کے نام کے واسطے سے جو نور پر نور ہے، اس خدا کے نام کے واسطے سے جو کاموں کو سنوارنے والا ہے، اس خدا کے نام کے واسطے سے جس نے نور کو نور سے پیدا کیا، حمد و ثنا اس خدا کیلئے ہے جس نے نور کو نور سے پیدا کیا، اور نور کو کوہِ طور پر نازل کیا، ایک لکھی ہوئی کتاب میں، ایک پھیلے ہوئے ورق میں، اندازے کے مطابق، ایک مدبر پیغمبرؐ پر، حمد اسی خدا کے لیے ہے جو عزت کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے، فخر کے ساتھ مشہور ہے اور جس کا تنگی و فراخی میں شکر کیا جاتا ہے، ہمارے آقا محمدؐ پر اور ان کی آلِ اطہارؑ پر خدا کی رحمت ہو''[۱]

(۲) قید سے رہائی کی دعا

سید ابن طاؤسؒ ''مہج الدعوات'' میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص بڑی مدت سے شام میں قید تھا اس نے عالمِ خواب میں حضرت فاطمہ زہراؑ کو دیکھا کہ فرماتی ہیں: اس دعا کو پڑھو اور پھر آپ نے اُسے یہ دعا تعلیم فرمائی پس جب اُس نے یہ دعا پڑھی تو اس کو قید سے رہائی مل گئی اور وہ اپنے گھر لوٹ آیا، وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ الْعَرْشِ وَمَنْ عَلَاهُ وَبِحَقِّ الْوَحْيِ وَمَنْ أَوْحَاهُ وَبِحَقِّ النَّبِيِّ وَمَنْ نَبَّأَهُ وَبِحَقِّ الْبَيْتِ وَمَنْ بَنَاهُ يَا سامِعَ كُلِّ صَوْتٍ، يَا جامِعَ كُلِّ فَوْتٍ، يَا بارِئَ النُّفُوسِ بَعْدَ الْمَوْتِ، صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ وَآتِنا وَجَمِيعَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِناتِ فِي مَشارِقِ الْاَرْضِ وَمَغارِبِها فَرَجاً مِنْ عِنْدِكَ

---

[۱] مسند فاطمۃ الزہراؑ: ص: ۲۲۶، مؤلف شیخ الاسلامی، مطبوعہ بوستان کتاب قم / مفاتیح الجنان اردو: ص: ۲۲۵۔

عاجِلاً بِشَهادَةِ أَنْ لاَ إِلهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُکَ وَرَسُولُکَ، صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهِ وَعَلی ذُرِّیَّتِهِ الطَّیِّبِینَ الطَّاهِرِینَ،وَسَلَّمَ تَسْلِیماً کَثِیراً" .

ترجمہ:''اے معبود واسطہ ہے عرش کا اور جس نے اسے بلند کیا، واسطہ ہے وحی کا اور جس نے وحی کی، واسطہ ہے نبیؐ کا اور جس نے اسے نبیؐ بنایا، واسطہ ہے کعبے کا اور اسے تعمیر کرنے والے کا، اے ہر آواز کے سننے والے، اے ہر گمشدہ کو لانے والے، اے موت کے بعد نفسوں کو پیدا کرنے والے، محمدؐ اور ان کے اہل بیتؑ پر رحمت نازل فرما اور ہمیں اور سب مومنین و مومنات کو زمین کے ہر مشرق اور ہر مغرب میں کشادگی وفراخی عطا فرما اپنی جناب سے بہت جلد، اس گواہی کے ساتھ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ تیرے بندے اور تیرے رسولؐ ہیں، رحمت ہو خدا کی ان پر ان کی آلؑ اور اولاد پر جو پاک ہیں طاہر ہیں اور سلام ہو ان پر بہت بہت سلام''[1]

[1] منہج الدعوات: ص:۱۷۶/ مسند فاطمۃ الزہراءؑ: ص:۲۲۲، مؤلف شیخ الاسلامی ۔/ مفاتیح الجنان اردو: ص:۲۲۵۔

۵۔ادبی وفکری اشعار

شوہر کی شان میں قصیدہ

ازدواجی زندگی کے ابتدائی لمحات میں حضرت فاطمہ زہراؑء نے اپنے صاحبِ اسوہ اور بانمونہ شوہر کی مدح کی اور اُس عظیم پیکرِ عصمت وفضیلت کا تعارف ان الفاظ میں فرمایا:

اَضْحٰی الْفِخَارُ لَنَا وَعِزٌّ شَامِخٌ　　وَلَقَدْ سَمَوْنَا فِیْ بَنِیْ عَدْنَانِ
نِلْتَ الْعُلَا وَعَلَوْتَ فِیْ کُلِّ الْوَرَیٰ　　وَ تَقَاصَرَتْ عَنْ مَجْدِکَ الثَّقْلَانِ
اَعْنِیْ عَلِیًّا خَیْرَ مَنْ وَطَأَ الثَّرٰی　　ذَالْمَجْدِ وَالإِفْضَالِ وَالْاِحْسَانِ
فَلَهُ الْمَکَارِمُ وَالْمَعَالِیْ وَالْحِبَا　　مَا نَاحَتِ الْاَطْیَارُ فِی الْاَغْصَانِ

''عزت وشرافت ہمیں نصیب ہوئی اور عدنان کی اولاد میں ہم سربلند ہوئے، آپ بام عروج پر پہنچ گئے، ساری مخلوقات سے بلند اور تمام جن وانس آپ سے پیچھے رہ گئے، میری مراد علیؑ ہیں اور وہ زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل و اعلیٰ اور صاحبِ عزوشرف ہیں، لوگوں پر زیادہ کرم واحسان کرنے والے، اخلاقی بلندیاں اور عظمتیں انھیں کے لئے ہیں، یہاں تک کہ درختوں کی ڈال پر ترنّم کے ساتھ چہچہانے والے پرندوں کی خوش نوائیاں بھی انہیں کی شان میں مدح سرا ہیں''[1]

---

[1] صحیفۂ فاطمیہ:۲۱۴/ نہج الحیاۃ:ص:۱۸۴۔

امام حسنؑ وامام حسینؑ کو لوریاں دیتے وقت

جب جناب فاطمہ زہراؑ اپنے بچوں کو کھلاتی تھیں اور اپنے جگر پاروں کی جسمانی پرورش اور روحانی تربیت فرماتی تھیں تو اشعار کے پیرائے میں اس طرح لوریاں دیا کرتی تھیں:

أَشْبِهْ اَبَاکَ یَا حَسَنُ وَاخْلَعْ عَنِ الْحَقِّ الرَّسَنِ
وَاعْبُدْ اِلٰهاً ذَالْمِنَنِ وَلَا تُوَالِ ذَالْاِحْسَنِ
اَنْتَ شَبِیْهٌ بِاَبِیْ لَسْتَ شَبِیْهاً بِعَلِیٍّ

''اے حسنؑ! تم اپنے بابا علیؑ کی طرح بننا اور حق کی گردن سے رسی کا پھندا کھول دینا، احسان کرنے والے خدا کی عبادت کرنا اور دشمن و کینہ پرور لوگوں سے دوستی نہ کرنا اور بیٹا حسینؑ! تم اپنے بابا علیؑ سے مشابہ نہیں ہو بلکہ میرے بابا رسول اللہؐ سے زیادہ مشابہ ہو''[1]

اشعار کا جواب اشعار میں

ایک روز ایک بھوکا آدمی حضرت علیؑ کے دروازے پر آیا اور آپ سے مدد طلب کی، حضرت علیؑ نے اس کی حاجت کو چند اشعار کے قالب میں حضرت فاطمہ زہراؑ سے بیان کیا اور فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو اس کی مدد کی جائے جناب فاطمہ زہراؑ نے بھی شعر ہی کی صورت میں جواب دیا:

اَمْرُکَ سَمْعٌ یَا بْنَ عَمٍّ وَطَاعَةٌ مَا بِیْ مِنْ لُؤْمٍ وَلَا وَضَاعَةٍ
اُطْعِمُهُ وَلَا اُبَالِی السَّاعَةَ اَرْجُوْ اِذَا اَشْبَعْتُ مِنْ مُّجَاعَةٍ

''ابنِ عم! میں آپ کے حکم کو بسر و چشم قبول کرتی ہوں، اس سلسلہ میں میری طرف

---

[1] مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج:۳، ص:۳۸۹/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۸۹۸/ ریاض الابرار: ج:۱، ص:۸۵۔

سے کوئی ملامت نہیں، اس بھوکے شخص کو میں ابھی کھانا کھلاتی ہوں اور آئندہ کی فکر نہیں کرتی، میں تو بھوکے کو کھانا کھلا کے راہِ خدا میں ایثار کرنا چاہتی ہوں''۔[۱]

یادِ امام حسینؑ میں

جب حضرت علیؑ نے اس بھوکے شخص کو دوبارہ کھانا کھلانے کی تاکید کی تو جناب فاطمہ زہراؑء نے ارشاد فرمایا:

فَسَوْفَ اُعْطِیْهِ وَلَا اُبَالِیْ　　اُؤْثِرُ اللّٰهَ عَلٰی عَیَالِی
اَمْسُوْا جِیَاعاً وَهُمْ اَشْبَالِی　　اَصْغَرُ هُمْ یُقْتَلُ فِی الْقِتَالِ
بِکَرْبَلا یُقْتَلُ بِاغْتِیَالٍ　　لِقَاتِلِیْهِ الْوَیْلُ مَعَ وَبَالٍ
یَهْوِی بِهِ النَّارُ اِلٰی سِفَالٍ　　کَبُوْلُهٗ زَادَتْ عَلَی الْأَکْبَالِ

''میں اس بھوکے شخص کو ابھی کھانا دیتی ہوں، مجھے اپنی بھوک کی پروا نہیں ہے میں رضائے خدا کے لئے اُسے اپنے بھوکے بچوں پر مقدم کروں گی، کل رات میرے بچے بھوکے سوئے تھے، ان میں سے جو چھوٹا یعنی حسینؑ ہے وہ تو میدانِ قتال میں قتل کیا جائے گا۔ میرے بچے کو کربلا میں مکر و حیلے سے شہید کیا جائے گا۔ وائے ہو اس کے قاتلوں پر اور دردناک عذاب ہو ان پر اس ظلم کی پاداش میں وہ جہنم کے پست ترین طبقہ میں جائیں گے اور ان کی ذِلّت و رسوائی ہر ہر لمحہ بڑھتی ہی رہے گی''۔[۲]

حضرت علیؑ نے فاطمہ زہراؑء کے اس ایثار کو سراہا تو بی بی دو عالمؑ نے اس طرح جواب دیا:

لَمْ یَبْقَ مِمَّا کَانَ غَیْرَ صَاعٍ　　قَدْ دَبَّرَتْ کَفِّی مَعَ الذِّرَاعِ
شِبْلَایَ وَاللّٰهِ هُمَا جِیَاعُ　　یَا رَبِّ لَا تَتْرُکْهُمَا ضِیَاعُ

(۱،۲) نہج الحیاۃ: ص ۱۸۶، مؤلف محمد دشتی/ مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج ۳ ص ۳۷۴۔

اَبُوْ هُـمَـا لِلْخَيْرِ ذُوا صْطِنَاعِ عَبْـلُ الذِّرَاعَيْنِ شَـدِيْدُ الْبَـاعِ
وَمَـا عَـلٰى رَاسِـىْ مِنْ قِنَـاعٍ اِلَّا عَبَـاً نَسَّـجْتُهَـا بِصَـاعُ

''میں نے اپنے گھر میں جو کچھ جمع کیا تھا اس میں سے ایک صاع باقی بچا ہے حالانکہ آٹا پیسنے کی وجہ سے میرے ہاتھ زخمی ہو گئے ہیں، خدا کی قسم میرے بچے اب بھی بھوکے ہیں پالنے والے انھیں ضائع ہونے سے بچالے، سخاوت اور دوسری خوبیوں میں ان کے والد بے نظیر ہیں ان کے پاس جو کچھ ہے اور وہ جو کچھ حاصل کرتے ہیں اسے وہ اپنے بخشنے والے ہاتھوں سے بخش دیتے ہیں، اس وقت جو کچھ گھر میں ہے وہ میں سائل کو دے رہی ہوں حالانکہ میرے سر پر مناسب چادر بھی نہیں ہے ہاں ایک پرانی چادر ہے جس کو خود میں نے بُنا تھا مگر اب وہ بھی پھٹ گئی ہے''[1]

اپنی شہادت کی خبر اشعار کے قالب میں

جب جناب فاطمہؑ کی شہادت کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور ان کو اس غم سے باخبر کرتے ہوئے فرمایا:

اِبْـكِـنِـى اِن بَـكَيْـتَ يَـا خَيْرَ هَـادٍ وَاسْبِـلِ الـدَّمْعَ فَهُوَ يَوْمَ الْفِرَاقِ
يَـا قَرِيْنَ الْبَتُوْلِ اُوْصِيْكَ بِالنَّسْلِ فَـقَـدْ اَصْبَـحَـا حَلِيْفَـا اشْتِيَـاقِ
اَبْـكِنِى وَابْكِ لِلْيَتَامٰى وَلَا تَنْسَ قَتِيْـلَ الْـعِـدَا بِـطَفِّ الْـعِـرَاقِ
فَـارَقُـوْا فَـأَصْبَـحُوْا يَتَامٰى حَيَارٰى اَخْـلَـفُـو الـلّٰـهَ فَهُوَ يَوْمَ الْفِرَاقِ

''اے شوہر نامدار! اگر رونے کو دل چاہے تو میرے اُوپر رو لینا، اے بہترین ہادی! آنسو بہایئے کہ آج یومِ فراق ہے، اے بتولؑ کے مونس و ہمدم! میں آپ کو اپنی

[1] نہج الحیاۃ: ص: ۱۸۷، مؤلف محمد دشتی/ مناقب ابن شہر آشوبؒ: ج: ۳، ص: ۳۷۵۔

اولاد کے بارے میں وصیت کرتی ہوں کہ وہ شوقِ محبت کے خوگر ہو گئے ہیں میرے اور میرے یتیم بچوں پر اشک فشانی کریں اور سرزمینِ عراق پر دشمنی کے سبب قتل ہونے والوں کو فراموش نہ کریں، وہ ماں کے فراق نیز یتیمی و حیرانی اور پریشانی کی حالت میں صبح کریں گے، وہ اُس روز بھی خدا ہی پر توکّل کریں گے جو کہ جدائی کا دن ہے''۔[۱]

[۱] صحیفۂ فاطمیہ: ۲۲۱/ نہج الحیاۃ: ص: ۱۸۹/ بحار لانوار: ج: ۴۳، ص: ۱۷۸۔

۶۔حضرت فاطمہ زہراؑء کے مراثی کا مجموعہ

فصاحت و بلاغت کا بہترین ذخیرہ

پیغمبر اسلامؐ کی رحلت اور اس کے بعد کے حالات سے جنابِ فاطمہؑ کو جو رنج و غم پہنچا وہ قابل بیاں نہیں ہے، آپ نے فراقِ پدر اور نیرنگیٔ زمانہ کی ستم کاری کے سبب ہنسنا چھوڑ دیا تھا اور دن رات گریہ وزاری اور نالہ وشیون میں مصروف رہتی تھیں، اس صدمۂ جانکاہ میں آپ نے متعدد مرثیے اور خطبات ارشاد فرمائے، ان مراثی کے اشعار اور خطبات پر اگر غور کیا جائے تو مضامین کی گہرائی کے علاوہ فصاحت و بلاغت میں آپ صاحبِ نہج البلاغہ کی ہمسر نظر آتی ہیں اسی لئے تاریخ کی ہر چھوٹی بڑی کتاب میں جنابِ فاطمہؑ کے یہ آثار آج بھی درج ہیں جو فصاحت و بلاغت کا بہترین ذخیرہ ہیں۔

اس مجموعۂ آثار کے بعض مراثی کے اشعار یہ ہیں:

۱۔روضۂ رسولؐ کے سرہانے

جب لوگ آنحضرتؐ کو دفن کر کے واپس آ رہے تھے اور جناب فاطمہؑ کی نظر ان پر پڑی تو آپ نے گریہ وزاری کرتے ہوئے فرمایا: تمھارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کر لیا کہ رسول اللہؐ پر مٹی ڈالو؟ یہ کہہ کر آپ آنحضرتؐ کی قبر اطہر کے سرہانے آئیں اور وہاں کی مٹی اٹھائی اور اپنی چشمِ گریاں پر ڈال کر فرمایا:

مَاذَاعَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدَ اَنْ لَّا یَشَمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیًا

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیًا

''جس نے بھی قبرِ احمدؐ کی خاک کو سونگھ لیا، اسے مدت تک خوشبو سونگھنے کی ضرورت نہیں، بابا جان آپ کے بعد مجھ پر اس قدر مصیبتیں انڈیل دی گئیں کہ اگر ان کو دنوں پر ڈال دیا جاتا تو دن، راتوں میں تبدیل ہو جاتے''[۱]

۲۔آنسوؤں کی برسات میں

رسولؐ کے دفن کے بعد آپ کی اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ اپنے والد کی قبر کے پاس کھڑی ہو کر غم واندوہ کے ساتھ فرماتی ہیں:

اَمْسٰی بِخَدِّیَ لِلدُّمُوْعِ رَسُوْمٌ اَسَفًا عَلَیْکَ وَفِیْ الْفُؤَادِ کُلُوْمٌ

وَالصَّبْرُ یَحْسُنُ فِی الْمَوَاطِنِ کُلِّهَا اِلَّا عَلَیْکَ فَاِنَّهُ مَعْدُوْمٌ

لَا عَتْبَ فِیْ حُزْنِیْ عَلَیْکَ لَو اَنَّهُ کَانَ الْبُکَاءُ لِمُقْلَتِیْ یَدُوْمُ

''آپ کے غم میں آنسو بہنے سے میرے رخساروں پر نشان پڑ گئے اور دل زخمی ہو گیا، یوں تو ہر حال میں صبر بہتر ہے لیکن آپ پر صبر نہیں کیا جا سکتا، آپ کا غم منانے میں میرے اوپر کوئی ملامت نہیں، چاہے میری آنکھ سے ہمیشہ آنسو بہا کرے''[۲]

۳۔فراقِ پدر میں

فِرَاقُکَ اَعْظَمُ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیْ وَفَقْدُکَ فَاطِمُ اَدْهَی النُّکُوْلِ

---

[۱] مدارج النبوۃ اردو: ج:۲،ص:۵۲۷/ مناقب: ج:۱،ص:۲۴۲/تسلیۃ المجالس: ج:۱،ص:۲۴۴/عوالم: ج:۱۱،۸۰۵۔

[۲] صحیفۂ فاطمیہ:۲۱۲/ نہج الحیاۃ:ص:۲۰۱/عوالم: ج:۱۱،ص:۸۰۳۔

سَأَبْكِي حَسْرَةً وَاَنُوحَ شَجْواً عَلٰى خَلٍّ مَضٰى اَسْنَا سَبِيْلِيْ
اَلَايُاعَيْنُ جُودِيْ وَاَسْعِدِيْنِيْ فَحُزْنِيْ دَائِمٌ اَبْكِيْ خَلِيْلِيْ

''بابا جان! آپ کی جدائی میرے لئے بہت شاق ہے اور آپ کو کھو دینا میرے لئے سنگین بیڑی ہے، میں حسرت و یاس کے ساتھ گریہ کروں گی اور اس محبوب پر توجہ دوں گی کہ جس نے میرے راستہ کو روشن کر دیا، اے آنکھو! میری مدد کرو تا کہ آنسو بہا سکوں، کیوں کہ میرا غم جاوداں ہے اور میں اپنے پیارے بابا کو رو رہی ہوں''۔[1]

۴۔ بابا کے غم میں

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ اَنْبَاءٌ وَهَنْبَثَةٌ لَوْ كُنْتَ شَاهِدَهَا لَمْ يَكْثُرِ الْخَطْبُ
اَنَّافَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْاَرْضِ وَابِلَهَا وَاخْتَلَّ قَوْمُكَ فَاشْهَدْهُمْ وَقَدْ نَكَبُوا
وَكُلُّ اَهْلٍ لَهُ قُرْبٰى وَ مَنْزِلَةٌ عِنْدَ الْاِلٰهِ عَلٰى الْاَدْنَيْنِ مُقْتَرِبُ
اَبْدَتْ رِجَالٌ لَنَانَجْوٰى صُدُوْرِهِمْ لَمَّا مَضَيْتَ وَحَالَتْ دُوْنَكَ التُّرَبُ
تَجَهَّمَتْنَا رِجَالٌ وَاسْتَخَفَّ بِنَا لَمَّا فَقِدتَّ وَكُلُّ الْاَرْضِ مُغْتَصَبُ
وَكُنْتَ بَدْرًا وَ نُوْرًا يُسْتَضَاءُ بِهٖ عَلَيْكَ تُنْزَلُ مِنْ ذِى الْعِزَّةِ الْكُتُبُ
وَكَانَ جِبْرِيْلُ بِالْآيَاتِ يُؤْنِسُنَا فَقَدْ فُقِدْتَ فَكُلُّ الْخَيْرِ مُحْتَجَبُ

''بابا جان! آپ کے بعد فتنے رونما ہوئے، طرح طرح کی آوازیں بلند ہوئیں، اگر آپ زندہ ہوتے تو اس طرح کے اختلافات سامنے نہ آتے، آپ ہمارے درمیان سے چلے گئے اور ہمارا حال اُس زمین کی طرح ہو گیا جو بارانِ رحمت سے محروم ہو، آپ کی قوم میں باہمی خلل واقع ہو گیا، آیئے اور ان کجرویوں کو دیکھئے، بابا جان!

---

[1] نہج الحیاۃ: ص: ۲۰۰/ بحار الانوار: ج: ۳۴، ص: ۱۷۹/ عوالم: ج: ۱۱، ص: ۱۰۷۰/ سفینۃ البحار: ج: ۳، ص: ۳۰۳۔

آپ شاہد ہیں کہ وہ خاندان جو مقرّبِ بارگاہِ خدا تھا اور دوسروں کی نظر میں قابلِ احترام، لوگوں نے ان کے حقوق کو پامال کر دیا، بابا جان! ان لوگوں کے کارناموں سے چشم پوشی نہ فرمایئے، ہم پر کچھ لوگوں کا بغض اس وقت آشکار ہوا جب آپ ہمارے درمیان سے اُٹھ گئے اور منوں مٹی کے نیچے پردہ پوش ہو گئے، جب آپ کے بعد ایک گروہ نے چال چلی اور ہمارے حق کو سبک سمجھ کر ہماری میراث کو غصب کر لیا، آپ تو ہمارے لئے چودھویں کا چاند اور نورِ فروزاں تھے، جس سے وہ لوگ فائدہ اٹھاتے رہے، آپ کی ذاتِ گرامی تو وہ عظیم تھی کہ جن پر آسمانی کتاب ''قرآن مجید'' کو نازل کیا گیا اور جبریل امینؑ سے ہمیں مانوس کیا گیا، لیکن آپ کے جانے کے بعد ہمارے لئے خیر کے سارے دروازے بند ہو گئے۔ کاش! آپ کے جانے سے قبل ہم مر جاتے تو یہ دن نہ دیکھتے۔ بابا جان! آپ کے جانے کے بعد ایک گروہ اپنے باطل مقاصد کو پانے کے لئے ہم سے دشمنی پر تل گیا، ہم نے وہ مصیبتیں دیکھیں جو عرب و عجم میں سے کسی نے نہیں دیکھیں''[1]

۵۔ نیرنگیٔ زمانہ کی شکایت

جناب فاطمہؑ نے نیرنگیٔ زمانہ کی ان الفاظ میں شکایت کی:

اِغْبَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ وَ کُوِّرَتْ شَمْسُ النَّهَارِ وَاَظْلَمَ الْعَصْرَانِ
وَ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَةٌ اَسَفًا عَلَیْهِ کَثِیْرَةُ الرَّجَفَانِ
فَلْیَبْکِهِ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا وَلْیَبْکِهِ مُضَرٌ وَکُلُّ یَمَانِ
وَ لْیَبْکِهِ الطُّوْرُ الْمُعَظَّمُ جَوُّهُ وَا لْبَیْتُ ذُو الْاَسْتَارِ وَ الْاَرْکَانِ
یَا خَاتَمَ الرُّسِلِ الْمُبَارَکَ ضَوْئُهُ صَلّٰی عَلَیْکَ مُنَزِّلُ الْقُرْآنِ

---

[1] صحیفۂ فاطمیہ: ۲۰۴ تا ۲۰۵/ نہج الحیاۃ: ص: ۲۹۱/ سقیفہ و فدک: ص: ۹۹/ الکافی: ج: ۱۵، ص: ۸۲۴/ مناقب: ج: ۲، ۲۰۸۔

''آسمان کے آفاق غبار آلود ہوگئے ،ہماری صبح و شام دونوں تاریک ہوگئیں ، رسول اللہؐ کی وفات کے بعد زمین غم زدہ اور شدید زلزلہ میں ہے، آپ کی وفات سے مشرق ومغرب کے تمام لوگوں کو گریہ کرنا چاہئے اور قبیلۂ مضر و یمان کو آنسو بہانا چاہئے تھے اور عظیم پہاڑ طُور اور پردے والے گھر یعنی خانۂ کعبہ اور اس کے ارکان کو اشک فشانی کرنی چاہیئے تھی، اے خاتم النبیینؐ! آپ کی ضیاء اور آپ کا نور، مبارک ہے، درود وسلام ہو آپ پر قرآن نازل کرنے والے کا''[1]

[1] صحیفۂ فاطمیہ: ۲۰۷/ نہج الحیاۃ: ص: ۱۸۹ تا ۱۹۰/ ینابیع المودۃ: ج: ۲، ص: ۳۴۰/ اعوالم العلوم: ج: ۱۱، ص: ۱۰۸۔

۷۔ حضرت فاطمہ زہراؑء کے اہم خطبات

۱۔ زنانِ مدینہ کے درمیان

شہزادی کونین حضرت فاطمہ زہراؑ نے مختلف مواقع پر متعدد خطبات ارشاد فرمائے جن میں سے ایک خطبہ وہ بھی ہے جو آپ نے زنانِ مدینہ کے درمیان فرمایا تھا۔

''سوید بن غفلہ'' کا بیان ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ شدید بیمار ہوئیں تو مہاجرین وانصار کی کچھ عورتیں آپ کی عیادت کے لئے آئیں اور سلام ودعا کے بعد دریافت کیا: بنتِ رسولؐ! آپ نے آج کس حالت میں صبح فرمائی، جناب فاطمہؑ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور ان کے درمیان ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں آپ نے سب سے پہلے خداوند عالم کی حمد وثنا کی اور رسول اکرمؐ اور آپ کی آلِ اطہارؑ پر درود وسلام بھیجا اس کے بعد یوں ارشاد فرمایا:

''بخدا میں نے آج اس حالِ غم میں صبح کی کہ تمہاری دنیا میں کوئی رغبت نہیں رکھتی اور تمہارے مردوں سے بیزار ہوں، ان کے ظاہر وباطن کو آزما کر چھوڑ دیا ہے اور ان کی بُری خصلتوں کی بناء پر ان کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتی، تلواروں کی کندی کتنی بری چیز ہے کوشش و جانفشانی کے بعد تمہارے مردوں کا سست ہو جانا کتنی بری بات ہے، نوکیلے پتھر سے سر ٹکرانا اچھی بات نہیں ہے اور فکر وخیال کا فاسد وخراب ہو جانا کتنی بری بات ہے، انہوں نے اپنے نفسوں کے لئے جو پہلے سے سامان فراہم کیا ہے وہ

بہت برا سامان ہے، اسی لئے خدا ان سے ناراض ہے اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے بے شک ان پر خدا کے عہد و پیماں کی جو ذمہ داری ہے وہ ان کی گردن کو توڑ ڈالے گی اب میں نے انہیں پر ذمہ داری ڈال دی ہے اور ان پر عدالت کشی کی ذلت کا دروازہ کھول دیا ہے، لعنت ہو خدا کی ان مکار لوگوں پر''[1]

اس کے بعد شہزادی کونینؑ نے حضرت علیؑ کی مظلومیت کا تذکرہ کیا اور ان الفاظ میں آپ کے فضائل و مناقب کو بیان کیا، آپ نے ارشاد فرمایا:

''وائے ہو ان پر، یقیناً انہوں نے رسالت کی میخوں کو، نبوت کے پایوں کو، اور روح الامین کی نزول گاہ کو متزلزل کر دیا اور حق کو علیؑ کے دستِ مبارک سے چھین لیا جو کہ دین و دنیا کے امور کو اچھی طرح جانتے ہیں، جان لو کہ یہ کھلا ہوا نقصان ہے یہ لوگ ابوالحسنؑ سے کیوں کینہ و دشمنی رکھتے ہیں؟ کس بات کا انتقام لے رہے ہیں؟ چونکہ ان لوگوں نے تیغِ علیؑ کی دھار کا مزہ چکھا ہے اور ان کی ثابت قدمی کو دیکھا ہے کہ انہیں موت کی پرواہ نہیں ہے، انہوں نے اچھی طرح دیکھا ہے کہ وہ ان پر کس طرح حملہ کرتے ہیں اور خدا کے دشمنوں سے سازباز نہیں کرتے ہیں بلکہ ان پر

---

[1] امالی شیخ طوسیؒ: ص:۳۷۴/ احتجاج طبرسیؒ: ج:۱، ص:۱۰۸ تجلیات عصمت ترجمہ نہج الحیاۃ: ص:۶۷/ عوالم: ج:۱، ص:۸۲۴۔
خطبه :''اَصْبَحْتُ وَاللّٰهِ عَائِفَةً لِدُنْيَاكُنَّ قَالِيَةً لِرِجَالِكُنَّ لَفَظْتُهُمْ بَعْدَ اَنْ عَجَمْتُهُمْ وَشَنِئْتُهُمْ بَعْدَ اَنْ سَبَرْتُهُمْ فَقُبْحاً لِفُلُوْلِ الْحَدِّ وَاللَّعْبِ بَعْدَ الْجِدِّ وَقَرْعِ الصَّفَاةِ وَصَدْعِ الْقَنَاةِ وَخَطَلَ الْآرَاءِ وَزَلَلِ الْاَهْوَاءِ:
''وَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُوْن'' (سورۂ مائدہ:۸۰)
لَاْ جَرَمَ لَقَدْ قَلَّدْتُهُمْ رِبْقَتَهَا وَحَمَّلْتُهُمْ اَوْقَتَهَا وَشَنَنْتُ عَلَيْهِمْ غَارَاتِهَا فَجَدْعاً وَعَقْراً وَبُعْداً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ''.

عقاب کرتے ہیں، علیؑ ان سے صرف خدا کی خوشنودی کے لئے ناراض تھے، ذاتی پرخاش کی بناء پرنہیں''۔[۱]

اس کے بعد شہزادی کونینؑ نے حضرت علیؑ کی حکومت کے امتیازات بیان فرمائے:

''خدا کی قسم اگر یہ لوگ روشن حجت سے روگردانی نہ کرتے اور جو کام رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کے سپرد کیا تھا اسے انہیں کے دستِ اختیار میں رہنے دیتے تو علیؑ انہیں آسانی سے راہِ راست پر لگا دیتے اور حقدار کو اس کا حق دے دیتے اور اس میں کسی کا نقصان نہ ہوتا اور ہر ایک اپنا لگایا ہوا پھل توڑ لیتا اور اس اُونٹ کو منزلِ مقصود تک پہنچا دیتا اور اس کے سفر سے کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوتی اور عدل کے صاف وشفاف گھاٹ پر پہنچ جاتا، اس گھاٹ پر کہ جس کا صاف وشفاف پانی ہر طرف موجزن ہوتا، اس طرح وہ کبھی مکدر وگدلا نہ ہوتا اور مسلمان اس سے اس طرح سیراب ہوتے کہ پھر کبھی تشنہ نہ ہوتے ہمیشہ اعلانیہ اور پوشیدہ طریقہ سے لوگوں کی خبر گیری کرتے، اگر خلافت ان کے ہاتھ میں رہتی تو وہ بیت المال سے اپنے دریچوں کو نہ بھرتے اور مال دنیا سے بقدر ضرورت ہی لیتے، اتنا پانی کہ جس سے پیاس بجھ جاتی ہے اور اتنا کھانا کہ جس سے بھوک ختم ہوجاتی ہے، اس وقت یہ معلوم ہوجاتا کہ دنیا سے بے رغبت کون ہے اور اس کا حریص کون ہے، سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے، اگر یہ بستی والے

---

[۱] امالی شیخ طوسیؒ: ص:۳۷۴/ احتجاج طبرسیؒ: ج:۱، ص:۱۰۸ تجلیات عصمت ترجمہ نہج الحیاۃ: ص:۷۶/ عوالم: ج:۱، ص:۸۲۴۔
خطبہ: '' وَيْحَهُمْ اَنّٰى زَعْزَعُوْهَا عَنْ رَوَاسِيَ الرِّسَالَةِ وَقَوَاعِدَ النُّبُوَّةِ وَالدَّلَالَةِ وَمَهْبِطِ الرُّوْحِ الْاَمِيْنِ وَالطِّبِيْنِ بِاُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ؟اَلا ذٰلِک هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنِ وَمَا الَّذِیْ نَقَمُوْا مِنْ اَبِی الْحَسَنِ؟نَقَمُوْا مِنْهُ وَاللّٰهِ نَكِيْرَ سَيْفِهٖ وَقِلَّةَ مُبَالَاتِهٖ لِحَتْفِهٖ وَشِدَّةَ وَطْأَتِهٖ وَنَكَالَ وَقْعَتِهٖ وَتَنَمُّرَهٗ فِی ذَاتِ اللّٰهِ''.

ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے اور حق کو امامِ حقیقی کے سپرد کر دیتے تو ان پر زمین و آسمان کی رحمتوں کے دروازے کھل جاتے ،لیکن انھوں نے غلط بیانی سے کام لیا،ہم نے بھی ان کے کرتوت کی بناء پر ان کو دھر لیا اور ان لوگوں میں سے جو ظلم کرنے والے ہیں ان کو عنقریب اپنے کئے کی سزا ضرور ملے گی اور وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکتے۔[1]

پھر آپ نے مہاجرین وانصار کی ناانصافیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''آؤ اور سنو! اگر تم زندہ ہو گے تو زمانہ تمہیں اور بھی عجیب وغریب چیزیں دکھائے گا ،اگر تمہیں تعجب ہوتا ہے،تو ان لوگوں کی ہر بات تعجب انگیز ہے،کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تمہارے مردوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ کاش میری سمجھ میں یہ بات آ جاتی کہ ان لوگوں نے کس چیز پر بھروسہ کیا ہے؟انہوں نے کس استوار ستون کا انتخاب کیا ہے؟اور کس رسی کو پکڑا ہے اور کس خاندان کی طرف دوڑے ہیں اور غلبہ پالیا ہے؟

---

[1] امالی شیخ طوسیؒ: ص:۳۷۴/احتجاج طبرسیؒ: ج:۱،ص: ۱۰۹/ تجلیات عصمت ترجمہ نہج الحیاۃ: ص:۸۷/عوالم :ج:۱،ص:۸۲۴۔

خطبہ: وَتَاللّٰهِ لَوْ مَالُوْ عَنِ الْمَحْجَةِ اللَّائِحَةِ وَتَكَافَؤُوْا عَنْ زِمَامٍ نَبَذَهُ اَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَزَالُوْا عَنْ قَبُوْلِ الْحُجَّةِ الْوَاضِحَةِ لَرَدَّهُمْ اِلَيْهَا وَحَمَلَهُمْ عَلَيْهَا لَسَارَبِهِمْ سَيْراً سُجُحاً لَا يَكْلُمُ خِشَاشُهُ وَلَا يَكِلُّ سَائِرُهُ وَلَا يَمِلُّ رَاكِبُهُ وَلَأَ وْرَدَهُمْ مَنْهَلاً نَمِيْراً صَافِياً رَوِيًّا، تَطْفَحُ ضَفَّتَاهُ وَلَايَتَرَنَّقُ جَانِبَاهُ وَلَأَ صْدَرَهُمْ بِطَاناً.وَنَصَحَ لَهُمْ سِرًّا وَاِعْلَاناً وَلَمْ يَكُنْ يَحْلِىٰ مِنَ الْغِنىٰ بِطَائِلٍ وَلَا يَحْظىٰ مِنَ الدُّنْيا بِنَائِلٍ غَيْرَ رَيِّ النَّاهِلِ وَشَبْعَةِ الْكَافِلِ وَلَبَانَ لَهُمُ الزَّاهِدُ مِنَ الرَّاغِبِ وَالصَّادِقُ مِنَ الْكَاذِبِ.''وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرىٰ آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنَا هُمْ بِمَا كَانِوْا يَكْسِبُوْنَ(سورۂاعراف:۹۶)

'' وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰؤُلَاءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ'' (سورۂزمر:۵۱)

تعجب ہے انہوں نے جھوٹے دوستوں اور نااہل سرپرستوں کا انتخاب کیا ہے ظالموں کے لئے بہت بُرا بدلا ہے، ان لوگوں نے سر کو چھوڑ کر دُم کو پکڑ لیا ہے، جاہل کے پیچھے لگ گئے اور عالم کو چھوڑ دیا، لعنت ہو ان لوگوں پر جو غلط کام کرتے ہیں، اور بزعمِ خود یہ سمجھتے ہیں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں۔ جان لو! یہ لوگ فاسد و خراب ہیں، لیکن اپنے فساد و خرابی کو جانتے نہیں ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہو، بتاؤ جو لوگ دوسروں کو سیدھے راستہ کی طرف بلاتے ہیں وہ پیروی کے زیادہ حقدار ہیں یا جو لوگ خود ہی گمراہ ہیں وہ پیروی کے زیادہ حقدار ہیں؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسا فیصلہ کر رہے ہو؟ [1]

پھر آپ نے مستقبل کے خطروں سے ہوشیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قسم اپنی جان کی فساد کا بیج پڑ گیا ہے، انتظار کرو کہ یہ مرض کب اسلامی معاشرہ کو فنا کرے گا۔ پھر تم اُونٹنی کے تھنوں سے بجائے دودھ کے خون اور زہر دوہو گے کہ جو بہت جلدی مار ڈالنے والا ہے، اس وقت اہلِ باطل خسارے میں ہوں گے۔

مسلمانوں کو آئندہ معلوم ہوگا کہ صدرِ اسلام کے مسلمانوں کے کرتوت کا کیا انجام ہوا؟ اب تم اپنے دلوں کو فتنوں کے اُبھرنے سے مطمئن کر لو میں تمہیں کھنچی ہوئی

---

[1] تجلیات عصمت ترجمہ نہج الحیاۃ: ص:۹۷ مؤلف محمد دشتی/ بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۱۶۰/ السقیفہ وفدک: ۱۱۸۔
خطبہ : اَلاهَلُمَّ فَاسْتَمِعْ وَمَا عِشْتَ اَرَاکَ الدَّهْرُ عَجَباً: "وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ" (سورۂ رعد:۵) لَیْتَ شِعْرِیْ اِلٰی اَیِّ سِنَادٍ اِسْتَنَدُوْا ؟ وَعَلٰی اَیِّ عِمَادٍ اِعْتَمَدُوْا؟ وَبِاَیِّ عُرْوَةٍ تَمَسَّکُوا وَعَلٰی اَیَّةِ ذُرِّیَّةٍ اَقْدَمُوا وَاحْتَنَکُوْا؟" لَبِئْسَ الْمَوْلٰی وَلَبِئْسَ الْعَشِیْرُ (سورۂ حج:۱۳)وَبِئْسَ لِلظَّالِمِیْنَ بَدَلاً "(سورۂ کہف :۵۰)"اِسْتَبْدَلُوا وَاللّٰهِ الدُّنَابٰی بِالْقَوَادِمِ وَالْعَجُزِ بِالْکَاهِلِ فَرَغْماً لِمَعَاطِسِ قَوْمٍ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعاً "اَلا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِن لَّا یَشْعُرُوْنَ "(سورۂ بقرہ:۱۲)۔
وَیْحَهُمْ" اَفَمَنْ یَّهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَ مَّنْ لَّا یَهِدِّیْ اِلَّا اَنْ یُّهْدٰی فَمَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ"؟ (سورۂ یونس:۳۵)۔

تلواروں اور پے در پے ہونے والے حملوں کی بشارت دیتی ہوں، مسلمانوں کی پریشانی اور ظالموں کے استبداد کی وہ تمہارے حقوق میں سے تمہیں بہت کم دیں گے اور غنیمت سے بہت تھوڑا دیں گے اپنی تلواروں سے وہ تمہارے مجمع کو پراکندہ کردیں گے۔افسوس ہے تمہارے حال پر کہ تمہارے کام کا کیا انجام ہوگا۔افسوس ہے کہ تم دیکھنے والی آنکھ نہیں رکھتے کیا ہم تم سے اس کام کو زبردستی انجام دلا سکتے ہیں کہ جس کو تم پسند نہیں کرتے ہو۔[۱]

''سوید بن غفلہ'' کا بیان ہے کہ جناب فاطمہ زہراؑء کا یہ خطبہ سن کر مدینہ کی عورتیں واپس چلی گئیں اور سب کچھ اپنے مردوں سے بیان کیا، چنانچہ مہاجر وانصار کے بعض لوگ عذرخواہی کے لئے بی بیٔ دو عالمؑ کے پاس آئے اور کہا کہ اے سیدۃ النساؑء! اگر ہماری بیعت سے پہلے ابوالحسنؑ نے ہم کو یہ سب کچھ بتا دیا ہوتا تو پھر ہم ایسا نہ کرتے اور آپ سے دور نہ ہوتے (اور سقیفہ میں کسی کی بیعت نہ کرتے) تب حضرت فاطمہ زہراؑء نے فرمایا:

''تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ کیوں کہ تمہاری خطائیں قابلِ بخشش نہیں ہیں''۔[۲]

---

[۱] تجلیات عصمت ترجمہ نہج الحیاۃ:ص:۸۰/ احتجاج طبرسیؒ:ج:۱،ص:۱۰۹/ بحار:ج:۴۳،ص:۱۶۰/ السقیفہ وفدک:۱۱۸۔
خطبہ: ''اَمَّالَعَمْرِی لَقَدْ لَقِحَتْ فَنَظِرَةٌ رَیْثَمَا تُنْتَجُ ثُمَّ احْتَلِبُوْا مِلْءَ الْقَعْبِ دَمًا عَبِیْطاً وَذُعَافاً مُبِیْداً، هُنَالِکَ یَخْسِرُ الْمُبْطِلُوْنَ وَیَعْرِفُ التَّالُوْنَ غِبَّ مَا اَسَّسَ الْاَوَّلُوْنَ، ثُمَّ طِیْبُوْا عَنْ دُنْیَاکُمْ اَنْفُساً وَاطْمَأَنُّوْا لِلْفِتْنَةِ جَاشاً وَاَبْشِرُوْا بِسَیْفٍ صَارِمٍ وَسَطْوَةٍ مُعْتَدٍ غَاشِمٍ وَبِهَرْجٍ شَامِلٍ وَاسْتِبْدَادٍ مِنَ الظَّالِمِیْنَ یَدَعُ فَیْئَکُمْ زَهِیْداً وَجَمْعَکُمْ حَصِیْداً فَیَا حَسْرَةً لَکُمْ وَاَنّٰی بِکُمْ وَقَدْ : ''عُمِّیَتْ عَلَیْکُمْ اَنُلْزِمُکُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا کَارِهُوْنَ. (سورۂ ہود:۲۸)

[۲] بحارالانوار:ج:۴۳،ص:۱۶۱/ تجلیاتِ عصمت ترجمہ نہج الحیاۃ:ص:۸۱/ سیرت فاطمہ الزہراؑء:ص:۲۲۸۔

۲۔ عام لوگوں کے درمیان

جب ''سقیفہ'' کے سیاستمداروں نے حضرت علیؑ کے گھر پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنالیا اور فریب خوردہ لوگوں نے حضرت علیؑ کے گھر کا محاصرہ کرلیا تو بنتِ رسول دروازہ کے پیچھے آئیں اور عام لوگوں کو مخاطب کر کے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

''میں نے تم جیسے عہد شکن اور بدسلوک لوگ نہیں دیکھے، رسولؐ کے جنازہ کو ہمارے اوپر چھوڑ کر چلے گئے اور اپنے عہد و پیماں کو توڑ دیا، حضرت علیؑ اور ہم اہل بیتؑ کی امامت وولایت کا انکار کردیا، اور ہمارے مسلّم حق کو واپس نہ پلٹایا، گویا تم رسولؐ کے اس قول سے واقف ہی نہیں تھے جو آپ نے روز غدیر فرمایا تھا، خدا کی قسم اس دن رسولؐ نے حضرت علیؑ کی امامت وخلافت کا اعلان کیا تھا اور تم لوگوں سے اس لئے بیعت لی تھی تا کہ جاہ ومنصب کے بھوکے لوگوں کی امید کو قطع کردیں لیکن تم نے اس روحانی رشتہ کو توڑ دیا جو تمہارے اور رسولؐ کے درمیان استوار تھا جان لو کہ ہمارا اور تمہارا فیصلہ دنیا وآخرت میں خدا ہی کرے گا''[۱]

۳۔ عہد شکن افراد کے لئے

جناب فاطمہ زہراؑ نے ایک عظیم الشان خطبہ ان لوگوں کے سامنے بیان فرمایا جو عہد شکن اور

---

[۱] تجلیات عصمت ترجمہ نہج الحیاۃ: ص:۸۱، مؤلف محمد دشتی/ احتجاج طبرسیؒ: ج:۱، ص:۸۰/ بحارالانوار: ج:۲۸، ص:۲۰۵۔
خطبہ: قَالَتْ: لَاْ عَهْدَ لِیْ بِقَوْمٍ حَضَرُوْا اَسْوَءَ مَحْضَرًا مِنْكُمْ تَرَكْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ(ع) جَنَازَةً بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَقَطَعْتُمْ اَمْرَكُمْ فِيْمَا بَيْنَكُمْ، لَمْ تَسْتَامِرُوْنَا وَلَمْ تَرُدُّوْا لَنَا حَقًّا كَاَنَّكُمْ لَمْ تَعْلَمُوا مَا قَالَ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍ، وَاللّٰهِ لَقَدْ عَقَدَ لَهُ عَلِيٌّ (ع) يَوْمَئِذٍ الْوَلَاءَ لِيَقْطَعَ مِنْكُمْ بِذَالِكَ مِنْهَا الرَّجَاءَ وَلٰكِنَّكُمْ قَطَعْتُمُ الْاَ سْبَابَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ نَبِيِّكُمْ وَاللّٰهُ حَسِيْبٌ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ فِی الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ''.

وعدہ خلاف تھے اور جو ہو رہا تھا اس پر خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے، آپ نے ان لوگوں کی اس طرح سرزنش فرمائی:

''اے باطل کی طرف دوڑنے والو اور اہل باطل کے بُرے اعمال پر آنکھیں بند کرنے والو! کیا یہ لوگ قرآن کے بارے میں غور وفکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں کہ حق بات کو نہیں سنتے ہیں، بلکہ تمہاری بداعمالیوں نے تمہارے دلوں پر پردہ ڈال دیا ہے اور تمہارے کان وآنکھ کو ناکارہ بنا دیا ہے، تم نے دین کی کتنی غلط تاویل کی ہے اور کتنا برا نظریہ پیش کیا ہے کہ حق والوں سے حق چھین کر نااہلوں کو دے دیا، تم نے یہ کتنا برا معاملہ کیا کہ آخرت کے بدلے دنیا خرید لی، خدا کی قسم تم نے جو یہ ظلم وعصیان کیا ہے اس کا بار تم بہت سنگین صورت میں پاؤ گے اور اس کا انجام بہت سخت ہوگا، جس دن تمہارے کاموں سے پردہ ہٹایا جائے گا اور وہ کثیر سزا ظاہر وآشکار ہو جائے گی جو تمہارے انتظار میں ہے اور خدا نے جو عذاب تمہارے لئے فراہم کر رکھا ہے اس کا تمہیں گمان بھی نہیں ہے وہ تم پر عیاں ہو جائے گا اس دن اہلِ باطل نقصان اٹھائیں گے''[1]

---

[1] بحارالانوار: ج:۲۹،ص:۲۳۲/ احتجاج طبرسیؒ:ص:۱۰۶/ سیرت فاطمہ الزہراؑ:ص:۱۹۱ جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی۔

خطبه : قَالَتْ "مَعَاشَرَ النَّاسِ الْمُسْرِعَةُ اِلَى الْقِيْلِ الْبَاطِلِ الْمُغْضِيَةُ عَلَى الْفِعْلِ الْقَبِيْحِ الْخَاسِرِ "اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰى قُلُوبٍ اَقْفَالُهَا" (سورۂ محمدؐ، آیت:۲۴)

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوبِكُمْ مَا اَسَاتُمْ مِنْ اَعْمَالِكُمْ فَاخَذَ بِسَمْعِكُمْ وَاَبْصَارِكُمْ وَلِبِئْسَ مَا تَاَوَّلْتُمْ وَسَاءَ مَا بِهِ اَشَرْتُمْ وَ شَرَّ مَابِهِ اعْتَصَبْتُمْ لَتَجِدُنَّ وَاللّٰهُ مَحْمِلَهُ ثَقِيْلاً وَغِبّهُ وَبِيْلاً اِذَا كُشِفَ لَكُمُ الْغِطَائِرُ وَبَانَ مَاوَرَاءَ هُ الضَّرَّاءِ وَبَدَالَكُمْ مِن رَّبِّكُمْ مَالَمْ تَكُونُوْا تَحْتَسِبُونَ "وَخَسِرَ هُنَالِکَ الْمُبْطِلُونَ ". (سورۂ غافر:۷۸)

۴۔ گروہِ انصار کے درمیان

حضرت فاطمہ زہراؑ نے انصار کی کثیر تعداد کے درمیان بھی ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

''اے اسلام کے مددگارو! اور اے اسلام کے محافظو! میرے حق کو ثابت کرنے میں کیوں سستی برت رہے ہو اور مجھ پر جو ظلم وستم ہو رہے ہیں ان سے کیوں غفلت برت رہے ہو؟ کیا میرے بابا نے نہیں فرمایا تھا کہ کسی کا احترام اس کی اولاد میں بھی محفوظ رہتا ہے، تم نے کتنی جلدی فتنہ برپا کر دیا ہے اور کتنی جلدی ہوا و ہوس کے شکار ہو گئے؟ تم اس ظلم کو ختم کرنے کی قدرت رکھتے ہو اور میرے دعوے کو ثابت کرنے کی طاقت بھی، یہ کیا کہہ رہے ہو کہ محمدؐ مر گئے! اور ان کا کام تمام ہو گیا، یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے جس کا شگاف ہر روز بڑھتا جا رہا ہے اور ایک بہت بڑا خلاء واقع ہو رہا ہے، آنحضرتؐ کے جانے سے زمین تاریک ہو گئی اور شمس وقمر بے رونق ہو گئے، ستارے مدھم پڑ گئے، امیدیں ٹوٹ گئیں، پہاڑوں میں زلزلہ آ گیا اور وہ پاش پاش ہو گئے، حرمتوں کا پاس نہیں رکھا گیا اور پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے وقت ان کے احترام کا خیال نہیں کیا گیا، خدا کی قسم یہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی، یہ اللہ کی کتاب ہے جس کی صبح وشام تلاوت کی آواز بلند ہو رہی ہے اور انبیاء کرامؑ کے بارے میں اپنے حتمی فیصلوں کے بارے میں خبر دے رہی ہے، قرآن کے احکام میں تغیر ناممکن ہے، (جیسا خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:)

''محمدؐ خدا کے رسولؐ ہیں، ان سے پہلے بھی دوسرے پیغمبرؐ موجود تھے، اب اگر وہ اس دنیا سے چلے جائیں، یا قتل کر دئے جائیں تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے، اور جو شخص دین سے پھر جائے گا وہ خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا، خدا عنقریب شکر گزاروں کو

جزائے خیر عطا فرمائے گا''۔[1]

اے فرزندانِ قیلہ (اوس وخزرج) ! کیا یہ مناسب ہے کہ میں اپنے باپ کی میراث سے محروم رہوں؟ جب کہ تم یہ دیکھ رہے ہو اور سن رہے ہو اور یہاں حاضر بھی ہو اور میری آواز تم تک پہنچ بھی رہی ہے اور تم واقعہ سے باخبر بھی ہو تمہاری تعداد زیادہ ہے تمہارے پاس طاقت واسلحہ بھی ہے اور میں تم کو اپنی مدد کے لئے پکار رہی ہوں، لیکن تم لوگ اس پر لبیک نہیں کہتے۔ میری فریاد سن رہے ہو، مگر فریاد رسی نہیں کرتے۔ تم بہادری میں معروف اور نیکی سے موصوف ہو، تم ہی ہم اہل بیتؑ کے لئے منتخب ہوئے، تم نے عربوں کے ساتھ جنگیں لڑیں، سختیوں کو برداشت کیا۔ مختلف قبیلوں سے جنگ لڑی، سورماؤں سے زور آزمائی کی، جب ہم قیام کرتے اور تم کو حکم دیتے تھے تو تم اطاعت کرتے تھے، یہاں تک کہ اسلام نے رونق پائی اور نعمات و برکات زیادہ ہوئیں، مشرکوں کے سر جھک گئے، ان کا جھوٹا وقار ختم ہو گیا، کفر کے آتش کدے خاموش ہو گئے، شور وغل ختم ہو گیا اور دین کا نظام مستحکم ہو گیا، اے گروہ انصار...

---

[1] بحار الانوار: ج:۲۹، ص:۲۴۳/ نہج الحیاۃ: ص:۱۰۸۔

" فَقَالَتْ: مَعْشَرَ البَقِيَّةِ، وَأَعْضَاءَ الْمِلَّةِ، وَحُضُونَ الْإِسْلَامِ: مَا هٰذِهِ الْغَمِيزَةُ فِي حَقِّي وَالسِّنَةُ عَنْ ظُلَامَتِي؟ أَمَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ(ص) يَقُوْلُ:" اَلْمَرءُ يُحفَظُ فِي وُلْدِهِ؟"سَرعَانَ مَا أَجْدَبْتُمْ فَأَكْدَيْتُمْ، وَ عَجْلَانَ ذَا اِهَالَةٍ، تَقُوْلُوْنَ مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (ص)فَخَطْبٌ جَلِيْلٌ اسْتَوْسَعَ وَاهِيُهُ، وَاسْتَنْهَرَ فَتْقُهُ، وَبَعُدَ وَقْتُهُ، وَاَظْلَمَتِ الْاَرْضُ لِغَيْبَتِهِ، واكْتَأَبَتْ خِيَرَةُ اللّٰهِ لِمُصِيْبَتِهِ، وَخَشَعَتِ الْجِبَالُ، وَأَكْدَتِ الْآمَالُ، وَاُضِيْعَ الْحَرِيْمُ، وَ اُزِيْلَتِ الْحُرْمَةُ عِند مَمَاتِهِ وَ تِلْکَ نَازِلَةٌ أَعْلَنَ بِهَا كِتَابُ اللّٰهِ فِي أَفْنِيَتِكُمْ فِي مُمْسَاكُمْ وَ مُصْبَحِكُمْ، يَهْتِفُ بِهَا فِي أَسْمَاعِكُمْ، وَ قَبْلَهُ مَا حَلَّتْ بِأَنْبِياءِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَرُسُلِهِ:
"وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَإِنْ مَاتَ وَ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ ". (سورۂ آل عمران:۱۴۴)۔

...متحیر ہوکر کہاں جارہے ہو؟! حقائق معلوم ہونے کے بعد انہیں کیوں چھپاتے ہو، قدم آگے بڑھانے کے بعد پیچھے کیوں ہٹاتے ہو، اور ایمان لانے کے بعد مشرک کیوں بن رہے ہو؟ بھلا تم ان لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا اور رسولؐ کو شہر بدر کیا، جب کہ تم سے پہلے چھیڑ بھی انھوں نے ہی شروع کی تھی: ''کیا تم ان سے ڈرتے ہو، حالانکہ اگر تم سچے ایماندار ہو تو صرف خدا سے ڈرو''۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ تم پستی کی طرف جارہے ہو جو شخص لائقِ حکومت تھا، اس کو برکنار کردیا اور تم گوشہ نشینی اختیار کر کے عیش وعشرت میں مشغول ہوگئے، زندگی کے وسیع وعریض میدان سے فرار ہوکر راحت طلبی کے تنگ وتاریک ماحول میں پھنس گئے، جو کچھ تمہارے اندر تھا اُسے ظاہر کردیا، اور جو پی چکے تھے اُسے اُگل دیا:

''لیکن آگاہ رہو اگر تم اور زمین پر آباد تمام انسان کافر ہوجائیں تو خدا تمہارا محتاج نہیں ہے''[1]

---

[1] بحارالانوار: ج:۲۹،ص:۲۴۴/ نہج الحیاۃ:ص:۱۰۸۔

''... اِیْهًا بَنِیْ قَیْلَةَ أَ اُهْضَمَ تُرَاثُ اَبِیْهِ وَأَنْتُمْ بِمَرْأًی مِنْهُ وَمَسْمَعٍ؟ تَلْبَسُکُمُ الدَّعْوَةُ، وَ تَشْمَلُکُمُ الْحَیَرَةُ، وَ فِیْکُمُ الْعَدَدُ وَ الْعُدَّةُ، وَلَکُمُ الدَّارُ، وَ عِنْدَکُمُ الْجُنَنُ، وَ أَنْتُمُ الأَوْلٰی نُخْبَةُ اللّٰهِ الَّتِیْ انْتَجَبَ لِدِیْنِهِ وَ اَنْصَارُ رَسُوْلِهِ، وَاَ هْلُ الْاِسْلَامِ، وَالْخِیَرَةُ الَّتِیْ اخْتَارَ لَنَا اَهْلَ الْبَیْتِ، فَبَادَیْتُمُ الْعَرَبَ، وَنَاهَضْتُمُ الْاُمَمَ، وَکَافَحْتُمُ الْبُهَمَ، لَا نَبْرَحُ نَأْمُرُکُمْ وَ تَأْتَمِرُوْنَ حَتّٰی دَارَتْ لَکُمْ بِنَا رَحَی الإِسْلَامِ، وَ دَرَّ حَلَبُ الْاَنَامِ، وَ خَضَعَتْ نَعْرَةُ الشِّرْکِ، وبَاخَتْ نِیَرانُ الْحَرْبِ، وَهَدَأَتْ دَعْوَةُ الْهَرْجِ، وَاسْتَوْثَقَ نِظَامُ الدِّیْنِ، فَاَنّٰی جُرْتُمْ بَعْدَ الْبَیَانِ، وَ نَکَصْتُمْ بَعْدَ الْاِقْدَامِ، وَاَ سْرَرْتُمْ بَعْدَ الْاِعْلَانِ، لِقَوْمٍ نَکَثُوا اَیْمَانَهُمْ: '' أَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ ''.. (سورۂ توبہ:۱۳)

اَلَا قَدْ اَرَی اَنْ قَدْ اَخْلَدْتُمْ اِلَی الْخَفْضِ، وَ رَکَنْتُمْ اِلَی الدَّعَةِ، فَجُحْتُمْ عنِ الدِیْنِ، وَمَجَجْتُمُ الَّذِیْ وَعَیْتُمْ، وَ وَسَّعْتُمُ الَّذِیْ سُوِّغْتُمْ :

'' اِنْ تَکْفُرُوا اَنْتُمْ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْد''. (سورۂ ابراہیم:۸)

''اے لوگو! جو کچھ مجھے کہنا چاہئے تھا سو کہہ دیا، چونکہ میں جانتی ہوں کہ تم میری مدد نہیں کرو گے تم لوگ جو منصوبے بناتے ہو، مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں، دل میں ایک درد تھا جس کو بیان کر دیا، تا کہ تم پر حجت تمام ہو جائے، اب فدک اور خلافت کو خوب مضبوطی سے پکڑے رکھو، لیکن یہ بھی جان لو کہ اس راہ میں بڑی دشواریاں ہیں اور اس ''فعل'' کی رسوائیاں اور ذلتیں ہمیشہ تمہارے دامن گیر رہیں گی، خداوند عالم اپنا غیظ وغضب زیادہ کرے گا اور اس کی سزا جہنم ہوگی:

''خداوند عالم تمہارے کردار سے آگاہ ہے اور ستمگر بہت جلد اپنے کئے ہوئے اعمال کے نتائج دیکھ لیں گے''۔

اے لوگو! میں تمہارے اس نبیؐ کی بیٹی ہوں:

''جس نے تمہیں خدا کے عذاب سے ڈرایا'' اب جو کچھ تم لوگ کر سکتے ہو کرو، ''ہم اس کا ضرور انتقام لیں گے، تم بھی منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں''۔[1]

---

[1] بحارالانوار: ج:۲۹، ص:۲۴۴ تا ۲۴۵/ نہج الحیاۃ: ص:۱۱۰۔

'' ...اَلَا وَ قَدْ قُلْتُ الَّذِیْ قُلْتُہُ عَلٰی مَعْرِفَةٍ مِنِّیْ بِالْخِذْلَانِ الَّذِیْ خَامَرَ صُدُوْرَکُمْ، وَ اسْتَشْعَرَتْہُ قُلُوْبُکُمْ، وَ لٰکِنْ قُلْتُہُ فَیْضَةَ النَّفْسِ، وَ نَفْثَةُ الْغَیْظِ، وَ بَثَّةَ الصَّدْرِ، وَمَعْذِرَةَ الْحُجَّةِ، فَدُوْنَکُمُوْھَا فَاحْتَقِبُوھَا مُدْبِرَةَ الظَھْرِ، نَاقِبَةَ الْخُفِ بَاقِیَةَ الْعَارِ، مَوْسُوْمَةً بِشَنَارِ الْاَبَدِ، مَوْصُوْلَةً:

'' نَارُ اللّٰہِ الْمُوقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ'' (سورۂ ہمزہ:۶ تا ۷)

فبعینِ اللہِ ما تفعلون: ''وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَنْقَلِبُوْنَ'' (سورۂ شعراء:۲۲۷)

اَنَا ابْنَةُ نَذِیْرٍ '' لَکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شدِید'' (سورۂ سباء:۴۶)

فَاعْمَلُوا '' اِنَّا عَامِلُوْنَ وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ'' (سورۂ مریم:۶)۔

۸۔ حیاتِ سیدہؑ پر مختلف تصنیفات و تالیفات

غیر مسلم دستیاب نسخوں کی تعداد

کتاب ''فاطمۃ الزہراؑء'' ۱۹۸۰ء میں تالیف ہوئی، جس کے مؤلف ''علی محمد علی دخیل'' ہیں انھوں نے اپنی کتاب میں ۲۴ قلمی نسخوں کا تذکرہ کیا جو مختلف مذاہب کے علماء و محققین نے لکھی ہیں، اسی طرح ۲۹ کتابوں کا ذکر کیا جو زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ چکی ہیں، خود مؤلف نے تین سو مختلف کتابوں کے حوالے درج کئے جن میں بی بی دو عالمؑ کی سوانح حیات موجود ہے۔

حضرت فاطمہؑ سے متعلق لاکھوں یادداشتیں

یہاں پر ایک فرانسسی محقق ''کارلوئی ماسینیون'' کا تذکرہ کرنا بھی مناسب ہے، جس نے مختلف زبانوں میں حضرت فاطمہ زہراؑء کے بارے میں لکھی جانے والی دسیوں ملین یادداشتوں کو جمع کرتے ہوئے یہ کوشش کی کہ آپ کے سلسلے میں دنیا کی سب سے بڑی کتاب تالیف کرے اس کے مرنے کے بعد ''لوئی گاردہ'' اور فرانس کے چند اسلامی تحقیقات کے ماہرین نے اس کی تحریروں کو ترتیب دینے اور اس کو شائع کرنے کی کوشش کی، ''پروفیسر ہانری کربن'' نے بھی ''ارضِ ملکوت'' نامی اپنی کتاب میں حضرت فاطمہ زہراؑء کے سلسلے میں تحریر کیا ہے۔[۱]

---

[۱] اہل بیتؑ فرش نشیں فرشتے: ص: ۴۲۱، ترجمہ اقبال حیدر حیدری (خلاصہ)

انعام یافتہ تصنیفات

نجف اشرف (عراق) میں ''عالمین العامۃ'' نامی کتابخانہ کی جانب سے ۱۳۸۷ھ میں ایک انعامی مقابلہ رکھا گیا جس میں حضرت فاطمہ زہراؑ کے سلسلے میں لکھی جانے والی بہترین کتابوں کو انعام دیا گیا، اس مقابلے میں ۱۴ کتابوں نے حصہ لیا، جن میں سب سے پہلا انعام لبنان کے عیسائی مؤلف کی کتاب ''فاطمۃ الزہراء وترفی غمہا'' کو ملا، دوسرا انعام ''عبدالزہراء عثمان محمد'' کی کتاب ''فاطمۃ الزہراء بنت محمدؐ'' کو ملا اور تیسرا انعام ''فاضل میلانی حسینی'' کی کتابِ مستطاب ''فاطمۃ الزہراء اُمّ ابیہاؑ'' کو دیا گیا۔[1]

دورِ حاضر کی عظیم تالیف

ابھی حال ہی میں ''الموسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ'' نامی کتاب زیورطبع سے آراستہ ہوئی ہے جو ضخامت اور کیفیت کے اعتبار سے اہلِ سنت کے یہاں حدیث کے مجموعوں سے زیادہ اور بہتر کتاب ہے، اس کتاب کو علامہ ''اسماعیل زنجانی خوئنی'' نے تالیف فرمایا ہے، یہ کتاب ۲۵ رجلدوں پر مشتمل نایاب ذخیرہ ہے، جس کو قم المقدسہ ایران کے ''موسسۂ دلیل ما'' نے ۱۴۲۹ھ میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا۔ کتاب کے مؤلف کی دیرینہ آرزو تھی کہ حضرت زہراؑ کے متعلق ایک بیش بہا دائرۃ المعارف تالیف کریں، لہٰذا ۲۰ رجمادی الثانی ۱۴۰۷ھ یعنی جناب فاطمہؑ کے یوم ولادت کے مبارک ومسعود موقع پر اپنا مضبوط قلم اٹھایا اور قلیل سی مدت میں دس ہزار سات سو بائیس صفحات پر مشتمل ۲۵ جلدیں تحریر فرمائیں، جس کے اب تک کئی ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں، موصوف فرماتے ہیں کہ مذکورہ کتاب کی جمع آوری میں تقریباً تیس ہزار کتابوں

---

[1] اہل بیت فرش نشیں فرشتے: صفحہ: ۴۲۱۔ (خلاصہ)

سے استفادہ کیا گیا ہے، جناب فاطمہ زہراؑ کی مختصر حیات یعنی کل ۱۸ رسال کی زندگی پر لکھی جانے والی یہ عظیم کاوش اس بات کی علامت ہے کہ جو کچھ اس ''مسند'' میں لکھا گیا ہے وہ سب جناب فاطمہ زہراؑ کے یادگاری آثار ہیں، جو تاریخ انسانیت میں اتنا بڑا اثاثہ شاید ہی کسی دوسری خاتون کے لئے پایا جاتا ہو۔[۱]

حضرت فاطمہ زہراءؑ کی زندگی کا یہ نایاب سرمایہ آپ کے فضائل و مناقب تعلیمات و ارشادات پر مشتمل ہے جو درحقیقت آپ کے آثار و یادگار ہیں، جناب فاطمہؑ کائنات کی وہ پہلی اور آخری خاتون ہیں جن پر اس قدر کتابیں لکھی گئیں اور اس قدر یادداشتیں منظر عام پر آئی ہیں۔[۲]

---

[۱] شمس ماہی ام الائمہؑ، ج:۲، ص:۱۴۵، نومبر ۲۰۱۱ء، مطبوعہ موسسۂ محبان ام الائمہ، پٹنہ سٹی (ہندوستان)

[۲] راقم جب کتاب ہذا یعنی ''انوار فاطمہؑ'' کی تیاری مکمل کر چکا تو حجۃ الاسلام ڈاکٹر شہوار حسین امروہوی صاحب نے فون پر مطلع کیا کہ وہ ایسی کتابوں کی فہرست مع تفصیلات مرتب فرما رہے ہیں جو جناب فاطمہ زہراؑ کے سلسلے میں برصغیر کے اہلِ قلم نے تحریر کی ہیں، انھوں نے فرمایا کہ اس سلسلے میں وہ اب تک ۲۵۰ سے زائد نایاب کتابوں کی فہرست اور ان کے مؤلفین و مصنفین کی مختصر سوانح زندگی کو اکٹھا کر کے ''دائرۃ المعارف'' کی شکل دے چکے ہیں موصوف نے اپنی اس عظیم کاوش کا نام ''سیرت نگاری فاطمہ زہراؑ'' رکھا ہے۔

قطرہ ہائے اشکِ سیدہؑ

ماں کے انتقال پرُ ملال پر

حضرت فاطمہ زہراؑء کی والدۂ ماجدہ جناب خدیجۃ الکبریٰؑ ہیں، جس وقت جناب خدیجہؑ کا انتقال ہوا اس وقت شہزادی فاطمہؑ صرف پانچ سال کی تھیں۔

مورخین نے لکھا ہے کہ جب مادر فاطمہؑ حضرت خدیجۃ الکبریٰؑ کا آخری وقت آیا اور آپ بسترِ علالت پر آئیں تو شہزادی فاطمہؑ اپنی کمسنی کے باوجود شب وروز آپ کی تیمارداری میں لگی رہتی تھیں اور چہرے پر نظر جمائے آپ کو دیکھتی رہتی تھیں، ماں کا چہرہ بحال دیکھا تو خوش ہوگئیں، پژمردہ دیکھا تو رنجیدہ خاطر ہوگئیں، یہی طرزِ عمل رہا کہ ایک دن خدیجہؑ نے بیٹی کو سینے سے لگایا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں، بیٹی نے پوچھا: اماں جان! آج آپ کے رونے کا انداز کچھ الگ ہے فرمائیے کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: بیٹی! میں تجھ سے رخصت ہو رہی ہوں، افسوس کہ تجھے دُلہن نہ دیکھ سکی، ماں بیٹی میں یہ دل فگار گفتگو جاری تھی کہ ماتھے پر موت کا پسینہ آیا اور حضرت خدیجہؑ انتقال فرما گئیں۔[1]

ماں کے انتقالِ پرُ ملال پر بی بی سیدہؑ کو ایسا شدید صدمہ پہنچا کہ زندگی بھر نہ بھلا سکیں اور ماں کی محبت وشفقت کو ہمیشہ یاد فرماتی رہیں۔

---

[1] ماخوذ از: چودہ ستارے، ص: ۹۳ تا ۹۴، مولانا نجم الحسن کراروی۔

بابا کی خبر رحلت سن کر

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب سورۂ "اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْح" نازل ہوا تو حضورِ اکرمؐ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: بیٹی! مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے، یہ سن کر حضرت فاطمہؑ رو پڑیں، آپ نے فرمایا:

''بیٹی! روؤ نہیں تم میرے اہل بیتؑ میں سب سے پہلے جنت میں مجھ سے ملوگی''[۱]

چچا کی شہادت پر

جناب عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر طیارؓ کی خبر شہادت پہنچی تو حضور اکرمؐ ان کے گھر تشریف لائے، اسی اثناء میں حضرت فاطمہؑ بھی روتی ہوئی داخل ہوئیں اور فریاد کرنا شروع کی: ہائے چچا! حضورؐ نے فرمایا: جعفرؑ جیسے لوگوں پر رونے والیوں کو رونا چاہئے، حضورؐ نے یہ فرمایا اور آپ کو شدید غم لاحق ہوا، یہاں تک کہ جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور خبر دی:

''اے اللہ کے نبیؐ! اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفرؑ کو دو پر عطا فرمائے ہیں جن کے ذریعے وہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں''[۲]

حضرت حمزہؓ کی قبر پر

''محمود بن لبید'' کہتے ہیں جناب فاطمہؑ اپنے پدر کی وفات کے بعد جناب حمزہؓ کی قبر مطہر پر جاتیں اور شدید گریہ فرماتی تھیں، ایک دن میں قریب گیا اور درود وسلام کے بعد عرض کیا: شہزادیؑ! آپ کے اس جانگداز گریہ سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے، آپ نے فرمایا:

---

[۱] ماخوذ از صحابہ کے آنسو: ص: ۶۹، مؤلف مولانا عبدالغنی خان۔
[۲] ایضاً، ص: ۷۰۔

مجھے آنسو بہانے اور گریہ وزاری کرنے کا حق پہنچتا ہے کیوں کہ میں ایسا شفیق پدر کھو چکی ہوں کہ جو پیغمبرانِ خدا میں بہترین پیغمبرؐ تھا، مجھے حضورؐ کی زیارت کا کتنا شوق و جذبہ ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا، راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: شہزادیؑ! میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں چاہتا ہوں، فرمایا: پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، میں نے عرض کی: شہزادی رسولِ خداؐ نے اپنی زندگی میں حضرت علیؑ کی امامت کی تصریح فرمائی تھی یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: تعجب ہے، تم نے اتنی جلدی غدیر کا واقعہ بھلا دیا؟ میں نے کہا: غدیر کا واقعہ تو میں جانتا ہوں لیکن یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ رسول خداؐ نے اس بارے میں آپ سے کیا فرمایا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

''خدا گواہ ہے، بابا نے فرمایا تھا: میرے بعد علیؑ بہترین شخص ہیں اور تمھارے درمیان علیؑ ہی میرے خلیفہ اور امام ہیں اور میرے دونوں نواسے حسنؑ و حسینؑ اور حسینؑ کے صلب سے ہونے والے نو ائمہؑ نیک لوگوں کے امام و پیشوا ہیں پس اگر لوگوں نے اِن کی اطاعت کی تو ہدایت پائیں گے اور اگر مخالفت کی تو قیامت تک ان میں اختلاف رہے گا''۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کی شہزادیؑ! اگر ایسا ہے تو پھر علیؑ نے اپنے حق سے چشم پوشی کیوں فرمائی؟ آپ نے فرمایا: ''حضور اکرمؐ فرما کر گئے: امام کی مثال کعبہ کی سی ہے، لوگ کعبہ کے پاس آتے ہیں کعبہ کسی کے پاس نہیں جاتا''۔[1]

---

[1] بحار الانوار، ج:۳۶، ص:۳۵۳/عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۸۷۶۔

'' قَالَتْ وَا عَجَبَا أَ نَسِيتُمْ يَومَ غَدِيرِ خُمٍّ قُلْتُ قَدْ كَانَ ذٰلِکَ وَ لٰكِنْ أَخْبِرِينِیْ بِمَا اُشِيرَ اِلَيکِ قَالَتْ اُشْهِدُ اللّٰهَ تَعالیٰ لَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَلِیٌّ خَيْرُ مَن اُ خْلِفُهُ فِيكُمْ وَ هُوَ الْاِمَامُ وَ الْخَلِيْفَةُ بَعْدِیْ وَ سِبْطَایَ وَ تِسْعَةٌ مِنْ صُلْبِ الْحُسَينِ اَئِمةٌ اَبْرَارٌ لَئِنِ اتَّبَعْتُمُوْهُمْ وَجَدْتُمُوْهُمْ هَادِيْنَ مَهْدِيِّيْنَ وَ لَئِنْ خَالَفْتُمُوْهُمْ لَيَكُونَ اْلاِخْتِلَافُ فِيْكُمْ اِلیٰ يَومِ الْقِيَامَةِ، قُلْتُ يَاسَيِّدَتِیْ فَمَا بَالُهُ قَعَدَ عَلِیٌّ عَنْ حَقِّهٖ قَالَتْ : لَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَثَلُ الْاِمَامِ الْكَعْبَةَ اِذْ تُؤْتَی وَ لَاتَاتِیْ''.

حضرت رقیہؑ کی قبر پر

''انس بن مالک'' نیز ''عثمان بن مظعون'' سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ، جناب رقیہؑ کی قبرِ مطہر پر گریہ فرماتی جاتی تھیں اور رسول اکرمؐ اپنے دامن سے ان کے آنسو پونچھتے جاتے تھے''۔[۱]

قمیصِ رسولؐ دیکھ کر

''کافی'' میں حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ میں نے جس قمیص میں رسول اکرمؐ کو غسل دیا تھا کبھی کبھی جناب فاطمہؑ مجھ سے وہ قمیص طلب فرماتی تھیں، اُسے سونگھتی تھیں اور اتنا روتی تھیں کہ غش کر جاتی تھیں۔[۲]

یادِ امام حسینؑ میں

''روضۃ الشہداء'' میں ہے کہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہراؑ نے جب سرورِ کائناتؐ سے اپنے بیٹے حسینؑ کی شہادت کے واقعہ کو سنا تو آپ شدّت سے رونے لگیں، بے چین ہو کر پوچھا: بابا جان! میرے حسینؑ نے ایسا کون سا گناہ کیا ہوگا جس کی وجہ سے بچپن ہی میں اس پر یہ ظلم کیا جائے گا، حضور اکرمؐ نے روتے ہوئے فرمایا: بیٹی فاطمہؑ! یہ واقعہ حسینؑ کے بچپن یا جوانی کے زمانے کا نہیں ہوگا، بلکہ اس وقت کا ہے، جب نہ میں رہوں گا، نہ علیؑ اور نہ حسنؑ ہوں گے نہ تم، یہ سننا تھا کہ جناب سیدہؑ نے ایک چیخ ماری اور فرمایا:

''اے مظلومِ مادر! اے شہیدِ مادر! اے بیکس و مضطر! جب اس زمانے میں ماں باپ

---

[۱] عوالم: ج:۱۱،ص:۱۷۸/ مخالفۃ الوہابیہ للقرآن والسنۃ،ص:۵۷/ مستدرک الوسائل: ج:۲، ۴۶۷/ سفینۃ البحار: ج:۳،ص:۴۰۱

''بَکَتْ فَاطِمَةُ عَلٰی شَفِیرِ الْقَبرِ فَجَعَلَ النَبِیُّ یَمْسَحُ الدُمُوعَ عَنْ عَیْنَیْهَا بِطَرَفِ ثَوبِهٖ''.

[۲] دمعۃ الساکبۃ: ج:۱،ص:۱۳۴ محمد باقر دہدشتی، ترجمہ علامہ اثیر جاڑوی۔

نہ ہوں گے تو کون تعزیت کرنے والا ہوگا اور کون تیری صفِ ماتم بچھائے گا، کاش میں زندہ ہوتی تا کہ تیری صفِ عزا بچھاتی۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت ہاتفِ غیبی کی آواز آئی: اے دخترِ رسولؐ! گھبراؤ نہیں کچھ لوگ تمھارے چاہنے والے ہوں گے، جو قیامت تک مظلوم حسینؑ کا ماتم کریں گے، ہر سال جب وہ زمانہ آئے گا، جس میں حسینؑ شہید کیا جائے گا تو وہ اس کی مجلسِ عزا قائم کریں گے اور اس کے غم میں آہ وفریاد اور گریہ وزاری کریں گے''[1]

ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے حضرت فاطمہ زہراؑ کے جواب میں فرمایا تھا:

''خداوند عالم کچھ لوگوں کو ہمیشہ پیدا کرتا رہے گا جس کے بوڑھے بوڑھوں پر، جوان جوانوں پر، بچے بچوں پر اور عورتیں عورتوں پر گریہ وزاری کرتے رہیں گے''[2]

سب سے پہلا عزا خانہ

جناب فاطمہؑ پر اپنے بابا کی وفات اور اپنے شوہر کی مظلومیت کا اتنا شدید غم تھا کہ آپ ہمیشہ اپنے سر پر پٹی باندھے رہتی تھیں، اسی صدمۂ جانکاہ میں آپ برابر آنسو بہاتی رہتی تھیں اور اتنا گریہ فرماتی تھیں کہ اہلِ مدینہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا علیؑ آپ ہمارا سلام دخترِ رسولؐ کو پہنچا دیں اور ان سے کہیں کہ یا رات کو رویا کریں یا دن میں رویا کریں کیوں کہ شہزادیؑ کے رونے سے ہمارا آرام ختم ہوگیا ہے، جناب فاطمہؑ نے ان کے جواب میں فرمایا: میری عمر ختم ہونے کو ہے، میں زیادہ دنوں تک تمھارے درمیان موجود نہ رہوں گی، اس کے

---

[1] چودہ ستارے: ص: ۲۱۴ تا ۲۱۵ (خلاصہ)/ اثبات عزاداری: سید فاضل ہنسوی، مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنو بحوالہ روضۃ الشہداء ص: ۱۸۳، مطبوعہ نولکشور پریس کانپور ۱۸۹۱ء۔

[2] چودہ ستارے، ص: ۲۱۵۔

بعد سے آپ دن میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑتیں اور جناب رسولِ اکرمؐ کی قبر پر چلی جاتیں اور وہاں رویا کرتیں اور اپنے بیٹوں سے کہتیں، میرے پیارو! یہ تمہارے نانا کا مزار ہے، وہی نانا جو تمہیں کاندھے پر اٹھایا کرتے تھے اور تمہیں دوست رکھتے تھے، اس کے بعد آپ بقیع کے قبرستان میں شہداء کی قبور پر جاتیں اور صدرِ اسلام کے سپاہیوں پر گریہ کرتیں، حضرت علیؑ نے آپ کے آرام کے لئے بقیع میں ایک سائبان بنا دیا تھا، جسے بعد میں ''بیت الحزن'' کے نام سے پکارا جانے لگا۔[1]

''بیت الحزن''، یعنی ''رونے کا گھر'' یہ پہلا عزا خانہ تھا جو حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کے لئے بنایا تھا تا کہ وہ اس میں بیٹھ کر وفاتِ رسولؐ کا غم منا سکیں۔

اس حقیقتِ واضحہ کے بعد بھی معلوم نہیں بعض لوگ ہمارے عزا خانوں کی تعمیر اور اس میں گریہ وزاری کرنے پر بدعت کے فتوے کیوں لگاتے ہیں جب کہ یہ سب رسولؐ یا اولادِ رسولؐ کے غم میں ہوتا ہے۔

روضۂ رسولؐ کی سب سے پہلی زائرہ

''مدراج النبوۃ'' میں ہے کہ اہل بیت اطہارؑ اور اصحاب میں سے ہر ایک حضور اکرمؐ کے حزن وملال میں منظّم کر کے اشعار پڑھ رہا تھا، لیکن ان میں سب سے پہلے حضرت فاطمہؑ تھیں جو دفن کے بعد قبرِ شریف کی زیارت کو گئیں اور اس جگہ کی مٹی اُٹھا کر غمزدہ آنکھوں پر رکھا اور یہ اشعار منظوم فرمائے:

اِذَا اشْتَدَّ شَوْقِیْ زُرْتُ قَبْرَکَ بَاکِیًا — وَاَنُوْحُ وَ وَ اَشْکُوْ مَااَرَاکَ مُجَاوِیَا
یَا سَاکِنَ الصَّحْرَاءِ عَلَّمتَنِی الْبُکَاءَ — وَذِکْرُکَ اَنْسَانِیْ جَمِیْعَ الْمَصَائِبَا
فَاِنْ کُنْتَ عَنْ عَیْنِی فِی التُّرَابِ مُغَیَّبَا — فَمَا کُنْتَ عَلٰی قَلْبِی الْحَزِیْنِ بِغَائِبَا

[1] مدارج النبوۃ، میں بھی ''بیت الحزن'' کا ذکر ہے ملاحظہ ہو: ج:۲، ص:۱۹۷، مؤلف عبدالحق محدث دہلوی۔

''بابا جان! جب مجھے آپ کے دیدار کا شوق بڑھا تو میں روتی ہوئی آپ کی زیارت کو چلی آئی، نالہ کرتی ہوں، شکوئ کرتی ہوں اور آپ کو یاد کرتی ہوں مگر کوئی جواب نہیں آتا اے خاک کے پردے میں آرام کرنے والے بابا! رونا تو مجھے آپ ہی نے سکھایا ہے، اور آپ کی یاد نے میرے سارے مصائب بھلا دئے، میرے بابا اگر چہ آپ میری آنکھوں کے سامنے سے خاک کے پردے میں چلے گئے، مگر میرے دلِ حزیں سے آپ ہرگز غائب نہیں ہیں''۔[۱]

[۱] ماخوذ: مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۷۵۴، اردو ترجمہ مفتی غلام الدین نعیمی مطبوعہ ادبی دنیا مٹیا محل دہلی۔

حیاتِ رسولؐ کے آخری ایام اور حضرت فاطمہ زہراءؑ

حضرت فاطمہؑ کے رونے پر پیغمبر اسلامؐ کی تشفی

''مدارج النبوہ'' میں ہے کہ وقتِ آخر پیغمبر اسلامؐ اپنے دستِ مبارک سے جناب فاطمہ زہراؑء کے چہرۂ انور سے اشکوں کو پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: میری بیٹی روؤ نہیں کیونکہ تمھارے رونے سے حاملینِ عرش روتے ہیں اور آپ ''واکرباہ'' ہائے مصیبت کہہ کر روتی جاتی تھیں۔[1]

شیخ ''محدث دہلوی'' لکھتے ہیں:

''اس کے بعد حضور اکرمؐ نے جناب سیدہ فاطمہ زہراءؑ سے فرمایا: اپنے بچوں کو لاؤ وہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو حضور اکرمؐ کے سامنے لائیں، جب ان صاحبزادگان نے سب کو اس حال میں دیکھا تو رونے لگے اور اتنی گریہ وزاری کی کہ ان کے گریہ سے گھر کا ہر فرد رونے لگا، حضورؐ نے ان کو بوسہ دیا اور ان کی تعظیم وتوقیر اور ان سے محبت کے بارے میں صحابۂ کرام اور تمام اُمت کو وصیت فرمائی، نیز ایک روایت میں کہ وہ دونوں حضورؐ کی آغوش میں رو رہے تھے، جب ان کے رونے کی آواز آپ کے گوشِ مبارک میں پہنچی تو حضور اکرمؐ بھی گریہ فرمانے لگے''۔[2]

حضرت جابر ابن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں: جس وقت رسولِ اکرمؐ بسترِ رحلت پر تھے تو جناب فاطمہ زہراءؑ روتی جاتی تھیں اور آنحضرتؐ آپ کو تسلی وتشفی دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ

(۱/۲) مدارج النبوۃ: ج۲ص۲۹۷تا۳۰۷، مطبوعہ ادبی دنیا: ۵۱۰ مٹیا محل دہلی۔

حضورِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

''بیٹی! میں نے خدا کی بارگاہ میں درخواست کی کہ میرے اہل بیتؑ میں تم پہلی فرد ہوگی جو مجھ سے ملاقات کروگی، بیٹی! تم میرے بدن کا ٹکڑا ہو جس نے تمہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت پہنچائی''۔

جابرؓ کا بیان ہے کہ رسول اکرمؐ کی رحلت کے بعد دو آدمی جناب فاطمہؑ کی خدمت میں آئے اور مزاج پرسی کرنا چاہی، آپ نے دونوں سے فرمایا: پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم نے رسول خداؐ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا ہے:

''فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ فَمَنْ آذَاهَا فَقَدْ آذَانِیْ''.

''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی''

انھوں نے کہا: ہاں بنتِ رسولؐ! خدا کی قسم ہم نے یہ سنا ہے، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند فرمائے اور عرض کی:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُکَ اَنَّهُمَا قَدْ آذَیانِیْ وَغَصَبَا حَقِّیْ''.

''خدایا تو گواہ رہنا کہ ان دونوں نے مجھے اذیت پہنچائی اور میرے حق کو غصب کیا''۔

جابرؓ فرماتے ہیں: اس کے بعد جناب سیدہؑ نے آخری حیات تک ان دونوں سے منہ موڑے رکھا اور کبھی بات تک نہیں کی، یہاں تک کہ رحلت فرما گئیں۔[۱]

بیٹی! کیوں روتی ہو؟

''علی ہلالی'' کے والد کہتے ہیں کہ حضور اکرمؐ کے مرضِ وفات میں آپ کے پاس حاضر ہوا حضرت فاطمہؑ حضور کے سرِ مبارک کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں، ان کی آواز بلند ہوگئی، آواز سن کر

---

[۱] آیۃ الاثر: ص:۶۴/ بحار الانوار: ج:۳۶، ص:۳۰۸۔

حضور اکرمؐ متوجہ ہوئے، فرمایا: میری پیاری بیٹی! کیوں روتی ہو، جناب فاطمہ زہراؑ نے عرض کی: باباجان! آپ کو کھو دینے کے خوف سے۔ آپ نے فرمایا:

''میری پیاری بیٹی! کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ نے تمام اہلِ زمیں سے تیرے باپ کو منتخب فرمایا اور پھر تمام اہلِ زمیں سے تیرے شوہر کو منتخب فرمایا اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں تیرا عقد حضرت علیؑ سے کر دوں (سو کر دیا)''[1]

کچھ راز کی باتیں

''عیسیٰ ابن ضریر'' نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن آنحضرتؐ نے جناب اُمّ سلمہؓ سے فرمایا: ذرا دروازہ پر کھڑی رہو اور جب تک میں نہ کہوں کسی کو اندر نہ آنے دینا، جناب اُمّ سلمہؓ دروازہ پر کھڑی ہو گئیں، نبی اکرمؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کا دایاں ہاتھ حضرت علیؑ کے دائیں ہاتھ پر رکھا اور یہ کلمات فرمائے:

یا علیؑ! فاطمہؑ میری اور اللہ کی جانب سے تمھارے پاس امانت ہے، میرے اور اللہ کے لئے اس کی حفاظت کرنا، مجھے یقین ہے تم ایسا ہی کرو گے۔

یا علیؑ! بخدا میری یہ بیٹی اوّلین و آخریں میں سے تمام خواتینِ جنت کی سردار ہے۔

یا علیؑ! بخدا میری یہ بیٹی مریمِ کبریٰؑ ہے۔

یا علیؑ! جس سے فاطمہؑ راضی ہوگی اس سے میں، میرا اللہ اور تمام ملائکہ راضی ہوں گے۔

یا علیؑ! جس نے فاطمہؑ پر ظلم کیا اس پر اللہ کی ویل ہو۔

یا علیؑ! جس نے فاطمہؑ کا حق غصب کیا اس پر اللہ کی ویل ہو۔

یا علیؑ! جن لوگوں نے فاطمہؑ کی توہین کی اس کے گھر کا دروازہ جلایا، یا اس کو اذیت پہنچائی، ان

---

[1] اسد الغابہ: ج:۴، ص:۴۲/ صحابۂ کرام کے آنسو: ص:۶۹، مولانا عبدالغنی طارق۔

سب پر اللہ کی ویل ہو، اے اللہ میں ان لوگوں سے بَری ہوں اور وہ مجھ سے بَری ہیں۔

امامؑ فرماتے ہیں: پھر حضور اکرمؐ نے حضرت علیؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ اور جناب سیدۂ کونینؑ کو گلے لگا کر فرمایا:

''اے اللہ جو ان کا ہوگا اور ان کے نقشِ قدم پر چلے گا، میری اس سے صلح ہے اور میں ضمانت دیتا ہوں کہ وہ داخلِ جنت ہوگا اور جو ان سے عداوت رکھے گا، یا ان سے جنگ لڑے گا، یا ان پر ظلم کرے گا، یا ان سے آگے بڑھے گا، یا ان سے پیچھے ہٹے گا یا ان کے شیعوں پر ظلم کرے گا میں اس کا دشمن ہوں اور ضمانت دیتا ہوں کہ وہ داخلِ جہنم ہوگا، اے زہراؑء! خدا کی قسم، میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک تو راضی نہ ہوگی، خدا کی قسم میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا، جب تک تو راضی نہ ہوگی''۔[1]

حضرت فاطمہؑ اپنی خبر شہادت سن کر ہنس پڑیں

حضرت فاطمہ زہراؑء کی شہادت کی خبر خود مرسلِ اعظمؐ نے دی تھی، چنانچہ ''جامع ترمذی'' میں حضرت عائشہ سے روایت ہے:

آپ فرماتی ہیں:

''جب رسول اکرمؐ بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہؑ اندر آئیں، حضورؐ پر اپنا سر جھکایا اور چہرۂ مبارک کا بوسہ لیا، پھر سر اٹھا کر رو پڑیں، پھر حضورؐ پر سر جھکا کر بوسہ لیا اور سر

---

[1] بحارالانوار: ج:۲۲، ۴۸۵/عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۵۵۴۔

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَھُمْ وَ لِمَنْ شَایَعَھُمْ سِلْمٌ وَزَعِیْمٌ بِاَنَّھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَعَدوٌ وَحَرْبٌ لِمَنْ عَادَاھُمْ وَظَلَمَھُمْ وَتَقَدَّمَھُمْ وَتَاَخَّرَ عَنْھُمْ وَعَنْ شِیْعَتِھِمْ زَعِیْمٌ بِاَنَّھُمْ یَدْخُلُوْنَ النَّارَ ثُمَّ وَاللّٰہِ یَا فَاطِمَۃُ لَا اَرْضٰی حَتّٰی تَرْضَی ثُم لَا وَاللّٰہِ لَا اَرْضٰی حَتّٰی تَرْضٰی ثُم لَا وَاللّٰہِ لَا اَرْضَی حَتّٰی تَرْضَی".

اٹھا کر ہنس پڑیں، میں نے اپنے دل میں کہا، میں تو حضرت فاطمہؑ کو عورتوں میں سب سے زیادہ عقل مند سمجھتی تھی، مگر آج معلوم ہوا کہ یہ بھی عام عورتوں کی طرح ہیں۔ خیر جب حضور اکرمؐ کا وصال ہو گیا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا وجہ تھی، تم اس دن حضورؐ پر سر رکھ کر رو پڑیں اور پھر ہنسیں، انھوں نے فرمایا اس وقت راز فاش کرنا مناسب نہ تھا، مگر لو اب میں تمھیں بتاتی ہوں کہ مجھے حضورؐ نے باخبر کیا کہ ان کا وصال اسی مرض میں ہوگا یہ سن کر میں رو پڑی، پھر حضورؐ نے مجھے یہ بتایا کہ میرے اہل بیتؑ میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملوگی یہ سن کر میں ہنس پڑی''[1]

بیٹی! یہ فرشتۂ مرگ ہے

''ابن شہر آشوبؒ'' لکھتے ہیں: ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب جناب رسول اللہؐ کا وقتِ وفات قریب آیا اور آپ پر غشی طاری ہوئی تو ناگہاں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، جناب فاطمہؑ نے پوچھا: کون؟ آواز آئی: میں ایک مردِ غریب ہوں اور آنحضرتؐ سے کچھ سوال کرنے آیا ہوں کیا آپ اجازت دیتی ہیں کہ میں گھر کے اندر آجاؤں؟ جناب فاطمہؑ نے فرمایا: خدا تم پر رحمت فرمائے، واپس چلے جاؤ، کیوں کہ اس وقت میرے بابا بیمار ہیں، یہ سن کر وہ واپس چلا گیا، لیکن تھوڑی دیر بعد پھر آیا اور دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا:

ایک غریب حاضرِ خدمت ہے، کیا اجازت ہے کہ رسول اللہؐ کے پاس آئے؟۔

اِسی اثناء میں آنحضرتؐ کو ہوش آ گیا، آپ نے اپنی مبارک آنکھیں کھولیں اور فرمایا: بیٹی فاطمہؑ! تم جانتی ہو یہ کون ہے؟ عرض کی: آپ بہتر جانتے ہیں یا رسول اللہؐ! فرمایا:

''یہ وہ ہے جو جماعتوں کو پراگندہ کر دیتا ہے اور لذتوں کو مٹا دیتا ہے۔ بیٹی! یہ

---

[1] جامع ترمذی اردو: جلد:۲، صفحہ:۳۹۴، مطبوعہ دیوبند (انڈیا)۔

ملک الموت ہے، اس نے آج سے پہلے کسی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ آئندہ کسی سے اجازت طلب کرے گا، یہ سن کر فاطمہؑ نے گریہ فرمایا اور فرشتۂ مرگ کو اندر آنے کی اجازت دی، فرشتہ نسیمِ تیز کی مانند گھر میں داخل ہوا اور اہل بیتِ رسالتؐ کو یہ کہہ کر سلام کیا: اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ "۱

اصحابِ کساء کو دیکھ کر نبیؐ کا گریہ

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز خود میں، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ خدمت پیغمبر اکرمؐ میں حاضر ہوئے، اچانک آنحضرتؐ نے ہم پر نگاہ ڈالی اور گریہ فرمانے لگے، میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ! آپ کیوں گریہ فرما رہے ہیں؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: یاعلیؑ!:

۱۔ میرے گریہ کا سبب وہ ضربت ہے جو تمھارے فرقِ مبارک کو شگافتہ کرے گی۔

۲۔ میرے گریہ کا سبب وہ طمانچہ ہے جس سے میری بیٹی کے رخسار نیلے پڑ جائیں گے۔

۳۔ میرے گریہ کا سبب وہ ضربت ہے جو میرے بیٹے حسنؑ کی ران پر لگائی جائے گی اور پھر زہر دے کر شہید کیا جائے گا۔

۴۔ میرے گریہ کا سبب قتلِ حسینؑ ہے جو کربلا میں بے جرم و خطا کیا جائے گا۔

حضور اکرمؐ کے یہ کلماتِ حزیں سن کر تمام اہل بیتؑ گریہ وزاری کرنے لگے" ۲

---

۱ حیات القلوب: ج:۲،ص:۱۰۱۸/اردو ترجمہ/ مناقب شہر آشوبؒ: ج:۳،ص:۳۳۷۔

۲ امالی شیخ صدوقؒ: ص:۱۳۴، مجلس:۲۸/ مناقب: ج:۲،ص:۲۰۹/ صحیفہ فاطمہؑ: ص:۲۶۷/ بحارالانوار: ص:۲۷تا۲۸:
" عَنِ عَلِيٍّ (ع) بَيْنَا أَنَا وَ فَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ(ص) اِذَ الْتَفَتَ اِلَيْنَا فَبَكٰى، فَقُلْتُ : مَا يُبْكِيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ(ص) ؟ قَالَ أَبْكِي مِنْ ضَرْبَتِكَ عَلَى الْقَرْنِ ، وَلَطْمِ فَاطِمَةَ(ع) خَدَّهَا، وَطَعْنَةِ الْحَسَنِ(ع)فِيْ فَخِذِهِ وَ السَّمِ الَّذِيْ يُسْقَاهُ، وَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ(ع) قَالَ فَبَكٰى اَهْلُ الْبَيْتِ جَمِيْعًا ".

مصیبتوں کے باب کھل گئے

وفات کے وقت پیغمبر اسلامؐ کا سرِ اقدس حضرت علیؑ کی گود میں تھا اور حضرت فاطمہ زہراؑ اور حسنؑ و حسینؑ آپ کے چہرۂ اقدس کو دیکھ کر گریہ فرما رہے تھے، اس وقت حضورؐ کی آنکھیں بند اور زبانِ حق خاموش ہو چکی تھی اور روح عالمِ ملکوت کو پرواز کر چکی تھی، رسولِ اکرمؐ کی رحلت کے سبب حضرت فاطمہ زہراؑ پر سارے جہاں کا غم واندوہ ٹوٹ پڑا تھا، جناب فاطمہؑ جنہوں نے اپنی ساری عمر مصیبت و آلام میں گزاری تھی اور جن کی دلی مسرت تنہا باپ کا وجود تھا، اس تلخ واقعے کے بعد آپ کی تمام امیدیں ختم ہو گئیں تھیں اور یکے بعد دیگرے مصیبتوں کے باب کھل گئے تھے، یہاں تک کہ مصیبتوں کے یہ باب آج بھی کھلے ہوئے ہیں، ذرا غور تو کیجئے کہ:

وہ بی بی جس کی چوکھٹ پر فضیلتیں قربان ہوتی ہوں۔

وہ بی بی جو سورۂ کوثر کی مصداق ہو۔

وہ بی بی جس کا قصیدہ سورۂ دہر ہو۔

وہ بی بی جس کے گھر کا طواف آیۂ تطہیر کرتی ہو۔

وہ بی بی جو آیۂ مباہلہ کی شان ہو۔

وہ بی بی جس کی کنیز قرآن کی ہم زبان ہو۔

وہ بی بی جس کے دروازے پر حور و ملک سجدہ ریز ہوتے ہوں۔

وہ بی بی جس کے بچوں کی غلامی کو جبرئیلؑ اپنا شرف سمجھتے ہوں۔

وہ بی بی جس کے دروازے پر ملک الموت بھی اجازت طلب کرے۔

وہ بی بی جس کو اہل بیت طاہرینؑ میں مرکزی حیثیت حاصل ہو۔

وہ بی بی جو سرادار جوانانِ اہل جنت کی ماں ہو۔

وہ بی بی جو علیؑ جیسے امام المتقین کی شریکِ حیات ہو۔

وہ بی بی جو خدیجۃ الکبریٰؑ جیسی خود مختار ملکہ کی بیٹی ہو۔

وہ بی بی جو جنت کی شہزادی ہو۔

وہ بی بی جو کائنات کی خاتونِ اوّل ہو۔

وہ بی بی جو شریکِ مقصدِ رسالت ہو۔

وہ بی بی جس کے دروازے پر سید المرسلینؐ سلام کریں۔

وہ بی بی جو بتول ہو۔

وہ بی بی جو روحِ رسولؐ ہو۔

وہ بی بی جو عصمت وطہارت کی ملکہ ہیں۔

اس بی بی کے متعلق امت کے کچھ لوگوں کو اتنی بڑی دشمنی کہ بعض روایات کے مطابق آپ کی قبر مطہر جنت البقیع میں ہے تو انھوں نے تمام جنت البقیع کو ہی زمیں بوس کر دیا، لیکن اگر یقینی طور پر مقام دفن کا پتا چل جاتا تو معلوم نہیں آپ کی قبر اطہر کی کس قدر بے ادبی کی جاتی۔

فدک کا واقعہ

فدک حقِّ فاطمہ زہراءؑ

''فدک'' نواحِ خیبر میں ایک قریہ تھا، یہ سرزمین بڑی زرخیز تھی، اس میں کھجور کے کافی باغات تھے، جن کو بہت سے چشموں سے سیراب کیا جاتا تھا، اس جائداد کی آمدنی تقریباً چار ہزار دینار یا اشرفی سالانہ تھی، فدک کی سرزمین اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ فتحِ خیبر کے بعد حضورؐ نے حضرت علیؑ کو اہلِ فدک کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ انھیں اسلام کی دعوت دیں، جب حضرت علیؑ وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے اس بات پر صلح کرنا چاہی کہ نصف زمین آنحضرتؐ کو دیں اور نصف پر خود قابض رہیں، آنحضرتؐ نے ان کی اس شرط کو منظور فرمالیا، اب چونکہ فدک کا علاقہ بلا جنگ و جدل کے آنحضرتؐ کو ملا تھا، اس لئے وہ آپ کا خالصہ قرار پایا، چنانچہ آنحضرتؐ نے فدک کو اپنے قبضہ میں لے لیا، قبضہ میں آتے ہی اللہ کی جانب سے یہ حکم نازل ہوا:

''وَاٰتِ ذَا الْقُربٰی حَقَّهُ . اپنے قرابت دار کو حق دے دو''[1]

حکمِ خدا کے پیشِ نظر آنحضرتؐ نے فدک کا علاقہ جناب فاطمہ زہراؑ کو عطیہ میں دے دیا اور اس پر دستاویز کے طور پر تحریری تصدیق نامہ بھی حوالے کر دیا۔[2]

اس کے بعد سے آنحضرتؐ کی آخری عمر تک فدک پر جناب فاطمہؑ کے وکیل کام کرتے رہے۔[3]

---

[1] سورۂ اسراء: آیت:۲۶۔
[2] چودہ ستارے، ص:۶۷۔
[3] فقہ القرآن، ج:۱، ص:۲۴۸۔

قلبِ زہراؑ شدید زخمی ہوا

مورخین لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ کی زندگی تک فدک جناب فاطمہؑ ہی کے قبضہ وتصرّف میں رہا لیکن ابوبکر نے تختِ حکومت پر متمکن ہونے کے بعد اس جائداد کو حکومت کی تحویل میں لے لیا اس پر جناب سیدہؑ نے اپنے حق کے لئے دعویٰ کیا اور دعویٰ میں حضرت علیؑ اور جناب اُمّ ایمنؓ کو گواہ کے طور پر پیش کیا، لیکن خلیفۂ وقت نے صدیقۂ طاہرہؑ کا دعویٰ یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے بغیر گواہی قبول نہیں ہوگی۔

جناب سیدۂ کونینؑ نے اپنے حق کے لئے رسولِ خداؐ کا ہبہ نامہ پیش کیا، مگر خلیفۂ وقت نے رسول اللہؐ کے ہبہ نامہ کو بھی مسترد کر دیا، پھر آپ نے میراث کی بناء پر فدک کا مطالبہ کیا کیوں کہ فدک رسولِ اکرمؐ کی ذاتی ملکیت تھا، جس سے فاطمہؑ کو بہر حال ارث ملنا لازمی تھا، اس پر خلیفہ صاحب یہ تو انکار نہ کر سکے کہ فدک رسول اللہؐ کی ذاتی ملکیت نہیں تھا، بلکہ دعوائے ارث کے مقابل ایک فرضی حدیث پیش کر دی کہ رسول اکرمؐ فرما گئے تھے:

''ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے''[۱]

حضرت فاطمہؑ نے جب یہ دیکھا تو آپ نے حدیث کی ساری قلعی کھول دی، فرمایا:

''خلیفہ صاحب! کیا قرآن میں یہ بھی کہیں ہے کہ تم تو اپنے باپ کی میراث کے حقدار بنو اور میں فاطمہؑ اپنے باپ محمد مصطفیٰؐ کے ورثے سے محروم رہوں''[۲]

اس کے بعد جناب فاطمہؑ نے قرآن کی متعدد آیتوں سے ثابت کیا کہ انبیائے ماسبقؑ نے

---

[۱] سیرت النبیؐ: ج:۲، ص:۱۴۶، مولوی شبلی نعمانی، مطبوعہ کفایت اکیڈمی کراچی۔
[۲] تاریخ یعقوبی: ج:۲، ص:۱۰۶۔

اپنے وارث بنائے ہیں اور ورثہ بھی چھوڑا ہے۔[۱]

غرض جب جناب فاطمہؑ نے قرآن کے عمومی حکمِ میراث کو پامال اور اپنی صدق بیانی کو مجروح ہوتے ہوئے دیکھا تو خلیفہ کے اس غلط فیصلے پر آپ کے قلبِ اطہر کو شدید دُکھ پہنچا، یہاں تک کہ ان سے ہمیشہ کے لئے قطعِ کلام کرلیا اور آخر عمر تک ناراض رہیں، حد یہ ہے کہ جب وہ اور ان کے ساتھی جناب صدیقہ طاہرہؑ کی عیادت کو آئے تو آپ نے ان کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا اور حضرت علیؑ کو وصیت کی کہ یہ لوگ میرے جنازے میں شریک نہ ہوں۔ [۲]

یہ ہے منطق عجیب سی تیری

جناب فاطمہؑ کے دعوائے فدک کے ثبوت اور شواہد و دلائل کے مقابل یہ حدیث پیش کی گئی کہ انبیائے کرامؑ اپنے بعد کسی کو وارث نہیں چھوڑتے، اگر ایسا ہے تو جو رسول اللہؐ کا خلیفہ ہے اور ان کی جانشینی کا دعویٰ کرتا ہے اس کو بھی اپنے بعد کسی کو اپنا وارث نہیں چھوڑنا چاہیے، لیکن افسوس کہ خلیفہ صاحب اپنی منطق پر قائم نہ رہ سکے بلکہ جب خود مرضِ موت میں مبتلا ہوئے تو اپنی اس اولاد کو بھی وارث بنایا جو ابھی شکمِ مادر ہی میں تھی، چنانچہ ''تاریخ خلفاء'' میں علامہ ''سیوطی'' نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

> ''اباجان نے ''غابہ'' کی بیس وسق کھجوریں مجھے ہبہ کردیں تھیں، آپ نے مرضِ موت میں فرمایا تھا: بیٹی! واللہ میں ہر حال میں تمھیں خوش دیکھنا چاہتا ہوں، تم سے زیادہ

---

[۱] سورۂ مریم: آیت:۶ ''یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ آلِ یَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا''.
سورۂ نمل: آیت:۱۶.
'' وَلَقَدْ آتَیْنَا دَاوُودَ وَسُلَیْمَانَ عِلْمًا، وَقَالَاالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلیٰ کَثِیرٍ مِنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِینَ ☆ وَوَرِثَ سُلَیْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ یَاأَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنطِقَ الطَّیْرِ وَأُوتِینَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِینُ .

[۲] کشف الغمۃ: ج:۱،ص:۴۹۴/سقیفہ وفدک:ص:۱۴۵/مناقب: ج:۳،ص:۳۶۳۔
'' قَالَتْ (ع) إِذَا أَنَا مِتُّ فَادْفِنِّیْ لَیْلًا وَ لا تُؤْذِنَنَّ بِیْ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ ''.

مالداری میں کسی کو محبوب نہیں رکھتا، تیری غربت سے مجھے رنج ہوتا ہے اور خوشحالی سے راحت، میں نے تجھے جو کھجوریں ہبہ کی تھیں اگر تو نے قبضہ کرلیا ہے تو خیر ورنہ میرے مرنے کے بعد وہ ترکہ ہو جائے گا، تیرے دوسرے دو دو بہن بھائی ہیں، ان سب پر قرآن شریف کی رو سے تقسیم کرنا، میں نے عرض کی: ابا جان! ایسا ہی ہوگا۔ اگر اس سے بہت زیادہ مال بھی ہوتا تو چھوڑ دیتی، مگر میری تو ایک ہی بہن ''اسماء'' ہے اور آپ دو بہن بتلاتے ہیں، آپ نے فرمایا: تمہاری سوتیلی ماں ''حبیبہ بنت خارجہ'' حاملہ ہیں، مجھے اندازاً معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیٹ میں لڑکی ہے''[1]

سبحان اللہ! یہ کیسی منطق ہے کہ حضرت ابوبکر کو تو اپنی اولاد کی اتنی فکر لاحق ہو کہ جو بیٹی ابھی پیدا بھی نہیں ہوئی اس کے لئے اپنے مرنے سے پہلے چند کھجوروں کی وصیت کر کے وارث بنائیں، مگر اللہ کے پیارے نبیؐ اپنی بیٹی فاطمہؑ کو ذاتی مال سے بھی محروم کر دیں اور ان کے لئے کوئی ترکہ نہ چھوڑ کر جائیں، خلیفہ صاحب کو تو اپنی بیٹیاں اتنی پیاری ہوں کہ انھیں ہر حال میں خوشحال دیکھنا پسند کریں اور اللہ کے پیارے نبیؐ اپنی بیٹی فاطمہؑ کو رنج و مصیبت میں ڈال دیں اور اپنا سارا مال حکومت پر قبضہ جمانے والوں کے حوالے کر جائیں! جب کہ خلیفۂ رسولؐ کو تو رسولؐ جیسا ہونا چاہئے تھا۔

بہشتی خاتون کی گواہی بھی مسترد کر دی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر حضورِ اکرمؐ کی جگہ پر بیٹھ گئے اور حکم دیا کہ جناب فاطمہؑ کے وکیلوں اور ان کے نمائندوں کو فدک سے نکال کر باہر کر دیا جائے تو جناب فاطمہؑ ان کے پاس گئیں اور فرمایا:

---

[1] تاریخ الخلفاء: ص ۱۰۴۔ مؤلف علامہ سیوطی، اردو ترجمہ حکیم شبیر احمد انصاری مطبوعہ زکریا بک ڈپو۔

''اے ابوبکر! تم میرے پدر کی جانشینی کا دعویٰ کرتے ہو اور ان کی جگہ پر بیٹھتے ہو، تم نے اس بات کا بھی حکم دے دیا کہ ہمارے کارندے فدک سے نکال دیئے جائیں جب کہ تم جانتے ہو کہ رسول خداؐ نے فدک کو مجھے بخشا تھا اور اس کے لئے میرے پاس گواہ بھی موجود ہیں''۔

ابوبکر نے جواب دیا: گواہ لایئے، جناب فاطمہؑ نے جناب اُمّ ایمنؓ اور حضرت علیؑ کو گواہی کے لئے پیش کیا، ابوبکر نے جناب اُمّ ایمنؓ سے دریافت کیا: کیا تم نے رسول خداؐ سے حضرت فاطمہ زہراؑ کے سلسلے میں ایسی بات سنی ہے، اُمّ ایمنؓ نے کہا:

''جی ہاں! میں نے آنحضرتؐ سے اس بات کو سنا ہے، کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے جو خاتون، دونوں جہاں کی شہزادی ہو کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جس کی وہ حق دار نہیں ہے، سنو! میں ایک بہشتی خاتون ہوں میں تو صرف اسی چیز کی گواہی دے سکتی ہوں جس کو پیغمبر اکرمؐ سے سنا ہے''۔

حضرت عمر نے کہا: اے اُمّ ایمنؓ! ان باتوں کو چھوڑو! اور کہانیاں مت سناؤ یہ بتاؤ کہ تم کس چیز کی گواہی دے رہی ہو، اُمّ ایمنؓ نے جواب دیا:

''ایک دن رسول اکرمؐ حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر تشریف فرما تھے، میں بھی وہاں موجود تھی اسی اثناء میں جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور فرمایا: خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ آپ کے لئے اپنے دونوں بال و پر سے فدک کے حدود کو معین کردوں پھر رسولِ اکرمؐ نے فدک کی جائداد جناب فاطمہ زہراؑ کو ہبہ کردی اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے اُمّ ایمنؓ! اس مطلب پر گواہ رہنا تم علیؑ کے ساتھ اس موضوع کی گواہ ہو''۔

حضرت عمر نے اس پاکباز اور سچی خاتون کی باتوں کو سن کر کہا:

''اے اُمّ ایمنؓ! تم ایک عورت ہو، ایک عورت کی گواہی کی کوئی اہمیت نہیں اور علیؑ

بھی اس لئے گواہی دے رہے ہیں کہ اس میں ان کا فائدہ ہے، لہٰذا علیؑ کی گواہی بھی قابلِ قبول نہیں ہے''۔

یہ سن کر جناب اُمّ ایمنؓ غیظ وغضب کے عالم میں اپنی جگہ سے اٹھیں اور بولیں:

''خدایا! گواہ رہنا ان دونوں نے فاطمہؑ کا دل دکھایا ہے، تیرے رسول کی بیٹی کا حق غصب کیا اور ان پر ظلم وستم ڈھایا ہے''[1]

حضرت اُمّ سلمہؓ کی حمایت

جناب فاطمہؑ کا حق پامال ہورہا تھا، اس بات کو اُمّ المومنین جناب اُمّ سلمہؓ برداشت نہ کرسکیں لہٰذا وفاتِ نبیؐ کے بعد پہلی بار گھر سے باہر آئیں اور خلیفہ صاحب سے فرمایا:

''اے ابوبکر! کیا تم اس خاتون کے حق کو پامال کررہے ہو جسے ''فاطمہؑ'' کہتے ہیں اور جو انسانوں کی شکل میں ''حور'' ہے، یاد رکھو! فاطمہؑ نے دامنِ رسولؐ میں پرورش پائی ہے یہ وہ خاتون ہے جس سے حورانِ جنت مصافحہ کرتی ہیں، یاد رکھو! فاطمہؑ نے پاکیزہ گود میں آنکھیں کھولیں اور طیب وطاہر ماحول میں ہوش سنبھالا اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ رسولِ خداؐ نے فاطمہؑ کو ورثہ سے محروم کیا، لیکن فاطمہؑ کو نہیں بتایا، حالانکہ خداوند عالم اپنے رسولؐ کو حکم دیتا ہے کہ اپنے قرابتداروں کو انذار کرو، یا پھر یہ احتمال دیتے ہو کہ پیغمبرؐ نے فاطمہؑ کو سب کچھ بتایا لیکن وہ پھر بھی وراثت کا مطالبہ کررہی ہیں، تو پھر سمجھ لو! فاطمہؑ زنانِ عالم میں سب سے افضل ہیں اور افضل ترین بچوں کی ماں ہیں، وہ مریمؑ کی ہم پایہ ہیں اور ان کے والد آخری پیغمبرؐ ہیں، خدا کی قسم رسول اکرمؐ، فاطمہؑ کی گرمی اور سردی سے حفاظت فرماتے تھے اور سوتے وقت اپنا

---

[1] الاختصاص شیخ مفیدؒ: ص: ۱۸۳، ۱۸۴/ بحارالانوار: ج: ۲۹، ص: ۱۹۱۔

" فَقَامَتْ مُغْضَبَةً وَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ إِنَّهُمَا ظَلَمَا ابْنَةَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّکَ حَقَّهَا فَاشْدُدْ وَطْأَتَکَ عَلَيْهِمَا"

دایاں ہاتھ ان کے سر کے نیچے اور بایاں ہاتھ سینے پر رکھ کر سلاتے تھے، اے ابوبکر! ذرا نرم ہو جاؤ اور آہستہ بولو ابھی تو رسول خداؐ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہیں اور تم بھی جلد ہی بارگاہِ خدا میں پہنچو گے اور اپنے کئے کا نتیجہ دیکھو گے''۔

مؤلف ''دلائل امامت'' تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اُمّ سلمہؓ نے جناب فاطمہؑ کی حمایت کی تھی، اس جرم میں ان کو ایک سال تک اپنے وظیفہ سے محروم ہونا پڑا تھا۔[۱]

موقوفہ باغات

حضرت فاطمہ زہراؑ کے سات باغات تھے، جن کو آپ نے وقف کیا تھا اور ان باغات کا متولی حضرت علیؑ کو قرار دیا تھا اور حضرت علیؑ کے بعد امام حسنؑ کو اور ان کے بعد امام حسینؑ کو اور اسی طرح ہر زمانہ میں آپ کی نسل سے ولدِ اکبر کو ان کا متولی قرار دیا تھا اور اس پر ''مقداد بن اسودؓ'' اور ''زبیر بن العوامؓ'' کو گواہ بنایا تھا''۔[۲]

موقوفہ باغوں کے نام

ثقۃ الاسلام کلینیؒ ابوبصیرؒ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''حضرت فاطمہ زہراؑ نے ان باغوں کی وصیت فرمائی تھی:

''☆ العواف ☆ الدلال ☆ البرقۃ ☆ المبیت ☆ الحسنی ☆ الصافیۃ ☆ ومالام ابراہیم''۔[۳]

---

[۱] فاطمہ زہرا اسلام کی مثالی خاتون، ص:۲۰۶/ پیشوایان ہدایت: ج:۳، ص:۲۰۶۔

[۲] اعیان الشیعہ: ج۲، ص۴۸۸/ دعائم الاسلام: ج:۲، ص:۳۴۴/ من لایحضرہ الفقیہ: ج:۴، ص:۲۴۴/ عوالم: ج:۱۱، ص:۱۷۔

[۳] الکافی: ج:۷، ص:۴۸، طبع اسلامیہ تہران/ مسند فاطمہ زہراؑ: ص:۴۸۷، السید حسین شیخ الاسلامی۔

"عَنْ أَبِیْ بَصِیْرٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰہِؑ أَلَا أُقْرِئُکَ وَصِیَّۃَ فَاطِمَۃَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ فَخَرَجَ اِلَیَّ صَحِیْفَۃً ھٰذَا مَا عَھِدَتْ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍؐ فِیْ أَمْوَالِھَا اِلٰی عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ فَاِنْ مَاتَ فَاِلَی الْحَسَنِ فَاِنْ مَاتَ فَاِلَی الْحُسَیْنِ فَاِنْ مَاتَ فَاِلَی الْأَکْبَرِ مِنْ وُلْدِیْ دُوْنَ وُلْدِکَ: اَلدَّلَالُ وَ الْعَوَافُ وَالْمَبِیْتُ وَالْبُرْقَۃُ وَالْحُسْنٰی وَالصَّافِیَۃُ وَ مَا لِاِمِّ اِبْرَاھِیْمَ شَھِدَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰی ذٰلِکَ وَالْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَ الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ".

حضرت فاطمہؑ کے مجاہدانہ اقدامات

۱۔خلیفہ کی بیعت سے انکار

جب حضرت علیؑ پیغمبر اسلامؐ کے دفن وکفن سے فارغ ہوئے اور جناب فاطمہؑ خلافت کے سلسلہ میں سقیفہ کی سازش سے مطلع ہوئیں تو آپ نے اس بات کا ارادہ کیا کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کا دفاع کریں گی اور ہر ممکنہ خطرے سے ٹکرائیں گی، اس سلسلے میں آپ نے پہلے قدم کے طور پر سقیفہ کی انتخابی حکومت کی برسرعام مخالفت کی اور خلیفہ کی بیعت سے صاف انکار کیا، جس کو ایوانِ خلافت کے کارندوں نے ہرگز برداشت نہ کیا اور جذبۂ انتقام کے تحت جس دروازے پر آ کر رسول اکرمؐ سلام کیا کرتے تھے اُسی دروازہ پر آگ اور لکڑیاں جمع کیں، جلتا ہوا دروازہ فاطمہؑ کے پہلو پر گرایا اور زدوکوب کیا جس کے سبب آپ کا بچہ شکم مبارک ہی میں شہید ہو گیا۔

جناب فاطمہ زہراؑ ان تمام دکھوں اور غموں کو سہتی رہیں، مگر حکومت کے دباؤ میں نہیں آئیں بلکہ زندگی کے آخری لمحات تک خلیفہ کی بیعت سے انکار ہی کرتی رہیں۔

۲۔حدیثِ ثقلین کا دفاع

پیغمبر اکرمؐ نے اپنی اُمت کو بارہا تاکید فرمائی کہ قرآن واہل بیتؑ کے دامن کو نہ چھوڑے اور ہمیشہ قرآن و اہل بیتؑ سے وابستہ رہے، جامع ترمذی میں حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ کو حج میں عرفہ کے روز اپنی اونٹنی ''قصواء'' پر سوار ہو کر خطبہ دیتے

ہوئے دیکھا اور یہ فرماتے ہوئے سنا:

''لوگو! میں نے تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑی ہیں، جنہیں تم پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ایک اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی میرے اہل بیتؑ''[۱]

اسی صفحے پر حضرت زید ابن ارقم کی روایت بھی ہے جس میں مذکورہ کلمات کے علاوہ تحریر ہے کہ قرآن وعترتؑ کو مضبوطی سے پکڑے رہنا، یہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض کوثر پر آئیں گے پس دیکھو تم میرے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو۔[۲]

اِسی صفحے پر ''آیۂ تطہیر'' کے ذیل میں ہے: ''الٰہی! یہ ہیں میرے اہل بیتؑ''[۳]

اس طرح حضورؐ نے اپنے اہل بیتؑ کی شناخت بھی کرائی، مگر بعدِ رسولؐ زمانہ بالکل بدل گیا اور امت کے انہیں لوگوں نے کہ جن کے سامنے اس حدیث کو بار بار سنایا گیا تھا اہلِ بیتؑ کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا۔[۴]

ایسے موقع پر جناب فاطمہؑ نے ان کی سازشوں کو برملا کرنے کا ارادہ کیا، لہٰذا حدیثِ ثقلین کے دفاع کے لئے دخترِ پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو ساتھ لیا اور امام حسنؑ و امام حسینؑ کی انگلی پکڑے ہوئے مدینہ کے بزرگوں اور نمایاں شخصیتوں کے پاس گئیں، ان کو پیغمبرؐ کی وصیتیں یاد دلائیں اور حدیثِ ثقلین کو پیش کرتے ہوئے فرمایا:

''لوگو! کیا تم میرے بابا کی وصیتوں کو بھول گئے اور یہ فراموش کر دیا کہ اللہ کے رسولؐ

(۱تا۳) جامع ترمذی اردو: ج:۲، ص:۳۷۹، باب مناقب اہل بیتؑ، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ (دیوبند)۔

۴ سید ہاشم بحرانی نے کتاب ''غایۃ المرام'' میں حدیث ثقلین کو علمائے اہل سنت سے ۳۹/اور علماء شیعہ سے ۸۰/اسناد کے ساتھ نقل کیا، جب کہ علامہ میر حامد حسین لکھنویؒ نے ۲۰۰/علمائے اہل سنت سے نقل فرمایا ہے ملاحظہ ہو: ''اصول عقائد: ص ۲۷۱'' مؤلف آیت اللہ مکارم شیرازی۔

نے حضرت علیؑ کو خلافت کے لئے منتخب فرمایا تھا؟ کیا تم لوگوں نے علیؑ کی قربانیوں کو بھی بھلا دیا؟ صحیح بتاؤ: کیا میرے بابا نے یہ نہیں فرمایا تھا:

''میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم ان سے تمسک اختیار کرو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوں گے، ایک کتابِ خدا اور دوسرے میرے اہل بیتؑ، لوگو! کیا یہ مناسب ہے کہ تم لوگ ہم اہل بیتؑ کو تنہا چھوڑ دو اور ہماری نصرت و مدد سے منہ موڑ لو''؟۔

۳۔ دربارِ خلافت میں اپنے حق کا مطالبہ

زمامِ حکومت سنبھالنے کے بعد ابوبکر نے حضرت فاطمہ زہراؑ سے فدک غصب کر کے اس میں کام کرنے والوں کو باہر نکال دیا اور ان کی جگہ دوسرے کارندوں کو مقرر کر دیا۔

فدک پر قبضہ کرنے کی متعدد وجوہات تھیں، جن میں ایک وجہ یہ تھی کہ حکومت کے اہلِ کار اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ حضرت علیؑ کے ذاتی فضائل و کمالات، ان کا علمی مقام اور فداکاریاں قابلِ انکار نہیں ہیں، آپ کے متعلق پیغمبر اسلامؐ کی وصیتیں بھی لوگوں کے درمیان مشہور ہیں، لہٰذا اگر ان کی اقتصادی حالت بھی اچھی ہوگئی تو ممکن ہے ایک گروہ ان کے ساتھ ہو جائے اور خلافت کے لئے خطرہ بن جائے، حضرت فاطمہ زہراؑ اس بات سے آگاہ تھیں، لہٰذا آپ نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کیا اور یہ طے کیا کہ اگر آپ اپنے حق کا دفاع نہیں کریں گی تو لوگ یہ سمجھ بیٹھیں گے کہ حق سے چشم پوشی اور ظلم کے بوجھ تلے دب جانا ایک پسندیدہ عمل ہے یا پھر یہ تصور کر بیٹھیں گے کہ حق ابوبکر کے ساتھ ہے، لہٰذا جناب فاطمہؑ نے خلیفہ سے اپنے فدک کا مطالبہ کیا اور ہر طرح کے ظلم و ستم سے ٹکراتے ہوئے تاریخ کے صفحوں پر غصبِ خلافت اور احقاقِ حق کی داستاں کو رقم کر دیا۔

۴۔ ولایت وامامت کا دفاع

حضرت فاطمہؑ نے منطق اور برہان کے ذریعہ سقیفائی خلافت کی مذمت اور اپنے حقوق کے اثبات کے لئے ارادہ کیا کہ آپ مسجد میں جائیں اور لوگوں کے سامنے حقائق کو بیان کریں جناب سیدہؑ نے مسجد میں مہاجرین و انصار کے کثیر مجمع کے درمیان ایک مفصل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دی پیغمبرؐ اور ان کی رسالت کی توصیف کی فلسفۂ احکام کے متعلق گفتگو فرمائی اور ولایت ورہبریتِ حقہ کی عظمت کو واضح کیا، پھر آخر میں فرمایا:

''اے لوگو! جو کچھ کہنا چاہیے تھا میں کہہ چکی، حالانکہ میں جانتی ہوں کہ تم ہماری نصرت نہیں کرو گے، تمہارے گڑھے ہوئے منصوبے مجھ سے پوشیدہ نہیں، لیکن میرے دل میں ایک درد تھا جس کو شدتِ غم کی بناء پر بیان کر دیا، تا کہ تم پر حجت قائم ہو جائے''۔

روایت میں ہے کہ کسی شخص نے حضرت علیؑ کی توہین کرتے ہوئے آپ پر طعن کیا، یہ سن کر شہزادیِ کونینؑ کو جلال آ گیا، آپ نے برجستہ ارشاد فرمایا:

''اے مدینہ کے جاہلو! تمھیں کیا معلوم کہ علیؑ کون ہیں، سنو! ہم بتائیں گے کہ علیؑ کون ہیں: علیؑ امامِ ربّانی ہیں، علیؑ صورتِ نورانی ہیں، علیؑ قائدوں کے قائد ہیں، علیؑ چشم و چراغِ طاہرین ہیں، علیؑ ناطقِ حق ہیں، علیؑ مرکزِ امامت ہیں، علیؑ پدرِ حسنینؑ ہیں، وہ حسنینؑ کہ جن سے خوشبوئے رسالت کی مہک آتی ہے اور جوانانِ اہل جنت کے سیّد وسردار ہیں''۔[۱]

---

[۱] ریاحین الشریعۃ: ج:۱، ص:۹۳، محلاتی / نہج الحیاۃ: ص:۴۴، حدیث:۲۰/ صحیفۂ فاطمیہ: ص:۱۸۳، حکمت:۲۳

" قَالَتْ فِیْ وَصْفِ أَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَؑ: وَهُوَالْإِمَامُ الرَّبَّانِیْ ، وَالْهَیْکَلُ النُّوْرَانِیْ، قُطْبُ الْاَقْطَابِ ، سُلَالَةُ الْاَطْیَابِ ، اَلنَّاطِقُ بِالصَّوَابِ ، نُقْطَةُ دَائِرَةِ الْإِمَامَةِ ، وَأَبُوْ بُنَیْهِ الْحَسَنِؑ وَالْحُسَیْنِؑ اَلَّذَیْنَ هُمَا رَیْحَانَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِؐ، وَسَیِّدَیْ شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ".

۵۔ ترکِ کلام

جناب فاطمہ زہراؑء نے اپنی مجاہدت کو جاری رکھنے کے لئے ترکِ کلام کا انتخاب فرمایا اور شیخین سے کھلے عام کہہ دیا کہ اگر ہمارے حقوق کو واپس نہ دو گے تو جب تک زندہ رہوں گی تم سے کلام نہیں کروں گی اسی لئے جہاں بھی خلیفہ سے سامنا ہوا اپنا رُخ ان کی طرف سے پھیر لیتی تھیں اور ان سے کبھی بات نہیں کرتی تھیں۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ ایک دن شیخین نے حضرت علیؑ سے دخترِ پیغمبرؐ حضرت فاطمہ زہراؑء کا حال پوچھا، آپ نے فرمایا کہ وہ زندگی کے آخری مرحلے میں ہیں، ان دونوں نے کہا اگر آپ ہمیں اجازت دلا دیں تو جو کچھ ہم سے ہوگیا ہے ہم اس کی معذرت کرلیں، حضرت علیؑ نے دختر رسولؐ سے فرمایا:

" اَیُّتُھَا الْحُرّۃُ فَلَانٌ وَ فَلانٌ عَلٰی الْبَابِ یُرِیْدَانِ اَن یُّسَلِّمَا عَلَیْکِ فَمَا تَرِیْنَ".

''اے حرّۂ رسولؐ! فلاں فلاں شخص دروازے پر کھڑے ہیں اور آپ کی عیادت کرنا چاہتے ہیں آپ کا کیا خیال ہے''؟۔

جناب سیدۂ کونینؑ نے جواب دیا:

" اَلْبَیْتُ بَیْتُکَ وَالْحرّۃُ اَمَتُکَ فَافْعَلْ مَاتَشَاءُ".

''یہ گھر آپ ہی کا گھر ہے اور یہ آزاد شدہ بھی آپ ہی کی کنیز ہے، جیسا چاہیں ویسا کریں''۔

آپ نے فرمایا: پھر پردہ کرلیں، بنتِ نبیؐ نے چادر اوڑھ لی، یہ دونوں اندر داخل ہوئے اور کہا: اے دختر رسولؐ جو کچھ ہونا تھا ہوگیا، اب ہم سے راضی ہوجایئے، بی بیؑ

نے فرمایا: تمہیں اس بات کی ضرورت کیوں پڑی ہے؟ ان دونوں نے جواب دیا ہمیں اعتراف ہے کہ ہم نے آپ پر ظلم کیا ہے، بی بیؑ نے فرمایا: اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو پھر جو کچھ میں پوچھوں اس کا وہی جواب دو جو تمہیں معلوم ہو، ان دونوں نے کہا آپ جو چاہیں پوچھیں، بی بی نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتی ہوں: کیا تم نے میرے بابا نبیؐ پاک سے سنا تھا کہ فاطمہؑ میرا حصہ ہے جس نے اُسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی؟ ان دونوں نے کہا: بالکل ہم نے آپ کے بابا سے یہ کلام سنا ہے، بی بیؑ نے دونوں ہاتھ سوئے آسمان بلند کئے اور عرض کیا:

''اے اللہ! ان دونوں نے مجھے تکلیف دی ہے، میں ان دونوں کا شکویٰ تیری اور تیرے نبیؐ کی بارگاہ میں کرتی ہوں: بخدا میں کبھی تم دونوں سے راضی نہیں ہوں گی یہاں تک کہ میں اللہ کے دربار میں حاضر ہو کر اُسے بتاؤں کہ تم دونوں نے مجھ سے کیا سلوک کیا، بس وہی تمہارے سلسلہ میں میرا حاکم ہوگا''[1]

---

[1] الدمعۃ الساکبہ، ج:۱، ص:۱۶۰ تا ۱۶۱/ کتاب سلیم بن قیس الہلالی: ج:۲، ص:۸۶۹/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۳۳۶۔
بحار الانوار: ج:۴۳، ص:۱۹۹/ منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغۃ: ج:۱۳، ص:۲۰، حبیب اللہ خوئیؒ۔
'' اَللّٰھُمَّ اِنَّھُمَا قَدْ اٰذَیَانِیْ وَاَنَااَشْکُوْھُمَا اِلَیْکَ وَاِلٰی رَسُوْلِکَ لَا وَاللّٰہِ لَا اَرْضٰی عَنْکُمَا اَبَدًا حَتّٰی اَلْقَی اللّٰہَ وَاُخْبِرَہٗ بِمَا صَنَعْتُمَا فَیَکُوْنُ ھُوَالْحَاکِمُ فِیْکُمَا''.

حضرت فاطمہ زہراؑء بستر علالت پر

سات ضربتیں

جناب فاطمہؑ کو رحلتِ پیغمبرؐ کا جو صدمہ تھا وہ تحریر میں لانا ممکن نہیں، بس اتنا سمجھ لیجئے کہ جب تک آپ زندہ رہیں اس صدمۂ جانگداز میں مسلسل گریہ وزاری کرتی رہیں، ایسے عالم میں آپ کو تسلّی وتشفی کی ضرورت تھی مگر اُمت نے اپنے نبیؐ کی بیٹی کو جو اذیتیں دیں اور آپ پر جو ضربتیں وارد کیں، ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جناب فاطمہؑ نے طبیعی طور پر انتقال نہیں فرمایا بلکہ آپ کو شہید کیا گیا۔ ان میں سے بعض ضربتیں یہ ہیں:

☆ پہلی ضربت : آپ کے پہلو پر دروازہ گرانا۔

☆ دوسری ضربت : آپ کے گھر کو آگ لگانا۔

☆ تیسری ضربت : شکمِ مبارک کو زدوکوب کرنا اور آپ کی پسلیوں کو توڑنا۔

☆ چوتھی ضربت : رحمِ مبارک میں جناب محسنؑ کی شہادت کا واقع ہونا۔

☆ پانچویں ضربت: باغِ فدک کا غصب کرنا۔

☆ چھٹی ضربت : آپ کے شوہرِ نامدار پر طرح طرح کے مظالم ڈھانا۔

☆ ساتویں ضربت: آپ کے شوہر نامدار کے حقوق کو سقیفہ میں پامال کرنا۔

یہ وہ غم ہیں جن سے گھل گھل کر دختر رسولؐ علیل ہوئیں اور رحلت پیغمبرؐ کے ۷۵ یا بروایتے ۹۵ دن بعد انتقال فرما گئیں اور نیرنگیٔ دنیا سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہوگئیں۔

زخمِ دل

صدمۂ پدراور نیرنگیٔ زمانہ کی ستم کاریوں اور مسلسل ضربتوں کے پیشِ نظر حضرت فاطمہؑ کی طبیعت روز بروز خراب سے خراب تر ہوتی گئی اور اتنی کمزور و ناتواں ہوگئیں کہ ابنِ شہرآشوبؒ نے ''مناقب'' میں تحریر فرمایا:

''جناب فاطمہؑ آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد ہمیشہ سر پر درد کی وجہ سے کپڑا باندھے رہتی تھیں، ہر وقت روتی رہتی تھیں، دمبدم آپ کو غش آجاتا تھا، جسم نحیف و لاغر ہوگیا تھا، آپ اکثر امام حسنؑ وامام حسینؑ سے فرمایا کرتی تھیں: بیٹا حسنؑ! اور بیٹا حسینؑ! کہاں ہیں تمھارے نانا جو تمھیں محترم جانتے تھے، بار بار تم کو گود میں اُٹھاتے تھے، تم پر سب سے زیادہ شفقت کرتے تھے، تم کو اپنے کاندھے پر بٹھاتے تھے، اب میں کبھی ان کو اس دروازے سے اندر آتے ہوئے نہیں سکوں گی اور نہ تمھیں حضورؐ کے کاندھے پر سوار ہوتے ہوئے دیکھ سکوں گی''۔[1]

حضرت اُمّ سلمہؓ کی عیادت

روایت میں ہے کہ ایک دن اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ حضرت فاطمہ زہراؑ کے پاس تشریف لائیں اور پوچھا:

---

[1] المناقب: ج:۳،ص:۳۶۲/ روضۃ الواعظین: ج:۱،ص:۱۵۱/ بحارالانوار، ج:۴۳،ص:۱۸۱/صحیفۂ فاطمیہ،ص:۱۴۱

'' أَيْنَ اَبُوْكُمَا الَّذِیْ كَانَ يُكْرِمُكُمَا، وَ يَحْمِلُكُمَا مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ ؟ اَيْنَ اَبُوْ كُمَا الَّذِیْ كَانَ اَشَدَّ النَّاسِ شَفَقَةً عَلَيْكُمَا؟ فَلَا يَدَعُكُمَا تَمْشِيَانِ عَلَى الْاَرْضِ؟ وَلَا اَرَاهُ يَفْتَحُ هٰذَا البَابَ اَبَداً، وَلَا يَحْمِلُكُمَا عَلٰى عَاتِقِهٖ ، كَمَا لَمْ يَزَلْ يَفْعَلُ بِكُما ''.

''اے دختر پیغمبرؐ! آج آپ نے کس عالم میں رات بسر کی؟ حضرت فاطمہ زہراؑء نے فرمایا: اماں! خدا کی قسم آج کی شب تو بڑے درد و رنج اور اذیت و آزار میں گزری ہے، اس لئے کہ خورشیدِ نبوت و رسالت غروب ہوگیا اور جانشینِ مصطفےٰؐ ظلم و ستم کی زد میں آ گیا''۔[۱]

ناقابلِ انکار حقیقت

وفاتِ رسولؐ کے بعد جناب سیدۂ کونینؑ کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا گیا، اس پر ڈپٹی ''نذیر احمد'' ایل ایل ڈی مترجم قرآن مجید نے ''رویائے صادقہ'' میں نہایت مفصل اور مکمل تبصرہ کیا ہے جس کے آخری جملے یہ ہیں:

''سخت افسوس ہے کہ اہلِ بیت نبویؐ کو پیغمبر صاحب کی وفات کے بعد ہی ایسے ناملائم اتفاقات پیش آئے کہ ان کا وہ ادب و لحاظ جو ہونا چاہیے تھا، اس میں ضعف آ گیا اور شدہ شدہ منجر ہوا اُس ناقابلِ برداشت واقعۂ کربلا کی طرف، جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی، یہ ایسی نالائق حرکت مسلمانوں سے ہوئی ہے کہ اگر سچ پوچھو تو دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہیں:

چہ خوش فرمود شخصے ایں لطیفہ کہ کشتہ شد حسینؑ اندر سقیفہ

''کسی شخص نے کتنی اچھی بات کہی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کربلا میں نہیں، سقیفہ میں شہید کر دئے گئے تھے''۔(۲)

---

[۱] مناقب شہرآشوبؒ: ج:۲، ص:۲۰۵۔
" دَخَلَتْ اُمُّ سَلَمَةَ عَلٰی فَاطِمَةَؑ فَقَالَتْ لَهَا کَیْفَ اَصْبَحْتِ عَنْ لَیْلَتِکِ یَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ قَالَتْ أَصْبَحْتُ بَیْنَ کَمَدٍ وَکَرَبٍ فُقِدَ النَّبِیُّؐ وَ ظُلِمَ الوَصِیُ".

(۲) رویائے صادقہ: نقل از چودہ ستارے: ص:۱۰۵، مؤلف علامہ نجم الحسن کراروی۔

حضرت فاطمہ زہراؑء کی وصیتیں

۱۔ یا علیؑ مجھے بھول نہ جانا

مورخین کا بیان ہے جب حضرت فاطمہؑ کی شہادت کا وقت قریب آیا اور زندگی کے آخری لمحات باقی رہ گئے، تو آپ نے حضرت علیؑ کو اپنے قریب بلایا اور اپنی شہادت سے متعلق باخبر کرتے ہوئے کچھ راز و نیاز کی باتیں شروع کیں اور فرمایا:

''اے ابوالحسنؑ! میری زندگی کے کچھ ہی لمحات باقی رہ گئے ہیں اور اب آپ سے فراق کا وقت قریب ہے میری باتیں غور سے سنئے۔ اس کے بعد آپ کبھی فاطمہؑ کی آواز نہ سن پائیں گے۔ اے ابوالحسنؑ! میں آپ کو وصیت کرتی ہوں کہ مجھے بھول نہ جایئے گا اور میری شہادت کے بعد میری زیارت کو ضرور آتے رہیے گا''[۱]

۲۔ یا علیؑ میرے جنازے پر قرآن اور دعائیں پڑھتے رہنا

جناب فاطمہ زہراؑ نے حضرت علیؑ کو تلاوتِ قرآن کی وصیت کرتے ہوئے یوں فرمایا:

''اے ابوالحسنؑ! جب میں اس دنیا سے اُٹھ جاؤں تو آپ ہی مجھے غسل و کفن دیں

---

[۱] کتاب زہرۃ الریاض اور کوکب دری: ج:۱، ص:۲۵۳۔ ''یَااَبَاالْحَسَنِ (ع) لَمْ یَبْقَ لِیْ اِلَّا رَمَقٌ مِنَ الْحَیَاۃِ وَحَانَ زَمَانُ الرَّحِیْلِ وَالْوِدَاعِ فَاسْتَمِعْ کَلَامِیْ فَاِنَّکَ لَا تَسْمَعُ بَعْدَ ذَالِکَ صَوْتَ فَاطِمَۃَ اَبَداً یَااَبَاالْحَسَنِ اَنْ لَّا تَنْسَانِیْ وَ تَزُوْرَنِیْ بَعْدَ مَمَاتِیْ''.

میرے جنازے پر نماز پڑھیں، مجھے قبر میں اُتاریں دفن کر کے میری قبر کو زمین کے برابر کر دیں، پھر بالائے سر میرے روبرو بیٹھ کر زیادہ سے زیادہ قرآن کی تلاوت اور دعا کریں کیوں کہ اس وقت میت کو اپنے پسماندگان سے اُنس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، بس اب میں آپ کو خدا کے سپرد کرتی ہوں اور بچوں کے بارے میں وصیت کرتی ہوں کہ ان کے ساتھ نیک سلوک رکھئے گا''[۱]

۳۔ یا علیؑ میرے جنازے میں شیخین شریک نہ ہوں

حضرت فاطمہ زہراؑ نے حضرت علیؑ کو کچھ خاص وصیتیں بھی فرمائی تھیں، آپ نے ایک وصیت میں فرمایا تھا:

''اے ابن عم! میں فاطمہؑ وصیت کرتی ہوں جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے رات کے وقت دفن کرنا اور کسی کو بھی خبر نہ کرنا، ابوبکر و عمر کو تو ہرگز اذن نہ دیجئے گا کہ وہ میرے جنازے میں شریک ہوں اور نہ ہی ان کو میرے جنازے پر نماز پڑھنے دیجئے گا۔[۲]

شیخ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں: جب حضرت علیؑ رات کے وقت بقیع شریف میں حضرت فاطمہؑ کو سپرد خاک فرما چکے تو دوسرے دن حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور دیگر صحابہ نے حضرت علی مرتضیٰؑ سے شکایت کی کہ ہمیں کیوں نہ خبر فرمائی، ہم بھی نماز کا شرف پاتے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا:

---

[۱] تجلیات عصمت: محمد دشتی ۱۸۴/ بحار الانوار: ج:۷۹، ص:۲۷/ صحیفۂ فاطمیہ: ص:۱۴۰/ عوالم: ج:۱۱، ص:۱۱۰۰۔
'' اِذَااَنَا مِتُّ فَتَوَلَّ اَنْتَ غُسْلِیْ وَجَهِّزْنِیْ وَصَلِّ عَلَیَّ وَاَنْزِلْنِیْ قَبْرِیْ وَاَلْحِدْنِیْ و سَوِّالتُّرَابَ عَلَیَّ وَاجْلِسْ عِنْدَ رَأْسِیْ قُبَالَةَ وَجْهِیْ، فَاَکْثِرْ مِنْ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَالدُّعَاءِ فَاِنَّهَا سَاعَةٌ یَحْتَاجُ الْمَیِّتُ فِیْهَا اِلٰی اُنْسِ الْاِحْیَاءِ وَاَنَا اسْتَوْدِعُکَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَاُوْصِیْکَ فِیْ وُلْدِیْ خَیْراً ''.
[۲] کشف الغمۃ: ج:۱، ص:۴۹۴/ سقیفہ و فدک: ص:۱۴۵/ مناقب: ج:۳، ص:۳۶۳۔
'' فَقَالَتْ إِذَا أَنَا مِتُّ فَادْفِنِّیْ لَیْلًا وَ لا تُؤْذِنَنَّ بِیْ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ ''.

''میں نے فاطمہؑ کی وصیت کی بناء پر ایسا کیا ہے''۔[۱]

''مدارج النبوۃ'' کی اس عبارت سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ حضرت علیؑ نے شیخین کو جناب فاطمہؑ کی وصیت کے مطابق جنازہ میں شریک نہیں ہونے دیا تھا۔

۴۔ یا علیؑ میرے جنازے میں یہی لوگ شریک ہوں

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ زہراؑ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے مجھ کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی قسم دے کر فرمایا:

یا علیؑ! میرے جنازے میں بس یہی لوگ شریک ہوں:

''عورتوں میں اُمّ سلمہؓ زوجۂ رسولؐ، اُمّ ایمنؓ اور فضہؓ اور مردوں میں میرے دونوں بیٹے حسنؑ و حسینؑ، عبداللہ ابن عباسؓ، سلمان فارسیؓ، عمار بن یاسرؓ، مقداد بن اسودؓ، ابوذر غفاریؓ اور حذیفہؓ''[۲]

بعض روایات میں شرکائے جنازہ کی فہرست میں حضرت عقیل بن ابی طالبؑ، حضرت فضل بن عباسؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور بریدہؓ کے نام بھی آئے ہیں، طبری نے زبیرؓ کا نام بھی اضافہ کیا ہے۔[۳]

---

۱ مدارج النبوۃ: ج:۲، ص:۷۰، مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اردو ترجمہ مفتی غلام الدین نعیمی۔

۲ سفینۃ البحار: ج:۷، ص:۹۱۔ مؤلف شیخ عباس قمیؒ، مطبوعہ دارالاسوہ (ایران)۔

'' قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْنَ: اَخَذَتْ عَلَیَّ فَاطِمَۃُ عَھْدَ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ اِنَّھَا اِذَا تَوَفَّتْ لَا اُعْلِمُ اَحَدًا اِلَّا اُمَّ سَلَمَۃَ زُوْجَ رَسُولِ اللّٰہِ وَاُمَّ اِیْمَنٍ وَ فِضَّۃَ ، وَ مِنَ الرِّجَالِ اِبْنَیْھَا وَ عَبْدَ اللّٰہِ بِنْ عَبَّاسٍ وَ سَلْمَانَ الْفَارِسِی وَعَمَّارَ بْنَ یَاسِر وَ الْمِقْدَادَ وَ اَبُوذَرَ وَحُذَیْفَۃَ''.

۳ مناقب ابن شہر آشوبؒ، ج:۳، ص:۳۶۳/ چودہ ستارے، ص:۱۰۶، علامہ نجم الحسن کراروی۔

۵۔ یا علیؑ! مجھے تابوت میں لے جانا

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: شہزادی فاطمہؑ نے مجھے وصیت فرمائی تھی:

''ابنِ عم! میری ایک وصیت یہ ہے کہ میرے لئے ایسا تابوت بنوانا کہ جنازہ اُٹھاتے وقت جسم ظاہر نہ ہو، پھر آپ نے اس تابوت کی کیفیت بیان فرمائی''[۱]

''کشف الغمہ'' میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ جناب فاطمہؑ نے اسماء بنت عمیسؓ سے فرمایا: اسماءؓ! مجھے مسلمانوں کی عورتوں کا جنازہ لے جانے والا طریقہ پسند نہیں ہے، یہ تختے پر لٹاتے ہیں اور اس پر کپڑا ڈال کر جنازہ اٹھاتے ہیں، اسماء نے کہا: شہزادی! میں حبشہ میں عورتوں کا بہت اچھا تابوت دیکھ کر آئی ہوں آپ نے فرمایا: مجھے اس کی نقل بنا کر دکھاؤ، اسماءؓ نے بانس کی قمچیوں سے ایک تابوت تیار کیا، تابوت دیکھ کر جناب فاطمہؑ خوش ہوئیں اور فرمایا میرے لئے ایسا ہی تابوت بنانا اور مجھے اس میں چھپانا خدا تمھیں جہنم کی آگ سے چھپائے۔[۲]

حضرت فاطمہ زہراؑ اپنا تابوت دیکھ کر آج پہلی بار خوش ہوئیں، یقیناً یہاں پیغام ہے کنیزانِ سیدہؑ کے لئے کہ باپ کا ماتم کرنے والی فاطمہؑ آج پہلی بار خوش ہوئیں، محض اس وجہ سے کہ تابوت کے ذریعہ پردہ کا انتظام ہوگیا، افسوس اور ہزار بار افسوس کہ خود کو کنیزانِ سیدہؑ کہنے والی ہماری مائیں بہنیں ہر چیز سننے پر آمادہ ہیں مگر پردہ کا تذکرہ قابلِ برداشت نہیں، لیکن یاد رہے کہ سیرتِ سیدہؑ گواہی دے رہی ہے کہ بے پردہ خاتون کنیز فاطمہؑ تو کیا، کنیز فضہؓ بھی نہیں بن سکتی۔

---

[۱] مناقب شہر آشوبؒ: ج:۳، ص:۳۶۲۔

''اَوْصَتْ اِلٰی عَلِیٍّ ..اَنْ یَتَّخِذَ نَعْشًا کَاَنَّهَا کَانَتْ رَأَتِ الْمَلائِکَةَ تَصَوَّرُوْا صُوْرَتَهُ وَ وَصَفَتْهُ لَهُ''

[۲] کشف الغمۃ، ج:۱، ص:۵۰۳/ وسائل الشیعہ: ج:۳، ص:۲۲۰۔

فَقَالَتِ اصْنَعِیْ لِیْ مِثْلَهُ اسْتَرِیْنِیْ سَتَرَکِ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ.

۶۔ یا علیؑ میرے بعد اُمامہؓ سے شادی کرنا

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہؑ کی بیماری میں شدت ہوئی تو آپ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور فرمایا: یا علیؑ آپ کو وصیت کرتی ہوں کہ میرے بعد ''اُمامہ بنت زینبؓ'' سے شادی کرنا کیوں کہ وہ میرے بچوں کا میری طرح ہی خیال رکھتی ہے۔[۱]

اسی وصیت کے پیش نظر حضرت علیؑ نے اُمامہؓ سے شادی کی، ان کے بطن سے ''محمد الاوسط'' متولد ہوئے جو معرکۂ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔[۲]

۷۔ یا علیؑ میرے بچوں کو میرا اسلام کہنا

جناب فاطمہ زہراؑ نے حضرت علیؑ کو کچھ وصیتیں زبانی کہیں تھیں اور کچھ تحریر فرمائی تھیں، حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ نے تحریری وصیت نامہ نکالا، جس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یہ وصیت نامہ فاطمہ بنت رسولؐ اللہ کی جانب سے ہے، میں خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہوں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، بہشت اور دوزخ برحق ہے، قیامت کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں، خدا ایک دن تمام مردوں کو زندہ فرمائے گا، یا علیؑ! میں رسولؐ کی بیٹی فاطمہؑ ہوں، خدا نے مجھے آپ کا ہمسر قرار دیا، تاکہ دنیا و آخرت میں اکھٹے رہیں، آپ کا حق میرے اُوپر

---

[۱] بحار الانوار: ج:۸۷، ص:۲۵۶۔ نقل از مسند فاطمۃ الزہراؑ: ص:۴۸۲/ مناقب شہر آشوبؒ: ج:۳، ص:۳۶۲۔
قَالَتْ یَابْنَ عَم! اَنَا اُوْصِیکَ بِاَنْ تَزَوَّجَ بِاُمَامَۃَ بِنْتِ اُخْتِیْ زَیْنَبَ تَکُونُ لِوُلْدِیْ مِثْلِیْ.
[۲] سیرت امیر المومنینؑ: ج:۱، ص:۱۷۰، مؤلف مفتی جعفر حسین، مطبوعہ، عباس بک ایجنسی لکھنو۔

سب سے زیادہ ہے، یا علیؑ! مجھے رات کے پردے میں غسل وکفن دینا اور حنوط کرنا، رات ہی میں میری نماز جنازہ پڑھانا اور رات ہی میں مجھے دفن کرنا اور کسی کو میرے مرنے کی اطلاع نہ دینا، بس اب میں وداع چاہتی ہوں اور آپ کو اور اپنے بچوں کو خدا کے سپرد کرتی ہوں، میرا درود وسلام میرے بچوں کو پہنچا دینا جو میری نسل میں قیامت تک پیدا ہوں گے''۔[1]

---

[1] بحارالانوار: ج:۴۳، ص:۲۱۴/ چودہ ستارے، ص:۱۰۴/ موسوعۃ کلمات الامام الحسینؑ، ص:۱۱۴۔

" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، هٰذَا مَا اَوْصَتْ بِهٖ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَوْصَتْ وَ هِيَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ، يَا عَلِيُّ! اَنَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ؐ زَوَّجَنِيَ اللّٰهُ مِنْكَ لِاَكُوْنَ لَكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْتَ اَوْلٰى بِيْ مِنْ غَيْرِيْ حَنِّطْنِيْ وَغَسِّلْنِيْ وَكَفِّنِّيْ بِاللَّيْلِ وَصَلِّ عَلَيَّ وَادْفِنِّيْ بِاللَّيْلِ وَلَا تُعْلِمْ اَحَدًا وَاسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ وَاَقْرَءُ عَلٰى وُلْدِيْ السَّلَامَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ "

زُہرۂ اہلِ بیتؑ غروب ہوگیا

سفرِ آخرت کی تیاری

آج شہزادیٔ کونین حضرت فاطمہ زہراؑء کو کچھ سکون ملا تھا ،لہٰذا وہ گھر کے کام کاج میں مصروف تھیں،معلوم ہورہا تھا کہ اب بستر علالت چھوڑ دیں گی ،اپنے بچوں کو نہلایا،صاف کپڑے پہنائے ،انہیں حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا اور حسنؑ و حسینؑ سے فرمایا: بیٹا! بابا کے مزار پر جاؤ اور میری صحت کے لئے دعا مانگو۔[1]

اسماء بنتِ عمیسؓ فرماتی ہیں کہ بی بی دو عالمؑ نے آخری دن مجھ سے فرمایا:

''اسماءؓ! دیکھو میں اپنے حجرۂ عبادت میں جارہی ہوں، جب تک میری صدائے تسبیح آتی رہے، سمجھنا میں زندہ ہوں لیکن جب صدائے تسبیح آنا بند ہوجائے، سمجھ لینا میں اپنے بابا کے پاس پہنچ گئی ہوں، پھر فرمایا: حسنینؑ کو میری وفات کی اطلاع سے پہلے کھانا کھلا دینا اور فلاں جگہ حنوط رکھا ہے جو میرے بابا نے مجھے عطا فرمایا تھا اسے میرے قریب لاکر رکھ دو ، اس کے بعد آپ رسول خداؐ کی جگہ کھڑی ہوئیں اور دو رکعت نماز پڑھی پھر حجرۂ عبادت میں تشریف لے گئیں۔[2]

---

[1] دمعۃ الساکبہ، ج:۱،ص:۱۶۳۔

[2] ایضاً،ص:۱۶۲۔

اسماءؓ کی فریاد

اسماء بنتِ عمیسؓ فرماتی ہیں: جب جناب سیدہؑ حجرۂ عبادت میں تشریف لے گئیں تو اس کے کچھ دیر بعد آوازِ تسبیح آنا بند ہوگئی، میں گھبرائی، دوڑ کر دوازے کے قریب پہنچی اور بلند آواز سے کہا: اے مادرِ حسنینؑ! اے دختر پیغمبرؐ! مگر کوئی جواب نہ آیا، سر پیٹتی ہوئی اندر آئی، چہرۂ انور سے چادر ہٹائی، دیکھتی ہوں دائیں کروٹ قبلہ رُخ لیٹی ہیں اور دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھا ہوا ہے، یہ منظر دیکھ کر میری چیخیں نکل گئیں، میں نے اپنا گریبان پھاڑ لیا اور بین کرنا شروع کئے، اتنے میں بچوں کی آواز سنائی دی، میں جلدی سے باہر آئی، دونوں شہزادے پریشان ہو کر اماں اماں پکارنے لگے، میں نے عرض کی: آقازادو! آؤ کھانا کھالو، فرمایا: ہم ماں کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے، دونوں نے ایک ساتھ سروں سے چھوٹے چھوٹے عمامے اتارے اور کہنے لگے اسماءؓ! تمھیں! ہمارے حق کا واسطہ، ہمیں ماں کے پاس جانے دو، ہماری ماں نانا کے پاس چلی گئی ہیں، میں نے عرض کی: بچو! آپ کو کیسے پتا چلا ہے؟ دونوں نے جواب دیا: ابھی ابھی ہم قبرِ نبیؐ پر بیٹھے ہوئے دعا کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں دو ہاتھ مزار اقدس سے باہر نکلے، ہمارے سروں پر دستِ شفقت پھیر کر فرمایا: جاؤ میری زہراؑ کے یتیمو! تمہاری ماں دنیا چھوڑ چکی ہے، اسماءؓ کہتی ہیں یہ سن کر مجھ سے رہا نہ گیا، عرض کی شہزادو! تمہاری ماں حجرے میں آرام کر رہی ہیں۔[1]

حسنؑ و حسینؑ کا گریہ

اسماءؓ کی بات سن کر دونوں شہزادے حجرے میں داخل ہوئے، امام حسنؑ سرہانے بیٹھ گئے اور امام حسینؑ قدموں کی طرف بیٹھ گئے، امام حسنؑ نے پیشانی کا بوسہ لیا اور امام حسینؑ نے قدموں کو چوما، امام حسنؑ نے فریاد کی: اماں! نانا کو میرا سلام کہنا، امام حسینؑ نے رو کر فرمایا: اماں یہ آپ کا

---

[1] ماخوذ از چودہ ستارے، ۱۰۴/ منتہی الآمال: ج:۱، ص:۱۸۰ تا ۱۸۳، شیخ عباس قمیؒ۔

حسینؑ ہے، میرا اسلام بھی پہنچانا اور کہنا: نانا جان! آپ کے دونوں بیٹے یتیم ہو گئے اور اُمت ہمیں چین سے بھی نہیں سونے دیتی، امام حسینؑ کے بین سن کر حضرت امام حسنؑ نے اپنے چھوٹے بھائی کو پُرسہ دیتے ہوئے فرمایا:

" یَا اَخَآاَجرَکَ اللّٰہُ فِی الْوَالِدَۃِ ".

''میرے بھائی! چپ ہو جاؤ، ماں کی مصیبت پر خدا تمھیں اجر عطا فرمائے''[۱]

دخترانِ فاطمہؑ کی بے تابی

حسنینؑ کے ساتھ ساتھ ماں کے غم میں ننھی بچیاں زینبؑ و اُمّ کلثومؑ بھی پچھاڑیں کھانے لگیں اور جنازے سے لپٹ لپٹ کر بین کرنے لگیں، پھر جناب اُمّ کلثومؑ نے سر پر چادر ڈالی اور قبرِ رسولؐ پر یہ کہتی ہوئی چلیں:

''ہائے نانا جان! آج ہمارا غم پھر تازہ ہو گیا اور یہ محسوس ہو گیا کہ آپ ابھی ہم سے جدا ہوئے اور اب ہمیں آپ کی زیارت نصیب نہ ہوگی، نانا جان! آپ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو اپنے پاس بلا لیا اور اپنی مفارقت کا غم تازہ کر دیا''[۲]

جنازۂ سیدہؑ پر حضرت علیؑ کا گریہ

اسماءؓ کہتی ہیں: جب بچے آہ و بکا کر رہے تھے تو میں نے دونوں شہزادوں سے عرض کی: شہزادو! تمھارے بابا مسجد میں ہیں، انہیں اطلاع دو، یہ سن کر دونوں اشک ریزاں حالت میں مسجد کی طرف دوڑے، مسجد پہنچ کر جونہی اپنے بابا کو دیکھا بے ساختہ دونوں کی چیخیں نکل گئیں، عرض کی بابا جان! ہم ماں سے محروم ہو گئے، بابا! اماں دنیا سے چل بسیں حضرت علیؑ خبر شہادت سن کر صدمے

---

[۱] دمعۃ الساکبہ، ج:۱، ص:۱۶۲/ منتہی الآمال، ج:۱، ص:۱۸۲/ بحار الانوار، ج:۴۳، ص:۲۱۴/ عوالم العلوم، ج:۱۱، ص:۱۰۹۲۔
[۲] منتہی الآمال، ج:۱، ص:۱۸۳/ بحار الانوار، ج:۴۳، ص:۲۱۴۔

سے بے حال ہوگئے، مسجد سے اُٹھ کر باحالِ پریشاں گھر تشریف لائے، دیکھا اسماءؓ بیٹھی رو رہی ہیں، آپ نے چہرۂ مبارک کھول کر دیکھا بیتاب ہوگئے، سرہانے بیٹھ کر گلوگیر لہجے میں فرمایا:

''بنتِ رسولؐ! پیغمبر خداؐ کے بعد آپ ہی تو علیؑ کا تنہا سہارا تھیں، اب آپ بھی ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلی گئیں، اب کس کو میں ڈھارس دوں گا اور کون مجھے تسلی دے گا''[۱]

مدینہ سوگ میں ڈوب گیا

شہادتِ فاطمہؑ کی خبر مدینہ میں پھیل گئی، اہلِ مدینہ گھروں سے نکل پڑے ''بنو ہاشم'' کی عورتیں خانۂ علیؑ میں جمع ہوگئیں، '' یَا سَیِّدَۃُ یَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰہِ'' کا نوحہ پڑھنا شروع کیا اور اس شدّت سے گریہ کیا کہ مدینہ لرز گیا، گریہ وزاری کی آواز سن کر مدینہ والے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے، اِدھر حضرت علیؑ فرشِ عزاء پر بیٹھ کر دخترِ پیغمبرؐ کا پرسہ لے رہے تھے، پہلو میں حسنؑ و حسینؑ رو رہے تھے ان کے رونے سے چاہنے والے بھی اشکبار تھے، پرسہ داری اور گریہ وزاری کے بعد لوگ اس انتظار میں تھے کہ جنازہ باہر آئے تو نماز جنازہ پڑھیں، اتنے میں حضرت ابوذر غفاریؓ اہل بیتؑ پر جان چھڑکنے والا صحابی روتا ہوا باہر آیا اور فرمایا: سب لوگ چلے جاؤ، کیوں کہ بنتِ رسولؐ کا جنازہ ابھی نہیں اُٹھے گا، یہ سن کر لوگ اُٹھے اور واپس چلے گئے، سورج غروب ہوا، رات کا سناٹا چھایا اور خاموشی سے غسل وکفن کی تیاری شروع کی تاکہ جناب فاطمہؑ کی وصیت کے مطابق وہ لوگ جن سے دختر رسولؐ ناراض تھیں اور جنھوں نے آپ کا حق غصب کیا تھا، پہلو پر دروازہ گرایا اور ہر طرح کے ظلم وستم کو روا سمجھا تھا آپ کی نمازِ جنازہ اور دفن میں شریک نہ ہوسکیں۔[۲]

(۱/۲) ماخوذ از: دمعۃ الساکبہ، ج:۱، ص:۱۶۴/ منتہی الآمال، ج:۱، ص:۱۸۳، شیخ عباس قمیؒ۔

غسل کی تیاری

جناب فاطمہؑ نے اپنی شہادت سے قبل غسل کرلیا تھا اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کو اپنی شہادت پر یقینِ کامل ہوگیا تھا۔ جناب اُمّ سلمہؓ فرماتی ہیں: جس دن شہزادی فاطمہؑ نے انتقال فرمایا، میں تھوڑی دیر پہلے آپ کی عیادت کے لئے گئی، آپ نے مجھ سے فرمایا: اماں جان! میرے اُوپر غسل کے لئے پانی ڈال دیجئے، میں نے پانی ڈالا، پھر جدید پوشاک منگوا کر پہنی اور فرمایا: میرا بچھونا بچھا دیجئے، میں نے بچھونا بچھا دیا، آپ اُس پر قبلہ رخ لیٹ گئیں اور فرمایا:

''اماں جان! ابھی ابھی میری روح قبض ہونے والی ہے اور میں آپ لوگوں کے درمیان سے رخصت ہونے والی ہوں، میں اپنی جان سے فارغ ہوچکی ہوں، میں نے غسل کرلیا ہے، پس غسل کے لئے میرے کپڑے نہ اُتارے جائیں''۔[۱]

صدّیق کو صدّیق ہی غسل دے سکتا ہے

حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا: مولا! یہ فرمایئے، بی بی دو عالم حضرت فاطمہ زہراؑ کو کس نے غسل دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: امیر المومنین حضرت علیؑ نے، اس لئے کہ میری جدۂ ماجدہ صدّیقہ تھیں اور صدّیق کو صرف صدّیق ہی غسل دے سکتا ہے''۔[۲]

---

[۱] مناقب ابن شہر آشوبؒ، ج:۳، ص:۳۶۴/ بحار الانوار، ج:۴۳، ص:۱۸۳۔
''یَااُمَّاهُ اِنِّیْ مَقْبُوْضَةٌ اَلآن اِنِّیْ قَدْ فَرَغْتُ مِنْ نَفْسِیْ وَ اِنِّیْ قَدِ اغْتَسَلْتُ فَلَا یَکْشِفُنِیْ اَحَدٌ''.

[۲] من لایحضرہ الفقیہ، ج:۱، ص:۱۴۲ حدیث:۳۹۹/علل الشرائع اردو: ص:۱۳۹/ مناقب: ج:۳، ص:۳۶۴۔ وسائل الشیعہ: ج:۲، ص:۵۳۳۔
''سُئِلَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِؑ عَنْ فَاطِمَةَؑ مَنْ غَسَلَهَا ؟ قَالَ غَسَلَهَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَؑ لِاَنَّهَا صَدِّیْقَةٌ لَمْ یَکُنْ لِیَغْسِلَهَا اِلَّا صَدِّیْق''.

غسل دیتے وقت حضرت علیؑ کی چیخ نکل گئی

جناب فاطمہؑ کو حضرت علیؑ نے غسل دیا اور جناب اسماء بنت عمیسؓ نے اُوپر کے کام انجام دیئے، بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ شہزادی کونینؑ کی رحلت کے بعد حضرت علیؑ نے آپ کو غسل دیا اور امام حسنؑ و امام حسینؑ نے پانی لانے کا کام انجام دیا، اس وقت جناب زینبؑ جناب اُمّ کلثومؑ، جناب فضہؓ اور جناب اسماء بنت عمیسؓ کے علاوہ کوئی بھی وہاں موجود نہ تھا۔[۱]

مقاتل میں ہے کہ جب حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کو غسل دے رہے تھے تو آپ کی پشت اور بازوئے مبارک پر دُرّے کے نشان ملاحظہ کئے، جس کی تاب نہ لاکر فاتحِ خیبر چیخ مار کر رو دیا۔[۲]

بہشتی کافور سے حضرت فاطمہؑ کا حنوط

مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کو سات کپڑوں میں کفن دیا اور رسولِ خداؐ کے کفن سے جو کافور بچ گیا تھا اس سے حنوط کیا۔

''ابن بابویہؒ'' نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جبرئیلؑ جناب رسول خداؐ کے لئے بہشت سے چالیس درہم کے وزن کے برابر کافور لائے، حضرت نے اس کے تین حصے فرمائے، ایک حصہ اپنے لئے رکھا، ایک حصہ علیؑ کو دیا اور ایک حصہ جناب فاطمہؑ کے لئے رکھا۔[۳]

حضرت علیؑ نے اِسی کافور کے ذریعے اہلِ سقیفہ پر احتجاج کیا تھا اور فرمایا تھا:

''کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس کے لئے خداوند عالم کی جانب سے بہشتی کافور آیا ہو

---

۱ ماخوذ از: سیرت فاطمۃ الزہراؑ: ص:۲۳۴، جسٹس آغا سلطان مرزا دہلویؒ۔

۲ ماخوذ از: چودہ ستارے، ص:۱۰۴: مولانا نجم الحسن کراروی۔

۳ حیات القلوب، ج:۲، ص:۱۰۱۱، علامہ مجلسیؒ، ترجمہ سید بشارت حسین کامل۔

خدا کی قسم رسول اللہؐ کے لئے جنت سے بہشتی کافور آیا، آپ نے حکم دیا: یا علیؑ! اس کے تین حصے کرو، ایک سے مجھے حنوط کرنا، دوسرے سے میری بیٹی فاطمہؑ کو اور تیسرا حصہ اپنے لئے رکھ لینا''۔[۱]

بچو آ وَ! اپنی ماں کا آخری دیدار کرلو

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: جب حضرت فاطمہ زہراؑء کی شہادت واقع ہوئی اور ان کو کفن پہنا دیا تو میں نے جناب سیدہؑ کے چہرۂ اقدس کو آخری بار ڈھکتے ہوئے پکارا: بیٹی اُمّ کلثومؑ! بیٹی زینبؑ! اے فضہؑ اور اے حسنؑ و حسینؑ آ وَ اور اپنی ماں کا آخری دیدار کرلو۔[۲]

بحار الانوار میں ''عبداللہ ازدی'' سے مروی ہے کہ اس کے بعد دونوں شہزادے آگے بڑھے اور ماں کے سینہ سے لپٹ کر فریاد کرنے لگے: ہائے یہ کیسی مصیبت کی گھڑی آ گئی کہ نہ ہمارے نانا رہے نہ اماں رہیں، اس کے بعد فرمایا:

'' يَا اُمَّنَا فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ ! يَا اُمَّ الْحَسَنِ وَ يَا اُمَّ الْحُسَيْنِ اِذَالَقِيْتِ جَدَّنَا مُحَمَّدَاًنِ الْمُصْطَفٰى فَاقْرِئِيْهِ مِنَّا السَّلَامَ وَقُوْلِىْ لَهُ اِنَّا قَدْ بَقِينَابَعَدَکَ يَتِيْمَيْنِ فِىْ دَارِالدُّنْيَا ''.

''مادرِ گرامی! جب آپ ہمارے نانا محمد مصطفیٰؐ سے ملاقات کریں تو ان کی خدمت میں ہمارا سلام پہنچانا اور کہنا: نانا جان! آپ کے دونوں بیٹے یتیم ہو گئے''۔(۳)

---

[۱] حیات القلوب، ج:۲، ص:۱۰۲۸، علامہ مجلسیؒ، ترجمہ سید بشارت حسین کاملؔ۔

[۲] سفینۃ البحار، ج:۷، ص:۹۱، مؤلف شیخ عباس قمیؒ '' فَلَمَّا هَمَّمْتُ اَنْ اَعْقُدَ الرِّدَاءَ نَادَيْتُ يَا اُمَّ كُلْثُوْمٍ يَازَيْنَبُ يَا فِضَّةُ يَا حَسَنُ يَا حُسَيْنُ هَلُمُّوْا وَ تَزَوَّدُوْامِنْ اُمِّكُمْ فَهَذَالْفِرَاقُ وَالْقَاءُ فِىْ الْجَنَّةِ ''.

(۳) موسوعۃ کلمات الامام الحسینؑ، ص: ۱۱۵/ ریاض الابرار، ج: ۱، ص:۶۳/ عوالم، ج:۱۱، ص:۱۷۰/ بحار: ج:۴۳، ص:۱۷۹

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں، بچوں کی آہ وفریاد سے جناب فاطمہؑ کا جنازہ لرز گیا، اسی اثناء میں بند کفن ٹوٹے، زہراؑ کے ہاتھ بڑھے، بچوں کو سینہ سے لگالیا بچے ماں کے سینہ سے لپٹ کر دل خراش بین کر رہے تھے کہ ہاتف غیبی سے آواز آئی:

''یا علیؑ! ملائکہ سے تسبیح چھوٹ گئی، عرش وفرش لرزہ براندام ہوگئے، یا علیؑ! بچوں کو ماں کے جنازے سے علیحدہ کرلو''۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں: ''میں آگے بڑھا، بچوں کو جنازے سے الگ کیا، اپنے سینے سے لگالیا، دستِ شفقت پھیرا اور پھر یہ مرثیہ پڑھنا شروع کیا:

فِرَاقُکِ اَعْظَمُ الْاَشْیَاءِ عِنْدِیْ وَ فَقْدُکِ فَاطِمُ اَدْهَی الثُّکُوْلِ

سَأَبْکِیْ حَسْرَةً وَاَنُوْحُ شَجْوًا عَلٰی خَلٍّ مَضٰی اَسْنَا سَبِیْلٍ

اَلْاَیَاعَیْنُ جُوْدِیْ وَاَسْعِدِیْنِیْ فَحُزْنِیْ دَائِمٌ اَبْکِیْ خَلِیْلِیْ

''اے بنت رسولؐ! تمھاری فرقت میرے لئے عظیم مصیبت ہے، میں حسرت ویاس میں آنسو بہاؤں گا اور غم واندوہ میں نوحہ پڑھوں گا، اس دوست کے لئے جو روشن ترین راہ پر چلا گیا، اے آنکھ! اب سخاوت بھی کر اور میرا تعاون بھی کیوں کہ جو مصیبت مجھ پر ٹوٹی ہے وہ دائمی ہے اور میں ہمیشہ اپنے دوست کے فراق میں روتا رہوں گا''۔[۱]

---

[۱] بحارالانوار: ج:۴۳، ۱۷۹/ دمعۃ الساکبہ: ج:۱، ص:۱۶۵/ عوالم العلوم: ج:۱۱، ص:۱۷۰۔

فَقَالَ اَمِیْرُالْمُؤْمِنِیْنَ(ع) اِنِّیْ اُشْهِدُ اللّٰهَ اِنَّهَا قَدْ حَنَّتْ وَ اَنَّتْ وَمَدَّتْ یَدَیْهَاوَ ضَمَّتْهُمَا اِلٰی صَدْرِهَامَلِیًّا وَ اِذَا بِهَاتِفٍ مِّنَ السَّمَاءِ یُنَادِیْ یَا اَبَا الْحَسَنِ اِرْفَعْهُمَا عَنْهَا فَلَقَدْ اَبْکَیَا وَاللّٰهِ مَلٰئِکَةُ السَّمَاوَاتِ فَقَدِ اشْتَاقَ الْحَبِیْبُ اِلَی الْمَحْبُوْبِ قَالَ فَرَفَعْتُ هُمَا عَنْ صَدْرِهَا وَجَعَلْتُ اَنْ اَعْقُدَ الرِّدَاءَ وَاَنَا اُنْشِدُ بِهٰذِهِ الْاِبْیَاتِ.....''.

حضرت فاطمہؑ کا جنازہ اُٹھایا گیا

بچے ماں کے آخری دیدار سے فارغ ہوئے، حضرت علیؑ نے دلخراش مرثیہ پڑھا پھر آپ نے تابوت اُٹھانے کا ارادہ فرمایا، یہ اسلام میں اپنی نوعیت کا پہلا تابوت تھا جو سیدہ کونینؑ نے اپنے لئے بنوایا تھا، آج مسلمانوں میں جنازہ اٹھانے کا موجودہ طریقہ حضرت فاطمہؑ کا ہی بیان کردہ ہے جو یقیناً بی بی دوعالم کے آثار وافکار میں شمار ہوتا ہے۔[۱]

بہرحال حضرت علیؑ نے امام حسنؑ کو قریب بلا کر فرمایا: بیٹا! اپنے نانا کے صحابی ابوذرؓ کے گھر جاؤ اور ان کو خبر کردو کہ تمھاری شہزادی کا جنازہ اُٹھایا جارہا ہے، ابوذرؓ روتے ہوئے خانۂ سیدہؑ پر آئے پیغمبرؐ کا یہ عظیم صحابی ہر روز درِ سیدہؑ پر سلامی کے لئے آتا تھا مگر آج اسی در پر اپنی شہزادیؑ کا جنازہ اُٹھانے آیا ہے، جناب ابوذرؓ آ گئے تو حضرت علیؑ نے ان کے تعاون سے شہزادی کونینؑ کا جنازہ اُٹھایا اور رات کے سناٹے میں اپنی اولاد اور چند اعزاء وانصار کے ہمراہ جنازہ قبرستان کی طرف لے کر چلے۔[۲]

مسلمانوں کے لئے یقیناً یہ غور وفکر کا مقام ہے کہ کیا وجہ تھی بعض صحابہ کو جنازہ میں شرکت سے روکا گیا لیکن بعض کو امام حسنؑ کے ذریعے ان کے گھروں سے بلایا گیا؟۔

شرکائے جنازہ

حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کے جنازے میں بس انہیں لوگوں کو شریک کیا جن کے متعلق شہزادی کونینؑ نے وصیت کی تھی اور فرمایا تھا:

---

[۱] حضرت علی ابن ابی طالبؑ، ص:۱۴۳، مؤلف، ارمان سرحدی۔

[۲] ماخوذ از: دمعۃ الساکبہ، ج:۱، ص:۱۶۹، آقائے محمد باقر دہدشتی نجفی، ترجمہ علامہ اثیر جاڑوی۔

''یا ابا الحسنؑ! جب میں وفات کر جاؤں تو کسی کو بھی میرے مرنے کی خبر مت کرنا، بس یہ لوگ ہی میرے جنازے میں شریک ہوں: عورتوں میں اُمّ سلمہؓ زوجۂ رسولؐ، اُمّ ایمنؓ اور فضہؓ، اور مردوں میں میرے دونوں بیٹے حسنؑ و حسینؑ، عبداللہ ابن عباسؓ سلمان فارسیؓ، عمار بن یاسرؓ، مقداد بن اسودؓ، ابوذر غفاریؓ اور حذیفہؓ ''[۱]

سات لوگوں کی وجہ سے زمین کی خلقت

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

سات لوگوں کی وجہ سے زمین خلق ہوئی ہے اور انہیں کی وجہ سے دوسرے لوگ رزق پاتے ہیں، انہیں کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور انہیں کے سبب لوگوں کی نصرت و مدد ہوتی ہے اور وہ سات آدمی یہ ہیں:

''ابوذر غفاریؓ، سلمان فارسیؓ، عمار بن یاسرؓ، مقداد بن اسودؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، حذیفہؓ اور ساتواں میں، ان کا امام و پیشوا، یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے دخترِ پیغمبرؐ کے جنازے کی نماز پڑھی''[۲]

---

[۱] سفینۃ البحار، ج:۷، ص:۹۱/ بحار الانوار، ج:۴۳، ص:۲۰۸۔

" قَالَ اَمِیْرُ الْمُؤمِنِیْنَ: اَخَذَتْ عَلَیَّ فَاطِمَةُ عَهْدَ اللّٰهِ وَرَسُولَهُ اِنَّهَا اِذَا تُوُفِّیَتْ لَاتُعَلِّم اَحَدًا اِلَّا اُمَّ سَلَمَة زُوْجَ رَسُولِ اللّٰهِ وَاَمَّ اَیْمَن وَ فِضَّةَ ، وَ مِنَ الرِّجَالِ اِبْنَیْهَا وَ عَبْدَ اللّٰهِ بنْ عَبَّاس وَ سَلْمَانَ الْفَارِسِی وَعَمَّارَ بْنَ یَاسِر وَ الْمِقْدَادَ وَ اَبُوذَرَ وَحُذَیْفَة ".

[۲] خصائل، ج:۲، ص:۳۶۱/تفسیر فرات، ص:۵۷۰ (عربی)/ الاختصاص شیخ مفیدؒ، ص:۳۶۹/شواہد التنزیل: ج:۲، ص:۴۴۹۔

"خُلِقَتِ الْاَرْضُ لِسَبْعَةٍ ، بِهِمْ یُرْزَقُونَ، وَ بِهِمْ یُمْطَرُوْنَ، وَبِهِمْ یُنْصَرُوْنَ : اَبُوذَرٍوَسَلْمَانَ وَالْمِقْدَادِ وَالْعَمَّارٍوَحُذَیْفَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَ اَنَا اِمَامُهُمُ السَّابِعُ وَهُمُ الَّذِیْنَ شَهِدُوْاالصَّلٰاةَ عَلٰی فَاطِمَةَ ".

بعض روایات میں شرکائے جنازہ کی فہرست میں حضرت عقیلؑ، حضرت فضلؓ، ابن مسعودؓ بریدہؓ اور آپ کے چچا عباسؓ کے نام بھی آئے ہیں، طبری نے زبیرؓ کا نام بھی اضافہ کیا ہے۔[۱]

حضرت علیؑ جنازہ لے کر چلے اور مزار رسولؐ پر پہنچ کر نماز پڑھائی، نماز میں پانچ تکبیریں پڑھیں۔[۲]

اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دعائیہ کلمات ادا فرمائے اور بارگاہِ خدا میں عرض کی:

" اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ بِنْتُ نَبِیِّکَ فَاطِمَۃ ".

اے اللہ! یہ تیرے نبی محمد مصطفیٰؐ کی دختر فاطمہؑ ہے جو تیرے حضور میں آ رہی ہے۔[۳]

جناب زینبؑ شریکِ جنازہ

بعض روایات میں ہے کہ جناب فاطمہؑ کے جنازے میں شہزادی زینبؑ بھی شریک تھیں چنانچہ بحارالانوار کتاب ''الفتن'' میں تحریر ہے:

'' جناب فاطمہ زہراءؑ کی تشییع جنازہ میں راستہ دیکھنے کے لئے ایک شمع روشن تھی اور جناب زینبؑ جو کہ ابھی کافی کمسن تھیں، سیاہ لباس میں لپٹی ہوئی اس سایہ میں چل رہی تھیں جو شمع کی وجہ سے تابوت کے نیچے زمین پر پڑ رہا تھا''[۴]

---

۱ مناقب ابن شہرآشوبؒ، ج:۳، ص:۳۶۳/ چودہ ستارے، ص:۱۰۶، مولانا نجم الحسن کراروی۔

۲ ☆ پانچ تکبیریں پڑھیں: (سیرت فاطمۃ الزہراءؑ: ص:۲۳۴، مؤلف جسٹس آغا سلطان مرزا دہلویؒ)۔

☆ نماز جنازہ مزار رسولؐ پر ہوئی: (فاطمہ زہراءؑ اسلام کی مثالی خاتون، ص:۲۴۰، آیت اللہ امینیؒ)۔

۳ ماخوذ از: الدمعۃ الساکبہ، ج:۱، ص:۱۶۹، آقائے محمد باقر دہدشتی نجفی، ترجمہ علامہ اثیر جاڑوی۔

۴ چودہ ستارے، ص:۱۰۵، مؤلف علامہ نجم الحسن کراروی۔

قبرِ سیدہؑ سے دو ہاتھ برآمد ہوئے

مناقب میں ہے کہ جب حضرت علیؑ جنت البقیع میں پہنچے تو ایک گوشے سے آواز آئی:

یا علی! میری بیٹی کا جنازہ ادھر لاؤ، اس کی قبر یہاں تیار ہے، جب حضرت اس طرف متوجہ ہوئے تو ایک کھدی کھدائی قبر نمایاں ہوگئی، حضرت علیؑ نے اُسی قبر میں حضرت فاطمہؑ کے جسدِ مطہر کو دفن کیا اور زمین برابر کر دی تا کہ نشانِ قبر باقی نہ رہ سکے۔[۱]

کتاب منتہی الآمال میں شیخ عباس قمیؒ لکھتے ہیں:

''جب جناب سیدۂ کونینؑ کے جنازۂ اطہر کو قبر میں اُتارا گیا تو رسول خداؐ کے ہاتھوں کی مانند دو ہاتھ نمودار ہوئے اور جسمِ اطہر کو سنبھال لیا''[۲]

سپردِ خاک کرتے وقت حضرت علیؑ کا اظہارِ غم

روایت میں ہے کہ جب حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کے جنازے کو قبر میں اتار رہے تھے تو شدتِ غم سے رو دیئے، اسی عالم بے قراری میں قبر میں اُترے، رسول اکرمؐ کو سلام کیا آپ کو شہادتِ فاطمہؑ کی تعزیت پیش کی اور یوں شکویٰ فرمایا:

''یا رسول اللہؐ! آپ کو میری جانب سے اور آپ کے جوار میں آنے والی آپ کی بیٹی فاطمہؑ کی طرف سے سلام ہو، یا رسول اللہؐ! آپ کی برگزیدہ بیٹی کی رحلت سے میرا صبر جاتا رہا، میری ہمت و توانائی نے ساتھ چھوڑ دیا، لیکن کیا آپ کی مفارقت کے عظیم حادثے اور آپ کی رحلت کے جانکاہ صدمے پر صبر کر لینے کے بعد مجھے اس

---

[۱] الدمعۃ الساکبہ، ج:۱، ص:۱۶۹، آقائے محمد باقر دہدشتی نجفی، ترجمہ علامہ اثیر جاڑوی۔
(۲) چودہ ستارے، ص:۱۰۵، مولانا نجم الحسن کراروی۔

کمر شکن مصیبت پر بھی صبر کرنا پڑے گا؟ آپ کی روحِ مبارک نے اس عالم میں پرواز کی کہ آپ کا سر میری گردن اور سینہ کے درمیان تھا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ لیکن اب یہ عطا کی ہوئی امانت پلٹا لی گئی اور گروی رکھی ہوئی چیز چھڑا لی گئی، ہائے میرا غم بے پایاں، میری راتیں بے خواب رہیں گی، یہاں تک کہ خداوند عالم میرے لئے بھی اسی گھر کو منتخب کرے جس میں آپ رونق افروز ہیں، اب وہ وقت آ گیا کہ آپ کی بیٹی آپ کو بتائیں گی کہ کس طرح اُمت ان پر ظلم وستم ڈھانے کے لئے اکٹھا ہوگئی، آپ ان سے پورے حالات دریافت کر لیجئے، یہ ساری مصیبتیں ان پر بیت گئیں، حالانکہ آپ کو گزرے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا اور نہ آپ کے تذکروں سے زبانیں بند ہوئی تھیں، یا رسول اللہؐ! آپ دونوں پر میرا الوادعی سلام ہو، ایسا سلام جو کسی ملول و دل تنگ کی طرف سے ہوتا ہے، اب اگر میں یہاں سے پلٹ جاؤں تو اس لئے نہیں کہ آپ سے میرا دل بھر گیا ہے اور اگر ٹھہرا رہوں تو اس لئے نہیں کہ میں اس وعدے سے بدظن ہوں جو اللہ نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے''۔[1]

---

[1] نہج البلاغہ، ج:۲ خطبہ:۲۰۰، ص۵۶۶ '' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُولَ اللّٰہِ عَنِّیْ وَعَنِ ابْنَتِکَ النَّازِلَةِ فِیْ جَوَارِکَ وَ السَّرِیْعَةِ اللِّحَاقِ بِکَ، قَلَّ یَارَسُولَ اللّٰہِ عَنْ صَفِیَّتِکَ صَبْرِیْ وَرَقَّ عَنْهَا تَجَلُّدِیْ اِلَّا اَنَّ لِیْ فِی التَّأَسِّیْ بِعَظِیْمِ فُرْقَتِکَ وَفَادِحِ مُصِیْبَتِکَ مَوضِعَ تَعَزٍّ فَلَقَدْ وَسَدْتُکَ فِیْ مَلْحُودَةِ قَبْرِکَ وَفَاضَتْ بَیْنَ نَحْرِیْ وَصَدْرِیْ نَفْسُکَ ، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ، فَلَقَدِ اسْتُرْجِعَتِ الْوَدِیْعَةُ، وَاُخِذَتِ الرَّهِیْنَةُ، اَمَّا حُزْنِیْ فَسَرْمَدٌ وَاَمَّا لَیْلِیْ فَمُسَهَّدٌ اِلٰی اَنْ یَخْتَارَاللّٰہُ لِیْ دَارَکَ الَّتِیْ اَنْتَ بِهَا مُقِیْمٌ، وَسَتُنَبِّئُکَ ابْنَتُکَ بِتَضَافُرِ اُمَّتِکَ عَلٰی هَضْمِهَا فَاَحْفِهَا السُّؤَالَ وَاسْتَخْبِرْهَاالْحَالَ، هٰذَا وَلَمْ یَطُلِ الْعَهْدُ وَ لَمْ یَخْلُ مِنْکَ الذِّکْرُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمَا سَلَامَ مَوَدِّعٍ لَاقَالٍ وَلَا سَئِمٍ فَاِنْ اَنْصَرِفْ فَلَا عَنْ مَلَالَةٍ وَاِنْ اُقِمْ فَلَا عَنْ سُوءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللّٰہُ الصَّابِرِیْنَ''.

کلماتِ تلقین

علامہ مجلسیؒ ''مصباح الانوار'' سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے اجدادِ طاہرینؑ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ حضرت علیؑ نے نہایت غم و اندوہ کے عالم میں جنازۂ سیدہؑ کو قبر مطہر میں رکھا اور روتے ہوئے یہ کلمات ادا فرمائے:

''بِسْمِ اللّٰہِ وبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ (ص) سَلَّمْتُکِ اَیَّتُھَا الصِّدِّیْقَۃُ اِلٰی مَنْ ھُوَ اَوْلٰی بِکِ مِنِّیْ، رَضِیْتُ لَکِ بِمَا رَضِیَ اللّٰہُ لَکِ''[۱]

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

'' مِنْھَا خَلَقْنَاکُمْ وَ فِیْھَا نُعِیْدُ کُمْ وَ مِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی''.

''ہم نے اسی زمین سے تم کو پیدا کیا اور مرنے کے بعد اسی میں لوٹائیں گے اور دوسری بار یعنی قیامت میں پھر تم کو زمین سے نکالیں گے''[۲]

قبرِ سیدہؑ پر حضرت علیؑ کا مرثیہ

علامہ ابن شہر آشوبؒ لکھتے ہیں: حضرت علیؑ نے جناب سیدہؑ کی شہادت پر بے پناہ رنج و غم کا اظہار کیا اور اپنے غم و اندوہ کو مرثیہ کے قالب میں ڈھال کر اس طرح بیان فرمایا:

لِکُلِّ اِجْتِمَاعٍ مِنْ خَلِیْلَیْنِ فُرْقَۃٌ وَکُلِّ الَّذِیْ دُوْنَ الْفِرَاقِ قَلِیْلٌ

وَاِنَّ افْتِقَادِیْ فَاطِمَ بَعْدَ اَحْمَدَ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنْ لَاْ یَدُوْمَ خَلِیْلٌ

---

[۱] منتہی الآمال، ج:۱، ص:۱۸۲، مؤلف شیخ عباس قمیؒ۔

[۲] سورۂ طٰہٰ: آیت:۵۵۔

''دو دوستوں کے اجتماع کا نتیجہ جدائی ہے اور ہر مصیبت دلبروں کی جدائی کی مصیبت سے کم ہے، رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد میری شریک حیات فاطمہؑ کا داغِ مفارقت اس امر کا ثبوت ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ باقی رہنے والا نہیں ہے''۔[۱]

قلبِ علیؑ پر رقت طاری

''شیخ عباس قمیؒ'' تحریر فرماتے ہیں: جب حضرت علیؑ جناب سیدہؑ کو سپردِ لحد کر چکے تو آپ نے قبرِ مطہر پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا، پھر آپ وہیں بیٹھ گئے اور شدّتِ غم سے ایسی رقت طاری ہوئی کہ دل کباب ہو گیا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہو گیا یہ دیکھ کر آپ کے چچا ''عباس بن عبدالمطلبؓ'' نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور قبر کے پاس سے اٹھا کر گھر لے گئے۔[۲]

شہادتِ فاطمہؑ کے بعد حضرت علیؑ کی تنہائی

جابر ابن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں: میں نے آنحضرتؐ کی رحلت سے تین دن قبل آپ کو حضرت علیؑ سے یہ فرماتے ہوئے سنا:

''اے میرے دو ریحانوں کے باپ! تم پر خدا کا درود وسلام، میں تم کو خبردار کرتا ہوں کہ کچھ ہی عرصے میں تمہارے دونوں رکن دنیا سے اُٹھ جائیں گے، اس وقت خداوند عالم ہی تمھیں صبر وقرار دے سکتا ہے''۔[۳]

---

[۱] امالی شیخ صدوقؒ، ص:۴۹۱، مجلس:۴۷/ روضۃ الواعظین، ج:۱، ص:۱۵۳/ مناقب:۳، ص:۳۶۵۔

[۲] منتہی الآمال، ج:۱، ص:۱۸۵

''پس عباس عموی آنحضرت دستش را گرفت و از سر قبر او به خانه برد''۔

[۳] عوالم: ص:۲۱۹/ معانی الاخبار، ص:۴۰۳/ امالی صدوقؒ، ۳۵، مجلس:۲۸، روضۃ الواعظین، ج:۱، ص:۱۵۲۔

''سَلَامُ اللهِ عَلَيْکَ يَاابَا الرَّيْحَانَتَيْنِ، اُوْصِيکَ بِرَيْحَانَتَیَّ مِنَ الدُّنْيَافَعَنْ قَلِيْلٍ يَنْهَدِرُ رُکْنَاکَ''۔

نیز جب رسول اکرمؐ نے رحلت فرمائی تو حضرت علیؑ نے فرمایا:

''یہ میرا پہلا رکن تھا جو مجھ سے جدا ہو گیا اور جب جناب فاطمہ زہراؑ کی شہادت واقع ہوئی تو فرمایا: یہ میرا دوسرا رکن تھا جو مجھ سے جدا ہو گیا وہ رکن جس کے بارے میں رسول اکرمؐ نے مجھے خبردار فرمایا تھا۔''[۱]

بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: میں نے بہت زیادہ غم اُٹھائے ہیں لیکن کوئی بھی غم ان تین غموں سے زیادہ تکلیف دہ نہیں تھا:

(۱) رسولؐ کی رحلت کا غم۔

(۲) فاطمہؑ کی شہادت کا غم۔

(۳) حسینؑ کی خبرِ شہادت کا غم جو رسول اللہؐ نے ہمیں سنائی تھی۔[۲]

قبرِ سیدہؑ کی بے حرمتی کا ارادہ

مناقب ''ابن شہر آشوبؒ'' میں ہے کہ حضرت علیؑ نے جناب سیدہؑ کی چالیس قبر بنائی تھیں تا کہ صحیح قبر کا نشان معلوم نہ ہو سکے اور جناب فاطمہؑ کو ستانے والے قبر پر بھی نماز نہ پڑھ سکیں تا کہ سیدہ کونینؑ کو اذیت نہ ہو، اس کے باوجود لوگوں نے قبر کو کھود کر نمازِ جنازہ پڑھنے کی کوشش کی جس کے ردِّ عمل میں حضرت علیؑ ننگی تلوار لے کر زرد لباس پہنے ہوئے قبرستان میں جا بیٹھے، اس وقت آپ کے دہنِ مبارک سے کف جاری تھا، حضرت علیؑ کا یہ غیظ و غضب دیکھ کر لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئیں اور آگے نہ بڑھ سکے۔[۳]

---

۱ عوالم، ص:۲۱۹/ معانی الاخبار، ص:۴۰۳/ امالی صدوقؒ: ۳۵ مجلس: ۲۸، روضۃ الواعظین، ج:۱، ص:۱۵۲۔

۲ روضۃ الشہداء، ص:۱۴۹۔

۳ چودہ ستارے، ص:۱۰۵۔

قبرِ سیدہؑ سے پتھر نکلا

مسعودی نے ''مروج الذہب'' میں بیان کیا ہے کہ: حضرت امام حسنؑ، امام زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کی قبروں کی جگہ ایک پتھر ملا تھا جس پر لکھا ہوا تھا:

" هٰذَا قَبْرُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ وَ قَبْرُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ التَّحِيَّةُ وَ السَّلَامُ ".

''مدارج النبوۃ'' میں ہے کہ اس پتھر کا ظہور ۳۳۰ھ میں ہوا تھا۔[۱]

جنت البقیع پر وہابیوں کا وحشیانہ حملہ

''جنت البقیع'' میں حضرت فاطمہ زہراؑ کا روضۂ اقدس تعمیر کیا گیا تھا اور تمام اعصار میں وہ اپنی حالت پر باقی رہا، کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا، مگر ''ابن سعود'' نے آپ کے روضۂ اقدس کو جذبۂ وہابیت سے متاثر ہو کر شہید کرا دیا، اس نے نہ صرف آپ کے روضۂ اقدس کو منہدم کرایا بلکہ مکۂ معظّمہ میں ۱۹ رمزاراتِ مقدسہ اور مدینۂ منورہ میں بھی تقریباً اتنے ہی مقاماتِ مقدسہ کو شہید کرایا، ان میں جناب فاطمہؑ کی تین نشانیاں بھی تھیں:

(۱) خانۂ سیدہؑ۔

(۲) روضۂ سیدہؑ۔

(۳) بیت الاحزان۔[۲]

---

[۱] مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۷۹۱ مؤلفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اردو ترجمہ مفتی غلام الدین نعیمی۔

[۲] ملاحظہ ہو: انوار الحسنیہ، ج:۱، ص:۵۴، طبع بمبئی ۱۳۴۶ھ۔

اس قوم کے ظلم وستم کا یہ سلسلہ ابھی تک بند نہیں ہوا ہے، چنانچہ ۲؍مئی ۲۰۱۳ء بروز جمعرات دمشق کے مضافات میں واقع حضرت علیؑ کے مشہور ومعروف صحابی جناب ''حجر ابن عدیؓ '' کے روضۂ اقدس کو نقصان پہنچایا گیا اور آپ کی قبر مبارک کھود کر جسدِ اطہر کو نکالا گیا۔

اسی طرح ''اُردن'' میں حضرت ''جعفر طیارؓ '' کے روضۂ اقدس کو آگ لگائی گئی۔

افسوس کہ تکفیری گروہ کے ذریعے صحابہ کرامؓ کی اس طرح توہین ہوئی لیکن ہم نے دیکھا کہ ''تحفظ ناموس صحابہ'' کا دم بھرنے والے اس غم انگیز موقع پر خاموش تماشائی بنے رہے۔

جس وقت جناب حجر بن عدیؓ کی قبر مبارک کو کھولا گیا تو ذرائعِ ابلاغ نے تصدیق کی کہ آپ کا جسدِ اطہر بالکل صحیح وسالم نکلا جو اس بات کی علامت ہے کہ حضرت حجر ابن عدیؓ اور آپ کے ساتھی حق پر تھے اور ان کا قاتل باطل پر تھا۔ کہیں یہ خاموشی اسی وجہ سے تو نہیں تھی؟

مگر!:

قریب ہے یارو! روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

مظاہر حسین

بمقام حوزۂ علمیہ امام حسینؑ مظفر نگر، یوپی (ہند)

۲۱؍اپریل ۲۰۱۴ء مطابق ۲۰؍جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر ۵ بجے

منابع کتاب

- قرآن کریم: ترجمہ مولانا فرمان علیؒ صاحب، مطبوعہ حوزہ علمیہ امام حسینؑ مظفرنگر یوپی (انڈیا)
- اصول کافی: محمد یعقوب کلینیؒ متوفی ۳۲۸ھ، دارالکتب الاسلامیہ تہران (ایران) سن اشاعت ۱۴۰۷ھ
- اصول کافی: محمد یعقوب کلینیؒ ترجمہ فارسی سید جواد مصطفوی مطبوعہ دفتر نشر فرہنگ اہل بیتؑ (تہران)
- الاصول فی توحید بنت الرسولؐ: مصنف مولانا سید خادم حسین بخاری، ناشر مکتبہ ادارہ تبلیغ شیعہ (پاکستان)
- اصول عقائد: مؤلف آیت اللہ العظمی الشیخ مکارم شیرازی، اردو ترجمہ مطبوعہ (دہلی)
- اسوۃ الرسولؐ: مؤلف خان بہادر سید اولاد حیدر فوق بلگرامی مطبوعہ کاظم بک ڈپو (دہلی)
- اسلام نامہ مؤلف مولوی سید خیرات حسن صاحب مطبوعہ نظامی پریس لکھنو، جون ۲۰۱۳ء
- اردو زبان وقواعد: ج ۱، ص ۱۷، مؤلف وناشر، شفیع احمد صدّیقی، سال اشاعت ۱۹۹۹ء
- اہل بیتؑ فرش نشیں فرشتے: مؤلف شیخ انصاریان ترجمہ اقبال حیدر حیدری مطبوعہ انصاریان پبلیکیشنز قم ۲۰۰۸ء
- اثباتِ عزاداری: سید فاضل ہنسوی مطبوعہ سرفراز قومی پریس لکھنو (انڈیا)
- احقاق الحق: قاضی نوراللہ شوستریؒ، نقل از تجلیات عصمت، مؤلف، حجۃ الاسلام محمد دشتی ترجمہ نثار زین پوری
- امالی شیخ طوسیؒ متوفی ۴۶۰ھ مطبوعہ دارالثقافہ قم المقدسہ (ایران) سن اشاعت ۱۴۱۴ھ
- امالی شیخ صدوقؒ متوفی ۳۸۱ھ، مطبوعہ انتشارات کتابچی (ایران) سن اشاعت ۱۳۷۶ش
- الارشاد: مؤلف شیخ مفیدؒ متوفی ۴۱۳ھ مطبوعہ انتشارات اسلامیہ (ایران)
- رشاد القلوب الی الصواب: حسن بن محمد دیلمی متوفی ۸۴۱ھ، مطبوعہ شریف رضی (ایران) سن اشاعت ۱۴۱۲ھ
- الاصابہ فی تمییز الصحابہ: ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ مطبوعہ مرکز ہجر للبحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ
- الاختصاص: شیخ مفیدؒ متوفی ۴۱۳ھ، مطبوعہ قم (ایران) سن اشاعت ۱۴۱۳ھ
- احتجاج: مؤلف شیخ احمد بن علی طبرسیؒ متوفی ۵۸۸ھ مطبوعہ مشہد مقدس (ایران)۔ سن اشاعت ۱۴۰۳ھ
- انوار الحسنیہ: مطبوعہ بمبئی ۱۳۴۶ھ (انڈیا)
- اسلام اور آج کا انسان: علامہ طباطبائیؒ، مترجم: سید قلبی حسین رضوی، مطبوعہ مجمع جہانی اہل بیتؑ (ایران)

- بحارالانوار: علامہ مجلسیؒ متوفی ۱۱۱۰ھ مطبوعہ دارالاحیاء التراث العربی بیروت (لبنان) ۱۴۰۳ھ
- بیت الاحزان: قم (ایران)
- البتول: مؤلف صائم چشتی، مطبوعہ نظامی پریس لکھنو (انڈیا)
- بحورالغمہ: مؤلف حاج سید محمد علی خان، مطبع جعفری لکھنؤ (انڈیا)
- بہشتی زیور: مؤلف اشرف علی تھانوی، مقیم بک ڈپو، بازار چتلی قبر دہلی ۶ (انڈیا)
- بشارۃ المصطفیٰ: مؤلف ابوجعفر محمد طبری متوفی ۵۵۳ھ مطبوعہ کتابخانہ حیدریہ نجف (عراق) سن اشاعت ۱۳۸۳ھ
- پیشوایانِ جلد ۳ مؤلف سید منذر حکیم وعدی غریباوی، مطبوعہ مجمع جہانی اہل بیتؑ (ایران) سن اشاعت ۲۰۰۶ء
- التوحید: مؤلف علامہ شیخ صدوقؒ متوفی ۳۸۱ھ مطبوعہ جامعہ مدرسین قم (ایران) سن اشاعت ۱۳۹۸ھ
- توحید ج ۹ شمارہ ۴ مئی و جون ۱۹۹۲ء۔ مطبوعہ ایرانی کلچر ہاؤس دہلی (انڈیا)
- تسلیۃ المجالس: مؤلف محمد بن ابی طالب حسینی الموسوی متوفی ۱۰ھ مطبوعہ موسسۃ المعارف الاسلامیہ قم ۱۴۱۸ھ
- تفسیرِ امام حسن عسکریؑ: مطبوعہ مدرسہ امام مہدیؑ قم (ایران)، سن اشاعت ۱۴۰۹ھ
- تفسیرِ کبیر: مؤلف محمد بن عمر، فخر رازی مطبوعہ بیروت (لبنان)
- تفسیرِ قمی: علی بن ابراہیم قمیؒ متوفی صدی ۳، مطبوعہ دارالکتب، قم (ایران)، سن اشاعت ۱۴۰۴ھ
- تفسیرِ کشاف: علامہ جاراللہ زمخشری متوفی ۵۳۸ھ، مطبوعہ دارالقلم، بیروت، (لبنان)
- تفسیرِ اسلام: مؤلف فروغ کاظمی مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنو، سن اشاعت اپریل ۱۹۹۸ء
- تفسیرِ فرات: علامہ فرات بن ابراہیم کوفیؒ متوفی ۳۰۷ھ (اردو) مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنو (انڈیا)
- تفسیرِ فرات: علامہ فرات بن ابراہیم کوفیؒ متوفی ۳۰۷ھ (عربی) مطبوعہ تہران سال اشاعت ۱۴۱۰ھ
- تجلیاتِ عصمت: مؤلف حجۃ الاسلام محمد دشتی، اردو ترجمہ، نثار احمد زین پوری، موسسۂ والقلم لکھنو ۲۰۰۹ء
- تاریخ الخلفاء: جلال الدین سیوطی، ترجمہ حکیم شبیر احمد انصاری مطبوعہ زکریا بک ڈپو (دیوبند)، ۱۹۸۹ء
- جامع ترمذی، مؤلف امام ابوموسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند (اردو ترجمہ)
- جامع ترمذی، اردو ترجمہ مولانا فضل احمد صاحب مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، پاکستان سن ۲۰۰۷ء
- چودہ ستارے: مؤلف علامہ سید نجم الحسن کراروی، مطبوعہ حیدری کتب خانہ ممبئی۔ (انڈیا)
- حیات القلوب: علامہ مجلسیؒ، ترجمہ، مولوی سید بشارت حسین کامل مرزاپوری، مطبوعہ حیدری کتب خانہ بمبئی (انڈیا)
- حضرت علی ابن ابی طالبؑ: مؤلف، ارمان سرحدی، مطبوعہ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، پرائیویٹ لمٹیڈ، نئی دہلی (انڈیا)

- الخصال: شیخ صدوقؒ متوفی ۳۸۱ھ، مطبوعہ انتشارات فکر آوران (ایران)، سال اشاعت ۱۳۸۷ش
- الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چہاردہ معصومؑ: مؤلف فضل اللہ روزبہان خنجی مطبوعہ انصاریان قم ۱۴۱۷ھ
- الخرائج والجرائح: مؤلف قطب الدین راوندی متوفی ۵۷۳ھ، مطبوعہ مؤسسہ امام مہدیؑ قم، سن اشاعت ۱۴۰۹ھ
- دلائل الامامۃ: مؤلف محمد بن جریر بن رستم طبری آملی صغیر متوفی صدی ۵، مطبوعہ موسسہ البعثۃ قم ایران ۱۴۱۳ھ
- الدمعۃ الساکبۃ، مؤلف آقائے محمد باقر دہدشتی نجفی، ترجمہ علامہ اثیر جاڑوی، مطبوعہ نظامی پریس لکھنو۔ (انڈیا)
- الدعوات: مؤلف قطب الدین راوندی متوفی ۵۷۳ھ، مطبوعہ مدرسہ امام مہدیؑ قم ایران سن اشاعت ۱۴۰۷ھ
- داستانِ علیؑ: مؤلف محمد رضا رمزی اوحدی، ترجمہ عبدالخالق جعفری مشہدی، مطبوعہ لکھنؤ (انڈیا)
- ذکر وفکر: علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ، مطبوعہ تنظیم المکاتب لکھنو۔ (انڈیا) سن اشاعت ۲۰۰۱ء
- ذخائر العقبیٰ: مؤلف محبّ الدین طبری متوفی ۶۹۴ھ
- ذبحِ عظیم: ڈاکٹر محمد طاہر القادری، مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنو (انڈیا) سن اشاعت ۲۰۰۸ء
- ریاض النضرۃ: مؤلف محبّ الدین طبری مطبوعہ (ایران)
- ریاض القدس: مطبوعہ قم المقدسہ (ایران) نقل از چودہ ستارے: مؤلف علامہ نجم الحسن کراروی (انڈیا)
- رسول کے آنسو: مؤلف مولانا عبدالغنی خان، مطبوعہ زمزم بک ڈپو دیوبند (انڈیا) سن اشاعت ۲۰۰۱ء
- روزنامہ ''قومی سلامتی'' ۹، شمارہ ۳ رمئی ۲۰۱۳ء شائع شدہ دہلی (انڈیا)
- ریاحین الشریعہ: مؤلف علامہ محلاتی، مطبوعہ قم (ایران)
- رؤیائے صادقہ: مؤلف ڈپٹی نذیر احمد نقل از چودہ ستارے: مؤلف علامہ نجم الحسن کراروی (انڈیا)
- روزنامہ راشٹریہ سہارا'' ص ۳ بتاریخ ۹ مارچ بروز اتوار ۲۰۰۳ عظیم شہادت نمبر
- روضۃ الشہداء: مطبوعہ نولکشور پریس کانپور (انڈیا) سن اشاعت ۱۸۹۱ء
- روضۃ الواعظین: محمد بن احمد فتال نیشاپوری متوفی ۵۰۸ھ، مطبوعہ انتشارات رضی قم (ایران) ۱۳۷۵ش
- زندگانی جناب فضہؓ: مؤلف مولانا مقبول احمد نوگانوی ممتاز الافاضل، مطبوعہ رحمت اللہ بک ایجنسی کراچی۔ (پاکستان)
- سفینۃ البحار: مؤلف شیخ عباس قمیؒ متوفی ۱۳۵۹ھ مطبوعہ دار لاسوۃ (ایران) سن اشاعت ۱۴۲۸ھ
- سیرت نبویؐ اردو: مؤلف استاد شہید مرتضی مطہری، مطبوعہ دار الثقلین، کراچی (پاکستان) سن اشاعت ۲۰۰۸ء
- سیرت النبیؐ جلد دوم، مولوی شبلی نعمانی، مطبوعہ کفایت اکیڈمی کراچی (پاکستان)
- سیرت فاطمۃ الزہراؑ، مؤلف جسٹس آغا سلطان مرزا دہلوی، مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنو

- سیرت حضرت زہراؑ پر تحقیقانہ نظر، علامہ امینیؒ، ترجمہ اردو، مطبوعہ (ہندوستان)
- سلسلہ درسہائے تاریخ اسلام: مؤلف گروہ پژوہش وآموزشی آزادی، مطبوعہ انتشارات آزادی (ایران)
- سیرت امیر المومنینؑ: مؤلف مفتی جعفر حسین مترجم نہج البلاغہ، مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنو (انڈیا)
- سقیفہ وفدک: مؤلف احمد بن عبدالعزیز جوہری بصری، متوفی ۳۲۳ھ، مطبوعہ مکتبۃ نینوی الحدیثۃ (تہران)
- ششماہی مجلّہ ام الائمہ، مئی ۲۰۱۱ء مطبوعہ موسسہ محبان ام الائمہ، پٹنہ سٹی (ہندوستان)
- ششماہی ام الائمہؑ، نومبر ۲۰۱۱ء مطبوعہ موسسہ محبان ام الائمہ، پٹنہ سٹی (ہندوستان)
- شیعہ صحابہ: مؤلفہ استاد جعفر سبحانی، مطبوعہ القلم، نوگانواں سادات (انڈیا) سن اشاعت ۱۴۲۶ھ (انڈیا)
- شرح نہج البلاغہ: مؤلف ابن ابی الحدید معتزلی۔ مطبوعہ بیروت (لبنان)
- شرح مسند احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، شارح حمزہ احمد الزین، مطبوعہ دار الحدیث، قاہرہ (مصر)
- شواہد التنزیل لقواعد التفضیل: عبیداللہ بن عبداللہ حسکانیؒ متوفی ۴۹۰، مطبوعہ تہران، سن اشاعت ۱۴۱۱ھ
- صحابہ کے آنسو: مؤلف مولانا عبدالغنی خان مطبوعہ زمزم بک ڈپو دیوبند، (انڈیا) سن طباعت ۱۹۹۸ء
- صحیح مسلم: مترجمہ مولوی وحید الزماں، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند (انڈیا)
- صحیح بخاری: مطبوعہ دار القلم بیروت (لبنان)
- صحیفہ امام الرضاؑ: مؤلف حضرت امام رضا علیہ السلام، متوفی ۲۰۳ھ مطبوعہ مشہد مقدس (ایران) ۱۴۰۶ھ
- صحیفۂ فاطمیہ: مؤلف حمید احمدی جلفائی، مطبوعہ آستانہ زائر، قم المقدسہ (ایران) سن اشاعت ۱۳۸۸ش
- صحیفۂ امام: (امام خمینیؒ کے اقوال وارشادات کا مجموعہ) مطبوعہ قم (ایران)
- صحیفۂ رمضان مؤلف راقم مطبوعہ جامعۃ المصطفیٰ قم، نمائندگی دہلی (ہندوستان)۔ سن اشاعت ۲۰۱۲ء
- عدۃ الدعی ونجاح الساعی: ابن فہد حلیؒ متوفی ۸۴۱ھ، مطبوعہ دار الکتاب الاسلامی، سن اشاعت ۱۴۰۷ھ
- علل الشرائع فارسی مؤلف شیخ صدوقؒ متوفی ۳۸۱ھ مطبوعہ اندیشہ مولانا قم ایران، سن طباعت ۱۳۸۸ش
- علل الشرائع اردو: مؤلف شیخ صدوقؒ، ترجمہ مولوی سید حسن امداد صاحب مطبوعہ نظامی پریس لکھنو۔ ۱۹۹۲ء
- عبرت انگیز واقعات: اردو ترجمہ، مؤلف آیت اللہ سید حسین تہرانی، مطبوعہ لکھنو (انڈیا) سن اشاعت ۲۰۰۵ء
- عوالم العلوم: مؤلف علامہ بحرانی، مطبوعہ مؤسسہ امام مہدیؑ قم (ایران)
- عیون اخبار الرضاؑ: مؤلف شیخ صدوقؒ متوفی ۳۱۸ھ مطبوعہ انتشارات جہان، سال طبع ۱۳۷۸ھ
- عیون اخبار رضاؑ: مؤلف شیخ صدوقؒ، اردو ترجمہ محمد حسن جعفری، مطبوعہ علی اکبر جیوانی ٹرسٹ کراچی (پاکستان)

- عظمت حضرت زینبؑ: مقرر علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر رضوی نقوی، مطبوعہ عباس بک ایجنسی لکھنؤ
- غنچۂ یاس: مؤلف مہدی فاطمی، زبان فارسی، مطبوعہ ''گل نشر'' (ایران) سن اشاعت تاریخ طبع ۱۳۸۵ش
- غنیۃ الطالبین: مؤلف شیخ عبدالقادر جیلانی، مطبوعہ لاہور (پاکستان)
- فقہ القرآن: مؤلف قطب الدین راوندی متوفی ۵۷۳ھ، ناشر مکتبہ آیت اللہ مرعشی نجفیؒ، سن اشاعت ۱۴۰۵ھ
- فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۱: عبدالرؤف المنادی، دارالمعرفۃ بیروت (لبنان) سن اشاعت ۱۳۹۱ھ
- فروغِ ابدیت: مؤلف آیت اللہ جعفر سبحانی، اردو ترجمہ ڈاکٹر اختر مہدی رضوی، ناشر خانہ فرہنگ نئی دہلی (انڈیا) ۲۰۰۳ء
- فاطمہ زہراؑ اسلام کی مثالی خاتون: مؤلف ابراہیم امینی، اردو ترجمہ اختر عباس مطبوعہ انصاریان قم (ایران)
- فضائل فاطمۃ الزہراء: مرتبہ خسرو قاسم پروفیسر جامعہ اسلامیہ علی گڑھ (انڈیا)

(۲) فضائل الصحابۃ: احمد بن محمد بن حنبل، مطبوعہ احیاء التراث الاسلامی مکہ مکرمہ۔

- القدیسہ فی الاحادیث القدسیۃ: مؤلف اسماعیل انصاری زنجانی خوئینی۔ مطبوعہ قم (ایران)
- کفایۃ الاثر: مؤلف علی ابن محمد خزاز رازی، متوفی صدی ۴ ہجری مطبوعہ انتشارات بیدار قم (ایران) ۱۴۰۱ھ
- کشف الغمہ: مؤلف علی ابن عیسیٰ اربلیؒ متوفی ۶۹۲ھ، مطبوعہ مکتبہ بنی ہاشم، تبریز (ایران)۔ اشاعت ۱۳۸۱ھ
- کمال الدین: مؤلف شیخ صدوقؒ، متوفی ۳۸۱، مطبوعہ اسلامیہ (ایران) سال اشاعت ۱۳۹۵ھ
- کتاب سلیم بن قیس الہلالی متوفی ۷۶ھ مطبوعہ قم (ایران) سال اشاعت ۱۴۰۵ھ
- کنز العمال: محمد متقی ہندی، مطبوعہ بیروت (لبنان)
- کوکب دری: مصنف علامہ محمد صالح کشفی ترمذی سنی الحنفی، مطبوعہ حیدری کتب خانہ بمبئی (انڈیا)
- گناہانِ کبیرہ: مؤلف آیت اللہ محمد حسین دستغیبؒ، مطبوعہ انتشارات اسلامیہ (ایران)
- مخالفۃ الوہابیہ للقرآن والسنۃ: مؤلف عمر عبدالسلام۔
- مجموعہ ورام ترجمہ تنبیہ الخواطر: مسعود بن عیسیٰ ورام بن ابی فراسؒ متوفی ۶۰۵ھ، آستان قدس رضوی مشہد (ایران)
- معجزات وکرامات امام حسینؑ: مؤلف عباس عزیزی، مطبوعہ انتشارات صلاۃ (ایران)
- معانی الاخبار: شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمیؒ متوفی ۳۸۱ھ، مطبع جامعہ مدرسین، قم (ایران)۔ ۱۴۰۳ھ
- مشکوٰۃ الانوار: مؤلف علی بن حسن طبرسیؒ متوفی ۶۰۰ھ مکتبۃ الحیدریہ نجف (عراق) ۱۹۶۵ء
- منتہی الآمال: مؤلف شیخ عباس قمیؒ، مطبوعہ انتشارات پیام عدالت (ایران) سن اشاعت ۱۳۸۶ش
- مناقب آل ابی طالبؑ: ابن شہر آشوبؒ متوفی ۵۸۸ھ، مطبوعہ موسسہ انتشارات علامہ قم (ایران)

سن اشاعت ۱۳۷۹ھ
- محافل ومجالس، مؤلف: مولانا سید ذیشان حیدر جوادیؒ، مطبوعہ نئی دنیا، الہ آباد (انڈیا)
- المرتضیٰ مؤلف مولانا ابوالحسن ندوی، مطبوعہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنو (انڈیا)۔ ۱۹۹۱ء
- المزار الکبیر، محمد بن جعفر ابن المشہدی، متوفی ۶۱۰ھ، مطبوعہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم ایران، ۱۴۱۹ھ
- المزار، محمد بن مکی (شہید اول) متوفی ۷۸۶ھ مطبوعہ مدرسہ امام مہدیؑ قم (ایران)
- مسند فاطمۃ الزہراؑ: مؤلف السید حسین شیخ الاسلامی۔ مطبوعہ موسسۂ بوستان کتاب قم (ایران)
- من لایحضرہ الفقیہ: شیخ صدوقؒ متوفی ۳۸۱ھ، موسسۃ الاعلمی بیروت (لبنان) سن اشاعت ۱۹۸۶ء
- مفاتیح الجنان، مؤلف شیخ عباس قمیؒ، مطبوعہ انتشارات دار العلم قم (ایران) سن اشاعت ۱۳۸۰ش
- مدارج النبوۃ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اردو ترجمہ مفتی غلام الدین نعیمی، مطبوعہ ادبی دنیا مٹیا محل دہلی ۶ (انڈیا)
- موسوعۃ الکبریٰ عن فاطمۃ الزہراؑ: مؤلف اسماعیل انصاری زنجانی خوئینی، مطبوعہ قم ایران
- موسوعۃ کلمات الامام الحسینؑ: مؤلف معہد تحقیقات باقر العلوم، مطبوعہ: موسسہ الہادی قم (ایران)
- منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغۃ: مؤلف مرزا حبیب اللہ ہاشمی خوئی متوفی ۱۳۲۴ھ مطبوعہ مکتبۃ الاسلامیہ تہران (ایران)
- مسند فاطمہؑ: مؤلف شیخ عزیز اللہ عطاردی۔ مطبوعہ (ایران)
- مستدرک الوسائل: حاج میرزا حسین نوری متوفی ۱۳۲۰ھ، مطبوعہ مؤسسہ آل البیتؑ قم (ایران) سن اشاعت ۱۴۰۸ھ
(۲) مجمع الزوائد: نورالدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ: مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت (لبنان)
- نقوش عصمت: مصنفہ علامہ جوادیؒ، مطبوعہ محفوظ بک ایجنسی کراچی پاکستان، سن اشاعت جون ۲۰۰۰ء
- نہج البلاغہ: مؤلف سید رضیؒ، اردو ترجمہ مفتی جعفر حسینؒ مطبوعہ حیدری کتب خانہ بمبئی (انڈیا)
- نہج الحق وکشف الصدق: مؤلف علامہ حلیؒ متوفی ۷۲۶ھ مطبوعہ دار الکتاب اللبنانی (بیروت) ۱۹۸۲ء
- نوادر المعجزات فی مناقب الائمۃ الہداۃ، مؤلف محمد بن جریر بن رستم طبری آملی صغیر، مطبوعہ ایران ۱۴۲۷ھ
- نہج الحیاۃ فرہنگ سخنان فاطمہؑ: مؤلفہ محمد دشتی، مطبوعہ مؤسسہ تحقیقاتی امیر المومنینؑ، قم ۱۳۷۲ش
- وقائع الشہور والایام: مؤلفہ پیر جندیؒ مطبوعہ (ایران)
- وسائل الشیعہ: شیخ محمد بن حر عاملیؒ متوفی ۱۱۰۴ھ، مطبوعہ مؤسسہ اہل بیتؑ قم (ایران) ۱۴۰۹ھ
- وسیلۃ الخادم الی المخدوم: فضل اللہ روزبہان خنجی اصفہانی، ترجمہ نثار احمد زین پوری مطبوعہ انصاریان قم سال ۱۴۱۷ھ
- وظائف الابرار: مولانا فرمان علی مرحوم، مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ، سن اشاعت نومبر ۲۰۰۹ء
- ینابیع المودۃ: مؤلف شیخ سلیمان قندوزی حنفی، مطبوعہ نظامی پریس لکھنو (انڈیا)

مختصر زیارت

اَلسَّلامُ عَلَیْکِ یَا سیِّدَةَ نِسَآءِ الْعٰالَمِیْنَ، اَلسَّلامُ عَلَیْکِ یَا وَالِدَةَ الْحُجَجِ عَلَی النَّاسِ أَجْمَعِیْنَ، اَلسَّلامُ عَلَیْکِ أَیَّتُهَا الْمَظْلُومَةُ الْمَمْنُوْعَةُ حَقَّهَا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی أَمَتِکَ وَابْنَةِ نَبِیِّکَ وَزَوْجَةِ وَصِیِّ نَبِیِّکَ، صَلٰوةً تَزْلِفُهَا فَوْقَ زُلْفٰی عِبَادِکَ الْمُکَرَّمِینَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِیْنَ.

فَقَدْ رُوِیَ: " اِنَّ مَنْ زَارَهَا بِهٰذِهِ الزِّیَارَةِ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، وَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ "

الاقبال: ۶۲۳/ مسند فاطمة الزهراءؑ: ص۵